اس کتاب میں، ضرورت کی تقریبا 350 عقیدے ہیں
اور ہر ہر عقیدے کے لئے دس دس آیتیں اور دس دس حدیثیں ہیں
بلکہ ان سے بھی زیادہ ہیں

مؤلف

مکتبہ ثمیر، مانچیسٹر، انگلینڈ

Mobile (0044)7459131157

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ثمرۃ العقائد

نام مؤلف۔۔۔۔۔۔۔مولانا ثمیر الدین قاسمی

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔مکتبہ ثمیر، مانچسٹر، انگلینڈ

طباعت۔۔۔۔۔۔ باراول مارچ ۲۰۱۸ء

چھپائی کے لئے رابطہ کریں مولانا شمس الحق باٹلی

فون۔۔۔۔۔۔نمبر 07811720145

مؤلف کا پتہ

Maulana Samiruddin Qasmi

70 Stamford Street , Old trafford

Manchester,England -M16 9LL

E samiruddinqasmi@gmail.com

Mobile (00 44) 07459131157

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر
302	اہل بیت سے محبت کرنا ایمان کا جز ہے	
305	سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	
306	سیدہ حضرت فاطمہ ؓ کو وراثت کیوں نہیں دی گئی	
309	حضرت ابو بکرؓ نے عہد کیا کہ اہل بیت کو جی بھر کر کر دیں گے	
310	حضرت علیؓ حضرت ابو بکر ؓ کے گلے ملے	
312	امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت	
314	حضرت علیؓ کو حد سے زیادہ بڑھانا بھی ہلاکت ہے	
322	ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی فضیلت	
325	امیر المومنین حضرت ابو بکرؓ کے فضائل	
329	حضرت ابو بکرؓ ان صحابہ میں سے افضل تھے	
330	حضرت ابو بکرؓ، اور حضرت عمر ؓ حضور ؐ کے خسر ہیں	
331	امیر المومنین حضرت عمرؓ کے فضائل	
332	حضرت عمر ؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں	
334	امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے فضائل	
339	میرے اساتذہ نے کتنا احترام سکھایا!	
340	۱۹۔خلافت کا مسئلہ	19
341	خود حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے خلافت کی وصیت نہیں کی ہے	
348	سب نے مل کر حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا	

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
29	۲۹۔ایمان کی تفصیل	426
	چھ چیزوں پر ایمان ہو تو آدمی کو مومن قرار دیا جائے گا	426
	ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا	434
	دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے	435
30	۳۰۔تقدیر	441
	جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی کام کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے	445
	تقدیر کے بارے میں زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے	446
31	۳۱۔استطاعت، خلق اور کسب، کیا ہیں کسبُ	447
32	۳۲۔شرک تمام آسمانی کتابوں میں ممنوع ہے	453
	شرک کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریں گے	457
	اللہ کی عبادت میں شریک کرنا حرام ہے	460
	اللہ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ، اور رکوع جائز نہیں ہے	462
	گناہ کبیرہ کو حلال سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا	470
33	۳۳۔مسلمان مرتد کب بنتا ہے	473
	مرتد کو قاضی شرعی قتل کی سزا دے گا	474
	آدھے جملے سے مشرک نہ بنائیں	479
34	۳۴۔اہل قبلہ کون لوگ ہیں	481
	اسلام میں تشدد بھی نہیں ہے، اور بہت ڈھیل بھی نہیں ہے،	486

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

ثمرۃ العقائد کی خصوصیات

1	کتاب بہت آسان انداز میں لکھی گئی ہے
2	آج کل ضرورت کی جو عقائد ہیں، انہیں کو ذکر کیا گیا ہے
3	ہر عقیدے کے لئے صریح آیتیں، اور صحیح احادیث لائی گئیں ہیں
4	کوشش یہ کی گئی ہے کہ تمام مسالک کے لوگ اس پر متفق ہو جائیں
5	جمعہ میں تقریر کرنے والے خطیبوں کے لئے یہ آسانی ہے کہ یہاں سے آیت اور احادیث لیں اور تقریر فرمائیں
6	کتاب بہت سنجیدہ انداز میں لکھی گئی ہے، اور ہر مسلک والوں کے لئے مفید ہے
7	ہر عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے کتنی آیتیں ہیں، اور کتنی حدیثیں ہیں، انکو گن کر بتائی گئی ہے، اور ہر آیت اور ہر حدیث کا پورا حوالہ دیا گیا ہے
8	اس کتاب میں، ضرورت کی تقریبا 350 عقیدے ہیں ،اور ان عقیدوں کو ثابت کرنے کے لئے دس دس آیتیں اور دس دس حدیثیں ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ ہیں البتہ ضرورت کے موقع پر کم بیش بھی ہے
9	ان عقیدوں کو ثابت کرنے کے لئے 563 آیتیں ہیں اور 373 حدیثیں ہیں اور کل عنوانات 465 ہیں۔ اور کل بڑے عقیدے 44 ہیں

مقدمہ

علم الکلام یا عقائد

از۔حضرت مولانا مرغوب صاحب لاجپوری، دامت برتہم

نوٹ:۔حضرت مولانا مرغوب صاحب لاجپوری، ایک جید عالم ہیں، تقریبا۱۰۰رسائل کے مصنف ہیں، اور دسیوں کتابیں انکے قلم سے آچکی ہیں، اور بہت مقبول بھی ہیں، بہت صحیح رائے رکھتے ہیں، اور صحیح مشورہ دیتے ہیں، مجھے یہ کہنے میں جھجک نہیں ہے کہ وہ میرے شاگرد ہیں، لیکن مجھ سے کہیں آگے بڑھ چکے ہیں، اسی لئے میں نے اپنی کتاب انکو تصحیح کے لئے دیا، انہوں نے بہت اچھی تصحیح کی اور بہت مفید مشوروں سے نوازہ، انہیں کی تصحیح کے ساتھ یہ کتاب شائع کی جارہی ہے۔۔ادارہ

عقائد کی تصحیح انتہائی اہم اور ضروری چیز ہے، بغیر تصحیح عقائد کے ایمان کی حفاظت مشکل ترین امر ہے۔ یہ جملہ تو مشہور ہے کہ اعمال کی کمزوری معاف ہوسکتی ہے مگر عقیدہ کی کمزوری قابل عفونہیں، اس لئے کتنے اعمال ہیں جن کے نہ کرنے سے گناہ تو ہے مگر کفر کا حکم نہیں لگتا، اس کے برخلاف ان اعمال کے بارے میں عقیدہ صحیح نہ ہوتو اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔عقیدہ کی غلطی سے آدمی صراط مستقیم کو چھوڑ کر ضلالت کی راہ کا مسافر بن جاتا ہے۔ راقم الحروف کے جد بزرگوار حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ نے اس کی بڑی عمدہ مثال دی ہے، حضرت تحریر فرماتے ہیں:

''عقائد کی غلطی کرنے والے لوگوں کی صحیح مثال اس مسافر کی سمجھئے! جو منزل مقصود کی شاہ راہ عام کو چھوڑ کر غلطی سے کسی دوسری راہ ہو لیا۔ اور مغلوبان خواہش کی واقعی حالت ایسی سمجھئے! جو منزل مقصود اصلی اور سیدھی سڑک پر چل رہے ہیں، لیکن بادمخالف کے تیز و تند جھونکے بمشکل انہیں قدم اٹھانے دیتے ہیں''۔ (توحید الاسلام۔تالیفات مرغوب ص ۳۴)

اسی اہمیت کی وجہ سے فقہاء عظام وعلماء کرام نے ایمان وعقائد کے بیان کو بڑی تفصیل سے لکھا۔ اسلامی عقائد کیا ہیں؟ کوئی طالب اس کا مطالعہ کرنا چاہے تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ''بہشتی زیور'' حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ''عمدۃ الفقہ'' جلد اول، ''عین الهدایہ'' کا مقدمہ وغیرہ کتب کا مطالعہ کرے کہ ان میں بڑی مفید باتیں آ گئی ہیں۔

اس موضوع پر ہمارے اکابر کی چند مستقل کتابیں بھی ہیں، حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کی ''علم الکلام'' اور ''عقائد اسلام'' قابل قدر ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب اجمیری رحمہ اللہ (سابق شیخ الحدیث ومفتی جامعہ حسینیہ راندیر) کا مختصر رسالہ ''معین العقائد'' طلبہ کے لئے بہت مفید ہے، باوجود اختصار کے جامعیت میں اپنی مثال آپ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں ''الفقہ الاکبر'' کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور اپنی زندگی کے آخری ایام ''کتاب الوصیۃ'' کے نام سے دوسرا رسالہ تصنیف فرمایا، ان دونوں رسائل کی شرح شارح مشکوۃ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے تفصیل سے لکھی اور اس میں بطور تتمہ وتکملہ مزید عقائد کا اضافہ کر کے ایک مفید تصنیف تیار کر لی ہے۔ جو ''شرح فقہ اکبر'' کے نام سے مطبوعہ ہے، اس کی اردو شروحات بھی شائع ہیں۔

امت کے قابل قدر کاوشوں میں سے ایک قابل اعتماد متن 'العقائد النسفیہ'' ہے جو عمر بن محمد نجم الدین النسفی (۵۳۷ھ) کی تالیف ہے، جن کا شمار فقہ حنفی کے اساطین میں ہوتا ہے، اور جن کے قلم نے فقہ' کلام' ادب' تفسیر' تاریخ اور دیگر علوم وفنون پر تقریبا سو کتابوں کو مدون کیا ہے۔ امام نسفی رحمہ اللہ نے

اپنے پیشرو علماء کرام کی محنتوں سے استفادہ کرتے ہوئے عقائد صحیحہ سے متعلق ایک متن تیار کیا جسے امت کے درمیان قبول عام نصیب ہوا۔ آٹھویں صدی کے مشہور کثیر التصانیف محقق عالم مسعود بن عمر علامہ سعد الدین تفتازانی (۷۹۳ھ) نے اس متن کی شرح لکھی، جس میں علامہ موصوف نے ماتریدیہ اوراشاعرہ کے علوم سے استفادہ کرتے ہوئے خالص فنی انداز میں علم کلام کے مسائل کو عقلی ونقلی دلائل سے مبرہن کیا۔علامہ موصوف علم کی گیرائی و گہرائی میں اپنی نظیر آپ ہیں، تاریخ میں موصوف ہی ایک ایسے خوش نصیب مصنف ہیں جن کی مختلف علوم وفنون کی دسیوں کتابیں نصاب تعلیم کا جز بنائی گئی ہیں، اورآج تک علمی دنیاان کےاحسانات سے گرانبار ہیں۔

متقدمین کی ان کتابوں کی افادیت اور داخل نصاب کی ضرورت کے ساتھ اس بات کا اظہار بھی لابدی ہے کہ آج کے دور میں طلبہ کوموجودہ زمانہ کے گمراہ عقائدفرقوں کے بارے میں چند بنیادی اور اہم موضوعات پر کچھ کتابیں تیار کر کے پڑھانی چاہئیں۔ ہمارے فارغ التحصیل طلبہ کی ایک اچھی خاصی تعداد آج کے گمراہ فرقوں کے بنیادی عقائد ہی سے بے خبر ہے، جب عقائد ہی کے بیخبری ہیں تو ان کی تردیداور بیخ کنی کیا کرسکتے ہیں؟ بعض مدارس میں فرقۂ باطلہ کے نام سے ایک مستقل شعبہ کا اجراء قابل مبارک باد ہے،مگرسب ہی طلبہ کے لئے درس میں بھی چند مضامین داخل نصاب کئے جانے چاہئیں۔

تدوین علم کلام......علم کلام اور اس کی ضرورت

صاحب مفتاح السعادۃ نے لکھا ہے کہ علم کلام کی ابتدائی اشاعت پہلی صدی ہجری میں معتزلہ اور قدریہ نے کی۔ اور اہل سنت والجماعت کے علم کلام کی بنیاد تیسری صدی ہجری میں پڑی، کیونکہ اعتزال کی ابتدا واصل بن عطاء نے کی، جو: ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور: ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ اور اہل سنت والجماعت کے علم کلام کی بنیاد امام ابوالحسن اشعری نے ڈالی جو تیسری صدی میں تھے اور خود ایک مدت تک معتزلی رہ چکے تھے۔[1] اس بناء پر علم کلام دو صدیوں تک مستقل طور پر معتزلہ کے ہاتھ میں رہا۔

علم کلام اور اس کی ضرورت:......فلسفہ کی عام وقعت اور ارسطو و افلاطون کے پر عظمت ناموں سے بہت سے لوگ مرعوب ہو گئے تھے اور ان کے دلوں سے مذہب کا اثر زائل ہو گیا تھا، اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ فلسفہ کے مسائل اور حکماء کے خیالات پر تنقید کر کے ان کی وقعت اور ان کے اثر کو کم کیا جائے۔ متکلمین اسلام میں امام غزالی رحمہ اللہ نے اسی ضرورت سے ''تہافت الفلاسفہ'' لکھی۔

علوم دینیہ میں اس علم کا رتبہ سب سے بڑا ہے، کیونکہ جملہ امور دینیہ کا دارومدار صحت عقائد پر ہے، اگرچہ انسان عمر بھر نیکیاں ہی کرتا رہے مگر جب کبھی عقیدے میں کچھ نقصان واقع ہو جائے گا تو ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی، اور اگر عقیدہ صحیح ہو تو کم از کم ابدی عذاب سے نجات مل جائے گی۔ قرآنی تعلیم میں بھی ایمان اور عقائد کی فضیلت واہمیت پر بکثرت اشارے اور تصریحات موجود ہیں، اور جہاں اعمال صالحہ کا ذکر آیا ہے وہاں شروع میں ایمان کو بالالتزام لایا گیا ہے، جس سے واضح طور پر ایمان اور حسن عقیدہ کی اہلیت ثابت ہوتی ہے۔ (معین العقائد ص ۱۴)

ثمرۃ العقائد ایک قابل قدر کتاب

ایمان کی حفاظت کے لئے صحیح عقائد پر مشتمل حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی صاحب مدظلہ نے ایک ضخیم کتاب ''ثمرۃ العقائد'' مرتب فرمائی، مولانا نے اپنی عادت اور اس زمانہ کی ضرورت اور طرز کے مطابق ہر عقیدے کے اثبات پر بطور دلائل قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کا ایک معتد بہ حصہ جمع فرمادیا، ہر عقیدے کے تحت اولاً آیات قرآنی پھر آپ ﷺ کے ارشادات مع مکمل حوالوں کے ایک عمدہ ترتیب پر لکھے ہیں، جنہیں پڑھ کر ہر صاحب ایمان اپنے عقائد کو درست کرسکتا ہے۔

یہ کتاب بہت آسان انداز میں لکھی گئی ہے، اور جن عقائد میں زیادہ خلجان تھے ان میں آیات بہت لائے ہیں، اور احادیث بھی بہت جمع کئے ہیں تاکہ اس عقیدے کے بارے میں تشفی ہو جائے، البتہ جن عقائد میں زیادہ خلجان نہیں تھے ان میں کم آیات لائے ہیں اور کم احادیث پیش کی ہے

حضرت اپنی عادت کے مطابق اشارہ میں بھی کسی پر طنز نہیں کرتے، اور نہ کسی کی بات پیش کرکے اس پر رد کرتے ہیں تاکہ کتاب لمبی نہ ہو جائے، انہوں نے عقیدہ پیش کیا ہے، اعور اس کے لئے آیات اور احادیث پیش کی ہیں، جوامت کی ایک اہم ضرورت ہے

موجودہ دور میں گمراہی کا ایک عجیب فتنہ چل پڑا ہے، اور حدیث پاک کی ورشنی میں وہ دور آگیا ہے جس میں آپ ﷺ اس بات کی پیشنگوئی فرمائی تھی کہ: قرب قیامت میں ایسے حالات آئیں گے آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر، اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر، **اللھم احفظنا منه**، اس پرفتن دور میں ہر مسلمان کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے، اور اپنے عقیدے کی فکر اصلاح کرنی چاہئے۔

راقم کو الحمدللہ پوری کتاب کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا، ماشاءاللہ ہر طرح اس کو مفید پایا، اگر اہل

علم اس کو مطالعہ میں رکھیں اور گاہ گاہ مساجد میں اس کا خلاصہ سناتے رہے تو انشاء اللہ ہمارے عوام کے عقائد بھی درست رہیں گے اور وہ ہر طرح کی گمراہی سے محفوظ رہیں گے۔

عقائد پر اردو زبان میں بعض کتابیں دیکھنے اور ان کے مطالعہ کی توفیق ہوئی، ان کی افادیت کے اقرار کے باوجوٗ جامعیت اور قرآن وحدیث کے حوالوں سے بھرپور اس کتاب کی طرح اور کوئی کتاب نظر نہیں آئی، واقعی یہ کتاب بہت مفید ہے، والعلم عند اللہ۔

چونکہ یہ کتاب ضخیم ہے، ارادہ ہے کہ اس کی ایک تلخیص بھی کروں، اگر وہ تلخیص مکمل ہوگئی تو بہت ممکن ہے کہ مکاتب ومدارس کے طلبہ کے لئے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی، اگر ارباب اہتمام اور اساتذہ مکاتب ودار العلوم اپنے طلبہ کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دیں تو ان کے لئے بھی بہت مفید ہوگی۔

خصوصا مکاتب کے بچوں کو تو ہفتہ میں ایک دن درسا درسا پڑھانا چاہئے، اس لئے کہ مکاتب کے اکثر طلبہ بعد میں دنیوی تعلیم میں مشغول ہوجاتے ہیں اور انہیں دینی علوم کے حصول کا زیادہ وقت نہیں ملتا، اور بسا اوقات ایسے ہی طلبہ عقائد میں کمزور رہ کر بعض مرتبہ گمراہ فرقوں کے آلۂ کار ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اللہ کرے کہ یہ عقائد کی درستگی کا بہترین ہتھیار ثابت ہو، اور مولانا کو دارین میں بہتر اجر عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۴؍شعبان ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱؍اپریل ۲۰۱۸ء سنیچر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب لکھنے کا مقصد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔اما بعد

ایک مرتبہ کچھ طالب آئے اور کہنے لگے کہ، مولانا عقائد میں کوئی ایسی کتاب لکھ دیں جو ہم جیسے طالب علموں کو آسانی سے سمجھ میں آجائے، ہم لوگ سنتے ہیں کہ عقائد کے لئے نص قطعی چاہئے، یعنی آیت اور صحیح حدیث سے استدلال کیا گیا ہو، اس لئے ایسی کتاب لکھیں جس میں صرف آیت سے اور صحیح حدیث سے عقیدہ ثابت کیا گیا ہو، پھر عام فہم آیات، اور احادیث لائیں جن کو تمام مسلک والے مان لیں، کتاب بہت آسان انداز میں لکھیں جس سے عام طالب بھی سمجھ سکیں، کتاب میں وہ عقائد زیادہ ہوں جن کی ضرورت آج کل بہت پڑتی ہے۔

میں بہت دنوں تک اس بات پر غور کرتا رہا، پھر کچھ دنوں کی محنت کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے یہ مجموعہ تیار ہو گیا، اللہ اس کو قبول فرمائے ۔اس کے تیار کرنے میں، مکتبہ شاملہ سے کافی مدد لی گئی ہے

اس کتاب میں طالب علم کی درخواست کی پوری رعایت کی گئی ہے۔مثلا، اس میں صرف آیات اور احادیث سے عقائد ثابت کئے گئے ہیں، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ جس عقیدے میں اختلاف زیادہ تھا، اس میں آیات اور احادیث زیادہ لائی گئی ہیں تاکہ ناظرین کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔اور جن عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں تھا ان میں حدیثیں، یا آیتیں کم لائی گئیں ہیں، تاکہ کتاب لمبی نہ ہو جائے، اور پڑھنے والے اکتا نہ جائیں

میں علماء کے اقوال، قول صحابی، قول تابعی، اجماع، اور قیاس کو دل سے مانتا ہوں، اور ان کی قدر کرتا

ہوں، لیکن طالب علم کی خواہش یہ تھی کہ زیادہ تر قرآن اور حدیث ہو، اس لئے آیت اور حدیث سے ہی زیادہ تر استدلال کیا، پھر دوسری بات یہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ عقائد کے ثبوت کے لئے نص قطعی چاہئے [یعنی آیت، اور حدیث صحیح چاہئے] اس لئے بھی اسی پر زور دیا ہوں

کتاب کو آسان انداز میں لکھا تا کہ ہر آدمی پڑھ سکے، اور انہیں عقائد کو ترجیح دی جن کی ضرورت آج کل زیادہ پڑتی ہے۔ کتاب میں لفظی بحث نہیں کی تا کہ کتاب لمبی نہ ہو جائے

خدا کرے کہ سب مل جائیں

آیت اور حدیث پر اس لئے بھی زور دیا کہ یہ اصل ہیں، تمام مسلک والے ان کو مانتے ہیں، سب کے عقائد کی بنیاد بھی یہی قرآن اور احادیث ہیں، اس لئے امید کی جاسکتی ہے کہ ان عقائد پر متفق ہو جائیں، اور اختلاف کے یہ فتوے کم سے کم ہو جائے، اور مسلمانوں میں اتفاق ہو جائے، یا کم سے کم بڑے بڑے عقیدے پر اتفاق کر لیں، اور جزیاتی مسائل کے لئے یہ راستہ کھلا رکھیں کہ ہر مسلک والا اپنے اپنے انداز میں عمل کر لیں

یہ بہت اچھی بات ہوگی کہ سب مسلک والے کم سے کم مسلمانوں کے ملی مسائل کے لئے سال میں ایک مرتبہ جمع ہو جائیں، اس میں ایک دوسرے پر طنز نہ کریں، ہنگامہ اور انتشار نہ کریں، بلکہ ملی اور مشترکہ مسائل پر مل کر غور کریں اور سب جمع ہو کر ایک فیصلہ کریں تا کہ حکومت پر زور دینے میں آسانی ہو۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ایک مسلک والا کچھ کہتا ہے، دوسرا کچھ کہتا ہے، اور حکومت انتشار، اختلاف سمجھ کر کسی پر عمل بھی عمل نہیں کرتی، بلکہ ہمیں کمزور سمجھ کر نظر انداز کر دیتی ہے

بس اسی اتفاق کے خاطر اس کتاب کو لکھنے کی سعی کی ہے، خدا کرے کہ ناچیز کا یہ مقصد پورا ہو جائے، اور لوگ مجھے دعائیں دیں۔۔ آمین یا رب العالمین

دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی ذات وصفات، جنت، جہنم ان سب کی حقیقت آیت اور حدیث سے ہی معلوم ہوگی، کسی کے کہنے سے نہیں ہوگی، اسی لئے علما فرماتے ہیں کہ عقیدے کے لئے نص قطعی چاہئے، یعنی آیت اور حدیث ہی چاہئے، میں نے اسی لئے صرف آیتیں اور احادیث جمع کی ہیں، اور انہیں سے سارے عقیدوں میں استدلال کیا ہے

دل سے معافی مانگتا ہوں

عقائد کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے، اس بارے میں بہت اختلاف بھی ہے، اور ہر ایک کے دلائل بھی بہت ہیں، اس لئے میرے لئے یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ میں نے سارے عقائد صحیح لکھے ہیں، اور انکے لئے دلائل بھی بالکل صحیح دئے ہیں، بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ اس میں غلطی ہوئی ہوگی، اس لئے اس کتاب میں کسی کو غلطی نظر آئے تو ضرور مجھے اس کی اطلاع دیں۔ اور کسی کو تکلیف ہوئی ہو تو مجھے دل سے معاف کر دیں، میں بہت شکر گزار رہوں گا

اتنا خیال ضرور رکھیں کہ آیت کی صراحت سے، یا صحیح حدیث کی صراحت سے کوئی بات ثابت ہوتی ہو، اور میں نے اس کے خلاف لکھ دیا ہے، تو ضرور مجھے اطلاع دیں، کیونکہ آیت، یا صحیح حدیث کے خلاف عقیدہ پیش کر کے مجھے گناہ میں مبتلاء نہیں ہونا ہے، اور یہ بوجھ لیکر دنیا سے نہیں جانا ہے

ہاں علماء کی رائیں مختلف ہوں تو میں ان کا بھی بہت احترام کرتا ہوں، اور دل سے مانتا ہوں، لیکن اس سے کتاب لمبی ہو جائے گی، اس لئے اس کو چھوڑ دیا ہوں

حضرت عبد اللہ بن عباس کی تفسیر سے حل پیش کیا

آیت کا کوئی لفظ مغلق ہو تو اس کے حل کے لئے حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ کی تفسیر، تنویر المقیاس، سے اس لفظ کو حل کیا ہے، کیونکہ اس تفسیر کی نسبت کم سے کم ایک عظیم صحابی کی طرف ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ان کی تفسیر کافی صحیح ہوتی ہے، اس لئے دوسری تفاسیر کا مجھے انکار نہیں ہے، لیکن حل کے لئے اسی کا انتخاب کیا گیا ہے۔

آیت کا ترجمہ، حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کے آسان ترجمہ قرآن سے لیا ہوں۔ اور احادیث کا ترجمہ، مجھے خود کرنا پڑا، کیونکہ احادیث کی تمام کتابوں کے لئے کوئی اردو ترجمہ میسر نہیں تھا

طنز و مزاح سے اختراز کیا ہوں

اس کتاب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کسی کا نام نہ آئے تا کہ اس کو برا معلوم نہ ہو، کسی کے بارے میں اشارہ اور کنایہ بھی نہیں کیا ہوں، تا کہ اس کی توہین نہ ہو اور اختلاف نہ بڑھ جائے ، پھر بھی کسی کو برا معلوم ہو تو دل سے معافی مانگتا ہوں۔ اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دیں۔

شکریہ

اس کتاب کے لکھنے میں جن جن حضرات نے مدد کی ہے، میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں

خاص طور پر میری اہلیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ انہوں نے ہر قسم کی سہولت پہنچائی جس کی بنا پر میں یہ کتاب لکھ سکا۔ اللہ تعالی ان کو دونوں جہانوں میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے

حضرت علامہ اختر صاحب، اور حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب، لاجپوری دامت برکاتہم، کا بھی

خاص شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے ہمیشہ میری ہمت افزائی کی، اور میری کتاب سے خاص دل چسپی رکھی، اور مفید مشوروں سے نوازتے رہے

،حضرت مولانا مرغوب صاحب لاجپوری دامت برکاتہم نے تو میری پوری کتاب کی اصلاح بھی فرمائی، اور اچھی اصلاح فرمائی اس لئے ان کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالی اپنی بارگاہ سے ان حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین یارب العالمین

میرے لئے دعا فرمادیں

علماء اور صلحاء کی خدمت میں عرض ہے کہ میری آخرت درست ہو جائے، اور اللہ پاک تمام گناہوں کو معاف کر کے، جنت الفردوس عطا کر دے، اس کی دعا کر دیں، میں اس وقت اڑسٹھ سال کا ہو چکا ہوں، بڑھاپے کا وقت ہے، ہاتھ بالکل خالی ہے، پتہ نہیں کب بلاوا آجائے، اس لئے جب بھی یاد آئے بشرط سہولت میرے لئے دعا کر دیا کریں، بس اتنی سی گزارش ہے

دعا کا محتاج، احقر ثمیر الدین قاسمی، غفرلہ، مانچیسٹر، انگلینڈ، 2018 /2/ 13

مبائل نمبر 0044 7459131157

ای میل۔ samiruddinqasmi@gmail.com

ا۔اللہ کی ذات

اس عقیدے کے بارے میں 61 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اس وقت کچھ لوگ ناستک، بن رہے ہیں، یعنی وہ کہتے ہیں کہ خدا ہے ہی نہیں، یہ دنیا خود ہی پیدا ہوئی ہے، نہ حساب کتاب ہے، اور نہ قیامت ہے، اس لئے ہم کو اللہ پر یقین کرنے اور اس کی عبادت کرنے کی ضرورت نہیں، یہ مصیبت آسمانی تمام مذہب والوں کے لئے ہے، اس لئے میں نے ان آیتوں کو پیش کیا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہے، اسی نے پوری کائنات کو پیدا کیا ہے، اور وہی سب کو ختم کرے گا، اور قیامت لائے گا، اور سب کا حساب لیا جائے گا، اور جو ایمان کے ساتھ جائے گا اس کو جنت دی جائے گی، اور جو بغیر ایمان کے مرے گا اس کو جہنم میں داخل کیا جائے

اس کتاب میں میں نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ موت، حیات، شفا، بیماری، روزی، بیوی، اولاد، یہ سب چیزیں دینے والا صرف اللہ ہے، اس لئے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہئے، اور صرف اسی سے تمام ضروریات مانگنی چاہئے

اللہ کا ذاتی نام، اللہ، ہے، باقی نام صفاتی ہیں

لفظ ,اللہ، اللہ کا ذاتی نام ہے، اور اس کے علاوہ جتنے بھی نام ہیں وہ سب صفاتی نام ہیں، یعنی اللہ کی صفت کی وجہ سے وہ نام بنا ہے، مثلا ,رزاق، اس لئے اللہ کا نام ہے کہ اللہ روزی دینے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ کا ذاتی نام استعمال ہوا ہے

1۔قل اللہ خالق کل شیء و ھو الواحد القھار ۔ (آیت ۱۶،سورت الرعد ۱۳)

ترجمہ۔کہو کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ تنہا ہی ایسا ہے کہ اس کا اقتدار سب پر حاوی ہے۔

2۔سبحانہ ھو اللہ الواحد القھار ۔(آیت ۴،سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اللہ پاک ہے، وہ ایک اور زبردست اقتدار کا مالک ہے!

ان دونوں آیتوں میں اللہ کے ذاتی نام استعمال ہوئے ہیں،

ان کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں اللہ کا ذاتی نام استعمال ہوا ہے

اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

اللہ اس ذات کو کہتے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیں گے، اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی انتہا ہے۔

اس کی دلیل یہ آیت ہے

3۔هُوَ الْأَوَّلِ و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بكل شیء علیم (آیت ۳،سورۃ الحدید:۵۷) ترجمہ،وہی اللہ اول بھی ہے،اور آخر بھی ہے،ظاہر بھی ہے،اور باطن بھی ہے اور وہ ہر چیز کو پوری طرح جانتا ہے

4۔کل شیء هالک الا وجهه۔(آیت ۸۸،سورت القصص ۲۸)

ترجمہ۔ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے

1۔حدیث میں ہے۔اللّٰهُمَّ أَنتَ الأَوَّلُ فَلَيسَ قَبلَكَ شَيءٌ وَأَنتَ الآخِرُ فَلَيسَ بَعدَكَ شیء ،انت الظاهر فلیس فوقک شیء و انت الباطن فلیس دونک شیء (مسلم شریف، باب الدعاء عند النوم،ص ۱۱۷۹،نمبر:۲۷۱۳/۶۸۸۹)

ترجمہ۔اے اللہ آپ ہی اول ہیں،آپ سے پہلے کچھ بھی نہیں ہے،آپ آخر ہیں،آپ کے بعد کچھ نہیں ہے،آپ ظاہر ہیں آپ کے اوپر کچھ بھی نہیں ہے،آپ باطن ہیں آپ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے

ان آیتوں اور حدیث میں ہے کہ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ کی ذات کبھی فنا نہیں ہوگی اور نہ اس کو موت آئے گی

،اللہ کی ذات فنا سے پاک ہے۔اس کی دلیل یہ آیت ہے۔،

5۔کل شیء ھالک الا وجھہ۔(آیت ۸۸،سورت القصص ۲۸)

ترجمہ۔ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے

6۔و توکل علی الحی الذی لا یموت۔(آیت ۵۸،سورت الفرقان ۲۵)

ترجمہ۔تم اس ذات پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ فنا اور موت سے پاک ہے

حیات کی چار قسمیں ہیں۔

[۱] ایک اللہ کی حیات ہے، اس میں نہ فنا ہے اور نہ موت ہے، یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی

[۲] حیات دنیوی ۔ یہ انسان اور جانور کی حیات ہے، انکی حیات ایک زمانے میں نہیں تھی، پھر اللہ کے پیدا کرنے سے ہوئی، اور پھر فنا ہو جائے گی، اور موت واقع ہو جائے گی۔

[۳] حیات برزخی ۔ یہ قبر کی حیات ہے، اس کو حیات برزخی کہتے ہیں، یہ مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے، اور قیامت تک رہے گی

[۴] جنت اور جہنم کی حیات، یہ حیات جنت اور جہنم میں داخل ہونے کے بعد شروع ہوگی، اور ہمیشہ رہے گی،

ان سب کو حیات، کہتے ہیں، لیکن اس کی کیفیت میں بہت فرق ہے۔

اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے

زمین اور آسمان میں جتنی بھی چیزیں ہیں، ان میں سے کوئی بھی چیز اللہ کی ذات، یا اس کی صفات کی طرح نہیں ہیں، کیونکہ اللہ کی ذات واجب الوجود ہے، اور دنیا کی ساری چیزیں فانی ہیں، اس کی ذات اور صفات کی طرح کوئی چیز کیسے ہو سکتی ہے

اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں، اس کی دلیل یہ آیت ہے

7۔لیس کمثله شیء وهو السمع البصیر۔ (آیت ۱۱، سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔کوئی چیز اللہ کے مثل نہیں ہے، اور وہی ہے جو ہر بات کو سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے

8۔لم یکن له کفوا احد۔ (آیت ۴، سورت اخلاص ۱۱۲)

ترجمہ۔اور اللہ کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں ہے

9۔اذ تأمروننا ان نکفر بالله و نجعل له اندادا۔ (آیت ۳۳، سورت سبا ۳۴)

ترجمہ۔جب تم تاکید کرتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کا معاملہ کریں اور اس کے ساتھ شریک مانیں

10۔فلا تجعلوا لله اندادا و انتم تعلمون۔ (آیت ۲۲، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ جب کہ تم یہ سب باتیں جانتے ہو

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے

اللہ کی نہ اولاد ہے، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے

،اور نہ اس کے برابر کوئی ہے

اس لئے کسی کو اللہ کے برابر سمجھنا شرک ہے اس سے بہت بچنا چاہئے۔

عیسائیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، لیکن قرآن نے بتایا کہ اللہ کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے، وہ بے نیاز ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں۔

11۔قل ھو اللہ احد اللہ الصمد ، لم یلد و لم یولد، و لم یکن لہ کفوا احد ۔(آیت ا۔۳،سورت اخلاص۱۱۲)۔ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے کہ، اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے، اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں، نہ کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور اس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں

12۔سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السماوات و ما فی الارض ۔(آیت ۱۷۱، سورت النساء۴) ترجمہ۔وہ اس بات سے بالکل پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔

13۔قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ ھو الغنی لہ ما فی السماوات و ما فی الارض ۔(آیت ۶۸ ،سورت یونس۱۰)

۔ترجمہ۔کچھ لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، پاک ہے اس کی ذات وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ سے نہ کوئی پیدا ہوا ہے، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے، اور نہ اس کا کوئی مثل ہے

اللہ کو نہ نیند آتی ہے، اور نہ نیند انکے مناسب ہے۔

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

14۔اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تأخذہ سنة و لا نوم (آیت ۲۵۵،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو ہمیشہ زندہ ہے، جو پوری کائنات سنبھالے ہوا ہے، جس کو نہ کبھی اونگھ لگتی ہے اور نہ نیند آتی ہے

2۔حدیث میں ہے۔ ان اللہ لا ینام و لا ینبغی لہ ان ینام۔(مسلم شریف، باب فی قولہ علیہ السلام ان اللہ لا ینام، ص ۹۱، نمبر ۱۷۹/۴۴۵)

ترجمہ۔اللہ سوتا نہیں ہے، اور اس کے لئے نیند مناسب بھی نہیں ہے

اس آیت اور حدیث میں ہے کہ اللہ کو نیند نہیں آتی، اور یہ اس کے لئے مناسب بھی نہیں ہے

اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

15۔الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر (آیت ۱۰۶،سورۃ البقرۃ ۲)۔
ترجمہ۔کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

16۔للہ ملک السماوات و الارض و ما فیھن و ھو علی کل شیء قدیر ۔(آیت ۱۲۰،سورت المائدہ ۵)۔ترجمہ۔تمام آسمانوں اور زمین اور جو ان میں ہیں وہ سب اللہ ہی کی ملکیت میں ہیں،اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

17۔این ما تکونو یأت بکم اللہ جمیعا ان اللہ علی کل شیء قدیر ۔(آیت ۱۴۸، سورت البقرۃ ۲)۔ترجمہ تم جہاں بھی ہوگے اللہ تم سب کو اپنے پاس لے آئیگا،یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے

18۔فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء و اللہ علی کل شیء قدیر۔(آیت ۲۸۴، سورت البقرۃ ۲) ترجمہ۔اللہ جسکو چاہے گا اس کو معاف کردے گا،اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا، اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

19۔و یعلم ما فی السماوات و ما فی الارض و اللہ علی کل شیء قدیر ۔(آیت ۲۹، سورت آل عمران ۳) ترجمہ۔آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہر چیز کو جانتا ہے،اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

20۔و للہ ملک السماوات و الارض و اللہ علی کل شیء قدیر۔(آیت ۱۸۹،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کی سلطنت صرف اللہ کی ہے اور اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے

اس طرح ۴۰ آیتوں میں فرمایا ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

21۔ذالکم اللہ ربکم لا الہ الا ھو خالق کل شیء فأعبدوہ ۔(آیت۱۰۲،سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔ یہ اللہ ہے جو تم کو پالنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، اس لئے اسی کی عبادت کرو۔

22۔قل اللہ خالق کل شیء و ھو الواحد القھار .(آیت۱۶،سورت الرعد۱۳)

ترجمہ۔ کہہ دو صرف اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے، اور تنہا وہی ہے جن کا اقتدار سب پر حاوی ہے

23۔ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا ھو ۔(آیت۶۲،سورت غافر۴۰)

ترجمہ۔ یہ اللہ ہے جو تم کو پالنے والا ہے، وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،

ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اس لئے اللہ ہی سے اولاد مانگنا چاہئے، کسی پیر یا فقیر سے نہیں مانگنا چاہئے، یہ شرک ہے اور اللہ تعالی اس سے ناراض ہوتے ہیں

اللہ تمام جہانوں کا مالک ہے

،اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

24۔و لله ملك السماوات و الارض و الله على كل شيء قدير ۔(آیت۱۸۹،سورت آل عمران۳)

ترجمہ۔تمام آسمانوں اورزمین کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ہے،اوراللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

25۔و لله ملك السماوات و الارض و ما بينهما ۔ (آیت۱۷،سورت المائدہ۵)۔

ترجمہ۔تمام آسمانوں اورزمین،اورجوان دونوں کے درمیان ہیں اس کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ہے،

26۔و لله ملك السماوات و الارض و ما بينهما و اليه المصير۔ (آیت۱۸،سورت المائدہ۵)

ترجمہ۔تمام آسمانوں اورزمین، اورجوان دونوں کے درمیان ہیں اس کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ہے، اوراسی کی طرف سب کولوٹ کر جانا ہے

27۔سبحان الذی بيده ملكوت كل شيء و اليه ترجعون . (آیت۸۳،سورت یٰس۳۶)

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ تمام چیزوں کی ملکیت ہے،اورتم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تمام چیزوں کا مالک ہے۔

حشر کا دن بہت بڑا دن ہے، اللہ اس دن کا بھی مالک ہے

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں ۔

28۔ مالک یوم الدین۔ (آیت ۳،سورت الفاتحہ ۱)

ترجمہ۔ جو بدلے کے دن کا مالک ہے

29۔قولہ الحق وله الملک یوم ینفخ فی الصور. (آیت ۷۳،سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔اور جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن بادشاہی اسی کی ہوگی

ان آیتوں میں ہے کہ قیامت کے دن کا مالک اللہ ہی ہے

اللہ جوہر،عرض،جسم اور کیفیت سے پاک ہے،

اللہ جوہر،عرض،جسم اور کیفیت سے پاک ہے، کیونکہ یہ باتیں مخلوقات کے لئے ہیں، اور اللہ واجب الوجود ہے،اس لئے وہ ان صفات سے پاک ہے ۔

اس کے لئے یہ آیت ہے

30۔لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر۔(آیت ۱۱،سورت الشوری۴۲)

ترجمہ۔کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے،اور وہی ہے جو ہر بات سنتا ہے،سب کچھ دیکھتا ہے

اس آیت میں ہے کہ اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے

اللہ تعالی جہت، اور مکان سے پاک ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

31۔ الا انہ بکل شیء محیط ۔(آیت ۵۴،سورت فصلت ۴۱)

ترجمہ۔سن لو اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

32۔و کان اللہ بکل شیء محیطا۔(آیت ۱۲۶،سورت النساء ۴)

ترجمہ۔اور اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اس لئے جہت کو بھی گھیرے ہوا ہے،اس لئے اللہ کے لئے کوئی جہت نہیں ہے۔

اللہ ہی ہر قسم کے تعریف کے لائق ہیں

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

33۔الحمد لله الذی له ما فی السموات و ما فی الارض و له الحمد فی الآخرة و هو الحکیم الخبیر ۔(آیت ۱،سورت سباء ۳۴)

ترجمہ۔تمام تعریف اس اللہ کی ہے جس کی صفت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے،اور آخرت میں بھی تعریف اسی کی ہے،اور وہی ہے جو حکمت کا مالک ہے مکمل طور پر خبر رکھنے والا

34۔له ما فی السموات و ما فی الارض و ان الله لهو الغنی الحمید ۔(آیت ۶۴، سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ہے،اور یقین رکھو کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو سب سے بے نیاز ہے بذات خود تعریف کے قابل ہے

35۔ و اعلموا ان الله غنی حمید ۔(آیت ۲۶۷،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اور یاد رکھو کہ اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ ہر قسم کی تعریف اسی کی طرف لوٹتی ہے

36۔لله ما فی السموات و ما فی الارض ان الله لهو الغنی الحمید۔(آیت ۲۶، سورت لقمان ۳۱)

ترجمہ۔آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ہے،اور یقین رکھو کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو سب سے بے نیاز ہے بذات خود تعریف کے قابل ہے

ان آیتوں میں ہے کہ تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کی ہیں

اللہ جھوٹ بولنے سے پاک ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

37۔ وعد اللہ حقا و من اصدق من اللہ قیلا۔(آیت ۱۲۲،سورت النساء ۴)

ترجمہ۔اللہ کا وعدہ سچا ہے،اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے؟

38۔و من اصدق من اللہ حدیثا ۔(آیت ۸۷،سورت النساء ۴)

ترجمہ۔اورکون ہے جو اللہ سے زیادہ بات کا سچا ہو؟

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ سچا ہی سچا ہے،اس میں جھوٹ کا کوئی تصور نہیں ہے

کچھ لوگوں نے یہ منطقی بحث چھیڑ دی ہے کہ جھوٹ بولنا بھی ایک چیز ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو کیا اللہ جھوٹ پر بھی قادر ہے؟ ، اور بعض لوگوں نے یہ سمجھ کر یہ بھی ایک چیز ہے، اس لئے کہہ دیا کہ اللہ جھوٹ پر بھی قادر ہے،لیکن بولتے نہیں ہیں۔

لیکن یہ بحث بھی منطقی ہے،اور جواب بھی منطقی ہے،صحیح بات یہ ہے کہ اللہ کی ذات ایسی ہے کہ اس میں نقائص کا تصور بھی نہیں ہے،اس لئے جھوٹ ہو یا نقائص کی کوئی اور چیز ،اللہ ان تمام سے پاک ہیں۔یہ تو انسان اور جنات کا خاصہ ہے کہ اس میں اچھائی بھی ہے،اور نقائص بھی ہیں۔

اللہ ہر چیز کا سننے والا ہے،اور ہر چیز کو جاننے والا ہے

اللہ کے علاوہ کوئی ایسی ذات نہیں ہے جو ہر چیز کو سننے والی،اور ہر چیز کو جاننے والی ہو۔

ہندوؤں کا اعتقاد یہ ہے کہ ان کا بت انکی دعا کو سنتا ہے،اوراس کی حالت کو جانتا ہے،اسی لئے وہ بتوں کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتے ہیں،اوراس سے حاجت مانگتے ہیں،

مسلمان کوایسا ہر گزنہیں کرنا چاہئے،یہ مدد طلب کرنے میں شرک ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

39۔ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔(آیت ۱۲۷،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اے ہمارے رب ہماری خدمت قبول کرلے،صرف تو ہی بہت سننے والا،بہت جاننے والا ہے

40۔قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا و لا نفعا و اللہ ھو السمیع العلیم۔(آیت ۷۶،سورت المائدہ ۵)

۔ترجمہ۔اے پیغمبران سے کہو! کہ کیا اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو،جو نہ نقصان کا مالک ہے،اور نہ نفع کا مالک ہے،صرف اللہ ہی ہر بات کو سننے والا،اور ہر بات کو جاننے والا ہے

41۔قال ربی یعلم القول فی السماء و الارض و ھو السمیع العلیم۔(آیت ۴،سورت الانبیاء ۲۱) ترجمہ۔پیغمبر نے کہا،آسمان اور زمین میں جو کچھ کہا جاتا ہے،میرا رب اس سب کو جانتا ہے،وہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے

42۔و الذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیء ان اللہ ھو السمیع البصیر۔(آیت ۲۰،سورت غافر ۴۰) ترجمہ۔اللہ کے علاوہ جس کو تم پکارتے ہو وہ کچھ فیصلہ نہیں کرسکتا،صرف اللہ ہی بہت سننے والا بہت جاننے والا ہے

اللہ کی ذات بلند ہے، اور عظمت والی ہے

اللہ کی ذات بہت بلند ہے، اور بہت عظمت والی ہے، اس کی بڑائی کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ، یہ اعتقاد رکھنا چاہئے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

43۔و لا یو دہ حفظھما و ھو العلی العظیم۔(آیت ۲۵۵،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اور زمین آسمان دونوں کی نگہبانی سے اللہ کو ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا، اور وہ بہت ہی بلند، اور عظمت والا ہے

44۔لہ ما السموات و ما فی الارض و ھو العلی العظیم۔(آیت ۴،سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے،، اور وہ بہت ہی بلند، اور عظمت والا ہے

45۔و ان ما یدعون من دونہ ھو الباطل و ان اللہ ھو العلی الکبیر ۔(آیت ۶۲،سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔اور اللہ کے علاوہ جنکو بھی تم پکارتے ہو سب باطل ہیں، اور اللہ ہی کی شان اونچی ہے، رتبہ بھی بڑا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کی ذات بہت بلند ہے، اور بہت عظمت والی ہے۔

اس لئے صرف اللہ ہی سے مانگنا چاہئے، اور اسی کی عبادت کرنی چاہئے

صرف اللہ ہی روزی دینے والا ہے

اس لئے اللہ کے علاوہ کسی سے روزی نہیں مانگنی چاہئے

ان آیتوں میں اس کی دلیل ہے

46۔ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ (آیت ۵۸،سورت الذاریات۵۱)

ترجمہ۔یقیناً اللہ ہی روزی دینے والا ہے، مستحکم قوت والا ہے

47۔ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر ۔(آیت ۲۶،سورت الرعد۱۳)

ترجمہ۔جس کے لئے چاہتا ہے اللہ اس کی روزی میں وسعت دے دیتا ہے،اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ ہی روزی دینے والا ہے،کسی اور کو اس کا اختیار نہیں ہے، اس لئے اللہ کے علاوہ کسی اور سے روزی نہیں مانگنی چاہئے۔

اللہ کے علاوہ کسی اور سے روزی نہیں مانگنی چاہئے

بعض غیر مسلموں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے بعض ہستی کو روزی دینے کا مالک بنایا ہے، اس لئے وہ اس کی پوجا کرتے ہیں، اور اس سے روزی مانگتے ہیں، اور اپنی حاجت مانگتے ہیں

اللہ فرماتے ہیں کہ روزی دینے کا مالک خود میں ہوں، میں نے کسی کو روزی دینے کا مالک نہیں بنایا ہے، اس لئے مجھ سے ہی روزی مانگنا چاہئے

اس کے لئے یہ آیتیں یہ ہیں۔

48۔ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق و اعبدوہ۔ (آیت ۱۷، سورت العنکبوت ۲۹)

ترجمہ۔ اللہ کے علاوہ جن جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتا، اس لئے اللہ ہی کے پاس روزی تلاش کرو، اور اسی کی عبادت کرو

49۔یعبدون من دون اللہ ما لا یملک لھم رزقا من السموات و الارض شیئا و لا یستطیعون۔ (آیت ۷۳، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اور یہ اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو آسمانوں اور زمین میں سے کسی طرح کے روزی دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے، اور نہ اختیار رکھ سکتی ہے

اس آیت میں ہے کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی روزی دینے کا نہ مالک ہے اور نہ وہ روزی دے سکتا ہے۔

اس لئے اللہ کے علاوہ کسی ولی، یا نبی سے، یا پیر، فقیر سے روزی نہیں مانگنی چاہئے

اللہ کے علاوہ کوئی بھی کسی تکلیف کو دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتا

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

50۔وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف له الا ھو ۔(آیت ١٧،سورت الانعام ٦)

ترجمہ۔اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو خود اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں ہے

51۔فلا یملکون کشف الضر و لا تحویلا ۔(آیت ٥٦،سورت الاسراء ١٧)

ترجمہ۔جنکو تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے، نہ وہ تکلیف دور کرنے کے مالک ہیں اور نہ اس کو بدلنے کے مالک ہیں

52۔قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ما شاء اللہ ۔(آیت ١٨٨،سورت الاعراف ٧)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے لئے نقصان اور نفعے کا بھی مالک نہیں ہوں، ہاں اللہ جو چاہے

53۔قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعاالا ما شاء اللہ۔(آیت ٤٩،سورت یونس ١٠)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے لئے نقصان اور نفعے کا بھی مالک نہیں ہوں، ہاں اللہ جو چاہے

جب نبی کو بھی خود انکے لئے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں دیا تو دوسروں کو کون سا اختیار ہوگا

54۔و ما بکم من نعمۃ فمن اللہ ثم اذا مسکم الضر فالیه تجأرون ۔(آیت ٥٣،سورت النحل ١٦)۔ترجمہ۔اور تم کو جو نعمت بھی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور تکلیف دور نہیں کرسکتا۔

اس لئے کسی اور سے تکلیف دور کرنے کی التجا نہیں کرنی چاہئے

صرف اللہ ہی بچہ دینے والا ہے

اولاد دینا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس لئے کسی اور سے اولاد نہیں مانگنی چاہئے، یا کسی قبر، یا پیر، یا دیوی دیوتا کے پاس اس کو مانگنے نہیں جانا چاہئے

ان آیتوں میں اس کا ثبوت ہے

55۔لله ملک السموات و الارض یخلق ما یشاء یهب لمن یشاء اناثا و یهب لمن یشاء الذکور ، او یزجهم ذکرانا و اناثا و یجعل من یشاء عقیما انه علیم قدیر ۔(آیت ۵۰،سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔سارے آسمانوں اور زمین کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، یا پھر ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے، اور لڑکیاں بھی دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ جاننے والا ہے اور قدرت والا ہے

اس آیت میں ہے کہ اللہ ہی اولاد دیتا ہے

56۔فلما اثقلت دعوا الله ربهما لئن آتیتنا صالحا لنکونن من الشاکرین فلما آتاهما صالحا جعلا له شرکاء فیما آتاهم، فتعلی الله عما یشرکون أیشرکون ما لا یخلق شیئا و هم یخلقون ، و لا یستطیعون لهم نصرا و لا انفسهم ینصرون۔(آیت ۱۹۰۔۱۹۲،سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو میاں بیوی دونوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور بالضرور تیرا شکر ادا کریں گے، لیکن جب اللہ نے اس کو ایک تندرست بچہ

دے دیا تو ان دونوں نے اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھرانا شروع کر دیا، حالانکہ اللہ ان کی مشرکانہ باتوں سے کہیں بلند اور برتر ہے ، کیا وہ ایسی چیزوں کو اللہ کے ساتھ خدائی میں شریک مانتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے بلکہ خود انکو پیدا کیا جاتا ہے؟، اور جو نہ ان لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں، اور نہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں

اس آیت میں ہے کہ اللہ ہی اولاد دیتا ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ دوسری دیوی دیوتا نے دیا، یا دوسرے ولی یا فقیر نے دیا اور اس کی پوجا کرنے لگتا ہے، اور اس کو شریک ٹھہرا لیتا ہے

57۔هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا اله الا هو العزیز الحکیم ۔(آیت ٦، سورت آل عمران ٣)

ترجمہ۔صرف خدا ہی ہے جو ماؤں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ زبردست قدرت کا مالک ہے، اعلی درجے کی حکمت کا بھی مالک ہے

58۔ و الذین یدعون من دونه لا یقضون بشیء ان الله هو السمیع البصیر (آیت ٢٠، سورت غافر ٤٠) ۔ترجمہ۔اور اللہ کو چھوڑ کر جنکو یہ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے، یقیناً اللہ ہی ہے جو ہر بات کو سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ ہی دعا قبول کرنے والے ہیں، اور اللہ ہی اولاد دینے والے ہیں

بعض عورتیں اللہ کے علاوہ سے بچہ مانگتی ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، اللہ ہی نے اس عورت کو پیدا کیا ہے، اور اللہ ہی بچہ دے گا، اسی سے مانگنا چاہئے ،بعض سادھو ایسے موقع پر شرک تک کروا لیتا ہے، اور غیروں کی پوجا کروا لیتا ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

اللہ ہی شفا دیتا ہے

آدمی علاج کر سکتا ہے، لیکن شفا دینے کا اختیار صرف اللہ کو ہے، اس لئے صرف اللہ ہی سے شفا مانگے کسی پیر یا ولی کو شفا دینے کا اختیار نہیں ہے، اس لئے ان سے شفا نہیں مانگنی چاہئے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں ۔

59۔و اذا مرضت فھو یشفین ۔(آیت ۸۰،سورت الشعراء ۲۶)

ترجمہ۔اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو صرف وہی مجھے شفا دیتا ہے

60۔وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف له الا ھوا ۔(آیت ۱۷،سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو خود اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں ہے

61۔فلا یملکون کشف الضر و لا تحویلا ۔(آیت ۵۶،سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔جنکو تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے، نہ وہ تکلیف دور کرنے کے مالک ہیں اور نہ اس کو بدلنے کے مالک ہیں

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

3۔عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا اشتکی منامن انسان مسحه بیمینه ثم قال أذھب الباس رب الناس و اشف انت الشافی لا شفاء الا شفائک شفاء لا یغادر سقما۔(مسلم شریف، کتاب السلام، باب استحباب رقیة المریض، ص ۹۷۲، نمبر ۲۱۹۱/۵۷۰۷)

ترجمہ۔ ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور اپنے دائیں ہاتھ سے اس کو چھوتے، پھر یہ دعا پڑھتے، انسان

کے رب تکلیف کو دور کر دیں،تو ہی شفا دینے والا ہے،اس لئے شفا دے دے،صرف تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

4۔ عن عبد العزیز قال دخلت انا و ثابت علی انس بن مالک ، قال ثابت یا ابا حمزۃ اشتکیتُ فقال انس : ألا أرقیک برقیۃ رسول الله ﷺ ؟قال بلی ، قال اللھم رب الناس مذھب الباس ، اشف انت الشافی لا شافی الا انت ، شفاء لا یغادر سقما ۔(بخاری شریف،باب رقیۃ النبی ﷺ،ص۱۰۱۴،نمبر۵۷۴۲)

ترجمہ۔حضرت عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ میں اور ثابتؒ حضرت انس بن مالکؓ کے پاس آئے،حضرت ثابت نے کہا اے ابو حمزہ میں بیمار ہوں،تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں حضور ؐ کی تعویذ آپ پر نہ پڑھوں،حضرت ثابتؒ نے فرمایا،ہاں!،حضرت انسؓ نے کہا۔اے انسانوں کے رب تکلیف دور کرنے والے،شفا دے دے، شفا دینے والا صرف تو ہی ہے،ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

اس دونوں حدیثوں میں ہے کہ شفاء دینے والی ذات صرف اللہ ہے،،اس لئے کسی اور سے شفاء نہیں مانگنی چاہئے،

اس وقت بہت سے لوگ شفا مانگنے کے لئے دیوی،دیوتاؤں،اور نہ جانے کیسے کیسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں،اور وہ چکما دیکر پیسہ بھی لوٹتے ہیں،اور ایمان بھی خراب کرتے ہیں،اس سے بچنا چاہئے

اس عقیدے کے بارے میں 61 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں،آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۔اللہ پر جزا یا سزا دینا واجب نہیں ہے

اس عقیدے کے بارے میں 15 آیتیں اور 0 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

معتزلہ: ایک جماعت تھی اس نے کہا تھا کہ اللہ پر بدلہ دینا واجب ہے

لیکن اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، ہر چیز اس کی مرضی پر ہے۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء و اللہ علی کل شیء قدیر ۔(آیت ۲۸۴،سورت البقرۃ ۲) ترجمہ۔پھر جس کو چاہے گا معاف کر دے گا،اور جس کو چاہے گا سزا دے گا،اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

2۔فیضل اللہ من یشاء و یھدی من یشاء و ھو العزیز الحکیم ۔(آیت ۴،سورت ابراہیم ۱۴) ترجمہ۔پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے ھدایت دے دیتا ہے، وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

3۔ان اللہ یفعل ما یرید ۔(آیت ۱۴،سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

4۔و یفعل اللہ ما یشاء ۔(آیت ۲۷،سورت ابراہیم ۱۴)

ترجمہ۔اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے،اس پر کسی چیز کا کرنا واجب نہیں ہے

اللہ جو کچھ دے وہ اس کا فضل ہے

کسی چیز کو دینا اللہ پر واجب نہیں ہے، وہ جس کو جو کچھ دے وہ اس کا فضل ہے
اس کے لئے آیتیں یہ ہیں ۔

5۔ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء،و اللہ ذو الفضل العظیم (آیت ۲۱،سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے

6۔ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء،و اللہ ذو الفضل العظیم ۔(آیت ۴،سورت الجمعہ ۶۲)

ترجمہ۔یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے

7۔و ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ،و اللہ ذو الفضل العظیم (آیت ۲۹،سورت الحدید ۵۷)

۔ترجمہ۔اور یقیناً تمام فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے، جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

8۔ و اللہ یختص برحمتہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم ۔(آیت ۱۰۵،سورت البقرۃ ۲)۔ترجمہ۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے، اور اللہ عظیم فضل کا مالک ہے

ان آیتوں میں ہے کہ جو کچھ اللہ دیتا ہے وہ اس کا فضل ہے، اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خیر اور شر سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

پچھلے زمانے میں کچھ لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ شر کا کام اچھا نہیں ہے، اس لئے وہ شر کے پیدا کرنے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ شر کا پیدا کرنے والا شیطان ہے۔
لیکن چونکہ آیت میں ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ پاک ہے، اس لئے یہی عقیدہ صحیح ہے کہ خیر اور شر دونوں کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اور بندے کو جو ثواب یا عذاب ہوتا ہے وہ اس کے کسب یعنی اس کام کو کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

9۔اللہ خالق کل شیء و ھو علی کل شیء و کیل۔(آیت ۶۲،سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے

10۔ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا ھو۔(آیت ۶۲،سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔یہ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

11۔ قل کل من عند اللہ۔(آیت ۷۸،سورت النساء ۴)

ترجمہ۔کہو ہر چیز اللہ ہی کے پاس سے ہے

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔

البتہ بندہ شر کا کام کرے تو اللہ اس سے راضی نہیں ہوتا ،اور خیر کا کام کرے تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔

ہے سب کام اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا، البتہ نیک کام کرنے سے اللہ راضی ہوتے ہیں اور برے کام کرنے سے اللہ راضی نہیں ہوتے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

12۔ و لا یرضی لعبادہ الکفر (آیت ۷،سورۃ الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا

اس آیت میں ہے کہ اللہ کفر سے راضی نہیں ہوتے

13۔و ان اعمل صالحا ترضاہ (آیت ۱۹ سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔اور وہ نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوتے ہیں

14۔و ان اعمل صالحا ترضاہ۔(آیت ۱۵،سورت الاحقاف ۴۶)

ترجمہ۔اور وہ نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوتے ہیں

ان دونوں آیتوں میں ہے کہ نیک اعمال سے اللہ راضی ہوتے ہیں

اللہ کی تمام صفات ازلی اور ابدی ہیں

پچھلے زمانے میں ایک بحث رہی ہے کہ، مثلا پیدا کرنے سے پہلے اللہ خالق ہے یا نہیں تو اس بارے میں یہ ہے کہ اللہ کی تمام صفات ازلی اور ابدی ہیں، یعنی جب تک کائنات کو پیدا نہیں کیا تھا اس وقت بھی اللہ خالقیت ، اور رازقیت کے ساتھ متصف تھا، اور پیدا کرنے کے بعد بھی وہ اسی صفت کے ساتھ متصف ہے، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں آئی ہے۔اور جب اس کائنات کو ختم کر دیں گے اس وقت بھی اللہ خالق رہے گا اس میں کوئی کمی نہیں آئیگی، کیونکہ اللہ کی تمام صفات ابدی ہیں

15۔ان ذالک لمحی الموتی و ھو علی کل شیء قدیر۔(آیت ۵۰،سورت الروم ۳۰)

ترجمہ۔یقیناً وہ اللہ مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

اللہ نے مردوں کو ابھی زندہ نہیں کیا ہے، بلکہ قیامت میں زندہ کریں گے، پھر بھی ابھی سے اللہ کو مردوں کو زندہ کرنے والا کہا جاتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ زندہ کرنے سے پہلے بھی وہ زندہ کرنے کی صفت رکھتے ہیں۔اسی طرح تمام صفات کا حال ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 15 آیتیں اور 0 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۔دہریوں کو خدا مان لینا چاہئے

اس کے 7 دلائل ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

کچھ لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ موجود نہیں ہے، یہ کائنات خود پیدا ہوئی، اور خود ختم ہو جائے گی، اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے، اسی کو دہریہ کہتے ہیں، اسی کو ناستک، کہتے ہیں
ان کی دلیل یہ ہے کہ ہم نے خدا کو کبھی نہیں دیکھا اس لئے وہ موجود نہیں ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ

1۔۔۔ ان آنکھوں سے خدا کو دیکھ ہی نہیں سکتے، وہ واجب الوجود ہے، وہ دنیا کی چیز کی طرح نہیں ہے کہ ہم ان آنکھوں سے دیکھ لیں، ہاں آخرت میں مومن کے لئے ایسی آنکھ پیدا کر دی جائے گی جس سے وہ اللہ کو دیکھ سکے گا، دنیا میں یہ بات ممکن نہیں ہے
اللہ کی ذات ستر ہزار نور کے پردے میں ہے اس لئے اس کو کیسے دیکھ سکو گے، خود حضورؐ نے معراج کی رات کے بارے میں فرمایا۔نور انی اراہ کہ وہ تو نور ہے اس کو کیسے دیکھا جا سکتا ہے
اس کے لئے حدیث یہ ہے

۔عن ابی ذر قال سألت رسول اللہ ﷺ هل رأيت ربک ؟ قال نور أنى أراه ؟۔(

مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قولہ علیہ السلام نور انی اراہ، ص۹۱، نمبر ۱۷۸/۴۴۳)

ترجمہ۔حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ، میں نے حضورؐ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا کہ، وہ تو نور ہے، اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں

2۔۔۔دنیا میں اللہ کا پیدا کیا ہوا سورج کو دوپہر میں نہیں دیکھ سکتا جس میں بہت ہی ادنی سا نور ہے، تو اللہ کی ذات جو نور ہی نور ہے اس کو ہماری آنکھیں کیسے دیکھ سکتی ہیں

اللہ کی ذات کو کیوں نہیں مانیں

3۔۔۔دنیا میں کھربوں آدمی ہیں، ہر ایک کا چہرہ بالکل الگ الگ ہے، بلکہ ایک ماں باپ کے دو بچے ہیں تو دونوں کے چہرے بالکل الگ الگ ہوتے ہیں، یہ الگ الگ چہرہ کس ذات کی وجہ سے ہے، جس ذات کی وجہ سے یہ الگ الگ چہرہ ہے اسی ذات کا نام خدا ہے، قرآن میں اسی کو، رب العالمین کہا ہے۔

اس کے لئے آیت یہ ہے۔ **الحمد لله رب العالمين**۔(سورت الفاتحہ، آیت ۱)

ترجمہ۔تمام تعریفیں اللہ کی ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے

اس آیت میں ہے کہ اللہ پوری دنیا کو پالتے رہتے ہیں

جب یہ بات طے ہے کہ ہر ایک کا چہرہ الگ الگ ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان چہروں کو الگ الگ کرنے والی جو ذات ہے اسی کو خدا کہتے ہیں

آپ خود مر کر دکھلائیں

4۔۔۔دہریہ کہتے ہیں ہم خود پیدا ہوئے، اگر ایسی ہی بات ہے کہ آپ خود پیدا ہوئے ہیں تو آپ ذرا خود مر کے دکھلائیں، آپ کے اختیار میں مرنا ہے پھر بھی آپ خود مر نہیں سکتے تو خود پیدا کیسے ہو گئے،

آپ جوان رہ کر دکھلائیں

5۔۔۔دہریہ خود یہ چاہتے ہیں کہ میں جوان رہوں اور اس کے لئے وہ خوب نسخہ بھی استعمال کرتے ہیں ،لیکن پھر بھی جو چیز [جو ذات] اس کو بوڑھا کرتی جاتی ہے، اور ہاتھ پاؤں کو ناکارہ کرتی جاتی ہے ،اسی ذات کا نام خدا ہے۔قرآن میں ہے۔

و منکم من یرد الی ارزل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا۔(آیت ۷۰،سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔اور تم میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو عمر کے سب سے ناکارہ حصے تک تک پہنچا دیا جاتا ہے، جس میں پہنچ کر وہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی کچھ نہیں جانتا، بیشک اللہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت والا ہے

اگر آپ خود پیدا ہوئے ہیں تو نوے سال تک جوان رہ کر دکھلائیں، اگر یہ نہیں کر سکتے تو جو ذات تمہیں بوڑھا کر رہی اسی ذات کا نام خدا ہے، اس لئے خدا کو مان لیں

آپ سوا سو سال تک زندہ رہ کر ہی دکھلا دیں

6۔۔۔دہریہ زیادہ ہی زندہ رہنا چاہتے ہیں، اگر یہ خود پیدا ہوئے ہیں، تو چلو سوا سو سال ہی زندہ رہ کر

دکھلائیں، اگر یہ خود پیدا ہوئے ہیں تو اس کو خود زندہ بھی رہنا چاہئے، لیکن جو ذات اس کو مارتی ہے اسی ذات کا نام خدا ہے،

حضرت براہیم علیہ السلام نے اللہ کی ذات کو متعارف کرانے کے لئے ہی کہا تھا،

آیت یہ ہے

۔اذ قال ابراھیم ربی الذی یحی و یمیت۔(آیت ۲۵۸،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔جب ابراہیم نے کہا کہ: میرا رب وہ جو زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی دیتا ہے

پس جو ذات آپ کو مار رہی ہے اسی ذات کا نام خدا ہے، اور اسی ذات نے تمہیں پیدا بھی کیا ہے

جو ذات مارے گی اسی کا نام خدا ہے

7۔۔قرآن اور حدیث کی رہنمائی تو ہے ہی، لیکن ہم لوگ جو خدا مانتے ہیں وہ اسی لئے مانتے ہیں کہ وہ ایک دن ہمیں مارے گا، اور جو ذات مارے گی وہی پیدا کرنے والی بھی ہے، اور جب دونوں باتیں بالکل سامنے ہیں جن کا آپ انکار نہیں کر سکتے ،تو اس سے یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ قیامت بھی ہے اور جنت اور جہنم بھی ہیں۔۔اس کے لئے لمبی چوڑی دلائل دینے کی ضرورت نہیں

آپ مان لیں کہ پیدا کرنے والا خدا ہے

اس لئے اب مان لیں کہ آپ کو پیدا کرنے والا خدا ہے، اور اس کے سامنے یہ معافی مانگیں کہ اے مارنے والے خدا مجھے معاف کردے، اور مجھے جنت دے دے، اگر دل سے یہ کہا، اور اسی پر موت ہوئی تو ممکن ہے کہ اللہ آپ کو معاف کر دیں گے

۴۔رویت باری

اللہ کو دیکھنا

اس عقیدے کے بارے میں 5 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

معراج کی رات میں حضور ﷺ نے اللہ کو دیکھا یا نہیں اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے

1۔۔ایک جماعت کہتی ہے کہ حضور ؐ نے اللہ کو نہیں دیکھا
2۔۔دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اللہ کو دیکھا ہے لیکن اس کے نور کو دیکھا ہے۔ بہر حال دیکھا ضرور ہے۔اکثر حضرات کی رائے یہی ہے
3۔۔تیسری جماعت یہ کہتی ہے کہ، اوپر سے سرسری دیکھا ہے، اندر کی حالت کو نہیں دیکھا، اور وہ دیکھ بھی نہیں سکتے، کیونکہ اللہ کی ذات لامتنہی ہے
4۔۔چوتھی جماعت یہ کہتی ہے کہ اللہ کو دل سے دیکھا ہے

البتہ سب نے یہ بات ضرور کہی کہ آخرت میں مومن اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے

ہر ایک کی دلائل یہ ہیں

پہلی جماعت ۔جن حضرات نے کہا کہ اللہ کو نہیں دیکھا

،ان کی دلائل یہ ہیں

حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ کو دیکھنے کی فرمائش کی تو اللہ نے کہا کہ اس پہاڑ کو دیکھو،یعنی طور پہاڑ کو دیکھو،اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہر گیا تو تم مجھے دیکھ سکو گے،اور اگر وہ اپنی جگہ پر نہیں ٹھہرا تو تم دنیا میں مجھے نہیں دیکھ سکو گے،اللہ نے جب پہاڑ پر تجلی فرمایائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا،اور حضرت موسی علیہ السلام بے ہوش ہو گئے جس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں اللہ تعالی کو دیکھنا ناممکن ہے، کیونکہ دنیا میں ہماری آنکھیں ایسی نہیں ہیں کہ اللہ کو دیکھ سکیں۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔قال ربی ارنی انظر الیک قال لن ترانی ، و لکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی،فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسی صعقا ۔(آیت ۱۴۳،سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ میرے رب مجھے دیدار کرادیجئے کہ میں آپ کو دیکھ لوں،فرمایا!تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے، البتہ پہاڑ کی طرف نظر اٹھاؤ،اس کے بعد اگر وہ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ لو گے،پھر جب انکے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا،اور حضرت موسی بے ہوش ہو کر گر پڑے

اس آیت میں ہے کہ حضرت موسیؑ نے اللہ کو نہیں دیکھا،اس لئے دنیا میں ان آنکھوں کے ساتھ اللہ کو دیکھنا ممکن نہیں ہے،ہاں آخرت میں دیدار ہو گی۔

2۔ لا تدركه الابصار و هو يدرك الابصار و هو اللطيف الخبير [آیت۱۰۳،سورت الانعام۶﴾

ترجمہ۔نگاہیں اللہ کونہیں پاسکتیں،اوروہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے،اس کی ذات بہت لطیف ہے،اوروہ بہت باخبر ہے

اس آیت میں ہے کہ نگاہ اللہ کونہیں پاسکتی،اس لئے اللہ کی ذات کونہیں دیکھ سکتی ہے

3۔و ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراى حجاب [آیت۵۱،سورت الشوری ۴۲﴾ ۔(بخاری شریف،کتاب التفسیر،سورت النجم۵۳،ص۸۶۰،نمبر۴۸۵۵)

ترجمہ۔کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے،سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعہ ہو،یا کسی پردے کے پیچھے سے بات کرے

اس آیت میں ہے کہ اللہ دنیا میں کسی آدمی سے وحی کے واسطے سے بات کرتے ہیں،یا حجاب میں بات کرتے ہیں،اس لئے کچھ حضرات کا یہ کہنا ہے کہ معراج کی رات میں حضور نے حجاب ہی میں اللہ سے بات کی ہیں،اللہ کو آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہ ؓ کا موقف یہ ہے کہ دنیا میں اللہ کونہیں دیکھا جاسکتا ہے

احادیث یہ ہیں

1۔عن مسروق قال :قلت لعائشة ؓ يا امتاه هل رأى محمد ﷺ ربه ؟ فقالت لقد قف شعری مما قلت ،این انت من ثلاث، من حدثكهن فقد كذب ؟من حدثك ان محمدا ﷺ رأى ربه فقد كذب ، ثم قرأت﴿ لا تدركه الابصار و هو يدرك الابصار و هو اللطيف الخبير [آیت۱۰۳،سورت الانعام۶﴾(بخاری شریف،کتاب التفسیر،

سورت النجم ۵۳، ص ۸۶۰، نمبر ۴۸۵۵)

۔ترجمہ۔ حضرت مسروق نے کہا کہ، میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ، اے اماں، کیا حضورؐ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ، تمہاری بات سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، یہ تین باتیں تمہیں پتہ نہیں ہے! ان تینوں باتوں کے بارے میں کوئی بات کرے تو یہ جھوٹ ہے، جو یہ کہے کہ محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو یہ جھوٹ ہے، پھر یہ آیت پڑھی، ﴿ لا تدرکه الابصار و هو یدرک الابصار و هو اللطیف الخبیر ﴾، ترجمہ، نگاہیں اللہ کو نہیں پا سکتیں، اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے، اس کی ذات اتنی ہی لطیف ہے، اور وہ اتنا ہی باخبر ہے

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے۔

2۔عن مسروق ...یا ام المومنین أنظرنی و لا تعجلینی . ألم یقل الله تعالی ﴿ و لقد رأه بالافق المبین (آیت ۲۳، سورت التکویر ۸۱)﴾ ﴿و لقد رء اه نزلة أخری (آیت ۱۳، سورت النجم ۵۳)﴾، فقالت انا اول هذه الامة سأل عن ذالک رسول الله ﷺ فقال انما هو جبریل علیه السلام . لم اراه علی صورته التی خلق علیها غیر هاتین المرتین رأیته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بین السماء الی الارض ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب معنی قول اللہ عز وجل، ولقد رٰاہ نزلۃ اخری، وھل رأی النبی ربہ لیلۃ الاسراء، ص ۹۰، نمبر ۴۳۹/۱۷۷)

۔ترجمہ۔حضرت مسروق نے کہا، ام المومنین مجھے مہلت دیں اور جلدی نہ کریں، کیا اللہ تعالی نہیں کہا ﴿ و لقد رأه بالافق المبین ﴾ اور ﴿و لقد رء اه نزلة أخری ، ﴾ کہ حضورؐ نے افق المبین پر دیکھا، اور اس کو دوسری مرتبہ دیکھا۔تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس امت کا میں پہلا آدمی ہوں جس نے

حضور ؐ کواس بارے میں پوچھا، تو حضور ؐ نے فرمایا کہ، وہ جبرئیل ؑ کو دیکھا ہے، ان دو مرتبوں کے علاوہ میں نے جبرئیل ؑ کو اپنی اصلی صورت پر نہیں دیکھی ہے، میں انکو دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے ہیں، اور انکی خلقت نے زمین اور آسمان کے درمیانی حصے کو بھر دیا ہے

اس آیت میں حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ ،و لقد رأه بالافق المبين ،اور،و لقد رئاه نزلة أخرى ،میں جو دیکھنے کا تذکرہ ہے وہ اللہ کو دیکھنا نہیں ہے، بلکہ حضور ؐ نے حضرت جبرائیل ؑ کو انکی اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔

اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہوا کہ حضور ؐ نے دنیا میں اللہ کو نہیں دیکھا ہے

3۔عن ابی ذر قال سألت رسول الله ﷺ هل رأيت ربک ؟ قال نور أنى أراه ؟ ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قولہ علیہ السلام نور انی اراہ، ص ۹۱، نمبر ۱۷۸/۴۴۳)

ترجمہ۔حضرت ابوذر ؓ فرماتے ہیں کہ، میں نے حضور ؐ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا کہ، وہ تو نور ہے، اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں

اس حدیث میں ہے کہ۔حضور ؐ سے پوچھا گیا کہ معراج کی رات میں آپ نے اللہ تعالی کو دیکھا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ اس کا حجاب نور ہے [اس لئے اس کو کیسے دیکھا جا سکتا ہے۔

4۔عن ابی موسی قال قام فينا رسول الله ﷺ بخمس كلمات ....حجابه نور . و فی رواية ابی بكر ، النار . لو كشفه لاحرقت سبحات وجهه ما انتهى اليه بصره من خلقه۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قولہ علیہ السلام ان اللہ لا ینام، ص ۹۱، نمبر ۱۷۹/۴۴۵)

ترجمہ۔حضور ؐ ہمارے درمیان پانچ کلمات لیکر کھڑے ہوئے ۔۔۔آپ نے فرمایا کہ اللہ کا حجاب نور

ہے، اور ابو بکر کی روایت میں ہے کہ، نار، ہے، اگر اس کو لوگوں کے سامنے کھول دے تو اس کے چہرے کی چمک سے جہاں تک نظر جائے گی وہاں جل کر راکھ ہو جائے گی
ان تینوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پر نور کا حجاب ہے، اس لئے دنیا میں اس کو نہیں دیکھا جا سکتا ہے۔

2۔دوسری جماعت

دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اللہ کو دیکھا ہے لیکن اس کے نور کو دیکھا ہے۔ بہر حال دیکھا ضرور ہے۔
اکثر حضرات کی رائے یہی ہے
ان کی دلیل یہ حدیث ہے

5۔قلت لابی ذر .... قال کنتُ اسأله: هل رأیت ربک ؟ قال ابو ذر قد سألته فقال رأیــت ُنـورا۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، باب قولہ علیہ السلام نور انی اراہ، ص۹۱، نمبر ۴۴۴/۱۷۸)

ترجمہ۔میں نے حضرت ابو ذر سے پوچھا۔۔میں نے حضور ؐ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا، تو حضور ؐ نے فرمایا کہ، کہ میں نے نور دیکھا۔
اس حدیث میں ہے کہ میں نے اللہ کے نور کو دیکھا ہے

3۔تیسری جماعت

تیسری جماعت یہ کہتی ہے کہ، اوپر سے سرسری دیکھا ہے، اندر کی حالت کو نہیں دیکھا، اور وہ دیکھ بھی نہیں سکتے، کیونکہ اللہ کی ذات لامنتہی ہے

ان کی دلیل یہ قول صحابی ہے

6۔قال سمعت عکرمة یقول سمعت ابن عباس یقول ان محمدا ﷺ رای ربه عز و جل ۔(سنن کبری للنسائی، باب قولہ تعالی ما کذب الفواد و مارای، ج ۱۰، ص ۲۷۶، نمبر ۱۱۴۷۳/ طبرانی کبیر، باب عکرمۃ عن ابن عباس، ج ۱۱، ص ۲۴۲، نمبر ۱۱۶۱۹)

ترجمہ۔حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ، محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے

لیکن آیت میں ہے کہ اللہ کو نگاہیں نہیں پا سکتیں [لا تدرکہ الابصار] اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ کو ظاہری طور پر سرسری دیکھا ہے

4۔چوتھی جماعت یہ ہے کہ اللہ کو دل سے دیکھا ہے

7۔عن یوسف بن مهران عن ابن عباس .﴿ ما کذب الفؤادما رای [سورت النجم ۵۳، آیت ۱۱) قال رای ربه عز و جل بفواده ۔(طبرانی کبیر، باب یوسف بن مہران عن ابن عباس، ج ۱۲، ص ۲۱۹، نمبر ۱۲۹۴۱)

ترجمہ۔حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ﴿ما کذب الفؤادما رای﴾ جو آیت ہے اس کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ، حضورؐ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا ہے۔

اس قول صحابی میں ہے کہ حضورؐ نے اللہ کو دل سے دیکھا ہے

مومن آخرت میں اللہ کو دیکھیں گے

پچھلے زمانے میں جہمیہ فرقے نے آخرت میں بھی اللہ کو دیکھنے کا انکار کیا تھا، اس زمانے میں اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ اللہ کی رویت ہوگی۔

آخرت میں اللہ ایسی آنکھ پیدا کر دیں گے کہ مومن اللہ کو سامنے دیکھ رہے ہوں گے۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

4۔وجوہ یومئذ نا ضرۃ الی ربھا ناظرۃ۔(آیت ۲۳،سورت القیامۃ ۷۵)

ترجمہ۔قیامت کے دن بہت سے چہرے شاداب ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے

8۔ان ابا ھریرۃ اخبرہ ان ناسا قالوا لرسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ ھل نری ربنا یوم القیامۃ ...ھل تضارون فی الشمس لیس دونھا سحاب ؟ قالوا لا ، یا رسول اللہ ! قال فانکم ترونہ کذالک ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب اثبات رویۃ المومنین فی الآخرۃ ربہم،ص ۹۲،نمبر ۱۸۲/۴۵۱/ابن ماجۃ شریف، باب فیما انکرت الجہمیۃ،ص ۲۷،نمبر ۱۷۸)

ترجمہ۔کچھ لوگوں نے حضورؐ سے سوال کیا، کہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔۔۔تو آپ نے فرمایا کہ بادل نہ ہو تو سورج کو دیکھنے میں کوئی پریشانی ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ نہیں،، حضورؐ نے فرمایا، بس ایسے ہی تم بغیر پریشانی کے اللہ کو دیکھو گے۔

اس آیت اور حدیث میں ہے کہ جنت میں اللہ تعالی کا دیدار ہوگا

9۔عن صهيب قال تلا رسول الله ﷺ هذه الآية ﴿للذين احسنوا الحسنى و زيادة [آیت ۲۶،سورت یونس ۱۰﴾ ۔و قال اذا دخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار نادى مناد يا اهل الجنة ان لكم عند الله موعدا يريد ان ينجزكموه ، فيقولون و ما هوا ؟ الم يثقل الله موازيننا و يبيض و جوهنا و يدخلنا الجنة و ينجينا من النار قال فيكشف الحجاب فينظرون اليه فو الله ما اعطاه الله شيئا احب اليهم من النظر يعنى اليه . و لا اقر لاعينهم ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب مقدمۃ ،باب فیما انکرت الجہمیۃ ،ص ۲۸،نمبر ۱۸۷؍مسلم شریف، کتاب الایمان ،باب اثبات رویۃ المومنین فی الآخرۃ ربہم ،ص ۹۲،نمبر ۴۴۹/۱۸۱)

ترجمہ۔حضرت صہیبؓ نے فرمایا کہ حضورؐ نے یہ آیت تلاوت کی، للذين احسنوا الحسنى و زيادة ،،ترجمہ۔جس نے اچھا کام کیا،اس کے لئے حسنی ،بہتری ہوگی، اور کچھ زیادہ بھی ملے گی ،اس کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا کہ جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے،اور جہنم والے جہنم میں داخل ہو جائیں گے،تو ایک پکارنے والا پکارے گا،آئے جنت والو! اللہ کے پاس تمہارا ایک وعدہ ہے، اللہ چاہتے ہیں کہ اللہ تم کو اس کا بدلہ دے دیں،تو لوگ پوچھیں گے وہ کیا ہے، اللہ نے ہمارے وزن کو بھاری نہیں کر دیا،اور ہمارے چہرے کو شاداب کیا،اور ہم کو جنت میں داخل کیا،جہنم سے چھٹکارا دیا[اس سے زیادہ اور کیا دیں گے]،تو اللہ حجاب اٹھائیں گے گے، پھر لوگ اللہ کی طرف دیکھیں گے ،خدا کی قسم اللہ نے جتنا ان لوگوں کو نعمت دی تھی ، اللہ کو دیکھنا ان سب سے بہتر ہوگا،اور ان کی آنکھوں کے لئے سب سے زیادہ ٹھنڈک والی چیز ہوگی۔

10۔ان ابا هريرة اخبرهما .....قال فهل تمارون فى روية الشمس ليس دونها سحاب ؟ قالوا لا قال فانكم ترونه كذالك ۔(بخاری شریف، کتاب الآذان، باب فضل

السجود،ص ۱۳۰،نمبر ۸۰۶)
ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ بادل نہ ہوتو سورج کو دیکھنے میں کوئی شک ہوتا ہے،لوگوں نے کہا نہیں !
حضورؐ نے فرمایا کہ تم اسی طرح بغیر شک کے اللہ کو دیکھو گے۔

جہمیہ فرقے نے کہا تھا کہ آخرت میں بھی اللہ کا دیدار نہیں ہوگا

ان کی دلیل یہ آیت ہے

5۔﴿ لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار و ھو اللطیف الخبیر [آیت ۱۰۳، سورت الانعام ۶﴾

ترجمہ۔ نگائیں اس کو نہیں پاسکتیں،اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے،اس کی ذات اتنی ہی لطیف ہے،اور وہ اتنا ہی باخبر ہے

اس آیت میں ہے کہ نگاہ اللہ کو نہیں پا سکتی،جس سے انہوں نے استدلال کیا ہے کہ ہم آخرت میں بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکیں گے

جمہور نے اس آیت کا جواب یہ دیا ہے کہ درک کا معنی ہے پورے طور پر گھیرنا ، ہماری آنکھیں اللہ کی ذات کو گھیر نہیں سکتی ،صرف دیکھ سکتی ہے،اوراس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جنت میں بھی ہم اللہ کو دیکھیں گے،لیکن اس کو احاطہ نہیں کر پائیں گے، کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اللہ کو آخرت میں دیکھ ہی نہیں پائیں گے۔

اس عقیدے کے بارے میں 5 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں،آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۵۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو 10 بڑی بڑی فضیلتیں دی گئیں ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 12 آیتیں اور 16 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضورؐ کے لئے تو بہت سی فضیلتیں ہیں جو کسی اور نبی اور رسول کو نہیں دی گئیں ہیں
لیکن یہاں 10 بڑی بڑی فضیلتیں ذکر کی جارہی ہیں، تاکہ یہ اندازہ ہو کہ حضورؐ کا مقام کیا ہے
اس میں کوئی شک نہیں آپ کی فضیلتیں سب سے زیادہ ہیں، اور اللہ کے بعد سب سے بڑی شخصیت آپ ہی کی ہے

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بلغ العُلٰی بکماله		کشف الدُجٰی بجماله
حسنت جمیع خصاله		صلو علیه و آله

ترجمہ۔اپنے کمال میں آپ بلندی تک پہنچ گئے۔اپنی خوبصورتی سے آپ نے اندھیرے کوروشن کردیا آپ کی تمام خصلتیں بہت اچھی ہیں۔آپ پراورآپ کی آل واولاد پر درودوسلام ہو

بعض مرتبہ آدمی کوحضورؐ کی فضیلت کا پتہ نہیں ہوتا ہےتو وہ اس کی شان میں گستاخی کر لیتا ہے، اور بعض مرتبہ حضور ؐ کے ختم نبوت کا انکار کرتا ہےجس کی وجہ سے وہ کافر ہو جاتا ہے،،اس لئے میں نے یہ فضائل ذکر کئے تاکہ حضور ؐ کی محبت انسانوں کے دل میں بیٹھ جائے،اوروہ ان کی محبت لیکر دنیا سے جائے

[۱]حضور ﷺ کو شفاعت کبری دی جائے گی

میدان حشر میں جب حساب کتاب نہیں ہو رہا ہوگا تو لوگ بہت پریشان ہوں گے، اور چاہیں گے کہ کم سے کم حساب ہو جائے اس کے لئے لوگ بہت سے نبیوں کے پاس جائیں گے، لیکن وہ انکار کر دیں گے کہ میں اس شفارس کے لائق نہیں ہوں، اس کے لئے آپ لوگ حضور ﷺ کے پاس جائیں، لوگ آپ کے پاس آئیں گے، پھر آپ سفارش کریں گے، اسی کا نام شفاعت کبری ہے، جو صرف حضور ﷺ کے لئے خاص ہے۔

گناہ گاروں کو جنت میں داخل کرانا، یا اپنی امت کو جنت میں لیجانے کی سفارش کرنا، یہ دوسرے انبیاء بھی کریں گے، اور صلحاء بھی کریں گے، اس کو شفاعت صغری کہتے ہیں، یہ دوسرے انبیاء بھی کریں گے

حضورؐ کو شفاعت کبری دی جائے گی

اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا .....ثم يقال لی : ارفع رأسک و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسی فأحمد ربی بتحميد يعلمنی ، ثم اشفع فيحد لی حدا ثم اخرجهم من النار و ادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثله فی الثالثة او الرابعة حتى ما يبقى فی النار الا من حبسه القرآن ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵)

ترجمہ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے، لوگ کہیں گے، ہمارے رب کے سامنے کوئی سفارش کرتا تو اس جگہ سے ہمیں عافیت ہو جاتی ۔۔۔پھر مجھ سے کہا جائے

گا،سر اٹھاؤ اور مانگو دیا جائے گا، کہو بات سنی جائے گی، سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی، تو میں سر اٹھاؤں گا، اور ایسی حمد کروں گا جو اللہ اس وقت مجھے سکھائیں گے، پھر میں سفارش کروں گا تو ایک حد متعین کردی جائے گی، پھر میں ان لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر پہلے کی طرح دوبارہ میں سجدے میں جاؤں گا، یہ تیسری مرتبہ ہوگا یا چوتھی مرتبہ ہوگا، یہاں تک کہ جہنم میں وہی باقی رہیں گے جنکو قرآن نے روکے رکھا ہے [یعنی صرف کافر جہنم میں باقی رہ جائیں گے]

اس حدیث میں تین باتیں ہیں [۱] ایک تو یہ کہ شفاعت کبری آپ ؐ کریں گے

[۲] اور دوسری بات یہ ہے کہ قیامت میں بھی آپ اللہ تعالی سے مانگیں گے، اور اللہ تعالی دیں گے

[۳] اور تیسری بات یہ ہے کہ جتنے بندوں کو نکالنے کی اجازت ہوگی اتنے ہی کو جہنم سے نکالیں گے۔

[۲] حضور ﷺ کو حوض کوثر دیا جائے گا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا ہے

1۔انا اعطیناک الکوثر فصلی لربک و انحر۔(آیت ۱۔۲۔سورۃ الکوثر ۱۰۸)

ترجمہ۔اے پیغمبر! یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے، اس لئے اپنے رب کی خوشنودی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو

اس آیت میں اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ؐ کو کوثر دیا۔

اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

2 ۔عن عبد اللہ بن عمرو قال النبی ﷺ حوضی مسیرۃ شھر مأؤہ أبیض من اللبن

و ریحه أطيب من المسک و کیزانه كنجوم السماء ، من شرب منها فلا يظمأأبدا ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، ص ۱۱۳۸، نمبر ۶۵۷۹)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ میرا حوض ایک ماہ تک چلنے کی مسافت تک لمبا ہے اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ ہے، اور اس پر جو پیالے ہیں وہ وہ آسمان میں ستارے جتنے ہیں، جو اس کا پانی ایک مرتبہ پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

3۔سمعت انس بن مالک يقول ....فقال انه انزلت على آنفا سورة فقراء بسم الله الرحمن الرحیم ، انا اعطیناک الکوثر ، حتى ختمها فلما قرئها هل تدرون ماالکوثر ؟ قالوا الله و رسوله اعلم ، قال فانه نهر وعدنيه ربی عز و جل فی الجنة و علیه خیر کثیر ، علیه حوض ترد عليه امتی یوم القيامة آنيته عدد الكواكب ۔(ابو داود شریف، کتاب السنۃ، باب فی الحوض، ص ۶۷۱، نمبر ۴۷۴۷)

ترجمہ۔حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ۔۔۔حضورؐ نے فرمایا کہ مجھ پر ابھی ایک سورت اتری ہے، پھر بسم اللہ الرحمٰن رحیم پڑھ کر، انا اعطیناک الکوثر ،سورت کو آخیر تک تلاوت کی، جب تلاوت کر چکے تو پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کوثر کیا ہے، لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو معلوم ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک نہر ہے، اللہ نے جنت میں مجھ سے اس کا وعدہ کیا ہے، اس نہر میں بہت خیر ہے، اس پر حوض ہے، قیامت کے دن اس پر میری امت آئے گی، اس پر جو برتن ہے وہ ستاروں جتنے ہیں

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو حوض کوثر دیا جائے گا، جو کسی اور کو نہیں دیا جائے گا

[۳] وسیلہ ایک بہت بڑا مقام ہے
جو صرف حضور ﷺ کو دیا جائے گا۔

4۔عن عبد اللہ بن عمر بن العاص انہ سمع النبی ﷺ یقول .....ثم سلوا لی الوسیلۃ ، فانہا منزلۃ فی الجنۃ لا ینبغی الا لعبد من عباد اللہ و ارجو أن اکون انا ہو ، فمن سأل لی الوسیلۃ حلت علیہ الشفاعۃ ۔(مسلم شریف، باب استحباب القول مثل قول الموذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبی ثم یسأل اللہ لہ الوسیلۃ ،ص ۱۶۳،نمبر ۸۴۹/۳۸۴،ترمذی شریف کتاب المناقب، باب سلو لی الوسیلۃ ،ص ۸۲۴،نمبر ۳۶۱۲)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا۔۔۔پھر میرے لئے وسیلہ مانگے ،وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی لئے مناسب ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔پس جو میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی

5۔عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ ﷺ قال من قال حین یسمع النداء ، اللہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ الصلاۃ القائمۃ آت محمد الوسیلۃ و الفضیلۃ و ابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ ، حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ ۔(بخاری شریف، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، ص ۱۰۲، نمبر ۶۱۴) ۔ترجمہ۔آپؐ نے فرمایا اذان سنتے وقت جو کہے گا ، اے اللہ۔حضورؐ کو وسیلہ دے، فضیلت دے، اور مقام محمود پر فائز فرما، جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے، تو قیامت کے دن اس کے لئے میری سفارش حلال ہو جائے گی

ان دو حدیثوں میں ہے کہ وسیلہ ایک بہت بڑا مقام ہے جو صرف ایک بندے کو دیا جائے گا، اور وہ صرف حضورؐ کے لئے ہوگا۔

[۴] حضور ﷺ کو، لواء الحمد، دیا جائے گا

جو کسی اور کو نہیں دیا جائے گا

لواء الحمد کا ترجمہ ہے تعریف کا جھنڈا، قیامت میں آپ اللہ کی ایسی تعریف کریں گے جو کسی اور نے نہیں کی ہوگی، اس لئے اس کو، لواء الحمد، کہا جاتا ہے، یہ صرف حضور ﷺ کو دیا جائے گا۔

6۔عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا خطیبھم اذا وفدوا و انا مبشرھم اذا أیسوا ،لواء الحمد یومئذ بیدی و انا اکرم ولد آدم علی ربی و لا فخر ۔(ترمذی شریف، باب انا اول الناس خروجا اذ ابعثوا، ص ۸۲۳، نمبر ۳۶۱۰)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ جب قیامت میں لوگ نکلیں گے تو میں سب سے پہلے نکلوں گا، جب اللہ کے سامنے وفد لے کر جائیں گے تو میں اس کا خطیب ہوں گا ، جب لوگ مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کو خوش خبری دینے والا ہوں گا، اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، میں اللہ کے سامنے اولا د آدم میں سے سب سے زیادہ مکرم ہوں گا، لیکن اس میں مجھے کوئی فخر نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ قیامت میں میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔

[۵] حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کوئی اور نہیں ہیں۔

خاتم النبیین ،کا مطلب یہ ہے کہ آپ آخری نبی ہیں،اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیں گے اس کے لئے آیت اور احادیث یہ ہیں۔

2۔ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۔(آیت۴۰، سورۃ الاحزاب۳۳)۔ترجمہ۔حضورؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں،لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں،اور سب سے آخری نبی ہیں

7۔عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال .... انا خاتم النبیین ۔(بخاری شریف،باب خاتم النبیین ،ص ۵۹۵،نمبر۳۵۳۵ رترمذی شریف،باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون،ص ۵۰۹،نمبر۲۲۱۹) ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا۔۔۔میں آخری نبی ہوں

8۔عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ ...و انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔(ابوداود شریف،کتاب الفتن،باب ذکر الفتن ودلائلھا،ص۵۹۶،نمبر۴۲۵۲)

ترجمہ۔آپؐ نے فرمایا کہ۔۔۔میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے،ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے،لیکن بات یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں،میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے

ان آیت اور احادیث میں ہے حضور آخری نبی ہیں،اور یہ بھی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیں گے گا،اس لئے جو اس کے بعد نبوت کا دعوی کرتا ہے،وہ جھوٹا ہے،اس کو ہرگز نبی نہیں ماننا چاہئے

[٦] حضور ﷺ پوری انسانیت کے لئے نبی ہیں

اور جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے وہ کسی خاص قوم کے لئے تھے، یا خاص زمانے کے لئے تھے، لیکن حضورؐ تمام لوگوں کے لئے نبی بن کر آئے ، جنات کے لئے بھی نبی ہیں، اور انسان کے لئے بھی نبی ہیں، اور قیامت تک کے لئے نبی اور رسول ہیں، اس لئے آپؐ کی فضیلت سب سے زیادہ ہے
اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3۔ و ما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا و نذیرا۔ (آیت ۲۸، سورۃ السباء ۳۴)
ترجمہ۔ اور اے رسول ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لئے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوش خبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے۔

4۔ قل یاایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا۔ (آیت ۱۵۸، سورۃ الاعراف ۷)
ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے اے لوگو! تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں

5۔ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین ۔ (آیت ۱۰۷، سورۃ الانبیاء ۲۱)
ترجمہ۔ اور اے پیغمبر! ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے

6۔ الیوم اکملت لکم دینکم ، و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ۔ (آیت ۳، سورت المائدۃ ۵)۔ ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر ہمیشہ کے لئے پسند کر لیا۔

7۔ یا معشر الجن و الانس الم یأتکم رسل منکم۔ (آیت ۱۳۰، سورت الانعام ۶)
ترجمہ۔ اے جنات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس خود تم میں سے وہ پیغمبر نہیں آئے جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سناتے تھے۔ ان آیتوں سے پتہ چلا کہ آپ انسان اور جنات سب کے لئے نبی ہیں

[۷] حضورؐ کو معراج پر لیجایا گیا اور بڑی بڑی نشانیاں دکھلائیں

حضورؐ کو معراج میں لے گئے اور بڑی بڑی نشانیاں دکھلائیں۔ یہ فضیلت صرف حضورؐ کے لئے کسی اور نبی کے لئے نہیں ہے۔۔۔ان آیتوں میں اس کا ذکر ہے

8۔سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الذی بارکنا حوله لنریه من آیاتنا انه هو السمیع العلیم ۔(آیت ا،سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گئی، جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں تا کہ انہیں ہم اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ ہر بات کو سننے والی اور ہر چیز کو دیکھنے والی ذات ہے۔

9۔لقد رأی من آیات ربه الکبری (آیت ۱۸،سورت النجم ۵۳)

ترجمہ۔ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا۔

9۔عن مالک بن صعصعةؓ ان نبی الله ﷺ حدثه عن لیلة اسری ، قال بینما انا فی الحطیم. ربما قال فی الحجر. مضطجعا اذا اتانی آت .....فانطلق بی جبریل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح ....ثم رفع لی البیت المعمور ، الخ۔(بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، ص ۶۵۲، نمبر ۳۸۸۷)

ترجمہ۔حضور پاکؐ نے معراج کی رات کے بارے میں بیان کیا، کہ میں حطیم میں تھا، ایک روایت میں ہے کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا، کہ ایک آنے والا آیا [جبرائیلؑ آئے۔۔۔مجھکو جبرائیلؑ سماء دنیا تک لے گئے، اور دروازہ کھلوایا۔۔۔پھر مجھے بیت المعمور تک لے گئے۔

ان آیات اور احادیث میں یہ بھی ہے کہ معراج میں لیجائے گئے، اور یہ بھی ہے کہ نشانیاں دکھلائی گئیں

(۸) حضور ؐ پر قرآن اتارا جو کسی اور پر نہیں اتارا

اور انبیاء پر چھوٹی چھوٹی کتابیں اتاریں، لیکن حضور ؐ کے اوپر قرآن جیسی عظیم کتاب اتاری جو کسی اور پر نہیں اتاری۔

10۔ انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا ۔(آیت ۲۳، سورت الانسان ۷۶)

ترجمہ۔اے پیغمبر! ہم نے ہی آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے

اس آیت میں ہے کہ ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب العالمین ہیں

اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

10۔عن علی بن علی المکی الھلالی عن ابیه قال دخلت علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی شکاته الذی قبض فیھا ......انا خاتم النبیین و اکرم النبیین علی الله و احب المخلوقین الی الله عز و جل ۔(طبرانی کبیر، ج ۳،بقیۃ الاخبار الحسن بن علی، ۵۷،نمبر ۲۶۷۵/ مستدرک للحاکم، کتاب تو ارخ المتقد مین من الانبیاء و المرسلیین ، باب و من کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی ھی دلائل النبوۃ، ج ۲،ص ۶۷۲،نمبر ۴۲۲۸))

ترجمہ۔حضرت علی الھلالیؓ فرماتے ہیں کہ جس مرض میں حضورؐ کی وفات ہوئی، میں اس وقت حضور کے پاس گیا۔۔آپ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں، اور اللہ کے نزدیک سب سے معزز ہوں، اور اللہ کے نزدیک مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہوں

11۔عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم... و انا اکرم ولد آدم علی ربی و لا فخر۔(ترمذی شریف، باب انا اول الناس خروجا اذ ابعثوا،ص ۸۲۳،نمبر ۳۶۱۰)

ترجمہ۔آپؐ نے فرمایا کہ اپنے رب کے نزدیک میں اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ معزز ہوں، لیکن اس میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔

ان احادیث میں ہے کہ حضورؐ اللہ کو مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں

[۱۰]حضورؐ اولین اور آخرین کے سردار ہیں کوئی اور نہیں ہے

12۔ عن ابی ھریرۃ قال کنا مع النبی ﷺ فی دعوۃ .....و قال انا سید الناس یوم القیامۃ۔(بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل ﴿و لقد ارسلنا نوحا الی قومہ[آیت ۲۵،سورت ہود﴾ ص ۵۵۵،نمبر ۳۳۴۰)

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں ایک دعوت میں حضورؐ کے ساتھ تھا۔۔۔اور آپ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا

13۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انا سید ولد آدم و اول من تنشق عنہ الارض ، و اول شافع و اول مشفع ۔(ابوداود شریف، باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام، ص ۶۶۰،نمبر ۴۶۷۳)

ترجمہ۔آپؐ نے فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں ، زمین جب پھٹے گی تو میں سب سے پہلے نکلوں گا، میں سب سے پہلے سفارش کروں گا،اور میری سفارش سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔

ان 10 آیت اور 13 حدیثوں میں حضور ﷺ کی فضیلت ذکر کی گئی ہے

اس لئے حضور ﷺ کی اتباع کی جائے، ان کی گستاخی ہرگز نہ کریں، اور ایسے جملے استعمال نہ کریں جن سے ان کی گستاخی ہوتی ہو، لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ انکو عیسائیوں کی طرح اتنا نہ بڑھا دیں کہ اللہ کے درجے میں پہنچا دیں، حضورؐ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے،

حضور ﷺ کی جتنی فضیلتیں ہیں اتنے ہی پر رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے ،اس سے زیادہ بڑھانا ٹھیک نہیں ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

11۔قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ۔(آیت ۷۷،سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔

12۔لا تغلو فی دینکم و لا تقولوا علی اللہ الا الحق ۔(آیت ۱۷۱،سورت النساء۴)

ترجمہ،اے اہل کتاب !اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو،اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو

حضور کو جتنی فضیلت قرآن میں دی ہے اسی پر رکھنا افضل ہے،اس سے بڑھانا اچھا نہیں ہے۔

اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

14۔سمع عمرؓ یقول علی المنبر سمعت النبی ﷺ یقول لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ و رسولہ ۔(بخاری شریف،احادیث الانبیاء،باب قول اللہ تعالی ﴿و اذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذتمن اھلھا [آیت۱۶،سورت مریم﴾ ص ۵۸۰،نمبر ۳۴۴۵)

ترجمہ۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ منبر پر حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے،کہ مجھے تعریف میں حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے حضرت عیسی ابن مریم کو بڑھایا،میں اللہ کا بندہ ہوں،اس لئے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو

اس حدیث میں ہے کہ جیسے نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بہت بڑھایا یہاں تک اللہ کے قریب کر دیا ،تم بھی مجھے اتنا نہ بڑھا دینا، مجھے صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔

15 ـ عن ابی سعید الخدر ی قال قال رسول الله ﷺ لا تخیروا بین الانبیاء ـ(ابوداود شریف، باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام،ص۶۶۰،نمبر ۴۶۶۸)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے انبیاء کے درمیان فضیلت مت دو

ان احادیث میں ہے کہ مجھے نبیوں پر بہت زیادہ فضیلت مت دو، اس لئے آیت اور احادیث میں حضورؐ کے لئے فضیلتیں ثابت ہیں اتنی ہی فضیلت بیان کرنی چاہئے، اس سے زیادہ کرنا گمراہی ہے

اس حدیث میں ہے کہ جتنا حدیث اور قرآن میں ہے، اس سے زیادہ کرنا بدعت ہے، اور بدعت کا انجام گمراہی ہے، اس لئے یہ کام نہیں کرنا چاہئے

16 ـ حدثنی عبد الرحمن بن عمر السلمی ....و ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة. (ابوداود شریف، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ،ص۶۵۱،نمبر ۴۶۰۷،نمبر ۴۶۰۷ر مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ و الخطبۃ،ص ۳۴۷،نمبر ۸۶۷ر ۲۰۰۵)۔ترجمہ۔دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچا کرو، اس لئے کہ دین میں نئی بات کرنا بدعت ہے، اور ہر بدعت کا انجام گمراہی ہے

ان 2 آیتوں اور 3 حدیثوں میں ہے کہ قرآن اور حدیث میں جتنا ہے، اس سے زیادہ کرنا ٹھیک نہیں ہے،۔۔۔یہ گمراہی ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 12 آیتیں اور 16 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

٦۔حضور ﷺ بشر ہیں

لیکن اللہ کے بعد تمام کائنات سے افضل ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 28 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضور پر جو آیتیں اتری ہیں وہ نور ہیں، آپ کی رسالت نور ہے، آپ پر اترا ہوا قرآن نور ہے، ایمان نور ہے، اور یہ تمام صفتیں حضور میں اتم درجے میں ہیں اس لئے ان صفات کے اعتبار سے آپ نوری ہیں، لیکن ذات کے اعتبار سے آپ انسان ہیں کیونکہ آپ انسان میں پیدا کئے گئے ہیں، آپ کھاتے تھے، پیتے تھے، شادی بیاہ کی، اور انسان کی طرح زندگی گزاری۔

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ ﷺ مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں

اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

1۔عن ابن عباس قال اوحی اللہ الی عیسی بن مریم ...فلولا محمد ما خلقت آدم ، و لولا محمد ما خلقت الجنة و لا النار ، و لقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیه لا اله الا الله محمد رسول الله فسکن ۔(مستدرک للحاکم،ومن کتاب آیات رسول اللہ التی ھی دلائل النبوۃ، ج ۲،ص۶۷۲،نمبر ۴۲۲۷رمتوفی ۴۰۵ھ)

ترجمہ۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں، کہ اللہ نے حضرت عیسیؑ کو وحی بھیجی ۔۔۔اللہ نے فرمایا،محمدؐ نہیں ہوتے تو میں حضرت آدم کو پیدا نہیں کرتا،،اور محمدؐ نہیں ہوتے تو میں جنت اور جہنم پیدا نہیں کرتا، میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا،تو میں نے اس عرش پر لا اله الا الله محمد رسول الله، لکھا تو وہ ساکن ہو گیا۔

2۔عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله ﷺ لما اقترف آدم الخطیة ...فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا ، لا اله الا الله محمد رسول الله،فعلمت انک لم تضف الی ا سمک الا احب الخلق الیک ، فقال الله : صدقت یا آدم انه لاحب الخلق الی، ادعنی بحقه فقد غفرت لک ، و لولا محمد ما خلقتک ۔ (مستدرک للحاکم ، ومن کتاب آیات رسول اللہ التی ھی دلائل النبوۃ ، ج ۲ ،ص۶۷۲ ،نمبر ۴۲۲۸رمتوفی ۴۰۵ھ)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا جب حضرت آدمؑ نے غلطی کی۔۔۔میں نے عرش کے پائے پر، لا الـــه الا

اللہ محمد رسول اللہ، لکھا ہوا دیکھا، تو سمجھ گیا کہ اللہ اپنے نام کے ساتھ صرف محبوب کو ہی ملا سکتا ہے، تو اللہ نے فرمایا، آدم! تم نے سچ کہا، حضرت محمد، مجھکو مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں، آپ نے ان کا وسیلہ لیکر دعا کی تو میں نے تم کو معاف کر دیا، اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔

ان دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کائنات میں سے سب سے افضل ہیں۔

نوٹ: یہ حدیث صحاح ستہ، یا انکے اوپر کی کتاب میں مجھے نہیں ملی، اور اور حاشیہ والے نے لکھا ہے کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے، لیکن چونکہ فضیلت میں یہ حدیث تھی، اس لئے ناچیز نے اس کو ذکر کر دیا۔

حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میں انسان ہوں

ان 3 آیتوں میں حصر اور تاکید کے ساتھ آپؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ آپ بشر ہی ہیں، البتہ آپ پر وحی آتی ہے، جو بہت بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

1۔قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھاکم الہ واحد۔(آیت ۱۱۰،سورۃ الکہف ۱۸)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے، کہ میں تو تمہی جیسا ایک انسان ہوں، البتہ مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا خدا بس ایک ہی خدا ہے

2۔قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھاکم الہ واحد۔(آیت ۶،سورۃ فصلت ۴۱)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے، کہ میں تو تمہی جیسا ایک انسان ہوں، البتہ مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا خدا بس ایک ہی خدا ہے

3۔قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۔(آیت ۹۳،سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔ کہہ دیجئے، سبحان اللہ، میں تو ایک بشر ہوں، جسے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا

ان تینوں آیتوں میں اعلان کروایا گیا کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں، البتہ میرے پاس وحی آتی ہے

4۔و ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفان مت فھم الخالدون (آیت ۳۴،سورۃ الانبیاء ۲۱) ترجمہ۔اے پیغمبر تم سے پہلے بھی ہمیشہ زندہ رہنا ہم نے کسی فرد بشر کے لئے طے نہیں کیا، چنانچہ اگر آپ کا انتقال ہو گیا تو کیا یہ لوگ ایسے ہیں جو ہمیشہ زندہ رہیں گے

5۔قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم۔(آیت ۱۱،سورۃ ابراھیم ۱۴)

ترجمہ۔ان قوموں سے ان کے پیغمبروں نے کہا، ہم واقعی تمہارے ہی جیسے انسان ہیں

6۔و ما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب (آیت ۵۱، الشوری ۴۲)

ترجمہ۔کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعہ ہو، یا کسی پردے کے پیچھے سے ہو۔

ان 3 آیتوں میں اعلان تو نہیں کروایا، لیکن اشارہ ہے کہ رسول انسان ہوتے ہیں

ان حدیثوں میں حضورؐ نے اعلان کیا ہے کہ میں انسان ہوں

حدیثیں یہ ہیں

3۔قال عبد الله صلی النبی ﷺ .....قال انه لو حدث فی الصلوة شیء لنبأتکم به و لکن انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی ۔(بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان، ص ۷۰، نمبر ۴۰۱/ مسلم شریف، کتاب المساجد، باب السہو فی الصلاۃ والسجود لہ، ص ۲۳۲، نمبر ۵۷۲/ ۱۲۸۵)

ترجمہ۔حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ حضورؐ نے نماز پڑھائی ۔۔۔حضورؐ نے فرمایا کہ نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تم لوگوں کو ضرور بتاتا، میں تمہاری طرح انسان ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں، پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلایا کرو۔

4۔ان امها ام سلمة زوج النبی ﷺ ......فخرج الیهم فقال : انما انا بشر و انه یأتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انه صدق فاقضی له بذالک ۔(بخاری شریف، کتاب المظالم، باب اثم من خاصم فی باطل وھو یعلمہ، ص ۳۹۶، نمبر ۲۴۵۸)

ترجمہ۔ام سلمیؓ نے فرمایا کہ۔۔۔۔حضورؐ ان جھگڑنے والوں کے پاس آئے اور فرمایا کہ، میں انسان ہوں، میرے پاس مدعی اور مدعی علیہ آتے ہیں، ایسا ہوسکتا ہے کہ بعض آدمی اپنی دلیل پیش کرنے میں زیادہ ماہر ہو، جس سے میں گمان کرلوں کہ یہی سچا ہے، جس کی وجہ سے میں اس کے لئے چیز کا فیصلہ کردوں۔

5۔انه سمع موسی بن طلحة بن عبید الله یحدث عن ابیه ، قال مررت مع رسول الله ﷺ فی نخل ......فبلغ النبی ﷺ فقال انما هو الظن ان کان یغنی شیئا فا صنعوه، فانما انا بشر مثلکم، و ان الظن یخطی و یصیب ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الرھون، باب تلقیح النخل، ص ۳۵۴، نمبر ۲۴۷۰)

ترجمہ۔حضورؐ کھجور کے باغ سے گزر رہے تھے۔۔۔حضورؐ کو یہ بات پہنچی کی [اس سال کھجور کم آئی ہے] تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک میرا گمان تھا، اگر کوئی چیز کام آتی ہو تو اس کو کرلو، میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں، گمان کبھی صحیح بھی ہوتا ہے، اور کبھی غلط بھی ہوتا ہے۔

ان 6 آیات اور 3 حادیث میں بار بار آپ نے اعلان کیا ہے کہ میں انسان ہوں۔

یوں بھی حضور ﷺ انسانی نسل میں پیدا ہوئے ہیں، انسانی نسل میں شادی بیاہ کی ہے تو آپ نور کیسے ہوسکتے ہیں!

انسان فرشتوں سے بھی اعلی ہے

انسان فرشتوں سے بھی اعلی ہے، اس لئے اس کو فرشتوں میں، یا نوری مخلوق میں داخل کرنا مناسب نہیں ہے

اس کی دلیل یہ ہے۔

شرح عقائد میں عبارت یہ ہے۔**رسل البشر افضل من رسل الملائكة ، و رسل الملائكة افضل من عامة البشر ، و عامة البشر افضل من عامة الملائكة** ۔(شرح عقائد النسفیۃ، ص ۱۷۶) ترجمہ۔انسان میں جو رسول ہیں وہ فرشتوں کے رسول سے افضل ہیں،اور فرشتوں میں جو رسول ہیں وہ عام انسان سے افضل ہیں،اور عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں

شرح عقائد کی عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں

[۱]۔۔عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔

[۲]۔۔بڑے فرشتے جنکو فرشتوں کا رسول کہتے ہیں وہ عام انسانوں سے افضل ہیں۔

[۳]۔۔اور تیسری بات یہ ہے کہ فرشتوں کے رسولوں سے بھی انسان کے رسول افضل ہیں۔

،اس لئے حضور ﷺ انسان ہونے کے ناطے تمام فرشتوں سے افضل ہیں

،اس لئے آپ ﷺ کو نوری مخلوق میں شامل کرنا، آپ ؐ کی حیثیت کو گرانا ہے

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بعد سب سے افضل ہیں

اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں ۷ درجے اوپر ہیں

[۱] کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں

[۲] آپؐ کے نیچے تمام رسول ہیں

[۳] ان کے نیچے تمام نبی ہیں

[۴] ان کے نیچے بڑے فرشتے ہیں

[۵] ان کے نیچے عام انسان ہیں

[۶] ان کے نیچے عام فرشتے ہیں

[۷] ان کے نیچے باقی مخلوقات ہیں

وہ آیتیں جن میں انسان کو فرشتوں سے افضل شمار کیا گیا ہے

عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

7۔و لقد خلقلناکم ثم صورنا کم ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا لا ابلیس ۔(آیت ۱۱، سورت الاعراف ۷)۔ترجمہ۔اور ہم نے تمہیں پیدا کی، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا، آدم کو سجدہ کرو، چنانچہ سب نے سجدہ کیا ،سوائے ابلیس کے۔

8۔فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون ۔(آیت ۳۰، سورت الحجر ۱۵)

ترجمہ۔چنانچہ سارے کے سارے فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا

9۔فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون ۔(آیت ۷۳، سورت ص ۳۸)

ترجمہ۔چنانچہ سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا

ان 3 آیتوں میں ہے کہ سارے فرشتوں سے انسان کو تعظیمی سجدہ کرایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں

10۔و لقد کرمنا بنی آدم و حملنا ھم فی البر و البحر ۔(آیت ۷۰، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ، اور انہیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں

11۔و التین و الزیتون و طورسینین و ھذا البلد آمین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔(آیت ۱۔۴۔سورت التین ۹۵)

ترجمہ۔ قسم ہے انجیر اور زیتون کی، اور صحرائے سینا کے طور پہاڑ کی، اور اس امن وامان والے شہر کی، کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے

ان آیتوں میں چار قسمیں کھا کر کہا کہ انسان کو بہت اچھے انداز میں پیدا کیا ہے۔

12۔و علم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملائکة فقال انبئونی باسماء هاولاء ان کنتم صادقین ، قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیز الحکیم ، قال یآدم أنئهم باسماء هم فلما انبائهم باسمائهم ، قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات و الارض ۔(آیت میں ۳۱۔۳۳،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اور آدم کو اللہ نے سارے کے سارے نام سکھائے، پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور ان سے کہا، اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ، فرشتہ بول اٹھے آپ ہی کی ذات پاک ہے، جو کچھ علم آپ نے ہمیں دیا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے، حقیقت میں علم و حکمت کے مالک تو صرف آپ ہیں، اللہ نے کہا، آدم تم ان کو ان چیزوں کے نام بتا دو، چنانچہ جب حضرت آدم نے ان کے نام ان کو بتا دئے تو اللہ نے فرشتوں سے کہا، کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہوں

ان 6 آیات سے معلوم ہوا کہ عام آدمی عام فرشتوں سے افضل ہے، اسی لئے تو انسان کو اشراف المخلوقات کہتے ہیں

اور انسانی رسول فرشتوں کے رسول سے افضل اس لئے ہیں، کہ سب سے بڑے اور افضل فرشتہ جبریل علیہ السلام ہیں، اور جبریل علیہ السلام تمام رسولوں کو پیغام پہنچاتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ رسول اہم فرشتوں سے افضل ہیں۔

معراج کی رات حضرت جبریلؑ حضور کے خادم بن کر حضورؐ کو آسمان پر لے گئے تھے، اس سے بھی

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سب فرشتوں سے افضل ہیں۔

اس کے لئے حدیث یہ ہے

6۔مضطجعا اذا اتانی آت .....فانطلق بی جبریل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح ....ثم رفع لی البیت المعمور ، الخ ۔(بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، ص۶۵۲، نمبر ۳۸۸۷) ترجمہ۔میں حطیم میں سویا ہوا تھا۔۔۔مجھکو جبرئیل علیہ السلام لے گئے، یہاں تک کہ سماء دنیا تک لائے، اور دروازہ کھلوایا۔۔۔پھر بیت المعمور تک مجھے لے گئے

اس حدیث میں حضرت جبرئیلؑ خادم بن کر حضور کو معراج میں لے گئے ہیں، اس لئے حضورؐ تمام فرشتوں سے بھی افضل ہیں

اور حضور ﷺ سب رسولوں سے افضل ہیں اس کے لئے کئی آیتیں گزر چکی ہیں

ایک آیت یہ بھی ہے

13۔و ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۔(آیت ۴۰، سورت الاحزاب ۳۳)

ترجمہ۔مسلمانو! محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سے سب سے آخری نبی ہیں۔

ان 7 آیت اور ایک حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان فرشتوں سے افضل ہیں، اور حضور سب سے افضل ہیں

ہندؤوں کا عقیدہ ہے کہ بھگوان انکی دیوی اور دیوتا کے روپ میں آتے رہے ہیں،

ہندؤوں کا عقیدہ یہ ہے کہ بھگوان یعنی خدا انکی دیوی اور دیوتاؤوں کے روپ اور شکل میں آتے رہے ہیں، اور آج بھی آتے رہتے ہیں، اسی لئے وہ دیوی اور دیوتاؤوں کی پوجا کرتے ہیں انکے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں، ان پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور ان سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں،

مسلمانوں کو بھی شبہ نہ ہو کہ خدا حضورؐ کی شکل میں آئے ہوں، اور یہ بھی اللہ کے نور کا حصہ ہوں، اس لئے 6 آیتوں میں حضورؐ سے تاکید کے ساتھ اعلان کروایا کہ میں بشر ہوں، انسان ہوں، میں نوری مخلوق نہیں ہوں، خدا میرے روپ میں، یا شکل میں نہیں آیا ہے، اس لئے نہ میری عبادت کرو، اور نہ مجھ سے اپنی حاجت روائی کی درخواست کرو، میں بھی خدا سے مانگتا ہوں، اور تم بھی خدا ہی سے مانگو، یہی تعلیم دینے کے لئے حضورؐ کو مبعوث کیا تھا، اور یہی دین اسلام ہے

وہ آیتیں اور احادیث
جن سے حضورؐ کے نوری ہونے کا شبہ ہوتا ہے

14 .یا اهل الكتاب قد جاء كم رسولنا يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون من الكتاب و يعفوا عن كثير قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين . يهدى به الله من اتبع رضوانه سبل السلم و يخرجهم من الظلمات الى النور باذنه و يهديهم الى صراط مستقيم (آیت ۱۵۔۱۶،سورت المائدہ ۵)

ترجمہ۔اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ پیغمبر آ گئے ہیں، جو کتاب [تورت اور انجیل] کی بہت سی باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو تم چھپایا کرتے تھے، اور بہت سی باتوں سے درگزر کر جاتے ہیں،تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی آئی ہے، اور ایک ایسی کتاب جو حق کو واضح کر دینے والی ہے، جس کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہ دکھاتا ہے جو اس کی خوشنودی کے طالب ہیں، اور انہیں اپنے حکم سے اندھیریوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا کرتا ہے۔

اس آیت میں نور، سے مراد حضور ﷺ کو لیا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تفسیر جلالین میں نور کی تفسیر میں صرف،هو النبی ﷺ ،کہا ہے،جس سے معلوم ہوا کہ نور سے محمد ﷺ مراد ہیں۔

لیکن تفسیر ابن عباس میں ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد حضورؐ کی رسالت ہے ،

حضرت عبد اللہ ابن عباس کی تفسیر یہ ہے۔﴿ قد جائكم من الله نور﴾رسول ، يعنى محمد)
یہاں نور کی تفسیر میں پہلے رسول، لائے، پھر محمد، لائے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی رسالت نور

ہے، خود حضور کی ذات نور نہیں ہوئی، اور وہ کیسے ہوسکتی ہے کیونکہ پہلے کئی آیتوں میں یہ اعلان کروایا گیا کہ آپ انسان ہیں

آگے آیت نمبر ۱۶ امیں نور سے مراد ایمان ہے۔ تفسیر یہ ہے۔﴿و یخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ﴾من الکفر الی الایمان ۔(تنویر المقیاس، من تفسیر ابن عباس، ص ۱۱۹، آیت ۱۵۔۱۶، سورت المائدہ ۵) اس تفسیر میں نور کا ترجمہ ایمان، کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ نور کے مختلف ترجمے ہیں

تیسری دلیل یہ ہے کہ، اس آیت کے شروع میں، یا اھل الکتاب قد جائکم رسولنا، کہا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کو یہ بتلانا ہے کہ تمہارے پاس میرا رسول آ گیا ہے، اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہاں نور سے مراد حضورؐ کی رسالت ہے

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ، آپ کا دین، آپ کی رسالت اور آپکی ہدایت نور ہے، اور ایسا نور ہے جو سورج اور چاند کی روشنی سے بھی برتر ہے۔

بعض مفسرین نے نور کی تفسیر صرف محمدؐ سے کی ہے، جس کی وجہ سے بعض حضرات سمجھتے ہیں کہ حضورؐ کی ذات نور ہے، لیکن حضرت ابن عباسؓ کی اصلی تفسیر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضور کی رسالت مراد ہے، ورنہ نور والی تفسیر دسیوں آیتوں سے متضاد ہو جائے گی۔

نور کا معنی کہیں، نور نبوت ہے، کہیں قرآن ہے، اور کہیں ہدایت ہے، اس لئے ایک مبہم لفظ سے حضورؐ کو نور ثابت کرنا مشکل ہے۔

یہی وہ آیت ہے جس سے بعض حضرات حضور ﷺ کو نور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ بھی غور فرمالیں۔

اس آیت سے بھی بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں

15۔ یا ایھا النبی انا ارسلناک ، شاھدا و مبشرا و نذیرا ، و داعیا الی اللہ و سراجا منیرا ۔(آیت ۴۵۔۴۶،سورت احزاب ۳۳)

ترجمہ۔اے نبی بیشک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے ہو،خوشخبری سنانے والے ہو، اور خبر دار کرنے والے ہو، اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے ہو، اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو

حضرت عبد اللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ یہاں سراجا منیرا سے مراد ایسی روشنی ہے جس کی اقتداء کی جائے، یعنی آپ کی ہدایت اور نبوت۔ تفسیر یہ ہے۔﴿سراجا منیرا﴾ مضیا یقتدی بک ۔(تنویر المقباس، من تفسیر ابن عباس، ص ۴۴۶ آیت ۴۶،سورت احزاب ۳۳)اس تفسیر میں سراج سے مراد چراغ نہیں ہے، بلکہ آپ کی نبوت والی روشنی ہے، جس کی لوگ اقتداء کریں۔

قرآن میں نور 5 معانی میں استعمال ہوا ہے

قرآن میں نور پانچ 5 معانی میں استعمال ہوا ہے، کبھی قرآن کے معنی میں، کبھی، رسالت کے معنی میں، کبھی ایمان کے معنی میں،، کبھی احکام کے معنی میں، اور کبھی دین کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اس لئے قرآن کی اس آیت میں جو، قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین ، (آیت ۱۵، سورت المائدہ ۵) میں نور سے حضورؐ ہی کو لینا ضروری نہیں ہے، اس سے انکی رسالت بھی مراد ہوسکتی ہے جیسا کہ تفسیر ابن عباس میں نور سے حضورؐ کی رسالت مراد لی ہے ، اور اگر اس نور سے حضورؐ کی ذات مراد لیتے ہیں تو یہ آیت اوپر کی 12 آیتوں کے خلاف ہو جائے گی، جس میں حصر اور تاکید کے ساتھ یہ اعلان کروایا گیا ہے کہ میں انسان ہوں

آپ خود بھی غور کرلیں

1۔ ان دو آیتوں میں نور سے قرآن مراد ہے

16۔و اتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون (آیت ۱۵۷، اعراف ۷)

تفسیر ابن عباس میں یہاں نور سے مراد قرآن ہے۔﴿و اتبعوا النور ﴾ القرآن . (۷/۱۵۷)

17۔ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان و لکن جعلناہ نورا ۔(آیت ۵۲، الشوری ۴۲) تفسیر ابن عباس میں یہاں قرآن کو نور کہا ہے۔﴿ و لکن جعلناه﴾ قلناه یعنی القرآن ﴿ نورا ﴾ بیانا للامر و النهی (۴۲/۵۲)

ان آیتوں میں نور سے قرآن مراد لیا گیا ہے

2 ۔ان دو آیتوں میں نور سے مراد ایمان ہے

19۔ و یخرجهم من الظلمات الی النور باذنه۔(آیت ۱۶،سورت المائدۃ ۵)

تفسیر ابن عباس میں یہاں نور سے مراد ایمان ہے﴿ و یخرجهم من الظلمات الی النور﴾ من الکفر الی الایمان۔(آیت ۱۶،سورت المائدۃ ۵)

20۔هو الذی یصلی علیکم و ملائکته لیخرجکم من الظلمات الی النور و کان بالمومنین رحیما ۔(آیت ۴۳،سورت الاحزاب ۳۳)

حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ یہاں نور سے مراد ایمان ہے،اور ظلمات سے مراد کفر ہے ۔تفسیر یہ ہے۔﴿ لیخرجکم من الظلمات الی النور ﴾ قد اخرجکم من الکفر الی الایمان ۔(آیت ۴۳،سورت الاحزاب ۳۳) اس تفسیر میں نور کا ترجمہ ایمان ہے۔

3 ۔اس آیت میں نور سے مراد احکام ہیں

21۔انا انزلنا التوراۃ فیها هدی و نور۔(آیت ۴۴،سورت المائدہ ۵)

تفسیر ابن عباس میں یہاں نور سے مراد احکام ہیں﴿انا انزلنا التوراۃ فیها هدی﴾من الضلالة﴿ و نور﴾ بیان الرجم۔(آیت ۴۴،سورت المائدہ ۵)

4 ۔اس آیت میں نور سے مراد دین ہے

22۔یریدون ان یطفؤ نور الله بافواهم و یابی الله الا ان یتم نوره و لو کره الکافرون۔(آیت ۳۲،سورت التوبۃ ۹)

حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ یہاں نور سے مراداللہ کا دین ہے،تفسیر یہ ہے۔﴿نور اللہ﴾ ، دین اللہ .﴿الا ان یتم نورہ ﴾ الا ان یظھر دینہ الاسلام ۔(تنویرالمقیاس،من تفسیر ابن عباس،ص٢٠٢،آیت٣٢،سورت التوبۃ ٩)اس تفسیر میں نور کا ترجمہ دین اسلام کیا ہے۔

23۔یریدون لیطفؤ نور اللہ بافواھھم و اللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون ۔(آیت٨،سورت الصّف٦١)

حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ یہاں نور سے مراداللہ کا دین ہے یا اللہ کی کتاب قرآن ہے۔تفسیر یہ ہے۔﴿ لیطفؤانور اللہ﴾ ، لیبطلوا دین اللہ و یقال کتاب اللہ القرآن .﴿ و اللہ متم نورہ ﴾ مظھر نور کتابہ و دینہ ۔(آیت٨،سورت الصّف٦١)اس تفسیر میں نور کا ترجمہ دین اور کتاب کیا گیا ہے۔

5 ۔اس آیت میں نور سے مراد،حضورؐ کی رسالت ہے

18﴿ قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین﴾(آیت١٥،سورت المائدہ٥)

تفسیر ابن عباس میں یہاں نور سے مراد رسالت ہے﴿ قد جائکم من اللہ نور﴾رسول ، یعنی محمد)(٥/١٥) یہاں نور کی تفسیر میں پہلے رسول،لائے،پھر محمد،لائے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی رسالت نور ہے،خود حضور کی ذات نور نہیں ہوئی

جب نور قرآن میں پانچ معانی میں استعمال ہوا ہے تو، قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین ،(آیت١٥،سورت المائدہ ٥)میں نور سے مراد حضورؐ ہی کو کیوں لیں جبکہ وہ 16 کے خلاف ہو جائے گا اس لئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضور ﷺ بشر تھے،لیکن ان میں ایمان ، رسالت،قرآن، دین اور احکام کی صفت اتم درجے میں تھی جو نور ہیں اس لئے آپ صفت کے اعتبار سے نور تھے

حقارت کے طور پر رسول کو بشر کہنا بالکل ٹھیک نہیں ہے،

رسول انسان ہوتے ہیں، لیکن آپ کو اس طرح کہنا کہ، آپ ہماری طرح انسان ہیں، اور یہ تأثر دینا کہ ہمارے پاس وحی نہیں آتی، اس لئے آپ کے پاس بھی وحی نہیں آتی ہے، اس لئے آپ ہمیں نصیحت نہ کریں، اور نہ ہم آپ پر ایمان لانے کے پابند ہیں، اس طرح کہنا رسول کی بے ادبی ہے، اور ان پر ایمان نہ لانا ہے، اس لئے اس طرح بشر نہیں کہنا چاہئے، اس میں ایمان سے منہ موڑنا ہے

اس کی دلیل یہ آیت ہے

24. و ما انت الا بشر مثلنا فأت بآية ان كنت من الصادقين ۔(آیت ۱۵۴، سورۃ الشعراء ۲۶) ۔ترجمہ۔تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی ایک انسان ہو، لہذا اگر سچے ہو تو کوئی نشانی لے کر آؤ

24۔و ما انت الا بشر مثلنا و ان نظنک لمن الکاذبین۔(آیت ۱۸۶، سورۃ الشعراء ۲۶) ۔ترجمہ۔تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی ایک انسان ہو، اور ہم تمہیں پورے یقین کے ساتھ جھوٹا سمجھتے ہیں

25۔فقال الملا الذین کفروا من قومه ما نراک الا بشرا مثلنا...بل نظنکم کاذبین ۔(آیت ۲۷، سورۃ ھود ۱۱) ترجمہ۔جن سرداروں نے کفر اختیار کیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم میں کوئی بات نظر نہیں آرہی ہے کہ تم ہم جیسے ہی ایک انسان ہو۔۔۔بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ تم سب جھوٹے ہو

ان 3 آیتوں میں کفار نے رسولوں کو اپنے جیسا رسول کہا کہ ان کے پاس وحی نہیں آتی اور انکی اتباع مت کرو، اس طرح کا رسول کو بشر کہنا، ان کی گستاخی ہے۔اس سے ہر آدمی کو پرہیز کرنا چاہئے۔

قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ،والی حدیث ثابت نہیں ہے

کچھ حضرات اس حدیث سے حضورؐ کو نور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں،اس میں مصنف عبد الرزاق کا حوالہ دیا ہے،پھر بعض حضرات نے دلائل النبوۃ للبیہقی ،اور مستدرک حاکم کا بھی حوالہ دیا ہے،لیکن میں نے ان تینوں کتابوں کو سامنے رکھ کر بہت تلاش کی اور , مکتبہ شاملہ ،کے ذریعہ بھی تلاش کی لیکن حدیث کہیں نہیں ملی ، بلکہ پچھلے زمانے کے بہت سارے حضرات نے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے ، ظاہر ہے کہ موضوع حدیث سے قرآن کے خلاف کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے،اس لئے اس حدیث سے بھی حضورؐ کو نور ثابت کرنا مشکل ہے۔

حدیث یہ ہے۔

۔روی عبد الرزاق بسندہ عن جابر بن عبد اللہ قال قلت یا رسول اللہ ! بابی انت و امی اخبرنی عن اول شیء خلقہ اللہ تعالی قبل اشیاء ؟ قال : یا جابر ان اللہ تعالی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ ۔الخ (المواھب اللدنیۃ للقسطلانی،[متوفی 923ھ] ج اول،المقصد الاول،باب تشریف اللہ تعالی،ص ۴۸)

نوٹ:اس حدیث کو،المواھب للدنیہ ،مصنف قسطلانی وفات 923ھ نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے،لیکن چونکہ قسطلانی صاحب 923ھ کے ہیں اس لئے ان کی حدیث کو میں نہیں لے سکتا،کیونکہ میرا التزام یہ ہے کہ تبع تابعی کے زمانے کی کتابوں سے حدیث لیتا ہوں یا صحاح ستہ یا انکے اساتذہ کی کتابوں سے حدیث لیتا ہوں، کیونکہ وہی اصل ہیں ، اور قسطلانیؒ بہت بعد کے ہیں ، اور تابعی اور تبع تابعی کے زمانے کی کتابوں میں یہ حدیث نہیں ہے،اس لئے اس کا لینا مشکل ہے۔یوں بھی یہ اعتقاد کا مسئلہ ہے،اور یہ حدیث 12 آیتوں اور تین حدیثوں سے ٹکراتی ہے،اس لئے اس حدیث کو لینا اچھی

بات نہیں ہے۔

اس حدیث کے برخلاف دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ہے، اس اول ماخلق نور نبیک ،والی حدیث کو کیسے لے لیں

،حدیث یہ ہے۔

7۔حدثنا عبد الواحد بن سليم .... لقيت الوليد بن عبادة بن الصامت فقال حدثني ابي قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان اول ما خلق الله القلم فقال له اكتب فجری بما هو كائن الى الابد . (ترمذی شریف، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ نون و القلم، ص ۷۵۷، نمبر ۳۳۱۹)

ترجمہ ۔میں نے حضور پاک ﷺ سے سنا، فرمایا اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا، پھر قلم سے کہا لکھو ،تو قیامت تک جتنی باتیں ہونی تھیں سب لکھ دیا۔

26 ۔اس آیت سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ سب سے پہلے قلم پیدا کیا ہے۔ن و القلم و ما يسطرون ۔(آیت ۱، سورت القلم ۶۸)

اس حدیث میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا اس لئے یہ حدیث نور نبیک کے خلاف ہے۔

12 آیتوں اور تین احادیث میں بار بار کہا ہے کہ حضور بشر تھے، اب نور ثابت کرنے کے لئے کوئی آیت ہو یا پکی حدیث ہو جس میں صراحت کے ساتھ یہ بتایا ہو کہ حضور نور تھے تب نور ثابت ہوگا۔، موضوع حدیث ، یا تفسیر کرنے والوں کے مبہم بات سے نور ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ عقیدے کا مسئلہ ہے

میں نے اصلی تحقیق پیش کر دی ہے۔آپ حضرات خود بھی غور کر لیں

واللہ اعلم بالصواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ مجھے بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرو

عیسائیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بہت بڑھایا اور انکو اللہ کا بیٹا تک کہہ دیا، اور یہ انکی تعظیم میں کیا لیکن یہ بات صحیح نہیں تھی اس لئے انکو قرآن میں روکا کہ نبی کی تعظیم اتنی ہی کرو جتنا ان کا حق ہے، اس سے زیادہ کرنا غلو ہے جو ٹھیک نہیں

،اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دی کہ میرے بارے میں بھی غلو مت کرنا، اس لئے حضورؐ اگر بشر ہیں تو آپ کو بشر ماننا ہی بہتر ہے اور اسی میں آپ کی تعظیم ہے۔۔اس کے لئے حدیث یہ ہے

8۔سمع عمرؓ یقول علی المنبر سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبده فقولوا عبد الله و رسوله ۔(بخاری شریف، احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی ﴿واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اہلہا [آیت ۱۶، سورت مریم ۱۹﴾ ص ۵۸۰، نمبر ۳۴۴۵)

ترجمہ۔حضورؐ فرماتے ہیں جس طرح نصاری نے حضرت عیسیؑ کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا تم بھی مجھے بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرنا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو

اس حدیث میں ہے کہ جیسے نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بہت بڑھایا، تم بھی مجھے اتنا نہ بڑھا دینا

27۔ لاتغلو فی دینکم و لا تقولوا علی الله الا الحق۔(آیت ۱۷۱، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو

28۔قل یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق۔(آیت ۷۷، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو

اس عقیدے کے بارے میں 28 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۷۔حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں

اور یہ زندگی دنیا سے بھی اعلی ہے

آپ کا جسم اطہر قبر میں بالکل محفوظ ہے

اس عقیدے کے بارے میں 11 آیتیں اور 20 حدیثیں ہیں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضورؐ قبر میں زندہ ہیں، اور یہ حیات برزخی ہے، یہ حیات دنیا سے بھی اعلی ہے، اور حضور کے جسم کو مٹی نے نہیں کھایا ہے، آپ کا جسم قبر میں بالکل محفوظ ہے

حضورؐ قبر میں زندہ ہیں اس کی دلیل یہ احادیث ہیں

1۔عن ابی درداء قال قال رسول الله ﷺ اکثروا الصلاۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملائکۃو ان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلاتہ حتی یفرغ منھا قال قلت بعد الموت ؟قال و بعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء . فنبی اللہ حی یرزق ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ ص ۲۳۴، نمبر ۱۶۳۷)

ترجمہ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میرے اوپر کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو اس لئے کہ جمعہ کا دن حاضر ہونے کا دن ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو بھی آدمی درود بھیجتا ہے مجھ پر ضرور پیش کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ درود شریف سے فارغ نہ ہو جائے، میں نے کہا کہ آپ کی موت کے بعد بھی درود پیش کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں موت کے بعد درود پیش کیا جائے گا، اللہ نے زمین پر اس بات کو حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے، اللہ کے نبی زندہ رہتے ہیں، اور انکو روزی دی جاتی ہے۔

اس حدیث میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ انبیاء کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی [۲] دوسری یہ کہ نبی علیہ السلام قبر میں زندہ ہیں اور ان کو روزی دی جاتی ہے۔[۳] اور تیسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ پر سلام پیش کیا جاتا ہے

2۔عن اوس ابن اوس قال قال النبی ﷺ .....فان صلوتکم معروضۃ علی ، قال فقالوا یا رسول اللہ !و کیف تعرض صلاتنا علیک و قد ارمت ؟ قال یقولون بلیت . قال ان اللہ حرم علی الارض أجساد الانبیاء ﷺ ۔(ابوداود شریف، باب فی الا استغفار، ص ۲۲۶، نمبر ۱۵۳۱/ابن ماجۃ شریف، باب فی فضل الجمعۃ، ص ۱۵۲، نمبر ۱۰۸۵)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، لوگوں نے پوچھا کہ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے [شاید راوی نے ارمت کی جگہ بلیت، کہا۔حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو حرام کر دیا کہ وہ کھائے۔

اس حدیث میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ انبیاء پر درود شریف پیش کیا جاتا ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ زمین پر نبیوں کے جسم کو کھانا حرام کر دیا گیا ہے۔

3۔عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیا ابلغتہ ۔(بیہقی فی شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی ﷺ واجلالہ وتوقیرہ، ج ثانی، ص ۲۱۸، نمبر ۱۵۸۳)۔ترجمہ۔حضور پاک سے روایت ہے کہ جو میری قبر کے پاس درود بھیجتا ہے میں اس کو سنتا ہوں، اور جو دور سے درود بھیجتا ہے، مجھکو وہ درود پہنچا دیا جاتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ میری قبر کے پاس درود بھیجے تو میں اس کو سنتا ہوں، اور دور سے درود بھیجے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

4۔قال قال رسول اللہ ﷺ حیاتی خیر لکم تحدثون و نحدث لکم ، و وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت خیرا حمدت اللہ و ما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم ۔(مسند البزار، باب زاذان عن عبد اللہ، ج ۵، ص ۳۰۸)

ترجمہ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری زندگی تم لوگوں کے لئے بہتر ہے، کہ تم لوگ بات کرتے ہو اور میں تم لوگوں سے بات کرتا ہوں، اور میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے، کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، جب میں اس میں کوئی اچھی بات دیکھتا ہوں تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، اور جب بری بات نظر آتی ہے تو میں تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور قبر میں زندہ ہیں اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔اور یہ بھی پتہ چلا کہ حضور ﷺ حاضر ناظر نہیں ہیں ورنہ اعمال پیش کئے جانے کی ضرورت کیا ہے۔

۔اس حدیث میں بھی ہے کہ مجھے لوگوں کا سلام پہنچایا جاتا ہے۔

5۔عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام .(نسائی شریف، کتاب السہو، باب التسلیم علی النبی ﷺ، ص ۱۷۹، نمبر ۱۲۸۳)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ زمین میں پھرنے والے اللہ کے فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

۔اس حدیث میں ہے کہ سلام کا جواب دینے کے لئے زندہ کیا جاتا ہے

6۔عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیه السلام . (ابوداود شریف، باب زیارۃ القبور، ص ۲۹۵، نمبر ۲۰۴۱)

ترجمہ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی مجھے سلام کرتا ہے تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں

اس حدیث میں ہے کہ مجھے زندہ کیا جاتا ہے۔

7۔عن انس بن مالک ، ان رسول اللہ ﷺ قال أتیتُ و فی روایة هداب. مررتُ . علی موسی لیلة أسری بی عند الکثیب الاحمر ، و ھو قائم یصلی فی قبرہ ۔(مسلم شریف، باب من فضل موسی علیہ السلام، ص ۱۰۴۴، نمبر ۲۳۷۵/۶۱۵۷)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ میں آیا، اور حضرت ھداب کی روایت میں ہے کہ، معراج کی رات میں میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسیٰ ؑ کی قبر کے سامنے سے گزرا، تو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

شہداء زندہ ہیں تو نبی کا درجہ ان سے بلند ہے اس لئے وہ بھی زندہ ہیں

1۔و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ، بل احیاء و لکن لا تشعرون ۔(آیت ۱۵۴،نمبر البقرۃ ۲)۔ترجمہ۔جو اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انکو مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، مگر تم کو ان کی زندگی کا احساس نہیں ہوتا۔

اس آیت میں یہ بھی ہے کہ شہید زندہ تو ہیں لیکن انکی زندگی کس طرح کی ہے، اس کا تم شعور نہیں کر سکتے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حیات برزخی ہے۔

چونکہ ہمیں قبر کی حیات کا شعور نہیں ہے، اس لئے بہت تحقیق میں نہیں پڑنا چاہئے

2۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ٥ فرحین بما أتاھم اللہ من فضلہ و یستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ٥ یستبشرون بنعمۃ من اللہ و فضل و ان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین ٥ (آیت۱۶۹۔۱۷۱،سورۃ آل عمران۳)

ترجمہ۔اور اے پیغمبر جو اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے پاس روزی ملتی ہے، اللہ نے انکو اپنے فضل سے جو کچھ دیا ہے وہ اس پر خوش ہیں، اور ان کے پیچھے جو لوگ ابھی ان کے ساتھ شہادت میں شامل نہیں ہوئے، ان کے بارے میں اس بات پر خوشی مناتے ہیں کہ جب وہ ان سے آکر ملیں گے تو نہ انکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت میں ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور رزق دئے جاتے ہیں تو انبیاء بدرجہ اولی قبر میں زندہ ہوں

گے اور روزی دئے جاتے ہوں گے۔

8۔عن مسروق قال سألنا عبد الله هو ابن مسعود عن هذه الآية ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ (آیت ۱۶۹،آل عمران ۳،) قال اما انا قد سألنا عن ذالک فقال أرواحهم في جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شائت ثم تأوي الى تلک القناديل ۔(مسلم شریف، کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشھداء فی الجنۃ وانھم احیاء عند ربھم یرزقون،ص ۸۴۵، نمبر۱۸۸۷/۴۸۸۵)

ترجمہ۔حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے میں نے اس آیت کے بارے میں پوچھا (کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوتے ہیں ان کو مردہ مت سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی ئے جاتے ہیں)،حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے اس آیت کے بارے میں حضور سے پوچھا تھا،تو حضورؐ نے فرمایا تھا کہ شہداء کی روحیں سبز پرندے کے پیٹ میں ہوتے ہیں، عرش کے نیچے انکی قندیلیں لٹکی ہوتی ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں، پھر ان قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں۔

چار چیزوں کے اعتبار سے حضورؐ دنیا میں بھی زندہ ہیں

رسول اللہ ﷺ کو ظاہری موت واقع ہوئی ہے البتہ برزخی حیات ہے،جس میں نبی کو روزی دی جاتی ہے ،البتہ تین چیزوں میں نبی کو دنیا میں بھی زندہ شمار کیا جاتا ہے۔[۱] انکی بیوی کا نکاح نہیں ہوگا، کیونکہ نبی ابھی بھی زندہ ہیں۔[۲] ان کی وراثت تقسیم نہیں ہوگی۔[۳] مٹی اس کے جسم کو نہیں کھاتی ہے۔[۴] اور حضورؐ کی زندگی اتنی قوی ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیں گے،آپ خاتم النبیین ہیں

عام لوگ بھی قبر میں زندہ کئے جاتے ہیں

عام لوگ بھی قبر میں زندہ ہیں، اور یہ حیات برزخی ہے، اس میں ان کو عذاب اور ثواب بھی ہوتا ہے البتہ عام لوگوں میں اور انبیاء اور شہداء میں فرق یہ ہے کہ عام لوگوں کا جسم مٹی کھا جاتی ہے، وہ سڑ گل جاتا ہے، اور انبیاء اور شہداء کا جسم ویسے ہی زمین میں باقی رہتا ہے، جیسا دفن کے وقت تھا، ان کو کھانا پینا دیا جاتا ہے، اور ان کی زندگی دنیا کی زندگی سے بہت اعلی ہے،

لیکن چونکہ آیت میں ہے، و لکن لا تشعرون ۔(آیت ۱۵۴ سورت البقرۃ ۲) کہ تم کو اس کا شعور نہیں ہے، اس لئے اس بارے میں زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے، بس حدیث اور آیت میں جتنا ہے اسی پر اکتفا کرنا چاہئے

عام لوگ بھی قبر میں زندہ کئے جاتے ہیں اس کے لئے احادیث یہ ہیں

9۔عن ابی ایوب ؓ قال خرج النبی ﷺ و قد وجبت الشمس ، فسمع صوتا فقال یھود یعذب فی قبورھا ۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر ،ص ۲۲۰، نمبر ۱۳۷۵) ترجمہ۔حضور ؐ سورج کے غروب کے وقت نکلے تو کوئی آواز سنی، تو آپ نے فرمایا کہ یہود کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے

اس حدیث میں ہے کہ یہود کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ حیات برزخی ہے۔

10۔حدثنی ابنۃ خالد بن سعید ابن العاصی انھا سمعت النبی ﷺ و ھو یتعوذ من عذاب القبر ۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر ،ص ۲۲۱، نمبر ۱۳۷۶)

ترجمہ۔خالد بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ؐ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ حیات برزخی ہے۔

قبر میں روح اور جسم دونوں کو عذاب، یا ثواب ہوتا ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

11۔عن البراء بن عازب قال خرجنا مع النبی ﷺ فی جنازۃ...قال فتعاد روحه فی جسده ، فیاتیه ملکان فیجلسان فیقولا له من ربک فیقول ربی الله...تعاد روحه و یاتیه ملکان فیجلسانه فیقولان من ربک ؟ فیقول ها ها لا ادری ۔(مسند احمد،حدیث البراء بن عازب، ج ۵،ص ۳۶۴،نمبر ۱۸۰۶۳/ابو داود شریف، باب المسألة فی القبر وعذاب القبر ۶۷۲،نمبر ۴۷۵۳)

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے۔۔۔آپ نے فرمایا کہ مردے کے جسم میں روح لوٹا دی جاتی ہے، پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ دونوں فرشتے مردے کو بیٹھاتے ہیں ، اور پوچھتے ہیں تمہارا رب کون ہے ، وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے ۔۔۔مردے کی روح لوٹائی جاتی ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بیٹھاتے ہیں ، پھر پوچھتے ہیں تمہارا رب کون ہے، مردہ کہتا ہے، ہائے مجھے کچھ پتہ نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ قبر میں ہر آدمی کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور فرشتہ اس سے سوال کرتے ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسم اور روح دونوں کو عذاب ، یا ثواب ہوتا ہے، صرف روح یا صرف جسم کو نہیں۔

12۔عن عبد الله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال ان احدكم اذا مات عرض عليه مقعده بالغداة و العشى ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة و ان كان من اهل النار فمن اهل النار فيقال هذا مقعدک حتى يبعثک الله الى يوم القيامة ۔(بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب المیت یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ء،ص ۲۲۱،نمبر ۱۳۷۹)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک جب مرتا ہے تو صبح اور شام جنت میں اس کی رہنے کی جگہ پیش کی جاتی ہے، اگر وہ جنت والوں میں ہے تو جنت کی جگہ، اور اگر وہ جہنم والوں میں ہے تو جہنم کی جگہ پیش کی کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ قیامت میں اٹھائے جانے تک تیری یہ جگہ ہے۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قبر میں زندہ ہے

13۔انه سمع ابا سعيد الخدرىؓ يقول قال رسول الله ﷺ اذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على اعناقهم فان كانت صالحة قالت قدمونى قدمونى و ان كانت غير صالحة قالت يا ويلها اين يذهبو ن بها ؟يسمع صوتها كل شىء الا الانسان و لو سمعها الانسان لصعق۔(بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب کلام المیت علی الجنازۃ،ص ۲۲۱،نمبر ۱۳۸۰)۔ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے، اور لوگ اس کو اپنے کندھے پر لیجارہے ہوتے ہیں، تو اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو، اور اگر وہ گناہ گار ہے تو کہتا ہے ہائے افسوس تم کہاں لیجارہے ہو، اس کی آواز انسان کے علاوہ سب سنتے ہیں، اور اگر انسان سن لے تو سب بیہوش ہو جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عام انسان بھی قبر میں زندہ کیا جاتا ہے، اور یہ حیات برزخی ہے، دنیاوی نہیں ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ رشتہ داروں پر ہمارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں

14۔سمع انس بن مالک یقول قال النبی ﷺ ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم و عشائر کم من الاموات فان کان خیرا استبشروا به و ان کان غیر ذالک قالوا اللهم لا تمتهم حتی تهدیهم کما هدیتنا۔(مسند احمد، کتاب مسند انس بن مالک، ج ۳،ص ۶۴۳،نمبر ۱۲۲۷۲)

ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مردے رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں، اگر عمل اچھا ہوتا ہے تو اس سے انکو خوشی ہوتی ہے،اور اگر اعمال اچھے نہیں ہوتے ،تو کہتے ہیں کہ اے اللہ جس طرح مجھے ہدایت دی اس کو بھی ہدایت دینے سے پہلے موت نہ دینا۔

ان 14 احادیث،اور 2 آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں،اور یہ بھی پتہ چلا کہ ان کا جسم بھی محفوظ ہے،ان کو مٹی نے نہیں کھایا ہے ۔

یہ حیات برزخی ہے، لیکن دنیا سے بہت اعلی ہے

یہ حیات برزخی ہے اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

3۔حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون ، لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا و من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ۔(آیت۱۰۰،سورت المومنون۲۳)۔ترجمہ۔یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آکر کھڑی ہوگی تو وہ یہ کہے گا کہ: میرے رب مجھے واپس بھیج دیجئے تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان مرنے والوں کے سامنے عالم برزخ کی آڑ ہے جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک انکو دوبارہ زندہ کرکے نہ اٹھایا جائے

اس آیت میں ہے کہ مرنے والے برزخ میں ہوتے ہیں ، اور بداعمال لوگ دنیا میں واپس آنے کی گزارش کریں گے لیکن انکو یہاں آنے نہیں دیا جائے گا۔

4۔وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا و یوم تقوم الساعۃ ادخلوا أل فرعون اشد العذاب ۔(آیت۴۶،سورت غافر۴۰)

ترجمہ۔اور فرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آگھیرا، آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح شام پیش کیا جاتا ہے، اور جس دن قیامت آجائے گی اس دن حکم ہوگا کہ فرعون کے لوگوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو۔

اس آیت میں ہے کہ عذاب کا معاملہ عالم برزخ میں ہوگا، اس لئے یہ حیات برزخی ہے۔

5۔ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت و الملائکة باسطوا أیدیهم اخرجو انفسکم الیوم تجزون عذاب الهون بما کنتم تقولون علی الله غیر الحق ۔(آیت ۹۳،سورت الانعام ٦)

ترجمہ۔اور اگر تم وہ وقت دیکھو تو بڑا ہولناک منظر نظر آئے گا جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے ہوں گے اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس لئے کہ تم جھوٹی باتیں اللہ کے ذمے لگاتے تھے

6۔و من اهل المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمهم سنعذبهم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم ۔(آیت ۱۰۱،سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اور مدینے کے باشندوں میں بھی منافق ہیں، یہ لوگ منافقت میں اتنے ماہر ہو گئے ہیں کہ تم انہیں نہیں جانتے، انہیں ہم جانتے ہیں، ان کو ہم دو مرتبہ سزا دیں گے، [ایک روح نکالتے وقت، اور دوسرا قبر میں] پھر ان کو ایک زبردست عذاب کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔

7۔و یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة و یضل الله الظلمین و یفعل ما یشاء ۔(آیت ۲۷،سورت ابراہیم ۱۴) ۔ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی جماؤ عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی [یعنی قبر میں بھی]۔

8۔ان الابرار لفی نعیم ، و ان الفجار لفی جحیم۔(آیت ۱۳،سورت الانفطار ۸۲)

ترجمہ۔یقین رکھو کہ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے، اور بدکار لوگ ضرور دوزخ میں ہوں گے۔

ان 6 آیتوں سے پتہ چلا کہ انسان کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے، پھر اس کو سزا دی جاتی ہے، یا نعمت دی جاتی ہے۔اور پہلے 14 حدیثوں سے بھی یہی ثابت کیا گیا تھا۔

دنیوی اعتبار سے حضور ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے

البتہ آپؐ قبر میں جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں، جو دنیوی حیات سے بھی اعلی ہے

حضورؐ کا دنیوی انتقال ہو چکا ہے، اس کی دلیل یہ آیت ہے

15۔ان عائشةؓ اخبرته قالت اقبل ابو بكر .....فقال اما بعد فمن كان منكم يعبد محمدا ﷺ فان محمدا قد مات ، و من كان يعبد الله فان الله حي لا يموت ، قال الله تعالى. ﴿و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفاين مات او قتل أنقلبتم على أعقابكم ، و من ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا و سيجزى الله الشاكرين﴾ آیت ۱۴۴، سورۃ آل عمران ۳) (بخاری شریف، باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا اُدرج فی اکفانہ، ص ۱۹۹، نمبر ۱۲۴۱/ ابن ماجۃ شریف، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ، ص ۲۳۲، نمبر ۱۶۲۷)

ترجمہ۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں، کہ حضرت ابو بکرؓ باہر سے تشریف لائے۔۔۔پھر فرمایا کہ اما بعد تم میں سے جو محمدؐ کی عبادت کرتا ہو، تو محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے، اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہو، تو اللہ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آئے گی، پھر آیت پڑھی (محمدؐ ایک رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں، بھلا اگر ان کا انتقال، یا انہیں قتل کر دیا جائے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے، اور جو کوئی الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہونچا سکتا، اور جو شکر گزار بندے ہیں اللہ ان کو ثواب دے گا)

اس حدیث میں اور آیت میں ہے کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے بھی اسی انداز میں لوگوں کو خطاب کیا

9۔انک میت و انھم میتون (آیت ۳۰،سورۃ الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اے پیغمبر موت تمہیں بھی آنی ہے اور موت انہیں بھی آنی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضورؐ سے فرماتے ہیں کہ آپ کا بھی انتقال ہو جائے گا، اور وہ کفار بھی مریں گے۔

10۔ثم انکم بعد ذالک لمیتون۔ (آیت ۱۵،سورۃ المومنون ۲۳)

ترجمہ۔پھر اس سب کے بعد تمہیں یقیناً موت آنے والی ہے۔

16۔عن جابر بن عبد اللہؓ قال لما مات النبی ﷺ جاء ابا بکر مال من قبل العلاء الحضرمی۔ (بخاری شریف، کتاب الشہادات، باب، ص ۴۳۷، نمبر ۲۶۸۳)

ترجمہ۔جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں جب حضورؐ کا انتقال ہوا تو علا حضرمیؓ کی جانب سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس مال آیا۔

17۔عن عائشۃ قالت مات النبی ﷺ انہ لبین حاقنتی و ذاقنتی۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ ص ۷۵۵، نمبر ۴۴۴۶)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب حضورؐ کا انتقال ہوا تو وہ میرے ہنسلی اور تھوڑی کے درمیان تھے

ان دونوں حدیثوں میں ہے، مات النبی ﷺ، یعنی حضورؐ کا انتقال ہو گیا۔

ان 2 آیتوں اور 3 حدیثوں سے ثابت ہوا کہ دنیوی اعتبار سے آپ کا انتقال ہو چکا ہے یوں بھی ظاہری طور پر حضور کا انتقال ہو گیا ہے، اسی لئے تو آپؐ کو دفن کیا گیا، اگر وہ دنیا میں ہوتے تو دفن نہیں کیا جاتا۔

کچھ حضرات نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ مومن کی روح دنیا میں بھی پھرتی ہے

ان کا استدلال اس قول صحابی سے ہے۔

18۔عن عبد الله بن عمر و [بن العاص] قال الدنيا سجن المومن و جنة الكافر ، فاذا مات المومن يخلى به يسرح حيث شاء ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ، باب کلام عبداللہ بن عمر، ج ۷، ص ۷۵ نمبر ۳۵۷۶۲)

ترجمہ۔حضرت عمر بن العاص نے فرمایا کہ دنیا مومن کی قید ہے، اور کافر کی جنت ہے، پس جب مومن مرتا ہے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے گھومتا ہے

اس قول صحابی میں ہے کہ یسرح حیث شاء، کہ جہاں چاہتے ہیں وہ جاتے ہیں، جس سے انہوں نے استدلال کیا کہ وہ دنیا میں بھی ادھر ادھر جاتے ہیں۔

لیکن اس میں تین کمزوریاں ہیں۔

[۱]۔۔یہ صحابی کا قول ہے، یہ حدیث نہیں ہے، اس لئے اس سے اعتقاد ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

[۲]۔۔اس میں، الدنیا سجن المومن، کا جملہ ہے، اسلئے دنیا جب قید خانہ ہے تو وہ یہاں آکر پھر قید خانہ میں کیوں آئیں گے اس لئے حیث شاء کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ وہ دنیا میں پھرتے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہوگا کہ وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں۔کیونکہ اس قول صحابی میں دنیا کی تصریح نہیں ہے[۳]۔۔ایک دوسری حدیث میں حضرت جعفر شہیدؓ کے بارے میں اس کی صراحت ہے کہ وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اس لئے اس قول صحابی سے روح کے دنیا میں پھرنے کا ثبوت نہیں ہوگا

جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے ہیں اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

19۔عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ رأيت جعفرا يطير فی الجنة مع الملائكة۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن طالب، ص ۸۵۵، نمبر ۳۷۶۳)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ میں نے جعفر ؓ کو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں اُڑ رہے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ حضرت جعفر ؓ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں۔اسلئے عبد اللہ بن عمر کے قول کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ مومن موت کے بعد جنت میں پھرتے ہیں، دنیا میں پھرنا ثابت نہیں ہوگا

20۔عن مسروق قال سألنا عبد الله هو ابن مسعود عن هذه الآية ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ (آل عمران ، ۱۶۹) قال اما انا قد سألنا عن ذالك فقال أرواحهم فی جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شائت ثم تأوی الی تلك القناديل ۔(مسلم شریف، کتاب الامارۃ ، باب بیان ان ارواح الشہداء فی الجنۃ و انھم احیاء عند ربھم یرزقون ،ص ۸۴۵، نمبر ۴۸۸۵/۱۸۸۷)

ترجمہ۔حضرت عبد اللہ بن مسعود سے میں نے اس آیت کے بارے میں پوچھا (کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوتے ہیں ان کو مردہ مت سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دئے جاتے ہیں)،حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے اس آیت کے بارے میں حضور سے پوچھا تھا،تو حضور ؐ نے فرمایا تھا کہ شہداء کی روحیں سبز پرندے کے پیٹ میں ہوتے ہیں،عرش کے نیچے انکی قندیلیں لٹکی ہوتی ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں، پھر ان قندیلوں میں واپس آجاتے ہیں

اس حدیث میں بھی ہے کہ جنت میں جدھر چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں، دنیا میں ادھر ادھر پھرنے کا ثبوت نہیں ہوگا

دوزخی دنیا میں آنے کی گزارش بھی کریں گے تو اس کو یہاں نہیں آنے دیا جائے گا

اس آیت میں ہے کہ برزخی لوگ دنیا میں واپس آنے کی گزارش کریں گے تب بھی اس کو دنیا میں واپس نہیں آنے دیا جائے گا، تو یہ روحیں دنیا میں کیسے بھٹکنے لگی

آیت یہ ہے۔

11۔حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون ، لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمة ھو قائلھا و من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ۔(آیت۱۰۰،سورت المومنون۲۳)

ترجمہ۔یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آکر کھڑی ہوگی تو وہ یہ کہے گا کہ: میرے رب مجھے واپس بھیج دیجئے تا کہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان مرنے والوں کے سامنے عالم برزخ کی آڑ ہے جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک انکو دوبارہ زندہ کر کے نہ اٹھایا جائے

اس آیت میں ہے کہ دوزخی دنیا میں آنے کی درخواست بھی کریں گے تو انکو آنے کی اجازت نہیں ہوگی تو پھر ان مردوں کی روحیں کیسے دنیا میں آکر گھومے گی، اور صدقات مانگے گی۔

ان 2 آیتیں اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روحیں جنت میں ادھر ادھر پھرتی ہیں، دنیا میں نہیں

اس عقیدے کے بارے میں 11 آیتیں اور 20 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

ہندؤوں کا عقیدہ ہے کہ اس کی دیوی، دیوتا جدھر چاہتے ہیں دنیا میں گھومتے رہتے ہیں

ہندؤوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی دیوی، دیوتا کی روحیں دنیا میں گھومتی رہتی ہیں
وہ مورتی کے اندر آتی ہیں اور اپنے مانگنے والوں کی ضرورتوں کو سنتی ہیں، اور اس کی مدد کرتی ہیں
انکے یہاں مختلف دیوی ہیں جو مختلف مندروں میں اور مختلف پہاڑوں پر بسیرا کرتی ہیں، اس لئے اپنے ماننے والوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ اس پہاڑ کی یاترا [زیارت کریں] اور اس کا درشن کریں [اس کا دیدار کریں]، لوگ ان دیویوں کی محبت میں اس کی زیارت کرنے جوق در جوق جاتے ہیں، اور وہاں سجدہ کرتے ہیں، پوجا کرتے ہیں اور ان سے اپنی اپنی حاجتیں مانگتے ہیں

اس نکتہ پر غور فرمائیں

۸۔حاضر ناظر

حضور ﷺ ہر جگہ حاضر نہیں ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 34 آیتیں اور 13 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حاضر کی تین قسمیں ہیں

[۱] زندگی میں حضورؐ بہت سی جگہ پر حاضر تھے۔

[۲] آخرت میں بہت سی جگہ پر حاضر ہوں گے

[۳] لیکن حضورؐ ہر جگہ حاضر ہوں، اور ہر چیز کو دیکھ رہے ہوں، مثلا آج زید موجود ہے، انکی تمام حالتوں کو حضور دیکھ رہے ہوں، اور زید کے پاس موجود بھی ہوں، یہ صفت صرف اللہ کی ہے، رسول میں یہ صفت نہیں ہے۔

ہر جگہ حاضر رہنا، اور ہر چیز کو ہر وقت دیکھے رہنا صرف اللہ کی صفت ہے

اللہ علم کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر ہیں

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں۔

1۔ھو معکم اینما کنتم و اللہ بما تعملون بصیر۔(آیت ۴، سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔تم جہاں بھی اللہ تمہارے ساتھ ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہے

2۔و لا ادنی من ذالک و لا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔(آیت ۷، المجادلۃ ۵۸)

ترجمہ۔اس سے کم ہوں یا زیادہ وہ جہاں بھی ہوں اللہ انکے ساتھ ہوتا ہے

3۔اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔(آیت ۴۰، سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔جب حضورؐ اپنے ساتھی حضرت ابو بکرؓ سے کہہ رہے تھے، غم مت کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہیں

4۔ فلا تھنوا و تدعوا الی السلم و انتم الاعلون و اللہ معکم ۔(آیت ۳۵, محمد ۴۷)

ترجمہ۔ائے مسلمانوں تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت نہ دو، تم ہی سر بلند رہو گے، اللہ تمہارے ساتھ ہے

5۔و اذا سألک عبادی فانی قریب۔(آیت ۱۸۶، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اے حضورؐ جب آپ سے میرا بندہ پوچھتا ہے، تو کہہ دو کہ میں بہت قریب ہوں

6۔و نعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔(آیت ۱۶، ق ۵۰)

انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں انکو بھی جانتا ہوں اور ان کے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں

ان 6 آیتوں میں ہے کہ اللہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے، اس لئے حاضر ناظر کی صفت صرف اللہ کی ہے

اللہ ہر چیز کو اور ہر بندے کی حالت کو دیکھنے والے ہیں

یعنی اللہ ناظر ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

7۔و اللہ بصیر بالعباد۔(آیت ۱۵،سورت آل عمران ۳)

8۔و اللہ بصیر بالعباد ۔(آیت ۲۰،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور تمام بندوں کو اللہ اچھی طرح دیکھ رہا ہے

9۔ان اللہ بما تعملون بصیر۔(آیت ۲۳۳،سورت البقرۃ ۲)

10۔ان اللہ بما تعملون بصیر۔(آیت ۲۳۷،سورت البقرۃ ۲)

11۔ان اللہ بما تعملون بصیر۔(آیت ۲۶۵،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اور یقیناً جان لو کہ اللہ تمہارے سارے کاموں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے

12۔و اللہ بما تعملون بصیر ۔(آیت ۱۵۶،سورت آل عمران ۳)

13۔و اللہ بما تعملون بصیر ۔(آیت ۱۶۳،سورت آل عمران ۳)

14۔و اللہ بما یعملون بصیر ۔(آیت ۳۹،سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔اور تم جو بھی عمل کرتے ہو اللہ اسے خوب اچھی طرح دیکھتا ہے

ان 8 آیتوں میں ہے کہ اللہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے،یعنی وہ ناظر ہے

اس لئے حاضر ناظر کی صفت صرف اللہ کی ہے۔

نوٹ: دیکھنے کی کیفیت اور حاضر کی کیفیت کیا ہے یہ اللہ ہی جانے، یہ اسی کی شان کے مناسب ہے

ان آیتوں میں ہے کہ حضورؐ ان جگھوں پر حاضر نہیں تھے۔

ان آیتوں میں ہے کہ دنیا میں فلاں فلاں جگہ پر حاضر نہیں تھے، اس آیت میں شاہد کا لفظ استعمال ہوا ہے، اور آخرت میں بھی آپ کہیں گے میں فلاں جگہ حاضر نہیں تھا، تو ان 5 آیتوں کے ہوتے ہوئے اور ۶ حدیثوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حضور حاضر ناظر ہیں ؟

،ان آیتوں پر غور کریں

آیتیں یہ ہیں

15۔و ما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسی الامر و ما کنت من الشاھدین۔
(آیت ۴۴، سورت قصص ۲۸)

ترجمہ۔آے پیغمبر آپ اس وقت کوہ طور کی مغربی جانب حاضر نہیں تھے جب ہم نے موسی کو احکام سپرد کئے تھے، اور آپ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اس کو دیکھ رہے تھے۔

16۔و ما کنت بجانب الطور اذنا دینا ۔(آیت ۴۶، قصص ۲۸)

ترجمہ۔ اور آپ اس وقت طور کے کنارے نہیں تھے جب ہم نے موسی کو پکارا تھا،

17۔ و ما کنت لدیھم اذیلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم و ما کنت لدیھم اذ یختصمون۔(آیت ۴۴، سورت آل عمران ۳)

۔ترجمہ۔آپ اس وقت ان کے پاس نہیں تھے جب وہ یہ طے کرنے کے لئے اپنے اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے گا، اور نہ اس وقت تم ان کے پاس تھے جب وہ اس مسئلے میں ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے تھے۔

18۔و ما کنت لدیھم اذ اجمعوا امرھم و ھم یمکرون۔(آیت۱۰۲،سورت یوسف۱۲)

ترجمہ۔اورآپ اس وقت یوسف کے بھائیوں کے پاس موجودنہیں تھے جب انہوں نے سازش کر کے اپنا فیصلہ پختہ کرلیا تھا۔

19۔و کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم و انت علی کل شیء شھید(آیت ۱۱۷،سورت المائدۃ ۵)۔

ترجمہ۔اور جب تک میں انکے درمیان موجود رہا میں انکے حالات سے واقف رہا، پھر جب آپ نے مجھے وفات دے دی اتو آپ خود انکے نگراں تھے،اورآپ ہر چیز کے گواہ ہیں۔

نوٹ: یہ آیت اگر چہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں ہے،لیکن ایک حدیث میں حضور نے بھی لا علمی ظاہر کی ہے، اوراسی آیت کو پڑھی ہے، اس لئے یہ آیت حضورؐ کے بارے میں بھی ہوگئی ۔وہ حدیث علم غیب کی بحث میں آئے گی۔

ان 5 آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ان جگہوں پر حاضرنہیں تھے بلکہ آپ آخرت میں بھی اقرار کریں گے کہ میں مرنے کے بعدان امتوں کے پاس حاضرنہیں رہا تو آپ ہرجگہ حاضر ناظر کیسے ہوگئے۔

نوٹ: یہ مسئلہ عقیدے کا ہے،اس لئے حضورؐ کو حاضر ناظر ثابت کرنے کے لئے کوئی صریح آیت،یا کوئی پکی حدیث لانی ہوگی،جس سے صراحت کے ساتھ یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ ہرجگہ حاضر ناظر ہیں،یا قبر میں رہ کربھی حاضر ناظر ہیں،صرف خواب کی باتوں،یالفظی بحثوں،یابرزرگوں کی باتوں سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا، یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔

احادیث میں ہے کہ حضور ﷺ وہاں حاضر نہیں تھے

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی زندگی میں بھی بہت سی جگہ پر حاضر نہیں تھے، اور قیامت میں بھی اس کا اظہار کریں گے، کہ میں انتقال کے بعد میں اپنی قوم میں موجود نہیں رہا، اور انکے احوال بھی مجھے معلوم نہیں ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور حاضر ناظر نہیں ہے، ہاں جو بات آپ کو بتا دی گئی وہ آپ کو معلوم ہیں۔اور جو باتیں حضور ؐ بتائی گئی ہیں وہ اولین اور آخرین سے زیادہ ہیں

۔ حدیث معراج میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے بیت المقدس کو حضور ؐ کے سامنے کر دیا جس کی وجہ سے اس کو دیکھ کر قریش کو جواب دیتے رہے، جس سے معلوم ہوا کہ آپ حاضر ناظر نہیں ہیں، اگر آپ حاضر اور ناظر ہوتے تو بیت المقدس کو آپ کے سامنے حاضر کرنے کی ضرورت کیا ہے، آپ تو بیت المقدس کے پاس موجود ہی ہیں، اور آپ اس کو دیکھ بھی رہے ہیں

1۔حدیث یہ ہے۔سمعت جابر بن عبد اللہ ؓ انه سمع رسول الله ﷺ يقول لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلى الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن آياته و انا انظر اليه۔(بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب حدیث الاسراء ،ص۶۵۲،نمبر ۳۸۸۶)

ترجمہ۔حضرت جابر بن عبد اللہ نے حضور ؐ سے سنا، وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب قریش نے مجھے معراج کے موقع پر جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا، اللہ نے میرے لئے بیت المقدس واضح کر دیا، میں اس کو دیکھتا رہا اور انکی نشانیوں کے بارے میں قریش کو بتاتا رہا۔

حضورؐ کی بیوی حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی، جس کی وجہ سے تقریبا ایک ماہ تک حضورؐ پریشان رہے، پھر حضرت عائشہؓ کی برأت میں سورہ نور کی آیتیں نازل ہوئیں تب حضورؐ کو اطمینان ہوا۔ اگر حضورؐ حاضر ناظر تھے تو ایک ماہ تک پریشان ہونے کی ضرورت کیا تھی، آپ کو معلوم ہوجانا تھا کہ حضرت عائشہ بری ہیں۔ اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

2۔عتبہ بن مسعود عن عائشہؓ رضی اللہ عنھا زوج النبی ﷺ حین قال لھا اھل الافک ما قالوا .....و قد لبث شھرا لا یوحی الیہ فی شانی بشیء قالت فتشھد رسول اللہ ﷺ حین جلس ثم قال اما بعد یا عائشۃ انہ بلغنی عنک کذا کذا فان کنت بریئۃ فسیبرئک اللہ و ان کنت الممت بذنب فاستغفری اللہ و توبی الیہ ..... و انزل اللہ تعالی ﴿ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم [آیت ۱۱، سورت النور ۱۸﴾ (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، ص ۷۰۱، نمبر ۴۱۴۱ر مسلم شریف، کتاب التوبۃ، باب فی حدیث الافک وقبول التوبۃ، ص ۱۲۰۵، نمبر ۷۰۲۰/۲۷۷۰)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ، تہمت لگانے والوں جو کچھ ان سے کہا۔۔۔حضورؐ ایک مہینے تک ٹھہرے رہے میرے بارے میں کوئی وحی نہیں آئی، پھر فرماتی ہیں جب حضورؐ بیٹھے تو انہوں نے تشہد پڑھی، پھر کہا اما بعد، آے عائشہ تمہارے بارے میں مجھے یہ یہ باتیں پہنچی ہیں، اگر تم بری ہو تو اللہ تمہیں بری کر دیں گے، اور اگر تم نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے استغفار کرو اور توبہ کرو۔۔۔پھر اللہ تعالی نے میرے بارے میں یہ آیت اتاری ﴿جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ چھوٹی سی جماعت ہے۔الخ

آپ حاضر ناظر تھے تو آپ کو اپنی چہیتی بیوی حضرت عائشہؓ کی برائت کا علم کیوں نہیں ہوگیا۔

ان احادیث میں بھی ہے کہ مجھے لوگوں کا سلام پہنچایا جاتا ہے۔ اگر پوری کائنات آپکے سامنے ہے اور

آپ حاضر ناظر ہیں تو سلام پہنچانے کی ضرورت کیا ہے، آپ کے تو سامنے ہی سلام ہو رہا ہے

3۔عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔(نسائی شریف، کتاب السھو، باب التسلیم علی النبی ﷺ ص ۱۷۹، نمبر ۱۲۸۳)

ترجمہ۔اللہ کے لئے زمین میں پھرنے والے فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

4۔قال قال رسول اللہ ﷺ حیاتی خیر لکم تحدثون و نحدث لکم ، و وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت خیرا حمدت اللہ و ما رأیت من شر استغفرت اللہ لکم ۔(مسند البزار، باب زاذان عن عبد اللہ، ج ۵، ص ۳۰۸)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے، تم لوگ مجھ سے باتیں کرتے ہو، میں تم لوگوں سے باتیں کر لیتا ہوں [اور حدیث بن جاتی ہے] اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے، اگر میں ان میں اچھی بات دیکھوں گا تو اللہ کی حمد کروں گا، اور کوئی بری بات دیکھوں گا، تو میں تمہارے لئے استغفار کروں گا

ان احادیث سے پتہ چلا کہ [۱]۔۔حضور قبر میں زندہ ہیں [۲]۔۔اور ان پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔[۳]۔۔اور یہ بھی پتہ چلا کہ حضور حاضر ناظر نہیں ہیں اور نہ پوری کائنات آپ کے سامنے ہے ورنہ اعمال پیش کئے جانے کی ضرورت کیا ہے۔

آپ حاضر ناظر نہیں ہیں۔اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

5۔عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبورا ، و لا تجعلوا قبری عیدا ، و صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم ۔(ابوداود شریف، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور،ص ۲۹۶،نمبر ۲۰۴۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبر کی طرح مت بناؤ[کہ اس میں کوئی عبادت ہی نہ کرو] اور میری قبر کو عید منانے کی طرح مت بناؤ، اور مجھ پر درود بھیجا کرو،تم جہاں بھی ہو مجھ پر تمہارا درود پہنچایا جاتا ہے۔

ان احادیث میں ہے کہ تم جہاں بھی ہو مجھے تمہارا سلام پہنچایا جاتا ہے۔۔اگر حضور حاضر ناظر ہیں تو فرشتوں کو سلام پہنچانے کی کیا ضرورت ہے

اس حدیث میں ہے کہ قیامت میں بھی آپ حاضر ناظر نہیں ہوں گے ورنہ غیر صحابی کو بھی صحابی کیسے سمجھ لیں گے،

6۔عن ابن عباس .....الا و انہ یجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یا رب أصیحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح ﴿و کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ﴾فیقال ان ھولاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم۔(بخاری شریف، کتاب التفسیر، باب وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم ۔ص ۷۹۱،نمبر ۴۶۲۵ ر مسلم شریف، کتاب الفضائل ،باب اثبات حوض نبینا ﷺ وصفاتہ،ص ۱۰۱۸،نمبر ۲۳۰۴/۵۹۹۶)

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔۔۔قیامت میں حضورؐ کی امتی کے کچھ لوگ لائے جائیں

گے جنکی بداعمالیاں انکو پکڑ چکی ہوں گی، حضور ﷺ کہیں گے میرے رب یہ میرے صحابی ہیں، تو آپ کو کہا جائے گا، آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آپ کی وفات کے بعد انہوں نے کیا کام کیا ہے [یعنی یہ مرتد ہو چکے تھے]، تو حضور کہتے ہیں کہ میں وہی بات کہوں جو ایک نیک بندے [حضرت عیسیٰؑ] نے کہا تھا، کہ جب تک میں انکے درمیان رہا تو میں ان کا گواہ رہا، اور جب آپ نے مجھے وفات دی تو آپ ہی انکے نگراں ہیں۔۔فرشتے حضورؐ کو اطلاع دیں گے کہ جب آپؐ ان لوگوں سے جدا ہوئے تھے تو یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے

اگر آپ حاضر ناظر ہوتے تو آپ کیوں نہ جان لیتے کہ یہ آدمی میرا صحابی نہیں رہا۔

ان 6 حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آپ حاضر ناظر نہیں ہیں، اور نہ پوری کائنات کو آپ کے سامنے کر دی گئی ہے کہ آپ ساری چیزوں کو دیکھ لیں، ہاں آپ قبر میں اپنے جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں، اور جو لوگ آپ پر سلام اور درود پیش کرتے ہیں، فرشتے اس کو آپ تک پہنچا دیتے ہیں، حدیث سے یہی ثابت ہے

اور جب تک آیت، یا پکی حدیث سے حاظر ناظر ثابت نہ ہو، یہ عقیدے کا مسئلہ ہے اس لئے خواب کی باتوں، یا لوگوں کے اقوال سے اتنے بڑے معاملے کو ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے

قیامت میں گواہی دینے کے لئے امت کا، یا نبیؑ کا حاضر ناظر ہونا ضروری نہیں ہے

آگے تین آیتیں پیش کی جارہی ہیں، اور عبد اللہ بن عباس کی تفسیر کے اعتبار سے تینوں آیتوں میں شاھدا ،کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ قیامت میں یہ گواہی دیں گے، کہ میں نے اپنی امت پر رسالت پہنچادی ہے، اور دوسری امت پر بھی گواہی دیں گے کہ انکے نبیوں نے اپنی اپنی امتوں پر رسالت پہنچادی ہیں، اس لئے شاہدا کا ترجمہ گواہی دینے کا ہے، حاضر ناظر کا نہیں ہے

یہ اشکال کہ گواہی دینے کے لئے امت کی حالتوں کو دیکھنا ضروری ہے، تب ہی تو حالات کو دیکھ کر گواہی دی جاسکے گی، اس لئے حضورؐ کو تمام حالات کی خبر ہے، یہ اشکال صحیح نہیں ہے، بلکہ قرآن نے یہ بتایا ہے کہ تمام نبیوں نے اپنی اپنی امت کو رسالت پہنچادی ہے، اللہ کی اسی خبر پر اعتماد کر کے حضور بھی گواہی دیں گے، اور حضور ﷺ نے اپنی امت کو بتایا ہے کہ تمام رسولوں نے اپنی اپنی امت کو رسالت پہنچا دی ہے اس لئے اسی پر اعتماد کرتے ہوئے امت محمدیہ بھی گواہی دے گی کہ تمام رسولوں نے اپنی اپنی امت کو رسالت پہنچادی ہے، اس میں نہ حضور کا حاضر ہونا ضروری ہے اور نہ اس امت کا حاضر ہونا ضروری ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

7۔عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ یجی النبی و معہ الرجلان و یجیء النبی و معہ الثلاثۃ و اکثر من ذالک و اقل، فیقال لہ ھل بلغت قومک ؟ فیقول

نعم فیدعی قومه فیقال هل بلغکم ؟ فیقولون : لا، فیقال من شهد لک ؟ فیقول محمد و امته ، فیدعی امة محمد فیقال هل بلغ هذا ؟ فیقولون نعم فیقول و ما علمکم بذالک ؟ فیقولون أخبرنا نبینا بذالک ان الرسل قد بلغوا فصدقناه ، قال فذالکم قوله تعالی ﴿و کذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا ﴾ آیت ۱۴۳،سورت البقرۃ ۲) (ابن ماجۃ شریف، کتاب الزھد ،باب صفۃ امۃ محمد ﷺ ،ص ۶۲۴ ،نمبر ۴۲۸۴)

ترجمہ۔حضور ؑ نے فرمایا کہ کچھ نبی قیامت آئیں گے اور انکے ساتھ دو آدمی ہوں گے ، اور کچھ نبی آئیں گے، اور انکے ساتھ تین یا زیادہ اادمی ہوں گے، ان سے پوچھا جائے گا، کیا آپ نے اپنی قوم کو پورا پیغام پہنچا دیا تھا، وہ کہیں گے ہاں، اب ان کی قوم کو بلایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا، کیا تم کو نبی نے پیغام پہنچا دیا تھا ؟ وہ کہیں گے نہیں تو، نبیوں سے پوچھا جائے گا پیغام پہونچانے پر آپ کا گواہ کون ہے، نبی فرمائیں گے، محمد ؑ اور ان کی امت، اب محمد ؑ کی امت بلائی جائے گی، اور پوچھا جائے گا ، کیا ان نبیوں نے پیغام پہونچا دیا ہے؟ ، امت محمد یہ کہے گی ہاں، تو اللہ پوچھیں گے تم کو اس کا کیا پتہ ہے ،تو امت محمد یہ کہے گی ، ہم کو ہمارے نبی نے اس بات کی اطلاع دی تھی کہ تمام نبیوں نے پیغام پہنچا دیا ہے، اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے [اس لئے ہم مے اس کی گواہی دی] حضور ؑ نے اس کی تائید میں یہ آیت پڑھی [وکذالک ، الخ] ایسے ہی ہم نے تم کو وسط امت بنایا، تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ بنے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور ؑ نے جو امت کو پیغام پہنچا دینے کی خبر دی تھی اس کی بنیاد پر یہ امت گواہی دے گی، اس کے لئے حاضر ناضر ہونا ضروری نہیں ۔آپ اس تفصیل کو پورے غور سے دیکھیں

اس حدیث میں بھی گواہی دینے کی پوری تفصیل ہے

8۔عن ابی سعید قال قال رسول الله ﷺ یجیء نوح و امته فیقول الله تعالی هل بلغت فیقول نعم ای رب ، فیقول لامته هل بلغکم ؟ فیقولون لا ما جائنا من نبی فیقول لنوح من یشهد لک ؟ فیقول محمد ﷺ و امته فتشهد انه قد بلغ ، و هو قوله جل ذکره ﴿و کذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا ۔(آیت ۱۴۳،سورت بقرہ۲)﴾۔(بخاری شریف،باب قول اللہ عز و جل،ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ[آیت ۲۵،سورت ہود﴾ص ۵۵۵،نمبر ۳۳۳۹)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ قیامت میں نوح ؑ اور انکی امت لائی جائے گی ،اللہ پوچھیں گے کیا تم نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام پہونچا دیا ہے،حضرت نوح ؑ فرمائیں گے،ہاں!اللہ امت سے پوچھیں گے،کیا تم کو رسالت پہونچا دیا،تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی نبی ہیں نہیں آئے ،تو اللہ نوح ؑ سے کہیں گے کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ تو نوح ؑ کہیں گے کہ محمد ؐ اور انکی امت ،تو محمد ؐ گواہی دیں گے کہ ہاں حضرت نوح ؑ نے پیغام پہونچا دیا تھا،اللہ کے اس قول میں اسی واقعے کا ذکر ہے﴿اسی طرح تم کو وسط امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو،اور رسول[محمدؐ]تم پر گواہ بنیں گے۔

اگر شہید کے لفظ سے حضور کو حاضر ناظر مان لیا جائے تو پھر اس امت کو بھی حاضر ناظر ماننا پڑے گا کیونکہ اس کے بارے میں بھی آیت میں ہے ﴿لتکونوں شهداء علی الناس﴾،کہ تم لوگوں پر شہید ہوں گے،اور دوسری امتوں کو بھی حاضر ناظر ماننا ہوگا، کیونکہ انکے بارے میں بھی آیا کہ،﴿جئنا من کل امة بشهید ﴾،کہ ہر امت میں سے بھی ایک ایک شہید لاوں گا

اصل بات پہلے گزر چکی ہے کہ اللہ نے قرآن میں یہ کہہ دیا ہے کہ پچھلے نبیوں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کا

پیغام پہونچا دیا ہے، قرآن کی اس بات پر یقین کرتے ہوئے امت محمدیہ بھی گواہی دے گی کہ تمام نبیوں نے اپنا اپنا پیغام پہونچا دیا ہے، اور خود بھی گواہی دیں گے کہ سارے نبیوں نے اللہ کا پیغام پہونچا دیا ہے

اس آیت میں ہے کہ ہر قوم میں اللہ نے رسول بھیجا تھا۔

20۔ و ما علی الرسول الا البلاغ المبین (آیت ۵۴، النور ۲۴)

ترجمہ۔ اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دیں

21۔و ما علی الرسول الا البلاغ المبین (آیت ۱۸، العنکبوت ۲۹)

ترجمہ۔ اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دیں

22۔ قل ای شیء أکبر شهادة قل الله شهید بینی و بینکم ۔۔(آیت ۱۹، سورت الانعام ۶)۔ترجمہ۔اللہ سے بڑھ کر کون سی چیز گواہی دینے والی ہوگی، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔

اسی خبر پر اعتماد کرتے ہوئے حضور ﷺ اور انکی امت قیامت میں گواہی دیں گے کہ تمام نبیوں نے اپنا اپنا پیغام پہنچا دیا ہے، اس لئے یہ امت اور حضورؐ حاضر ناظر نہیں تھے

کچھ حضرات نے ان آیتوں سے حاضر ناظر ثابت کی ہیں

کچھ حضرات نے ان 3 آیتوں سے حاضر ناظر ثابت کی ہیں اور دلیل یہ دی ہے کہ حالات دیکھ کر ہی گواہی دی جاتی ہے اور حضور ؐ پچھلے نبیوں کے لئے گواہی دیں گے اس لئے حضور ؐ حاضر ناظر ہو گئے کچھ حضرات نے شاہدا کا ترجمہ حاضر کیا ہے

آیت یہ ہے۔

23۔انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۔(آیت ۱۵ ،سورت مزمل ۷۳)۔ترجمہ۔جھٹلانے والو یقین جانو ہم نے تمہارے پاس تم پر گواہ بننے والا ایک رسول اسی طرح بھیجا، جیسے ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا۔

یہاں شاہدا کا ترجمہ رسالت کو پہنچا دینے کی گواہی ہے،تفسیر ابن عباس میں عبارت یہ ہے ﴿شاھدا علیکم ﴾بالبلاغ)بالبلاغ کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ شاہدا کا ترجمہ رسالت پہنچا دینے کی گواہی ہے ،کیونکہ فرعون کی طرف جو حضرت موسی علیہ السلام کو بھیجا ہے وہ بھی رسالت پہنچا دینے کیلئے ہی ہیں

24۔یاایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا o، و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا ۔(آیت ۴۵،سورت احزاب ۳۳)۔ترجمہ۔ اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے اور خبر دار کرنے والے ہو، اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے ہو، اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو۔

یہاں بھی شاہدا کا ترجمہ رسالت پہنچا دینے کی گواہی کے معنی میں ہے،تفسیر ابن عباس میں اس کی تفسیر

بالبلاغ سے کی ہے ،﴿شاھدا﴾علی امتک بالبلاغ ۔(آیت ۴۵،الاحزاب ۳۳) علی امتک بالبلاغ کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ شاہدا کا ترجمہ رسالت پہنچا دینے کی گواہی ہے، آگے کی آیت میں ﴿ داعیا الی اللہ باذنہ ﴾ ہے، اللہ کی طرف بلانے والا ہے، جس سے رسالت پہنچانے کے معنی کا ثبوت ہے، حاضر ناظر کے معنی میں نہیں ہے۔

25۔انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا ۔(آیت ۸،سورت الفتح ۴۸)

ترجمہ۔آئے پیغمبر ہم نے تمہیں گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا ،اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے

یہاں بھی تفسیر ابن عباس میں شاہدا کی تفسیر بالبلاغ سے کی ہے،﴿شاھدا﴾علی امتک بالبلاغ ۔(آیت ۸،سورت الفتح ۴۸) علی امتک بالبلاغ کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ شاہدا کا ترجمہ اللہ کے پیغام پہنچا دینے کی گواہی دینا ہے، حاضر ناظر کے معنی میں نہیں ہے۔

ہر امت میں سے گواہ لائے جائیں گے تو اس پوری امت کو حاضر ناظر ماننا پڑے گا

اگر شہد کے لفظ سے حضورؐ کو حاضر ناظر ثابت کریں تو امتی بھی قیامت میں دوسری قوموں پر گواہی دے گی تو اس امتی کے ہر فرد کو حاضر ناظر ماننا پڑے گا، کیونکہ آیت میں ہے کہ یہ امتی بھی دوسری قوموں پر گواہ ہوگی، اس لئے شہد کے لفظ سے حضورؐ کو حاضر ناظر ثابت کرنا صحیح نہیں ہے۔ آپ بھی غور کریں

آیتیں یہ ہیں

26۔و کذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا۔ (آیت ۱۴۳، سورت بقرہ ۲)

۔ترجمہ۔اور اے مسلمانو! اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے تا کہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ بنے

27۔و یوم نبعث فی کل امة شهیدا علیهم من انفسهم و جئنابک شهیدا علی هولاء۔ (آیت ۸۹، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔اور وہ دن بھی یاد رکھو جب ہر امت میں ایک گواہ انہیں میں سے کھڑا کریں گے، اور اے پیغمبر! ہم تمہیں ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لئے لائیں گے

28۔فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنابک علی هولاءء شهیدا ۔(آیت ۴۱، سورت نساء ۴) ترجمہ۔کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے، اور اے

پیغمبر ہم تم کو ان لوگوں کے خلاف گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔

29۔لیکون الرسول شهیدا علیکم و تکونوا شهداء علی الناس (آیت ۷۸،سورت الحج ۲۲) ترجمہ۔تا کہ یہ رسول تمہارے لئے گواہ بنیں اور تم [یہ امت] دوسرے لوگوں کے لئے گواہ بنو۔

30۔یوم نبعث من کل امة شهیدا ۔(آیت ۸۴،النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اس دن کو یاد کرو جس دن ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے۔

31۔نزعنا من کل امة شهیدا فقلنا هاتو برهانکم۔(آیت ۷۵،سورت القصص ۲۸)

ترجمہ۔اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہی دینے والا نکال لائیں گے، پھر کہیں گے کہ لاؤ اپنی کوئی دلیل

ان 6 آیتوں میں ہے کہ ہر امت میں سے گواہ لائیں جائیں گے تو وہ تمام امتی بھی حاضر ناظر ہو جائے گی، صرف ایک رسول حاضر ناظر نہیں رہیں گے۔۔۔،آیتوں پر غور کر لیں

شہد کے تین معانی ہیں

اس لئے سیاق وسباق دیکھ کر آیت کا ترجمہ کرنا ہوگا۔تا کہ دوسری آیتوں سے اس کا معنی ٹکرا نہ جائے

[۱]۔۔گواہی دینا۔

[۲]۔۔موجود ہونا اور دیکھنا

[۳]۔۔گواہوں کا تزکیہ کرنا،اور یہ کہنا کہ ان گواہوں نے سچ کہا ہے۔

[۱] شہد کا معنی گواہی دینا اس آیت میں ہے

32۔ وشهد شاهد من اهلها.(آیت ۲۶، یوسف ۱۲)

ترجمہ۔ حضرت زلیخا کے اہل میں سے ایک بچے نے گواہی دی۔

اس آیت میں شہد کا ترجمہ صرف گواہ دینا ہے، کیونکہ بچے نے حضرت یوسفؑ کو زلیخا کے کمرے میں نہیں دیکھا تھا،اس لئے اس آیت میں شہد کا ترجمہ گواہ دینا ہے

[۲] شہد کا ترجمہ موجود ہونا،اس آیت میں ہے

33۔و ما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسی الامر و ما کنت من الشاهدین۔ (آیت ۴۴،سورت قصص ۲۸)

ترجمہ۔آے پیغمبر آپ اس وقت کوہ طور کی مغربی جانب حاضر نہیں تھے جب ہم نے موسی کو احکام سپرد کئے تھے،اور آپ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اس کو دیکھ رہے تھے۔

اس آیت میں شہد کا ترجمہ ہے آپ وہاں حاضر نہیں تھے

[۳] گواہوں کا تزکیہ کرنا

تزکیہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ تصدیق کرے کہ گواہ نے جو گواہی دی ہے وہ سچ اور صحیح ہے

34۔فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنابک علی ھولآء شھیدا ۔(آیت ۴۱، سورت نساء ۴)

ترجمہ۔کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے، اور اے پیغمبر ہم تم کو ان لوگوں کے خلاف گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔

تفسیر ابن عباس میں اس آیت میں شہیدا کا ترجمہ تزکیہ کیا ہے و جئنابک علی ھولاءِ شھیدا ﴿و یقال لامتک شھیدا مزکیا معدلا ، مصدقا لھم﴾ ،یعنی امت نے جو گواہی دی ہے حضور اس کا تزکیہ کریں گے، کہ میری امت نے جو گواہی دی ہے، وہ ٹھیک ہے، سچ ہے

جب شہد کا تین معانی ہیں تو سیاق وسباق دیکھ کر ہی شہد کا ترجمہ کرنا ہوگا، تا کہ اس کا معنی دوسری آیتوں سے ٹکرا نہ جائے ۔

ان احادیث سے حاضر ناظر ہونے کا شبہ ہوتا ہے

9۔عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ ان الله زوی لی الارض فرأئت مشارقھا و مغاربھا و ان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی منھا ۔(مسلم شریف، کتاب الفتن، باب ہلاک ہذہ الامۃ بعضھم ببعض، ص۱۲۵۰، نمبر ۷۲۷۸/۲۸۸۹)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین میرے لئے سکیڑ دی، جس سے میں زمین کی مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا، اور جہاں تک زمین سکیڑی میری امت وہاں تک پہنچ جائے گی۔

یہ ایک معجزہ کا ذکر ہے کہ، مشرق اور مغرب کی زمین آپ کے سامنے کر دی، اور آپ نے اس کو دیکھ لیا، اس میں زوی، ماضی کا صیغہ ہے، جس کا مطلب ہے کہ ایک مرتبہ ایسا کیا گیا، ورنہ اگر آپؐ ہمیشہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تو آپ کے سامنے زمین کو کرنے کا مطلب کیا ہے، وہ تو ہر وقت آپ کے سامنے ہے ہی، اس لئے اس حدیث سے حاضر ناضر ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آپؐ کی زندگی میں ایک معجزہ ہے جس کا اس حدیث میں ذکر ہے،

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں صرف زمین آپ کے سامنے کی گئی ہے پوری کائنات نہیں ہے آپ خود بھی غور کر لیں۔

اس حدیث سے بھی حضورؐ کے حاضر ناظر ہونے کا شبہ ہوتا ہے

10۔عن عبد الله بن عمر و [بن العاص] قال الدنیا سجن المومن و جنۃ الکافر، فاذا مات المومن یخلی به یسرح حیث شاء .و الله اعلم۔(مصنف ابن ابی شیبۃ، باب

کلام عبداللہ بن عمر، ج ۷، ص ۷۵، نمبر ۳۴۷۲۲)

ترجمہ۔عبداللہ بن عمر بن العاص نے فرمایا: دنیا مومن کی قید ہے اور کافر کی جنت ہے، پس جب مومن مر جاتا ہے تو وہ دنیا سے چھوٹ جاتا ہے، اور جہاں چاہتا ہے گھومتا رہتا ہے

اس صحابی کے قول میں یسرح حیث شاء ، کہ جہاں چاہتا ہے گھومتا رہتا ہے سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے مومن کی روحیں دنیا میں جہاں چاہتی ہیں گھومتی رہتی ہیں، اور اسی پر قیاس کر کے حضور بھی ہر جگہ حاضر ناظر ہیں

لیکن اس میں تین خامیاں ہیں

[۱]۔۔یہ حدیث نہیں ہے یہ صحابی کا اپنا قول ہے، جس سے عقیدہ ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے۔

[۲]۔۔دوسری بات ہے کہ جب دنیا قید ہے اور موت کی وجہ سے وہاں سے نکل گئی تو دوبارہ دنیا جیسی قید میں مومن کی روح کیوں آئے گی۔

[۳]۔۔اور تیسری بات یہ ہے کہ دنیا میں نہیں بلکہ جنت میں جہاں چاہتی ہے گھومتی رہتی ہے، کیونکہ دوسری حدیث میں شہیدوں کے بارے میں ہے کہ انکی روح جنت میں جہاں چاہتی ہے گھومتی رہتی ہے، دنیا میں نہیں گھومتی۔

11۔حدیث یہ ہے

۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ رأیت جعفرا یطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ

۔(ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن طالب، ص ۸۵۵، نمبر ۳۷۶۳)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جعفرؓ کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ حضرت جعفرؓ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں۔اس لئے عبداللہ بن عمر کے قول کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ مومن موت کے بعد جنت میں پھرتے ہیں، دنیا میں پھرنا ثابت نہیں

ہوگا

اس حدیث میں بھی اس کی تصریح ہے کہ شہداء کی روحیں جنت میں جدھر چاہتی ہے گھومتی ہیں، دنیا میں نہیں

12۔عن مسروق قال سألنا عبد الله هو ابن مسعود عن هذه الآية ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ (آیت ۱۶۹، آل عمران ۳) قال اما انا قد سألنا عن ذالک فقال أرواحهم في جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شائت ثم تأوي الى تلك القناديل ۔(مسلم شریف، کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشہداء فی الجنۃ وانھم احیاء عند ربھم یرزقون، ص ۸۴۵، نمبر ۱۸۸۷/۴۸۸۵)

ترجمہ۔حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے اس آیت ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ کے بارے میں پوچھا، فرمایا کہ میں اس آیت کے بارے میں حضورؐ سے پوچھ چکا ہوں، فرمایا کہ شہیدوں کی روح سبز پرندے کے پیٹ میں ہوتی ہے، اور قندیلیں عرش کے ساتھ لٹکی ہوتی ہیں، وہ روح جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے، پھر اس قندیل میں آکر ٹھہر جاتی ہے

اس حدیث میں بھی ہے کہ جنت میں جدھر چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں، دنیا میں ادھر ادھر پھرنے کا ثبوت نہیں ہوگا،

اس حدیث میں ہے کہ مومن کی روح بھی جنت میں ہوتی ہے

13۔عن عبد الرحمن بن كعب الانصاري انه اخبره ان اباه كان يحدث ان رسول

اللہ ﷺ قال انما نسمة المومن طائر يعلق فی شجرة الجنة حتی يرجع الی جسده يوم يبعث ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الزھد، باب ذکر القبر والبلی، ص٦٢٢، نمبر٤٢٧١ ؍مسند احمد، بقیۃ حدیث کعب بن مالک الانصاری، جلد٢٥، ص٥٧، نمبر١٥٧٧٧،)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ مومن کی روح ایک پرندہ جیسی ہوتی ہے جو جنت کے درختوں میں لٹکی ہوتی ہے، پھر قیامت کے دن اٹھائے جانے کے وقت جسم کی طرف لوٹائی جائے گی

،اس حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مومن کی روح جنت میں ہوتی ہے، دنیا میں ادھر ادھر نہیں بھٹکتی۔ یہ عقیدہ ہندؤوں کا ہے کہ مرنے کے بعد میت کی روحیں دنیا میں بھٹکتی رہتی ہیں۔

اس عقیدے کے بارے میں 34 آیتیں اور 13 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں آپ ان آیتوں اور حدیثوں میں خود غور کر لیں

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ دیوی اور دیوتا ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر چیز کو دیکھتے ہیں

ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ انکے رشی منی، یعنی انکے پرانے بزرگ، اور دیوی، دیوتا ہر جگہ حاضر ناظر ہیں، یہاں تک کہ بتوں کے اندر بھی وہ حاضر ہیں، اور اپنے پوجا کرنے والے کی ہر بات کو سن رہے ہیں، اور انکو دیکھ بھی رہے ہیں، اور اس کی مدد بھی کرتے ہیں، اسی لئے تو وہ ان کی بت بنا کر پوجا کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں، ورنہ تو وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ مٹی کی بنی بت ہے، اس میں کوئی جان نہیں ہے، لیکن اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اسکے رشی منی اس میں حاضر و ناظر ہیں اس لئے وہ بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں انکو پوجتے، اور ان سے، اپنی منتیں مانگتے ہیں۔

اس لئے اللہ نے 5 آیتوں میں یہ واضح کر دیا کہ آپ فلاں فلاں مقام پر نہیں تھے، تا کہ لوگ حضور گو حاضر ناظر سمجھ کر ان سے منتیں نہ مانگنے لگیں، اور ان کے سامنے اپنی مرادیں نہ پیش کرنے لگیں۔

اس نکتہ پر غور فرمائیں۔

۹۔مختار کل صرف اللہ ہے

البتہ حضور ؐ کو دنیا میں بہت سے اختیار دئے گئے ہیں، اور آخرت میں بھی بہت سارے اختیار دئے جائیں گے، جو اولین اور آخرین میں سے سب سے زیادہ ہیں
لیکن وہ جزا اختیارات ہیں کل نہیں ہیں

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس عقیدے کے بارے میں 36 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اختیارات کی 4 قسمیں ہیں

[۱]۔۔۔ازل سے ابد تک ہر ہر چیز کرنے کا اختیار، یہ اختیار صرف اللہ کو ہے۔
[۲]۔۔۔حضور ؐ کو زندگی میں بہت سے اختیار دئے گئے
[۳]۔۔۔حضور ؐ کو قیامت میں چار اختیار دئے جائیں گے
[۴]۔۔۔کیا حضور ؐ کو زید کو شفا دینے، روزی دینے، نفع اور نقصان دینے کا اختیار ہے

[ا]۔۔ازل سے ابد تک ہر ہر چیز کرنے کا اختیار، یہ اختیار صرف اللہ کو ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔اللہ خالق کل شیء و ھو علی کل شیء و کیل۔(آیت ۶۲،سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے،اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے

2۔ذالک اللہ ربکم خالق کل شیء ۔(آیت ۶۲،سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔وہ ہے اللہ جو تمہارا پالنے والا ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

3۔ان ربک فعال لما یرید۔(آیت ۱۰۷،سورت ھود ۱۱)

ترجمہ۔یقیناً آپ کا رب جو چاہے کرتا ہے

4۔ذو العرش المجید فعال لما یرید۔(آیت ۱۶،سورت البروج ۸۵)

ترجمہ۔عرش کا مالک ہے، بزرگی والا ہے، جو کچھ ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے

5۔قل اللہ خالق کل شیء و ھو الواحد القھار۔(آیت ۱۶،سورت الرعد ۱۳)

ترجمہ۔آپ یہ کہہ دیجئے کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے،اور وہ ایک ہی غالب ہے

ان 5 آیتوں میں ہے کہ ازل سے ابد تک کا پورا پورا اختیار صرف اللہ کو ہے، کسی اور کو نہیں ہے

[۲]۔۔زندگی میں حضور ﷺ کو بہت سارے اختیار دئے گئے

،کھانے کے پینے کے سونے کے جاگنے کے، امر کے، نہی کے، احکام پھیلانے کے اختیارات دئے گئے تھے

خاص طور پر ان چار اختیار کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا تھا

اس کے لئے آتیں یہ ہیں

6۔ھو الذی بعث فی الامیئن رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۔(آیت۲،سورۃ الجمعۃ ۶۲) ۔ترجمہ۔وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو انکے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اوران کو پاکیزہ بنائیں، اورانہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے

7۔ربنا و ابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتک و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و یزکیھم ۔(آیت ۱۲۹،سورت البقرۃ ۲)

۔ترجمہ۔اور ہمارے پروردگار! ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجنا جو انہیں میں سے ہو، جو انکے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اوران کو پاکیزہ بنائے۔

اس آیت میں ہے کہ حضور ؐ کو چار کام کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔[۱]۔۔قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے [۲]۔۔ قرآن سکھلانے کے لئے، [۳]۔۔حکمت سکھلانے کے لئے [۴] اور تزکیہ کرنے کے لئے، اس لئے زندگی میں حضورؐ کو یہ اختیار تو ہے۔

8۔و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا۔(آیت۴۶،سورت الاحزاب۳۳)

ترجمہ۔اللہ کے حکم سے لوگوں کو بلانے والے اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو

9۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔(آیت ۶۷،سورت المائدہ۵)

ترجمہ۔اے رسول جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کر

10۔و لابین لکم بعض الذی تختلفون فیہ فاتقوا اللہ و اطیعون ۔(آیت۶۳،سورت الزخرف۴۳) ترجمہ۔اور اس لئے لایا ہوں کہ تمہارے سامنے وہ چیزیں واضح کر دوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو،لہذا تم اللہ سے ڈرو،اور میری بات مان لو

ان 5 آیتوں میں ہے کہ آپ کو زندگی میں دین اور احکام پھیلانے کے،اور امر و نہی کے نافذ کرنے کے اختیار دئے گئے تھے انکے علاوہ بھی زندگی میں بہت سارے اختیار دئے گئے تھے۔

[۳]۔حضورؐ کو قیامت میں چار اختیار دئے جائیں گے

قیامت میں اللہ کے حکم سے اور بھی اختیار دئے جائیں گے، لیکن یہ چار اختیار اہم ہیں

(۱) شفاعت کبری کا اختیار

(۲) شفاعت صغری کا اختیار

(۳) اللہ کی حمد کرنے کا اختیار

(۴) حوض کوثر پر پانی پلانے کا اختیار

[۱] شفاعت کبری کا اختیار

قیامت میں حساب کرنے کے لئے جو سفارش کی جائے گی، اس کو شفاعت کبری، کہتے ہیں، کیونکہ یہ شفاعت بہت مشکل ہوگی، اور یہ سفارش کرنے کا حق صرف حضورؐ کو دیا جائے گا، کسی اور کو نہیں

اس کے لئے حدیث یہ ہے

1۔عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا .....ثم يقال لي : ارفع رأسک و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسي فأحمد ربي بتحميد يعلمني ، ثم اشفع فيحد لي حدا ثم اخرجهم من النار و ادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثله في الثالثة او الرابعة حتى ما يبقى في النار الا من حبسه القرآن ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵ص)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے، لوگ کہیں گے ہمارے رب سے

کوئی سفارش کرتا تو ہم اس جگہ کی مصیبتوں سے نجات پا لیتے۔۔۔۔حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھائے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا، فرمائے، آپ کی بات سنی جائے گی، آپ سفارش کیجئے، سفارش قبول کی جائے گی، میں سر اٹھاؤں گا، اور اللہ کی ایسی تعریف کروں گا جو اللہ مجھے تعلیم دیں گے، پھر میں سفارش کروں گا تو ایک حد تک میری سفارش قبول کی جائے گی، پھر میں انکو آگ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر میں دوبارہ پہلے کی طرح سجدے میں جاؤں گا، [پھر تیسری مرتبہ، پھر چوتھی مرتبہ سجدے میں جاؤں گا] پھر جہنم میں وہی باقی رہیں گے جنکو قرآن نے جہنم میں رکھنے کا فیصلہ کیا ہے [یعنی جو کافر ہوگا وہی جہنم میں باقی رہیگا

اس حدیث میں تین چیزوں کا ثبوت ہے، [ا] ایک شفاعت کبری کا [۲]، دوسرا حمد کرنے کا [۳]، اور تیسرا شفاعت صغری کا

[۲] شفاعت صغری کا اختیار

2۔حدثنا انس بن مالک ان النبی ﷺ قال لکل نبی دعوۃ دعاھا لامتہ و انی اختبأت دعوتی شفاوۃ لامتی یوم القیامۃ ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب اختباء النبی دعوۃ الشفاعۃ لامتہ ،ص۱۰۶،نمبر ۲۰۰/۴۹۴)

۔ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعا ہوتی ہے جو اپنی امت کے لئے وہ کرتے ہیں اور میں نے اپنی امت کے لئے ایک دعا چھپا کر رکھی ہے، اور وہ یہ کہ قیامت کے دن اپنی امت کے لئے سفارش کروں گا۔

اس حدیث میں شفاعت صغری کا ذکر ہے، جو حضور ﷺ کو دی جائے گی ۔

لیکن یہ شفاعت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوگی

اس کے لئے یہ آیت ہے

11۔من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ۔(آیت ۲۵۵،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے

12۔ما من شفیع الا من بعد اذنہ۔(آیت ۳،سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔کوئی اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے کسی کی سفارش کرنے والا نہیں ہے۔

[۳] حمد کرنے کا اختیار

حضورؐ کو قیامت میں اللہ کی ایسی تعریف کرنے کا اختیار دیا جائے گا جو کسی اور کو نہیں دیا جائے گا

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ یجمع اللہ الناس یوم القیامۃ فیقولون لو استشفعنا علی ربنا حتی یریحنا من مکاننا .....ثم یقال لی : ارفع رأسک و سل تعطہ ، و قل یسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسی فأحمد ربی بتحمید یعلمنی ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵ ص)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے، لوگ کہیں گے ہمارے رب سے کوئی سفارش کرتا تو ہم اس جگہ کی مصیبتوں سے نجات پا لیتے ۔۔۔۔حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھائے ، مانگئے آپ کو دیا جائے گا، فرمائے، آپ کی بات سنی جائے گی، آپ سفارش کیجئے ،سفارش قبول کی جائے گی ، میں سر اٹھاؤں گا، اور اللہ کی ایسی تعریف کروں گا جو اللہ مجھے تعلیم دیں گے۔

[۴] حوض کوثر پر پانی پلانے کا اختیار

4۔عن عبد الله بن عمر و قال النبی ﷺ حوضی مسیرة شهر مأؤه أبیض من اللبن و ریحه أطیب من المسک و کیزانه کنجوم السماء ، من شرب منها فلا یظمأأبدا .

(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، ص ۱۱۳۸، نمبر ۶۵۷۹)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ میرا حوض ایک مہینے تک چلنے کی مسافت تک ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے، اس کے پیالے آسمان میں ستارے جتنے ہیں، جو اس سے ایک مرتبہ پی لیگا کبھی پیاسا نہیں ہوگا

ان 4 چار حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور کو قیامت میں چار بڑے بڑے اختیار دئے جائیں گے

[۴]۔اختیار کی چوتھی قسم،

نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے

اختیار کی چوتھی قسم ہے نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار، کسی کو اولاد دینا، کسی کو شفاء دینا، کسی کو روزی دینا، کسی کو موت دینا، کسی کو حیات دینا، بارش برسانا، قحط لانا، یہ اختیارات حضور ﷺ کو بھی نہیں ہیں، اور کسی اور کو بھی نہیں ہیں، یہ اختیار صرف اللہ تعالی کو ہے

اس کے لئے یہ آیتیں یہ ہیں

13۔ قل ما کنت بدعا من الرسل ، و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ، ان اتبع الا ما یوحی الی ۔(آیت ۹،سورت الاحقاف ۴۶)۔ترجمہ۔کہو کہ میں پیغمبر میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں ۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا، میں کسی اور چیز کی نہیں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے

اس آیت میں مجھے بھی معلوم نہیں کہ اللہ میرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے، تو حضورؐ کو اختیار کیسے ہوا

14۔ ،قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا قل انی لن یجیرنی من اللہ احدا و لن اجد من دونہ ملتحدا ۔(آیت ۲۱،سورۃ الجن۷۲)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں نہ تمہارے نقصان کا مالک ہوں اور نہ بھلائی کا مالک ہوں ۔آپ کہہ دیجئے! مجھے اللہ سے نہ کوئی بچا سکتا ہے ،اور نہ میں اسے چھوڑ کر کوئی پناہ کی جگہ پا سکتا ہوں

اس لئے یہ چوتھی قسم کا اختیار بھی حضورؐ کے پاس نہیں ہے۔۔آپ خود بھی آیتوں پر غور کر لیں ۔

حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میرے ہاتھ میں نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

15۔قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ماشاء اللہ ۔(آیت ۱۸۸،سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے آپ کو بھی نقصان اور نفع پہنچانے کا مالک نہیں ہوں، مگر اللہ جتنا چاہے گا اتنا ہوگا

16۔قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ماشاء اللہ ۔(آیت ۴۹،سورۃ یونس ۱۰)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنے آپ کو بھی نقصان اور نفع پہنچانے کا مالک نہیں ہوں، مگر اللہ جتنا چاہے گا اتنا ہوگا

17۔ ،قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا (آیت ۲۰،سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں نہ تمہارے نقصان کا مالک ہوں اور نہ بھلائی کا مالک ہوں

18۔قل انی لن یجیرنی من اللہ احدا و لن اجد من دونہ ملتحدا ۔(آیت ۲۱،سورۃ الجن ۷۲)۔ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے ! مجھے اللہ سے نہ کوئی بچا سکتا ہے، اور نہ میں اسے چھوڑ کر کوئی پناہ کی جگہ پا سکتا ہوں

19۔قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی۔(آیت ۱۵،سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کروں

20 ۔قل ما کنت بدعا من الرسل ، و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ، ان اتبع الا ما

یوحی الی ۔(آیت۹،سورت الاحقاف ۴۶)۔ترجمہ۔کہو کہ میں پیغمبر میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا، میں کسی اور چیز کی نہیں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے

ان 6 آیتوں میں حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ مجھے اختیار نہیں ہے، تو پھر حضور ﷺ کو کیسے مختار کل کہا جائے؟۔

ان آیتوں میں ہے کہ حضورؐ کو بہت سے اختیارات نہیں ہیں

21۔لیس علیک ھداھم و لکن اللہ یھدی من یشاء۔(آیت۲۷۲،سورۃ البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اے پیغمبر آپ پر ہدایت دینے کی ذمہ داری نہیں ہے، لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

22۔انک لا تھدی من احببت ، و لکن اللہ یھدی من یشاء و ھوا علم بالمھتدین ۔ (آیت ۵۶،سورہ القصص ۲۸)

ترجمہ۔آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے ، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اس آیت میں ہے کہ آپؐ کسی کو ہدایت دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے ، ہاں اللہ جسکو چاہیں اس کو ہدایت دے سکتے ہیں۔تو پھر آپؐ مختار کل کیسے ہوئے

23۔و لا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ(آیت۲۴،سورۃ الکھف ۱۸)

ترجمہ۔اے پیغمبر کسی بھی کام کے بارے میں کبھی یہ نہ کہو کہ میں یہ کام کرلوں گا، ہاں یہ کہو کہ اللہ چاہے گا

تو کرلوں گا

24۔لیس لک من الامر شیء او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون ۔(آیت ۱۲۸،سورت آل عمران ۳) ۔ترجمہ۔آئے پیغمبرآپ کواس فیصلے کا کوئی اختیار نہیں ہے، کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کوعذاب دے، کیونکہ یہ ظالم لوگ ہیں

25۔یوم لا لا تملک نفس لنفس شیئا و الامر یومئذ لله(آیت ۱۹،سورت الانفطار ۸۲)

ترجمہ۔یہ وہ دن [قیامت] ہوگا جس میں کوئی آدمی کسی دوسرے کے لئے کچھ کرنے کا مالک نہیں ہوگا، اورتمام ترحکم اس دن اللہ ہی کا چلے گا۔

26۔ما کان للنبی و الذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین و لو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم ۔(آیت ۱۱۳،سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔ یہ بات تو نہ نبی کوزیب دیتی اور نہ دوسرے مومنوں کو کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں، چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں

27۔ما کان لرسول ان یأتی بآیة الا باذن الله۔(آیت ۷۸،سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔اورکسی رسول کواختیار نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آئے

ان 7 آیتوں کوغور سے دیکھیں کہ حضور ؐ کو بہت سی چیزوں کا اختیار نہیں دیا گیا ہے۔تو حضور ﷺ کومختار کل کیسے کہا جائے ؟۔

اللہ کی مرضی کے بغیر حضورؐ کو مسئلہ بیان کرنے کا بھی حق نہیں ہے

ان آیتوں میں تو یہاں تک ہے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر حضورؐ کو مسئلہ بیان کرنے کا بھی حق نہیں ہے

28۔یاایھا النبی لما تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک ۔(آیت ۱، سورت تحریم ۶۶)۔ترجمہ۔ آئے نبی جس چیز کو میں نے تمہارے لئے حلال کی اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے اسے کیوں حرام کرتے ہو۔

29۔ ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض.(آیت ۶۷،سورت الانفال ۸). ترجمہ۔یہ بات کسی نبی کے شایان شان نہیں ہے کہ انکے پاس قیدی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کا خون اچھی طرح نہ بہالیں

حضورؐ نے بدری قیدیوں سے فدیہ لینے کا حکم دیا تھا، جواللہ کی مرضی نہیں تھی تو فورا حضورؐ کو اس سے آگاہ کردیا گیا تھا۔

ان 2 آیتوں کو دیکھیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر آپ کو مسئلہ بیان کرنے کا بھی حق نہیں ہے تو آپ مختار کل کیسے ہو گئے؟

حضورؐ نے جو کچھ کیا ہے وہ اللہ کی اجازت سے کی ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

30۔و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله۔(آیت ۶۴،سورت النساء۴)

ترجمہ۔ہم نے کسی بھی رسول کو اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے انکی اطاعت کی جائے

31۔و ما کان لرسول ان یأتی بآیة الا باذن الله لکل اجل کتاب ۔(آیت ۳۸،سورت الرعد۱۳)

ترجمہ۔اور کسی رسول کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی آیت بھی لا سکے

32۔و ما کان لرسول ان یأتی بآیة الا باذن الله۔(آیت ۷۸،سورت غافر۴۰)

ترجمہ۔اور کسی رسول کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آئے

33۔انزلنا الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربھم۔(آیت ۱،سورت ابراہیم۱۴)

۔ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کو اس کے رب کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آؤ۔

34۔و داعیا الی الله باذنه و سراجا منیرا۔(آیت ۴۶،سورت الاحزاب ۳۳)

ترجمہ۔اللہ کے حکم سے لوگوں کو بلانے والے اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو

ان 5 آیتوں میں ہے کہ حضور کو بہت سے اختیار دئے گئے تھے،لیکن وہ سب اللہ کے حکم سے تھے

اللہ کے اختیارات لامحدود ہیں وہ حضور ﷺ کو کیسے حاصل ہو سکتے ہیں؟

اللہ تعالی واجب الوجود ہے، اس کا اختیار لامحدود ہے اور حضور ؐ کی ذات محدود ہے اس لئے وہ تمام اختیارات حضورؐ کو کیسے حاصل ہو سکتے ہیں، یہ ناممکن ہے، اس لئے حضور مختار کل نہیں ہیں، ہاں دنیا میں اور آخرت میں کچھ اختیار دئے گئے ہیں، جنکی تفصیل اوپر گزری۔

اس آیت میں ہے کہ اللہ جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں

35۔ان ربک فعال لما یرید۔ (آیت ۱۰۷، سورت ھود ۱۱)

ترجمہ۔یقیناً آپ کا رب جو چاہے کرتا ہے

36۔ذو العرش المجید فعال لما یرید۔ (آیت ۱۶، سورت البروج ۸۵)

ترجمہ۔عرش کا مالک ہے، بزرگی والا ہے، جو کچھ ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے

حضورؐ کو اس قسم کا اختیار نہیں ہے کہ جو چاہے کر لیں ، یہ اختیار تو صرف اللہ تعالی کو ہے

ان 36 آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو زندگی میں بہت سے اختیار دئے گئے تھے،

اور قیامت میں بھی بہت سے اختیار دئے جائیں گے

یہ اختیارات تمام اولین اور آخرین سے زیادہ ہیں

ان سب کے باوجود آپؐ مختار کل نہیں ہیں، اور نہ آپ ؐ کسی کے نفع ونقصان کے مالک ہیں

حضورؐ کو کلی اختیار نہیں ہے، احادیث سے اس کا ثبوت

ان احادیث میں ہے کہ مجھے اختیار نہیں ہے

5۔ عن ابی ھریرۃؓ ان النبی ﷺ قال .... یا ام الزبیر بن العوام عمۃ رسول اللہ ﷺ .یا فاطمۃ بنت محمد اشتریا انفسکما من اللہ ، لا املک لکما من اللہ شیئا ، سلانی من مالی ما شئتما ۔ (بخاری شریف، باب من انتسب الی اباۂ فی الاسلام والجاہلیۃ ،ص ۵۹۴، نمبر ۳۵۲۷) ۔ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا۔۔۔اے رسول اللہ کی پھوپھی ام زبیر بن عوام، اے فاطمہ بنت محمد اللہ سے اپنے لئے کچھ خرید لو میں تم لوگوں کو فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا ہوں، میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو۔

6۔ان ابا ھریرۃؓ قال قام رسول اللہ ﷺ حین انزل اللہ عز و جل ﴿و انذر عشیرتک الاقربین﴾ [آیت ۲۱۴،سورۃ الشعراء ۲۶)...یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ ، لا أغنی عنک من اللہ شیئا ، و یا فاطمۃ بنت محمد ﷺ سلینی ما شئت من مالی ، لا اغنی من اللہ شیئا ۔ (بخاری شریف، باب ھل یدخل النساء والولد فی الاقارب ،ص ۴۵۵، نمبر ۲۷۵۳) ۔ترجمہ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ۔۔۔اے رسول کی پھوپھی صفیہؓ میں اللہ کی جانب سے تم کو کام نہیں آ سکتا، اور اے فاطمہؓ میرے مال میں سے مجھ سے مانگ لو، میں اللہ کی جانب سے کچھ کام نہیں آ سکتا۔

ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ میں قیامت میں کام نہیں آ سکتا، ہاں ایمان ہو اور اللہ شفارس کرنے کی

اجازت دے تو میں شفارس کروں گا۔

7۔عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا .....ثم يقال لي : ارفع رأسک و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسي فأحمد ربي بتحميد يعلمني ، ثم اشفع فيحد لي حدا ثم اخرجهم من النار و ادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثله في الثالثة او الرابعة حتى ما يبقى في النار الا من حبسه القرآن ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵)

ترجمہ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے، لوگ کہیں گے، ہمارے رب کے سامنے کوئی سفارش کرتا تو اس جگہ سے ہمیں عافیت ہو جاتی ۔۔۔پھر مجھ سے کہا جائے گا، سر اٹھاؤ اور مانگو دیا جائے گا، کہو بات سنی جائے گی، سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی، تو میں سر اٹھاؤں گا، اور ایسی حمد کروں جو اللہ اس وقت مجھے سکھائیں گے، پھر میں سفارش کروں گا تو ایک حد متعین کر دی جائے گی، پھر میں ان لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر پہلے کی طرح دوبارہ میں سجدے میں گر پڑوں گا، یہ تیسری مرتبہ ہوگا یا چوتھی مرتبہ ہوگا، یہاں تک کہ جہنم میں وہی باقی رہیں گے جنکو قرآن نے روکے رکھا ہے [یعنی صرف کافر جہنم میں باقی رہ جائیں گے]

اس حدیث میں ہے کہ قیامت میں حضورؐ اللہ سے مانگیں گے اور اللہ دیں گے، پھر یہ بھی ہے کہ تمام کی شفارس بیک وقت نہیں کریں گے، بلکہ ایک مرتبہ ایک حد متعین کی جائے گی، پھر دوسری مرتبہ دوسری حد متعین ہوگی، اور تیسری مرتبہ ایک حد متعین کی جائے گی، پھر چوتھی مرتبہ سفارش کی ایک حد متعین کی جائے، اس طرح چار مرتبہ میں آپ کی سفارش پوری ہوگی، اس لئے آپ قیامت میں بھی مختار کل نہیں ہوں گے ۔۔۔ان حدیثوں میں آپ خود بھی غور فرمالیں۔

اس حدیث میں یہاں تک روکا گیا ہے کہ، یہ بھی نہ کہے کہ اللہ اور محمد ﷺ نے چاہا، بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے چاہا، پھر محمد ﷺ نے چاہا

8۔حدیث یہ ہے۔عن حزیفة بن الیمان ..... تقولون ما شاء الله و شاء محمد ، و ذکر ذالک للنبی ﷺ فقال اما و الله ان کنت لاعرفها لکم ، قولوا ما شاء الله ثم شاء محمد ۔(ابن ماجة شریف، کتاب الکفارات، باب النہی ان یقال ماشاء اللہ وشئت ،ص ۳۰۴، نمبر ۲۱۱۸/ مسند احمد، حدیث حذیفة بن یمان، ج ۳۸،ص ۳۶۴،نمبر ۲۳۳۳۹)

ترجمہ۔حذیفہ بن یمان سے روایت ہے۔۔۔تم لوگ کہتے ہو جو اللہ چاہتے ہیں، اور محمدؐ چاہتے ہیں [تو وہ کام ہوتا ہے] ،اس کا تذکرہ حضورؐ کے سامنے ہوا، تو حضورؐ نے فرمایا خدا کی قسم تم لوگوں کی اس بات کو جانتا تھا، یوں کہو، جو اللہ چاہتے ہیں، پھر محمدؐ چاہتے ہیں [یعنی اللہ کے چاہنے کے بعد محمدؐ نے چاہا، تا کہ چاہنے میں شرکت نہ ہو]

اور طبرانی کبیر میں تو ہے کہ،صرف یہ کہو کہ اللہ نے چاہا، بیچ میں حضور ﷺ کے چاہنے کا نام ہی نہ لو،

9۔حدیث یہ ہے۔ عن ربعی بن خراش عن اخ لعائشة زوج النبی ﷺ ...انما کان یمنعنی ان انها کم من ذالک الحیاء ، فاذاقلتم فقولوا ، ما شاء الله وحده ۔(طبرانی کبیر، طفیل بن سخبر الدوسی اخو عائشةؓ، ج ۸،ص ۳۲۵،نمبر ۸۲۱۵)

ترجمہ۔حضرت عائشہ کے بھائی ربیع بن خراش سے روایت ہے۔۔۔۔شرم کی وجہ سے میں یہ بات نہیں کہہ رہا تھا، جب تم کہو تو یوں کہو کہ،صرف اللہ جو چاہے وہ ہوتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ صرف یہ کہو کہ اللہ جو چاہے وہ ہوتا ہے۔

اس لئے ان 5 آحادیث سے پتہ چلتا ہے، کہ حضور ﷺ مختار کل نہیں ہیں۔

اور جب حضورؐ مختار کل نہیں ہیں تو کوئی بھی نبی، یا صحابی، یا ولی بھی مختار کل نہیں ہیں

ہندؤوں کا عقیدہ ہے کہ اس کی دیوی دیوتا کو کل اختیارات ہیں

ہندؤوں کا عقیدہ ہے کہ اس کی دیوی، دیوتا کو، یہاں تک کہ اس کی مورتیوں کو بھی نفع نقصان پہنچانے کا اختیار ہے، چنانچہ انکے یہاں کچھ دیوی نفع پہنچانے کے لئے مختص ہیں، کچھ نقصان پہنچانے کے لئے مختص ہیں، کچھ کے ذمے بارش برسانے کا کام ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ دیوی، دیوتا کو پوجتے ہیں، اوران سے اپنی ضرورتیں مانگتے ہیں، اورانکی مورتی بنا کراس کے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں

چونکہ یہ شرک تھا اس لئے اللہ نے قرآن حکیم میں اس پر پورا زور دیا، اور حضور ﷺ سے اعلان کروایا کہ میرے ہاتھ میں نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں ہے۔

اس نکتہ پر غور فرمائیں

۱۰۔علم غیب صرف اللہ کو ہے

اس عقیدے کے بارے میں 55 آیتیں اور 17 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

علم غیب صرف اللہ کو ہے، ہاں حضورؐ کو غیب کی بہت ساری باتیں وحی کے ذریعہ ، یا معراج میں لیجا کر، یا جنت اور جہنم کو آپ کے سامنے کرکے بتائی گئیں ہیں جو کائنات میں سب سے زیادہ علم ہے،
اس لئے یوں کہا جائے کہ عالم الغیب صرف اللہ ہے، اور حضورؐ کو 7 طریقوں سے غیب کی بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں جو اولین اور آخرین میں سے سب سے زیادہ ہیں
البتہ یہ علم جز ہے، کل علم نہیں ہے

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تمام نبیوں کو وحی کے ذریعہ غیب کی بہت ساری باتیں بتائی گئی ہیں، اسی لئے ان کو نبی کہا جاتا ہے، یعنی غیب کی باتیں بتانے والے۔
لیکن غیب کی باتیں بتانے کی وجہ سے وہ، عالم الغیب، نہیں ہو جاتے، کیونکہ اگر غیب کی باتیں بتانے سے وہ عالم الغیب ہو جائیں تو تمام نبیوں کو، عالم الغیب، ماننا پڑے گا، اس صورت میں تنہا حضورؐ عالم الغیب نہیں رہیں گے۔۔ اس نکتہ پر غور کرلیں۔

علم غیب کی تین صورتیں ہیں

[۱]۔۔وہ علم غیب جو ذاتی ہے، اور ہر ہر چیز کو شامل ہے، اور ہمیشہ کے لئے شامل ہے، یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یہ علم لا انتہا ہے، اس کی کوئی حد نہیں ہے یہ علم غیب صرف اللہ کو ہے، کسی اور کو نہیں ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

علم غیب اللہ کا علم ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے، اور حضورﷺ کی تو انتہاء ہے، تو یہ بے انتہا والا علم حضورؐ کو کیسے ہو سکتا ہے!

[۲]۔۔علم غیب کی دوسری صورت یہ ہے کہ، غیب کی باتیں ہیں، غیب کی چیزیں ہیں، لیکن اللہ تعالی نے اپنے رسول کو بتائی۔حضورؐ کو اللہ تعالی نے جتنی باتیں بتائیں، وہ تو رسول اللہؐ کے لئے ثابت ہیں یہ علم ایک تو اللہ تعالی کا بتایا ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ علم بعض ہے اللہ کا کل علم نہیں ہے

اس آیت میں ہے کہ غیب کی کچھ خبریں وحی کے ذریعہ سے آپ کو بتائی جا رہی ہے

۔ذالک من انباء الغیب نوحیه الیک۔(آیت ۴۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپ کو دے رہے ہیں

[۳]۔۔اور تیسری صورت یہ ہے کہ مثلا زید کے کھانے پینے، بیمار، شفا، اولاد، موت، حیات، نفع نقصان کا علم، کیا یہ علم حضورؐ کو ہے؟

تو آگے 40 آیتیں اور 5 حدیثیں آرہی ہیں کہ یہ علم بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہے۔

[ا]۔۔وہ علم غیب جو ذاتی ہے، اور ہر ہر چیز کو شامل ہے یہ علم غیب صرف اللہ تعالی کو ہے

[ا]۔۔اللہ کا ذاتی علم غیب جو ہمیشہ کے لئے ہے، اور صرف اللہ ہی کو ہے، اس کے لئے آیتیں یہ ہیں۔

ان آیتوں میں حصر اور تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ کے پاس ہے

1۔قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ و ما یشعرون ایان یبعثون ۔ [آیت ۶۵، سورت النمل ۲۷]۔ترجمہ۔آپ اعلان کر دیجئے کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں ہے، اور لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کب دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

2۔و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو ۔ (آیت ۵۹، سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، اللہ کے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔

3۔وللہ غیب السماوات و الارض و الیہ یرجع الامر کلہ۔(آیت ۱۲۳، سورت ھود ۱۱)

ترجمہ۔آسمان اور زمین میں جتنے پوشیدہ ہیں سب اللہ ہی کے علم میں ہیں، اور اسی کی طرف سارے معاملات لوٹائے جائیں گے۔

4۔تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسک انک انت العلام الغیوب ۔(آیت ۱۱۶، سورت المائدۃ ۵)۔ترجمہ۔ میرے دل میں کیا ہے وہ آپ جانتے ہیں، اور میں آپ کی پوشیدہ باتوں کو نہیں جانتا، یقیناً آپ کو تمام چھپی ہوئی باتوں کا پورا پورا علم ہے

نوٹ: یہاں انک اور انت سے حصر ہے کہ صرف تو ہی جانتا ہے، پھر علام مبالغے کا صیغہ ہے، کہ اللہ تعالی بہت جاننے والے ہیں، پھر غیوب بھی مبالغے کا صیغہ ہے کہ غیب کی ہر ہر چیز کو جاننے والے ہیں، اس لئے اس صفت کا مالک کوئی اور نہیں ہے۔

5۔له غيب السموات الارض ۔(آیت ۲۶، سورت الکہف ۱۸)

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کے ساری غیب کی باتیں اللہ ہی کے علم میں ہیں

6۔قل انما العلم عند الله و انما انا نذير مبين ۔(آیت ۲۶، سورت الملک ۶۷)

ترجمہ۔آپ اعلان کر دیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، اور میں تو صرف صاف صاف طریقے پر خبر دار کرنے والا ہوں

7۔قل لا يعلم من في السماوات والارض الغيب الا الله ۔(آیت ۶۵، سورت النمل ۲۷) ترجمہ۔آپ اعلان کر دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ کسی کے پاس علم غیب نہیں ہے

8۔قالوا لا علم لنا انک انت علام الغيوب ۔(آیت ۱۰۹، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔رسول کہیں گے، ہمیں کچھ علم نہیں ہے، غیب کی ساری باتوں کو جاننے والے تو صرف آپ ہی ہیں

9۔ان الله يعلم غيب السماوات و الارض والله بصير بما تعملون ۔(آیت ۱۸، سورۃ الحجرات ۴۹)۔ترجمہ۔اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہے

10۔ان الله عالم الغيب السماوات و الارض انه عليم بذات الصدور ۔(آیت ۳۸، سورت فاطر ۳۵)۔ترجمہ۔اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے، بیشک وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

11۔الم يعلموا ان لله يعلم سرهم و نجواهم و ان الله علام الغيوب ۔(آیت ۷۸،

سورت التوبۃ ۹)۔ترجمہ۔کیا ان منافقوں کو یہ پتہ نہیں تھا کہ اللہ ان کی تمام پوشیدہ باتوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو جانتا ہے اور یہ کہ غیب کی ساری باتوں کا پورا پورا علم ہے۔

12۔عالم الغیب و الشھادۃ ھو الرحمن الرحیم۔(آیت ۲۲،سورت الحشر ۵۹)

ترجمہ،اللہ چھپی ہوئی اور کھلی باتوں کو جاننے والے ہیں وہی ہے جو سب پر مہربان ہے،بہت مہربان ہے

13۔عالم الغیب و الشھادۃ العزیز الحکیم۔(آیت ۱۸،سورت التغابن ۶۴)

ترجمہ۔،اللہ چھپی ہوئی اور کھلی باتوں کو جاننے والا ہے،وہی غالب ہے ،حکمت والا ہے۔

14۔الم یعلموا ان اللہ یعلم سرھم و نجوا ھم و ان اللہ علام الغیوب ۔(آیت ۷۸،سورت التوبۃ ۹)۔ترجمہ۔کیا ان منافقوں کو پتہ نہیں تھا کہ اللہ انکی تمام پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو جانتا ہے،اور یہ کہ انکو غیب کی سارتی باتوں کا پورا پورا علم ہے۔

15۔عالم الغیب و الشھادۃ وھو الحکیم الخبیر۔(آیت ۷۳،سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔،اللہ غائب اور حاضر ہر چیز کو جاننے والا ہے اور وہی بڑی حکمت والا ہے،پوری طرح باخبر ہے

16۔عالم الغیب الشھادۃ فتعالی عما یشرکون ۔(آیت ۹۲،سورت المومنون ۲۳)

ترجمہ۔،اللہ غائب اور حاضر ہر چیز کو جاننے والا ہے،اس لئے وہ انکے شرک سے بہت بلند و بالا ہے

17۔عالم الغیب و الشھادۃ ۔(آیت ۴۶ سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔،اللہ غائب اور حاضر ہر چیز کو جاننے والا ہے

18۔ثم تردون الی عالم الغیب و الشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون ۔(آیت ۸،سورت الجمعہ ۶۲)۔ترجمہ۔،پھر تمہیں اس اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا جسے تمام پوشیدہ اور کھلی باتوں کا پورا علم ہے،پھر وہ بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔

19۔عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا ۔(آیت ۲۶،سورت الجن ۷۲)

ترجمہ۔وہی اللہ سارے بھید جاننے والا ہے، چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

20۔و للہ غیب السماوات الارض ۔(آیت ۷۷،سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین چھپی ہوئی باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے

21۔تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت و لا قومک من قبل ھذا ۔(آیت ۴۹،سورت ھود ۱۱)۔ترجمہ۔یہ غیب کچھ باتیں ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں، یہ باتیں نہ تم اس سے پہلے جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔

نوٹ:اس آیت میں اللہ خود فرما رہے ہیں کہ اے نبی تمہیں کچھ معلوم نہیں تھا، اور نہ آپ کی قوم کو معلوم تھا اگر آپ کو علم غیب تھا تو تیئس سال میں قرآن کو آپ پر اتارنے کی ضرورت کیا تھا، وہ پہلے ہی سے آپ کو معلوم ہونا چاہئے

اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

22۔انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا ۔ (آیت ۲۳،سورۃ الانسان ۷۶)

ترجمہ۔اے پیغمبر! ہم نے ہی تم پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے

23۔و قرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث و نزلناہ تنزیلا ۔(آیت ۱۰۶،سورۃ الاسراء ۱۷)۔ترجمہ۔اور ہم نے قرآن کے جدا جدا حصے بنائے تا کہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کے سامنے پڑھو، اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔

ان آیتوں میں ہے کہ آہستہ آہستہ آپ پر قرآن اتارا۔

ان 23 آیتوں میں ہے کہ علم غیب صرف اللہ کو ہے کسی اور کو نہیں ہے، اور وہی ہر چیز کو جانتا ہے، کسی اور کو یہ علم نہیں ہے جب ان آیتوں میں کسی اور کے لئے غیب ہونے کا صریح انکار ہے تو حضور ﷺ کے لئے علم غیب ثابت کرنا صحیح نہیں ہے

حضور ؐ سے باضابطہ یہ اعلان کروایا گیا کہ مجھے علم غیب نہیں ہے

اس کے لئے 8 آتیں یہ ہیں

24۔قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ و ما یشعرون ایان یبعثون ۔[آیت ۶۵،سورت النمل ۲۷]

۔ترجمہ۔آپ اعلان کردیجئے کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کسی علم غیب نہیں ہے،اور لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کب دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

25۔قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب۔(آیت ۵۰،سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔آے پیغمبر! ان سے کہو : میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ، کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں،اور نہ میں غیب کا پورا علم رکھتا ہوں ۔

26۔قل ما کنت بدعا من الرسل و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹،سورت الاحقاف ۴۶)

۔ترجمہ ۔کہو کہ میں پیغمبروں میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا،اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں کسی اور چیز کی نہیں،صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے

27۔و لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب۔(آیت ۳۱،سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ، کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں،اور نہ میں غیب کی ساری باتیں جانتا ہوں۔

28۔قل انما الغیب للہ فانتظر انی معکم من المنتظرین .(آیت۲۰،سورت یونس۱۰)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے کہ غیب کی باتیں تو صرف اللہ کے اختیار میں ہیں،لہذا تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں

29۔یسئلونک عن الساعۃ ایان مرساھا قل انما علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا الا ھو ا۔(آیت ۱۸۷،سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ لوگ آپؐ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے،وہی اسے اپنے وقت پر کھول کر دیکھائے گا۔

30۔یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمھا عنداللہ ۔(آیت ۶۳،سورت الاحزاب ۳۳)

۔ترجمہ۔لوگ آپؐ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے

31۔و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی من لغوب ۔(آیت۱۸۸،سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اچھی اچھی چیزیں خوب جمع کرتا ، اور مجھے کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں پہنچتی

ان 8 آیتوں میں حضورؐ سے یہ اعلان کروایا گیا ہے کہ، مجھے علم غیب نہیں ہے ۔صرف اللہ کے پاس علم غیب ہے،تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ کو علم غیب ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروایا گیا کہ میرے پاس جو علم ہے وہ وحی کے ذریعہ سے ہے

میں اسی کی اتباع کرتا ہوں

ان 6 آیتوں میں حصر اور تاکید کے ساتھ ہے کہ میرے پاس جو بھی علم ہے وہ وحی کے ذریعہ ہے

32۔قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی۔(آیت ۲۰۳، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے میں تو صرف اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی جانب سے وحی کی جاتی ہے۔

33۔ان اتبع الا ما یوحی الی ۔(آیت ۵۰، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔میں تو صرف اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے

34۔ان اتبع الا ما یوحی الی ۔(آیت ۱۵، سورت یونس ۱۰)

35۔ان اتبع الا ما یوحی الی و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)

36۔ و اتبع ما یوحی الیک۔(آیت ۱۰۹، سورت یونس ۱۰)

37۔ان هو الا وحی یوحی۔(آیت ۴، سورت النجم ۵۳)

ان 6 آیتوں میں حصر کے ساتھ حضورؐ نے یہ بتایا کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ صرف وحی کے ذریعہ آیا ہوا ہے، میں اسی کی اتباع کرتا ہوں ،اس لئے علم غیب ثابت کرنے کے لئے بہت کچھ سوچنا ہوگا۔ اس کے باوجود علم غیب مانے تو اس کے لئے کوئی آیت ہو جس میں صراحت کے ساتھ یہ اعلان کیا گیا ہو کہ میں نے حضورؐ کو تمام علم غیب عطائی طور پر دئے ہیں۔

ان پانچ باتوں کا علم کسی کو بھی نہیں ہے

اس آیت میں ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم تو اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔

38۔ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث، و یعلم ما فی الارحام ، و ما تدری نفس ما ذا تکسب غدا، و ما تدری نفس بای أرض تموت ان اللہ علیم خبیر ۔(آیت ۳۴،سورۃ لقمان ۳۱) ترجمہ ۔یقیناً اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے،وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے،اور کسی متنفس کو یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ کل کیا کمائے گا،،اور کسی متنفس کو یہ پتہ ہے انکو کس زمین میں موت آئے گی ، بیشک اللہ ہر چیز کا مکمل علم رکھنے والا ہے، ہر بات سے پوری طرح باخبر ہے۔

اس آیت میں ہے کہ، ان پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے،کسی اور کو نہیں ہے

حضور سے اعلان کروایا گیا کہ،علم غیب ہوتا تو مجھے کوئی نقصان ہی نہیں پہنچتا

39۔و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی من لغوب ۔(آیت ۱۸۸،سورۃ الاعراف ۷) ۔ترجمہ۔اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اچھی اچھی چیزیں خوب جمع کرتا،اور مجھے کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں پہنچتی۔

اس آیت میں ہے کہ،حضور ﷺ سے کہلوا رہے ہیں کہ اگر مجھے علم غیب ہوتا تو خیر کی بہت سے چیزیں جمع کر لیتا،اور مجھے کوئی نقصان چھوتا بھی نہیں۔

حضورؐ سے اعلان کروایا گیا کہ، اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجی ہے اور صرف وہی غیب جانتا ہے

آیت یہ ہے

40۔و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھوا ۔ (آیت ۵۹،سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، اللہ کے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔

ان 40 چالیس آیتوں میں حضورؐ یہ انکار کر رہے ہیں کہ مجھے علم غیب نہیں ہے تو پھر علم غیب کیسے ثابت کر دیا جائے۔

اور اگر عطائی طور پر علم غیب ہے تو ان آیتوں میں اس کا انکار نہیں ہونا چاہئے۔

یا پھر کسی آیت میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر ہو کہ اللہ نے حضور ﷺ کو عطائی طور پر تمام علم غیب دیا ہے۔، جو تلاش کرنے کے بعد مجھے نہیں ملی۔

اور جن دو آیتوں سے علم غیب ثابت کرتے ہیں وہاں وحی کا ذکر موجود ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو وحی کے ذریعہ سے غیب کی بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں۔

حضور ﷺ کو علم غیب نہیں تھا، احادیث میں اس کا ثبوت

5 حدیثیں یہ ہیں

۔حضور ﷺ کی بیوی حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی، جس کی وجہ سے تقریبا ایک ماہ تک حضورؐ پریشان رہے، پھر حضرت عائشہؓ کی برأت میں سورہ نور کی آیتیں نازل ہوئیں تب حضورؐ کو اطمینان ہوا۔ اگر حضورؐ عالم الغیب تھے تو ایک ماہ تک پریشان ہونے کی ضرورت کیا تھی، آپ کو معلوم ہو جانا تھا کہ حضرت عائشہ بری ہیں۔ اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

1۔عتبہ بن مسعود عن عائشہؓ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ حین قال لھا اھل الافک ما قالو....و قد لبث شھرا لا یوحی الیہ فی شانی بشیء قالت فتشھد رسول اللہ ﷺ حین جلس ثم قال اما بعد یا عائشۃ انہ بلغنی عنک کذا کذا فان کنت بریئۃ فسیبرئک اللہ و ان کنت الممت بذنب فاستغفری اللہ و توبی الیہ ..... و انزل اللہ تعالی﴿ ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم [آیت ۱ ۱، سورت النور ۱۸ ﴾ (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، ص ۷۰۱، نمبر ۴۱۴۱ر مسلم شریف ، کتاب التوبۃ، باب فی حدیث الافک وقبول التوبۃ، ص ۱۲۰۵، نمبر ۲۷۷۰/۷۰۲۰) حضرت عائشہؓ پر تہمت، اور انکی برأت کے بارے میں یہ بہت لمبی حدیث ہے۔ یہ اس کا مختصر ہے۔

ترجمہ۔حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں، تہمت لگانے والوں نے جب کہا۔۔۔ایک مہینے تک میرے بارے میں کوئی وحی نہیں آئی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور ؐ نے بیٹھ کر حمد وثنا کی، پھر فرمایا، عائشہ !تمہارے بارے میں ایسی ایسی باتیں پہنچی ہیں، اگر تم بری ہو تو اللہ بری کر دیں گے، اور اگر تم نے گناہ

کیا ہے تو اللہ سے معافی مانگ لو۔۔۔پھر اللہ نے یہ آیتیں اتاریں [آ۱۱ رس ۱۸] یقیناً جو تہمت لگانے والے تھے وہ ایک جماعت تھی۔الخ

اس حدیث میں دیکھیں کہ حضورؐ کو اپنی چہیتی بیوی کے بارے بھی علم نہ ہو سکا کہ یہ بری ہیں یا نہیں اور ایک ماہ تک پریشان رہے۔اگر آپؐ کو علم غیب ہوتا تو یہ پریشانی کیوں ہوتی۔

۔نماز جیسی اہم عبادت میں آپ بھول گئے،اور پھر فرمایا کہ میں بھی بھولتا ہوں،اور یہ بھی کہا کہ مجھے یاد دلا دیا کرو،اگر آپ عالم الغیب ہیں تو بھولنے کا کیا مطلب،پھر یاد کروانے کے لئے کیوں کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو علم غیب نہیں تھا۔

اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔قال عبد الله صلى النبى ﷺ .....قال انه لو حدث فى الصلوة شيء لنبأتكم به و لكن انما انا بشر مثلكم انسى كما تنسون فاذا نسيت فذكرونى ۔(بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان، ص ۷۰، نمبر ۴۰۱؍ مسلم شریف، کتاب المساجد، باب السہو فی الصلاۃ والسجود لہ، ص ۲۳۲، نمبر ۵۷۲؍ ۱۲۸۵)

ترجمہ۔حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ حضورؐ نے نماز پڑھائی۔۔۔فرمایا اگر نماز میں کوئی تبدیلی ہوئی ہوتی تو میں تم لوگوں کو ضرور بتاتا،لیکن میں تمہاری طرح انسان ہوں،جس طرح تم لوگ بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں،پس جب کبھی بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔

اس حدیث میں ہے کہ میں بھول جاتا ہوں تو علم غیب کیسے ہوا۔

۔فیصلے جیسے اہم موقع پر ایک غیر سچے کو سچا مان لیں اور اس کے لئے فیصلہ بھی کر دیں، یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب آپ غیب نہیں جانتے ہیں، ورنہ غیر سچے کو آپ ؐسچا کیسے مان سکتے ہیں۔

3۔ان امھا ام سلمة زوج النبی ﷺ .....فخرج الیھم فقال : انما انا بشر و انه یأتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انه صدق فاقضی له بذالک ۔(بخاری شریف، کتاب المظالم، باب اثم من خاصم فی باطل وھو یعلمہ ،ص ۳۹۶،نمبر ۲۴۵۸) ترجمہ۔ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے۔۔۔حضورؐ لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا میں ایک انسان ہوں، میرے پاس جھگڑے لیکر آتے ہیں، یہ بہت ممکن ہے کہ بعض دلیل پیش کرنے میں زیادہ ماہر ہو جس سے میں گمان کر لوں کہ یہ سچا ہے، اور اس کے لئے اس کا فیصلہ کر دوں۔

،اس حدیث میں ہے کہ کبھی کسی کو اس کی باتوں سے سچا مان لیتا ہوں ،تو پھر حضور کو علم غیب کیسے ہو گیا!۔

۔قیامت میں بھی حضور ﷺ کو علم غیب نہیں ہوگا ،جس کی وجہ سے آپ ﷺ ایسے آدمی کو آپ مومن اور اپنا ساتھی سمجھ لیں گے جو بعد میں مومن نہیں رہے تھے ،

4۔حدیث یہ ہے. عن ابن عباس .....الا و انه یجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یا رب أصیحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم فیقال ان ھولاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم ۔(بخاری شریف، کتاب التفسیر، باب و کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم ۔ص ۷۹۱،نمبر ۴۶۲۵،مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ وصفاتہ ،ص ۱۰۱۸،نمبر ۲۳۰۴/۵۹۹۶)

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ۔۔۔قیامت میں میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں

گے، انکے بداعمالیوں نے اس کو گرفتار کرلیا ہوگا، میں [حضورؐ] کہوں گا یہ میرے ساتھی ہیں، تو مجھ سے کہا جائے گا آپ کے بعد اس نے کیا کام کیا یہ آپ کو معلوم نہیں ہے، تو وہی بات کہوں گا جو ایک نیک بندے [حضرت عیسی علیہ السلام] نے کہی تھی ، آے اللہ جب آپ نے مجھے موت دی، تو آپ ہی اس پر نگراں رہے، پھر مجھ کو اطلاع دی جائے گی ، کہ جب سے آپؐ ان لوگوں سے جدا ہوئے ہیں تو یہ اپنی ایڑیوں کے بل واپس لوٹ گئے تھے۔

شفاعت کبری کے وقت بھی آپ کو حمد یاد نہیں ہوگا،
اس وقت اللہ آپ کو حمد کا الہام کریں گے

5۔اس کے لئے حدیث یہ ہے

5۔عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ یجمع اللہ تعالی الناس یوم القیامۃ ...فارفع رأسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنیہ ربی ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الجنۃ منزلۃ فیھا، ص ۱۰۱، نمبر ۱۹۳/ ۴۷۵/ بخاری شریف، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی لما خلقت بیدی، ص ۱۲۷۵، نمبر ۷۴۱۰)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ لوگوں کو جمع کریں گے۔۔۔میں اپنا سر اٹھاؤں گا، پھر رب کی ایسی حمد کروں گا، جس کو اللہ مجھے سکھائیں گے

اس حدیث میں ہے کہ میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا تو اللہ مجھے حمد کا الہام فرمائیں گے جس سے میں عجیب حمد کروں گا، جس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو علم غیب نہیں تھا۔

ان 5 حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو علم غیب نہیں تھا، ہاں غیب کی کچھ باتوں کی آپؐ کو خبر دی گئی ہے، جو اولین اور آخرین کے علم سے زیادہ ہے، یہ صحیح ہے۔

جو اللہ کے علاوہ کے لئے علم غیب مانے وہ کافر ہے

امام ابو حنیفہؒ کی رائے

امام ابو حنیفہؒ کی مشہور کتاب فقہ اکبر ہے، حضرت ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح کی ہے، جس کا نام شرح فقہ اکبر ہے، اس میں ہے، کہ جو اللہ کے علاوہ کو عالم الغیب مانے وہ کافر ہے۔

شرح فقہ اکبر کی عبارت یہ ہے۔

ثم اعلم ان الانبیاء علیہ السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمھم اللہ تعالی احیانا.

و ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی ﷺ یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالی ،﴿قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ ۔[آیت ۶۵، سورت النمل ۲۷﴾ کذا فی المسامرۃ ۔(شرح فقہ اکبر، مسئلۃ فی ان تصدیق الکاھن بما یخبر بہ من الغیب کفر، ص ۲۵۳)

ترجمہ۔ پھر یہ جان لو کہ، انبیاء علیہم السلام غیب کی باتوں کو نہیں جانتے تھے، ہاں کبھی کبھار جتنا بتا دیا جاتا تھا اتنا جانتے تھے۔

حنفیہ نے اس بات کو صراحت سے لکھا ہے کہ جو اعتقاد رکھے کہ حضور ﷺ غیب کو جانتے تھے، وہ کافر ہے، کیونکہ اس کے خلاف میں اللہ تعالی کا قول ہے[آ ۶۵ رس ۲۷] ، آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ کسی کو غیب کا علم نہیں ہے۔

شرح فقہ اکبر کی اس عبارت میں ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھے کہ حضورؐ کو علم غیب تھا وہ کافر ہے۔

حضور ﷺ کو غیب کی بہت سی باتیں بتائی گئیں ہیں

جو اولین اور آخرین سے زیادہ ہیں

لیکن وہ جز علم ہے کل نہیں ہے

[۲]۔۔۔علم غیب کی دوسری صورت یہ ہے کہ، غیب کی باتیں، غیب کی چیزیں ہیں، لیکن اللہ تعالی نے اپنے رسول کو بتائی ہیں۔حضورؐ کو اللہ تعالی نے جتنی باتیں بتائیں، وہ تو رسول اللہ ﷺ کے لئے ثابت ہیں۔یہ علم ایک تو اللہ تعالی کا بتایا ہوا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ علم بعض ہے اللہ کا کل علم نہیں ہے لیکن یہ بعض علم بہت چھوٹا نہیں ہے، یہ علم بھی اتنا عظیم ہے کہ اولین اور آخرین کو جتنا علم دیا گیا ہے ان سے زیادہ ہے

حضور ﷺ کو جو غیب کی باتیں بتائی گئی ہیں اس کی 7 صورتیں ہوتی تھیں

[۱]۔۔وحی کے ذریعہ حضور ﷺ غیب کی باتیں بتائی جاتی تھیں

[۲]۔۔انباء الغیب، یعنی غیب کی خبر دی گئی، اس کے ذریعہ غیب کی باتیں بتائی جاتی تھیں

[۳]۔۔غیب کی بات ہے، حضور ﷺ پر اس کو ظاہر کی گئی ہے۔ تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہ بعض علم غیب ہے، سب نہیں ہے۔

[۴]۔۔ غیب کی بات ہے، حضور ﷺ کو اس پر مطلع کیا گیا ہے، یہ بھی حضورؐ کو دی گئی ہے۔ تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہ بعض علم غیب ہے، سب نہیں ہے۔

[۵]۔۔ غیب کی بہت ساری باتیں ہیں، جنکو حضور ﷺ کے سامنے کر دی گئی۔ جیسے معراج میں لیجا کر آپ ؐ کو بہت کچھ دکھلایا گیا،

[۶]۔۔ یا نماز میں جنت اور جہنم کی چیزیں دکھلائی گئیں

[۷]۔۔یا زمین کو آپ کے سامنے کر دی گئی، اور مشرق سے مغرب تک آپ نے دیکھ لی۔
یہ سب بھی بعض غیب ہیں، وہ تمام غیب نہیں ہیں جو اللہ تعالی کے لئے خاص ہیں

[۱]۔۔۔وہ علم غیب جو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

41۔قل ما کنت بدعا من الرسل و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)

ترجمہ ۔کہو کہ میں پیغمبروں میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں کسی اور چیز کی نہیں، صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے

42۔و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔(آیت ۳۔۴، سورت النجم ۵۳)

ترجمہ۔ اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے

[۲]۔۔۔وہ علم غیب جو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے، جسکو انباء الغیب کہا گیا ہے ،

ان 3 آیتوں میں یہ وضاحت ہے کہ غیب کی کچھ ہی خبروں کی آپ پر وحی کی گئی ہے، سب کی نہیں

43۔ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔(آیت ۴۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپ کو دے رہے ہیں

44۔ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک و ما کنت لدیھم ۔(آیت ۱۰۲، سورت یوسف ۱۲) ترجمہ، یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپکو دے رہے ہیں، اور آپ انکے پاس نہیں تھے

45۔تلک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔(آیت ۴۹، سورت ھود ۱۱)

ترجمہ۔یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپ کو دے رہے ہیں

ان آیتوں میں ہے کہ غیب کی کچھ باتیں ہیں جو وحی کے ذریعہ مجھے بتائی گئی ہیں اسی کو انباء الغیب کہا گیا

[۳]۔۔۔تیسری صورت یہ ہے کہ۔ ہے غیب کی بات، حضور ﷺ پر اس کو ظاہر کی گئی ہے۔

۔اس کی دلیل یہ آیت ہے

46۔عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدا . الا من ارتضی من رسول فانه یسلک من بین یدیه و من خلفه رصدا ، لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم و احاط بما لدیھم و احصی کل شیء عددا۔ (آیت ۲۶۔۲۸، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔اللہ ہی غیب کی ساری باتیں جاننے والا ہے، چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے کسی پیغمبر کے جسے اس نے [اس کام کے لئے] پسند فرما لیا ہو، ایسی صورت میں وہ اس پیغمبر کے آگے پیچھے کچھ محافظ لگا دیتا ہے تا کہ اللہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام کو پہنچا دئے ہیں

اس آیت میں ہے کہ۔۔آپؐ پر غیب کی باتیں ظاہر کی ہیں

[۴]۔۔۔غیب کی باتیں ہیں، حضور ﷺ کو ان پر مطلع کیا گیا ہے، یہ بھی حضورؐ کو دی گئی ہے۔

تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہ بعض علم غیب ہے، سب نہیں ہے۔

اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

47۔ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسله من یشاء ۔(آیت ۱۷۹، سورۃ آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور ایسا نہیں کر سکتا کہ تم کو براہ راست غیب کی باتیں بتا دے، ہاں وہ [جتنا بتانا مناسب سمجھتا ہے اس کے لئے] اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اس آیت میں ہے۔۔اللہ نے حضور کو غیب کی بعض باتوں پر مطلع کیا ہے

[۵]۔۔۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ۔غیب کی باتیں ہیں،لیکن حضورؐ کے سامنے کردی گئیں۔
اس کا ثبوت اس آیت میں ہے

48۔سبحٰن الذی بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من آیاتنا۔ (آیت ا،سورت بنی اسرائیل ۱۷)

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جواپنے بندے کوراتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گئی،جس کے ماحول پرہم نے برکتیں نازل کی ہیں،تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں

اس آیت میں۔۔اس کا ذکر ہے کہ آپؐ کو کائنات کی بہت ساری چیزیں دکھلائی گئیں ہیں

[۶]۔۔۔ چھٹی صورت آپ کے سامنے جنت اور جہنم کردی گئی،جس کی وجہ سے حضورؐ جنت اور جہنم کی بہت سی چیزیں دیکھ لی

6۔عن انسؓ قال سألو النبی ﷺ حتی احفوه بالمسئله فصعد النبی ﷺ ذات یوم المنبر فقال لا تسألونی عن شئی الا بینت لکم ..... فقال النبی ﷺ ما رأئت فی الخیر و الشر کالیوم قط ، انه صورت لی الجنة و النار حتی رأئت هما دون الحائط ۔(بخاری شریف،کتاب الفتن،باب التعوذ من الفتن،ص۱۲۲۲،نمبر ۷۰۸۹)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے حضورؐ سے پوچھنا شروع کیا تو آپ ایک دن منبر پر چڑھے،اور کہا کہ جو کچھ تم پوچھوگے،میں تمکو اس کے بارے میں بتاؤں گا۔۔حضورؐ نے فرمایا کہ آج کی طرح میں نے کبھی خیر اور شر کو نہیں دیکھا،میرے سامنے جنت اور جہنم کردی گئی،یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو دیوار کے پیچھے دیکھا ۔

اس حدیث میں۔۔ہے کہ حضورؐ کے سامنے جنت اور جہنم کردی گئی اور آپ نے ان کو قریب سے دیکھا

[۷] ۔۔یا دنیا اور آخرت کی کچھ چیزیں آپ کے سامنے کر دی گئی، اور آپ نے انکو دیکھ لی۔

7۔عن ابی بکر الصدیق قال اصبح رسول الله ﷺ ذات یوم ....فقال نعم عرض علی ما هو کائن من امر الدنیا و امر الآخرة ۔(مسند احمد، مسند ابی بکر، ج۱ ص۱۰، نمبر ۱۶)،

ترجمہ۔ایک دن صبح ہوئی۔۔۔آپ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں جو [بڑے بڑے معاملے] ہونے والے ہیں وہ عرض کر دئے گئے

اس حدیث میں ہے۔۔دنیا اور آخرت میں جو بڑے بڑے معاملے ہونے والے ہیں وہ میرے سامنے کر دئے گئے، تو یہ صورت بھی ہے کہ حضورؐ کے سامنے غیب کی کچھ باتیں ظاہر کر دی گئی، اور آپؐ نے ان کو دیکھ لیا، یہ غیب کی باتیں بتانے کی پانچویں صورتیں ہیں

لیکن آگے بتایا جائے گا کہ یہ غیب کی بعض باتیں ہیں، کل نہیں ہیں، اور وہ ہو بھی نہیں سکتی، کیونکہ اللہ کا علم تو لا منتہی ہے، تو وہ حضورؐ کو کیسے دیا جا سکتا ہے، جن کی منتہی ہے۔

وہ آیتیں جن سے کلی علم غیب ہونے کا شبہ ہوتا ہے

کچھ حضرات ان احادیث سے علم غیب عطائی ثابت کرتے ہیں

بعض حضرات نے آیت میں تبیانا لکل شیء ، سے استدلا کیا ہے کہ اس کتاب میں ہر چیز ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کو تمام کے علوم غیب دے دئے گئے۔

آیت یہ ہے

49۔و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء و ھدی و رحمة وبشر ی للمسلمین (آیت ۸۹، سورت النحل ۱۶)۔ترجمہ۔اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری ہے تا کہ وہ ہر بات کو کھول کر بیان کرے، اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، اور رحمت، اور خوشخبری ہو

تفسیر ابن عباس میں، تبیانا لکل شیء ، کی تفسیر کی ہے ، من الحلال ، و الحرام ،و الامر ، و النھی، کہ اس کتاب [قرآن] میں حلال، حرام، امر، اور نہی، کی تفصیل ہے، تمام علم غیب نہیں ہے

تفسیر کی عبارت یہ ہے۔ ﴿تبیانا لکل شی﴾من الحلال ، و الحرام ،و الامر ، و النھی)

اس لئے اس آیت سے کلی علم غیب ثابت کرنا مشکل ہے

50۔ما کان حدیثا یفتری و لکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شیء و ھدی و رحمة لقوم یومنون ۔(آیت ۱۱۱، سورت یوسف ۱۲)۔ترجمہ۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو جھوٹ موٹ گھڑ لی گئی ہو، بلکہ اس سے پہلے جو کتاب آچکی ہے اس کی تصدیق ہے، اور ہر بات کی وضاحت، اور جو لوگ ایمان لائے ان کے لئے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے

بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ، اس آیت میں ہے کہ حضور پر قرآن اتارا، اور اس آیت میں ہے

کہ تمام چیزوں کی تفصیل ہے تو حضورؐ کو تمام چیزوں کا علم غیب ہو گیا۔
لیکن تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہاں تمام تفصیل سے مراد حلال اور حرام کی تفصیل ہے، تمام علوم غیبیہ نہیں ہیں، کیونکہ وہ تو اس کتاب میں ہے بھی نہیں۔اور اللہ کا لامحدود علم اس کتاب میں کیسے ہو سکتا ہے
تفسیر ابن عباس کی عبارت یہ ہے۔
تفسیر ابن عباس کی عبارت یہ ہے۔﴿و تفصیل کل شیء ﴾ تبیان کل شیء من الحلال و الحرام . (تفسیر ابن عباس، آیت ١١١، سورت یوسف ١٢، ص)

51۔عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا . الا من ارتضی من رسول فانه یسلک من بین یدیه و من خلفه رصدا ، لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربهم و احاط بما لدیهم و احصی کل شیء عددا۔(آیت ٢٦۔٢٨، سورۃ الجن ٧٢)
ترجمہ۔اللہ ہی غیب کی ساری باتیں جاننے والا ہے، چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے کسی پیغمبر کے جسے اس نے [اس کام کے لئے] پسند فرما لیا ہو، ایسی صورت میں وہ اس پیغمبر کے آگے پیچھے کچھ محافظ لگا دیتا ہے تاکہ اللہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام کو پہنچا دئے ہیں
اس آیت ۔۔۔سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ، اللہ جن رسول سے راضی ہوتے ہیں ان پر غیب ظاہر کر دیتے ہیں، لہذا حضورؐ پر غیب ظاہر کر دیا اس لئے وہ علم غیب جاننے والے بن گئے ۔
لیکن اس آیت سے استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں ہے قد ابلغوا رسالات ربهم، کہ اس علم کو رسول پر ظاہر کرتے ہیں جو رسالت کے قبیل سے ہو، تمام علم غیب نہیں ہے، آپ خود بھی آیت پر غور کر لیں
تفسیر ابن عباس میں ہے کہ یہاں بھی غیب سے مراد بعض غیب ہے، اس کی عبارت یہ ہے۔﴿فلا

یظھر ﴾فلا یطلع ﴿علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول ﴾الا من اختارمن الرسل فانه یطلعه علی بعض الغیب ۔(تفسیر ابن عباس،ص ۶۲۰،آیت ۲۵۔۲۶،سورت الجن ۷۲)اس تفسیر میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اللہ بعض غیب پر مطلع کرتے ہیں۔پورا علم غیب نہیں دے دیا۔

52۔ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسله من یشاء ۔(آیت ۱۷۹،سورۃ آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور ایسا نہیں کر سکتا کہ تم کو براہ راست غیب کی باتیں بتادے،ہاں وہ [جتنا بتانا مناسب سمجھتا ہے اس کے لئے] اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اس آیت میں ہے ۔۔کہ اے اہل مکہ تم لوگوں کو اللہ غیب پر مطلع نہیں کرتا، ہاں اپنے رسول میں جنکو چاہتے ہیں انکو غیب کی کچھ باتوں کی اطلاع دے دیتے ہیں۔

تفسیر ابن عباس میں یہاں بھی ہے کہ یہ بعض غیب ہے جو حضورؐ کو وحی کے ذریعہ بتایا گیا ہے،اس کی عبارت یہ ہے۔﴾و ما کان اللہ لیطلعکم ﴾یا اھل مکة ﴿علی الغیب من رسله من یشاء﴾ یعنی محمدا فیطلعه علی بعض ذالک بالوحی ۔(تفسیر ابن عباس،ص ۸۰،آیت ۱۷۹،سورت آل عمران ۳) اس تفسیر میں دیکھیں،علی بعض ذالک بالوحی، عبارت ہے،کہ وحی کے ذریعہ غیب کی بعض باتوں کی حضورؐ کو اطلاع دیتے ہیں،اس لئے یہ کل علم غیب نہیں ہے۔

53۔و لا رطب لا یابس الا فی کتاب مبین۔(آیت ۵۹،سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔یا کوئی خشک،یا کوئی تر چیز ایسی نہیں ہے جو ایک کھلی کتاب میں درج نہ ہو۔

بعض حضرات نے کتاب مبین سے استدلال کیا ہے کہ کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہے،اور یہ حضورؐ

کو دیا گیا ہے، اس لئے حضور کو سارا علم غیب حاصل ہو گیا

لیکن یہ استدلال اس لئے صحیح نہیں ہے، کیونکہ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے، جو حضورؐ کو نہیں دی گئی ہے، یہ صرف اللہ کے پاس ہے، اور اس میں سب چیز یں لکھی ہوئی یں

تفسیر ابن عباس میں یہاں لوح محفوظ، لکھا ہوا، اس کی عبارت یہ ہے ﴿کتاب مبین﴾ کل ذالک فی اللوح المحفوظ ، مبین مقدارھا ووقتھا)

اور لوح محفوظ حضور ﷺ کو نہیں دی گئی ہے اس لئے حضورؐ کو تمام علم غیب نہیں ہوا

وہ احادیث جن سے علم غیب پر استدلال کیا جاتا ہے

یہاں چار حدیثیں ہیں جن میں ما کان و ما یکون ، کا ذکر ہے، یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے حضور ؐ نے ان سبھی چیزوں کو صحابہ کے سامنے بیان کیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کو خلق کی پیدائش سے لیکر جنت اور جہنم میں داخل ہونے تک کی غیب کی بات معلوم ہے، اور ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ، ما کان اور ما یکون، کا علم حضور ؐ کو حاصل ہے

ان احادیث سے کچھ حضرات نے حضورؐ کے لئے علم غیب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن غور سے دیکھیں گے تو یہ معلوم ہوگا کہ ان احادیث میں یہ ہے کہ حضور ؐ کو بڑے بڑے فتنے کی اطلاع دی گئی ہے، یا بڑے بڑے واقعات کی اطلاع دی گئی تھی جن کا ذکر حضورؐ نے صحابہ کے سامنے کیا، کیونکہ علم غیب بے انتہاء ہے ان سب کو ایک دن میں کیسے بیان کیا ؟ اور بعض حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ حضور ؐ نے حضرت حذیفہؓ کے سامنے قیامت تک آنے والے فتنوں کا ذکر کیا ہے

اور ان احادیث سے سب علم غیب لے لیں تو یہ احادیث پچھلے 40 آیتوں کے خلاف ہو جائے گی، جن میں ذکر ہے کہ حضور ؐ کو علم غیب نہیں ہے

احادیث یہ ہیں

8۔عن حذیفة قال قام فینا رسول الله ﷺ مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامه ذالک الی قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه قد علمه أصحابی هؤلاء ۔(مسلم شریف، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعۃ، ص

۱۲۵۱،نمبر ۲۸۹۱/۷۲۶۳)

ترجمہ۔حضرت حذیفہؓ نے فرمایا حضورؐ ہمارے سامنے کھڑے ہوئے ،قیامت تک جتنی باتیں اس جگہ ہونے والی ہیں اس کو بیان کیا،،کسی نے ان کو یاد رکھا،اور کسی انکو بھلا دیا،میرے یہ ساتھی اس بات کو جانتے ہیں

اس حدیث میں بھی ہے کہ قیامت تک جتنی باتیں ہونے والی ہیں انکو حضورؐ نے بیان کیا

دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ،اس حدیث میں بڑے بڑے فتنے کا ذکر ہے، پورا علم غیب نہیں ہے، کیونکہ اسی حدیث کو دوسری سند سے بیان کیا ہے جس میں بڑے بڑے فتنے کا ذکر ہے،

وہ احادیث یہ ہیں

9۔ قال حذیفہ بن الیمان و اللہ انی لاعلم الناس بکل فتنة ھی کائنة ، فیما بینی و بین الساعة۔(مسلم شریف، کتاب الفتن ، باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعة ،ص ۱۲۵۱،نمبر ۲۸۹۱/۷۲۶۲)

ترجمہ۔حضرت حذیفۃ بن یمانؓ نے فرمایا کہ،میرے درمیان اور قیامت کے درمیان جتنے فتنے ہونے والے ہیں،خدا کی قسم میں لوگوں میں سے،انکو زیادہ جاننے والا ہوں ۔

اس لئے یہ پورا علم غیب نہیں ہے ان احادیث میں قیامت تک آنے والے بڑے بڑے فتنوں کا ذکر ہے۔

10۔عن حذیفة انه قال اخبرنی رسول اللہ ﷺ بما ھو کائن الی ان تقوم الساعة فما منه شیء الا قد سألته (مسلم شریف، کتاب الفتن ، باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعة ،ص ۱۲۵۱،نمبر ۲۸۹۱/۷۲۶۵)

ترجمہ۔حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ قیامت تک جو کچھ [فتنے] ہونے والے ہیں حضور ﷺ نے مجھ کو ان کی خبر دی ہے،اوران میں سے ہرایک کومیں نے پوچھ بھی لیا ہے

11۔حدثنی ابو زید [یعنی عمر و بن اخطب] قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما هو کائن فاعلمنا أحفظنا ۔(مسلم شریف، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعۃ ،ص ۱۲۵۱،نمبر ۲۸۹۲/ ۷۲۶۷)

ترجمہ ۔حضور ﷺ نے ہم لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے گئے اور ظہر تک ہمارے سامنے بیان کرتے رہے، پھر اتر کر نماز پڑھائی ، پھر منبر پر تشریف لے گئے ،اور عصر تک ہمارے سامنے بیان کرتے رہے، پھر منبر سے اترے اور نماز پڑھائی ، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور آفتاب کے غروب ہونے تک ہمارے سامنے بیان کرتے رہے،اس میں جو کچھ ہو چکے ہیں،اور جو کچھ ہونے والے ہیں ہم لوگوں کو سب بتایا،اور ہم نے ان کو جان لیا اوران کو یاد بھی کرلیا۔

اس حدیث میں ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے،اور جو ہونے والے ہیں سب بتایا،اب ظاہر بات ہے کہ ایک دن میں علم غیب کی تمام باتیں نہیں بتا سکتے ، بلکہ بڑے بڑے فتنے ،اور بڑے بڑے واقعات ہی بتا سکتے ہیں،اسی لئے امام مسلم میں اس حدیث کو کتاب الفتن میں ذکر کیا ہے،اوراسی باب میں حضرت حذیفہ ؓ کی حدیث پہلے گزری جس میں ہے کہ اس میں بڑے بڑے فتنے کا ذکر ہے جو قیامت تک ہونے ہولے ہیں،حضور ﷺ نے ان کا تذکرہ کیا ہے،اس میں تمام علم غیب نہیں ہے ۔

12۔سمعت عن عمرؓ یقول قام فینا النبی ﷺ مقاما فأخبرنا عن بدء ا الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذالک من حفظه و نسیه من نسیه ۔(بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ تعالی ﴿وھو الذی یبدء الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ﴾ [آیت ۲۷، سورت الروم) ص ۵۳۲، نمبر ۳۱۹۲)

ترجمہ۔حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضورؐ کھڑے ہوئے، اور جب سے مخلوق پیدا ہوئی ہے وہاں سے لیکر جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں، اور جہنم والے جہنم میں داخل ہو جائیں وہاں تک کی خبر ہمیں دی، جو ان باتوں کو یاد رکھ سکے انہوں نے یاد رکھا، اور جو بھولنے والے تھے انہوں نے بھلا دیا۔

اس حدیث میں بھی بڑی بڑی خبریں، یا بڑے بڑے فتنے، یا بڑے بڑے واقعات حضورؐ نے بتائے ، اس میں پورا علم غیب نہیں ہے، کیونکہ ایک دن میں پورا علم غیب بتانا ناممکن ہے

13۔عن انسؓ قال سألو النبی ﷺ حتی احفوہ بالمسئله فصعد النبی ﷺ ذات یوم المنبر فقال لا تسألونی عن شئی الا بینت لکم ..... فقال النبی ﷺ ما رأئت فی الخیر و الشر کالیوم قط ، انه صورت لی الجنة و النار حتی رأئت هما دون الحائط

قال قتادة یذکر هذه الحدیث عند هذه الآیة .﴿یاایها الذین آمنوا لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم و ان تسألو عنها هین ینزل القرآن ان تبد لکم عفا الله عنها و الله غفور حلیم [آیت ۱۰۱، سورت المائدۃ ۵﴾ (بخاری شریف، کتاب الفتن، باب التعوذ من الفتن، ص ۱۲۲۲، نمبر ۷۰۸۹)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے حضورؐ سے پوچھنا شروع کیا تو آپ ایک دن منبر پر تشریف لے گئے، اور فرمایا کہ جو کچھ تم پوچھو گے، میں تمکو اس کے بارے میں بتاؤں گا۔۔۔حضورؐ نے فرمایا کہ آج کی طرح میں نے کبھی خیر اور شر کو نہیں دیکھا، میرے سامنے جنت اور جہنم کر دی گئی، یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو دیوار کے پیچھے دیکھا ۔

بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ۔آپ کو علم غیب تھا، تب ہی تو آپ نے فرمایا کہ جو پوچھو گے سب بتاؤں گا

دوسرے حضرات یہ جواب دیتے ہیں کہ خود اس حدیث میں ہے کہ اللہ نے جنت اور جہنم میرے سامنے کر دی جس کی وجہ سے میں بیان کرتا چلا گیا، اس لئے یہ علم غیب نہیں ہے، بلکہ یہ وحی ہے جو آپ پر بار بار نازل ہوتی تھی، یا اطلع علی الغیب ہے،، چنانچہ اسی حدیث میں یہ آیت ہے کہ قرآن کے نازل ہوتے وقت سوال پوچھو گے تو سب بات ظاہر کر دی جائے گی، جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو وحی کے ذریعہ بات بتا دی جاتی تھی۔

14۔عن ابی بکر الصدیق قال اصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم....فقال نعم عرض علی ما ھو کائن من امر الدنیا و امر الآخرۃ ، فجمع الاولون و الآخرون فی صعید واحد ففظع الناس بذالک حتی انطلقوا الی آدم علیہ السلام...و یقول اللہ عز و جل ارفع راسک یا محمد و قل یسمع و اشفع تشفع۔(مسند احمد، مسند ابی بکر، ج ا، ص ۱۰ا، نمبر ۱۶)،

ترجمہ ۔ایک دن صبح ہوئی۔۔۔تو حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں جتنی چیزیں ہونے والی ہے وہ مجھ پر پیش کی گئی، پس ایک میدان میں اول اور آخر کے تمام لوگوں کو جمع کیا گیا، پس لوگ گھبرا کر

حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے۔۔۔اللہ تعالی فرمائیں گے اے محمد اپنے سر کو اٹھائے، اور آپ کہئے بات سنی جائے گی، اور سفارش کیجئے تو سفارش قبول کی جائے گی

اس حدیث سے بھی بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ حضورؐ کو علم غیب تھا، کیونکہ اس میں ہے کہ دنیا اور آخرت میں جتنی بات ہونے والی ہے، میرے سامنے سب پیش کر دی گئی، اس لئے آپ کو سب چیز کا علم غیب حاصل ہو گیا

دوسرے حضرات نے جواب دیا کہ۔اس پوری حدیث کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث میں بڑی بڑی چیزیں واضح کی گئی ہیں، اور خاص طور پر قیامت میں کس طرح حضرت آدمؑ اور دوسرے انبیاء کے پاس لوگ جائیں گے، اور کس طرح آپ شفاعت کبری کریں گے، اس کا ذکر ہے۔غیب کی تمام باتیں نہیں ہیں

15۔عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ أتانی اللیلۃ ربی تبارک و تعالی فی احسن صورۃ . قال احسبه قال فی المنام . فقال یا محمد هل تدری فیم یختصم الملاء الاعلی ؟ قال قلت : لا ، قال فوضع یده بین کتفی حتی وجدت بردها بین ثدیی، او قال فی نحری . فعلمت ما فی السماوات و ما فی الارض قال یا محمد هل تدری فیم یختصم الملاء الاعلی قلت نعم فی الکفارات ، المکث فی المسجد بعد الصلوۃ ۔(ترمذی شریف، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ص، ص۷۳۴، نمبر ۳۲۳۳، نمبر ۳۲۳۴، نمبر ۳۲۳۵)

ترجمہ ۔حضور پاکؐ نے فرمایا کہ آج رات اللہ تعالی اچھی صورت میں میرے پاس آئے۔۔راوی کہتے ہیں شاید یہ خواب کی بات تھی۔۔پھر اللہ نے کہا اے محمد آپ کو معلوم ہے کہ ملاء اعلی کے لوگ کس بارے

میں جھگڑ رہے ہیں، میں نے کہا نہیں، تو اللہ نے اپنے ہاتھ کو میرے مونڈھے کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی، آپ نے ثدی فرمایا یا نحری فرمایا، پس جو آسمان میں تھا اور جو زمین میں تھا اس کو جان لیا، اللہ نے پوچھا آئے محمد آپ کو پتہ ہے کہ ملاء اعلی والے کس چیز میں سبقت کرر ہے ہیں، میں نے کہا ہاں کفارات میں اور نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنے کا جو ثواب ہے اس بارے میں سبقت کرر ہے ہیں ۔

یہاں تین حدیثیں ہیں،

حدیث نمبر ۳۲۳۳ میں ہے۔۔ **فعلمت ما فی السماوات و ما فی الارض۔**

،حدیث نمبر ۳۲۳۴ میں ہے۔۔**فعلمت ما بین المشرق و المغرب۔**

اور حدیث نمبر ۳۲۳۵، میں ہے۔.**فتجلی لی کل شیء و عرفت ۔**

بعض حضرات نے ان تین حدیث میں جو،**فعلمت ما فی السماوات و ما فی الارض**، یا،**فعلمت ما بین المشرق و المغرب**، یا .**فتجلی لی کل شیء و عرفت**، ہے اس سے ثابت کرتے ہیں کہ حضورؐ کو تمام چیزوں کا علم غیب ہے

دوسرے حضرات اس حدیث کے بارے میں چار باتیں کہتے ہیں۔

1۔ یہ حدیث اوپر کی 37 آیتوں کے خلاف ہے،جس میں ہے کہ مجھے علم غیب نہیں ہے۔

2۔دوسری بات یہ ہے کہ اسی حدیث میں **, لا ادری**، ہے، کہ مجھے معلوم نہیں ہے،تو حضورؐ کو علم غیب کیسے ہوا

3۔تیسری بات ہے کہ آپ کو سارا علم غیب نہیں دیا گیا تھا، بلکہ خاص ملاء اعلی کے بارے میں کچھ راز کھولی گئی کہ ملأ اعلی کے لوگ کس بات میں سبقت کرتے ہیں تا کہ حضور اپنی امت کو بھی اس نیکیوں کو بتا

سکیں

4۔،اور چوتھی بات یہ ہے کہ یہ حدیث خواب کی ہے،
اس لئے اس حدیث سے تمام چیزوں کا علم غیب ثابت کرنا مشکل ہے

16۔عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ ان الله زوی لی الارض فرأئت مشارقها و مغاربها و ان امتی سیبلغ ملکها ما زوی لی منها ۔(مسلم شریف، کتاب الفتن، باب ہلاک ہذہ الامۃ بعضھم ببعض، ص ١٢٥٠، نمبر ٧٢٧٨/٢٨٨٩)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا، پس میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھا، اور جہاں تک سمیٹی گئی میری امت وہاں تک پہنچ جائے گی

اس حدیث سے بھی علم غیب ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے

یہ ایک معجزہ کا ذکر ہے کہ آپ کے سامنے مشرق اور مغرب کی زمین کردی گئی، اور آپ نے اس کو دیکھ لیا، لیکن اس حدیث میں وضاحت ہے کہ مشرق اور مغرب کی چیزوں کو دیکھا، صرف مشرق اور مغرب کی چیزوں کو دیکھنا یہ پورا علم غیب نہیں ہے ، بلکہ یہ جز ہے جو آپ کو بتایا گیا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ۔، اس میں زوی، ماضی کا صیغہ ہے، جس کا مطلب ہے کہ ایک مرتبہ ایسا کیا گیا، ورنہ اگر آپ کو ہمیشہ علم غیب ہے تو آپ کے سامنے زمین کو کرنے کا مطلب کیا ہے، وہ تو ہر وقت آپ کے سامنے ہے ہی، اس لئے اس حدیث سے علم غیب ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ غیب کی بعض باتوں کو آپ کو بتائی گئی ہے۔۔آپ خود بھی غور کرلیں۔

17۔عن ابی ذر قال قال رسول الله ﷺ انی اری ما لا ترون و اسمع ما لا

تسمعون ۔(ترمذی شریف، کتاب الزھد، باب ما جاء فی قول النبی ﷺ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ، ص ۵۳۰، نمبر ۲۳۱۲) ترجمہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں جو دیکھتا ہوں تم لوگوں کو اس کا پتہ نہیں ہے، اور میں جو سنتا ہوں تم نہیں سن سکتے۔

اس حدیث سے بعض حضرات نے علم غیب پر استدلال کیا ہے، لیکن اس حدیث سے بھی پورا علم غیب ثابت نہیں ہوتا ہے، بلکہ اللہ کا بعض علم غیب ہے، جو حضور کو بتایا گیا ہے۔

ان 10 دس آیت اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کو علم غیب تھا۔لیکن بار بار عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ آیت اور احادیث 40 آیتوں اور 8 احادیث کے خلاف ہیں،

کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کو زید کی ہر حالت کی خبر ہے

[۳]۔۔۔اور غیب کی تیسری صورت یہ ہے کہ کیا آج زید کی ساری حالت، موت کی حیات کی، روزی کی، شفا کی نفع کی نقصان کی معلوم ہے تو اس بارے میں آیت بالکل صاف ہے کہ جب حضور کو اپنی حالت کا پتہ نہیں، تو دوسروں کی حالت کا پتہ کیسے ہوگا!

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

54۔قل ما کنت بدعا من الرسل و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)۔ترجمہ ۔کہو کہ میں پیغمبروں میں سے کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور نہ معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں کسی اور چیز کی نہیں، صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے۔

اس آیت میں حضورؐ اعلان کر رہے ہیں خود میرا بھی پتہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا، اور تیرا بھی پتہ نہیں کہ تیرے ساتھ کیا ہوگا تو آج زید کا علم حضورؐ کو کیسے ہو جائے گا۔

55۔تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت و لا قومک من قبل ھذا ۔(آیت ۴۹، سورت ھود ۱۱). ترجمہ۔یہ غیب کی کچھ باتیں ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں، یہ باتیں نہ تم اس سے پہلے جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔

نوٹ: اس آیت میں اللہ خود فرما رہے ہیں کہ اے نبی تمہیں کچھ معلوم نہیں تھا، اور نہ آپ کی قوم کو معلوم تھا تو زید کی ہر حال کا علم حضورؐ کو کیسے ہو سکتا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 55 آیتیں اور 17 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ان کی دیوی اور دیوتا کو علم غیب ہے

ہمارے یہاں کے ہندو کا یہ خاص عقیدہ ہے کہ اس کے رشی منی [انکے بڑے ولی، جو مر چکے ہیں] وہ غیب کی باتوں کو جانتے بھی ہیں، اور انکی حاجتوں کو سن کر مدد بھی کرتے ہیں، اسی لئے انکا بت بناتے ہیں اور اس کی پوجا کرتے ہیں، اور ان سے ضرورتیں بھی مانگتے ہیں۔

، اصل بات یہ کہ مسلمان کے علاوہ بہت ساری قوموں کا عقیدہ یہ ہے کہ انکے ولی، یا رہنما، علم غیب کو جانتے ہیں، اور وہ ہماری مدد بھی کر سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ بتوں دیوی، دیوتاؤں اور اپنے الگ الگ معبودوں کی بھی پوجا کرتے ہیں اور ان سے مدد بھی مانگتے ہیں، اس لئے اللہ نے قرآن میں صاف کر دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی غیب کا علم نہیں جانتا۔ تا کہ نہ اس کی عبادت کرے، اور نہ اس سے اپنی ضرورت مانگے

اس نکتہ پر غور کریں

۱۱۔ صرف اللہ ہی سے مدد مانگ سکتے ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 38 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

مدد مانگنے کی دو صورتیں ہیں

[۱]۔۔۔کوئی سامنے موجود ہو تو اس سے مدد مانگ سکتے ہیں، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، یہ جائز ہے، جیسے حضور ؐ سے دعا کرنے کے لئے کہا، یا صحابہ نے آپ سے کئی چیزیں مانگی، یا جیسے قیامت میں حضور انسانوں کے سامنے ہوں گے تو حضور ؐ سے سفارش کی درخواست کریں گے، یا جیسے ڈاکٹر سے کہے کہ آپ میرا علاج کر دیں، یا ماں سے کہے کہ مجھے کھانا دے دیں۔

وہ دعا یا وہ مدد جو حضور ؐ سے انکی زندگی میں مانگی ہیں، اور قرآن اور احادیث میں ان کا ذکر ہے، ان عبارات سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ موت کے بعد بھی ان سے مدد مانگنا جائز ہے ، حالانکہ موت کے بعد کا معاملہ بالکل الگ ہے، موت کے بعد مدد مانگنے کے لئے باضابطہ آیت یا حدیث ہونی چاہئے

[۲]۔۔۔دوسری صورت یہ ہے کہ، ایک آدمی مرا ہوا ہے، وہ سامنے موجود نہیں ہے اب اس کے بارے میں یہ یقین کرنا کہ وہ ہماری بات کو سنتا ہے، اور میں جو کچھ مانگوں گا وہ دے دے گا یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسی مدد صرف اللہ ہی کر سکتا ہے

کسی میت سے مانگنے سے پہلے 4 سوال حل کریں

[۱] پہلا سوال یہ ہے کہ ہم جس میت سے مانگ رہے ہیں وہ ہماری بات سنتے بھی ہیں یا نہیں سماع موتی کی بحث میں آرہا ہے کہ مردے ہماری بات سنتے بھی ہیں یا نہیں اس بارے میں زبردست اختلاف ہے، ایک جماعت کی رائے ہے کہ مردے نہیں سنتے، کیونکہ قرآن نے اعلان کر کے کہا،

و ما یستوی الاحیاء و لا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور . (آیت ۲۲، سورت فاطر ۳۵)۔ترجمہ۔مردہ اور زندہ برابر نہیں ہیں، اور اللہ تو جس کو چاہتا ہے بات سنا دیتا ہے، اور تم ان کو بات سنا نہیں سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں

اس آیت میں ہے کہ، اے حضور ؐ آپ مردے کو نہیں سنا سکتے

اور دوسری جماعت کی رائے ہے کہ ہم تو نہیں سنا سکتے، ہاں اللہ چاہے تو کسی بات کو مردے کو سنا سکتے ہیں، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ حضور ؐ نے ابوجہل اور ابولہب کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ کیا تم کو وہ چیز مل گئی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

حدیث یہ ہے۔**ان ابن عمر اخبرہ قال اطلع النبی ﷺ علی اھل القلیب فقال : وجدتم ما وعد ربکم حقا ؟ فقیل لہ أتدعون أمواتا ، فقال ما انتم باسمع منھم و لکن لا یجیبون** ۔(بخاری شریف، باب ماجاء فی عذاب القبر ،ص ۲۲۰، نمبر ۱۳۷۰)

ترجمہ۔حضور بدر کے کنویں کے مردے کے پاس کھڑے ہوئے، اور کہا، اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، تم نے اس کو سچ پالیا؟ لوگوں نے حضور ؐ سے کہا کہ آپ مردوں کو پکار رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ، تم بھی اتنا نہیں سنتے جتنا وہ سن رہے ہیں، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے

اس حدیث میں ہے کہ مردے سنتے ہیں۔
اب چونکہ مردے کے سننے میں ہی اختلاف ہے اس لئے ہم مردے سے سوال کیسے کریں!

[۲] دوسرا سوال ہے کہ ہم سوال کرلیں، تو کیا مردے ہماری مدد کر سکتے ہیں، جبکہ حدیث میں ہے۔
اذا مات الانسان انقطع عمله۔ترمذی شریف،نمبر۱۳۷۶)
ترجمہ۔انسان جب مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے
،اب وہ دنیوی کوئی کام نہیں کرسکتا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کو ہماری مدد کرنے کا اختیار نہیں ہے

[۳] اور تیسرا سوال ہے کہ کیا اللہ نے یا رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم مردوں سے مانگیں؟
یا ایسے سوال کرنے سے منع کیا ہے
اس تیسرے سوال کے متعلق 30 آیتیں اور 3 حدیثیں آرہی ہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے مت مانگو۔
آپ خود بھی ان آیتوں پر غور کریں۔

[۴] اور چوتھا سوال یہ ہے کہ ہندو بھی ایک خدا کو مانتا ہے جسکو وہ، کرشن بھگوان، کہتا ہے لیکن دوسری دیوی اور دیوتا سے بھی اپنی مدد مانگتا ہے
،تو آپ بھی جب خدا کے علاوہ، نبیوں سے، ولیوں سے اور دوسرے لوگوں سے مدد مانگتے ہیں، تو ہندوؤں اور آپ کے اعتقاد میں کیا فرق رہا؟۔

دعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے

غائب سے مدد مانگنا ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگے۔

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔اياك نعبد و اياك نستعين۔(آیت ۴،سورہ فاتحۃ ۱)

ترجمہ۔اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں،اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

اس آیت میں حصر کے ساتھ بتایا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں،

دن رات میں فرض نماز سترہ رکعتیں ہیں، اور کم سے کم سترہ مرتبہ ایک مومن سے کہلوایا جاتا ہے کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اللہ ہی سے مانگتے ہیں، اس لئے کسی اور کی عبادت بھی جائز نہیں اور کسی اور سے مدد مانگنا بھی جائز نہیں ہے۔

2۔أغير الله تدعون ان كنتم صادقين ، بل اياه تدعون۔(آیت ۴۰۔۴۱،سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔تو کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکاروگے اگر تم سچے ہو، بلکہ اسی کو پکاروگے۔

3۔ان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا ۔(آیت ۱۸، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے،اس لئے اللہ کے علاوہ کسی اور کو مت پکارو

4۔ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم ۔(آیت ۱۹۴،سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔اللہ کے علاوہ جس کو پکارتے ہو وہ تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں

5۔و الذين تدعون من دونه ما يملكون من قطمير۔(آیت ۱۳،سورۃ فاطر ۳۵)

ترجمہ۔اللہ کے علاوہ جس کو بھی پکارتے ہو وہ گٹھلی کے چھلکے کا بھی مالک نہیں ہے [تو تمہاری مدد کیا کریں گے]

6۔قل انما أدعوا ربی و لا اشرک به احدا ۔ (آیت۲۰،سورۃ الجن۷۲)

ترجمہ۔آپ فرمادیجئے کہ میں صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں،اوراس کے ساتھ کسی اورکو شریک نہیں کرتا

7۔ان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا ۔(۱۸،سورت الجن۷۲)

ترجمہ۔اوریقیناً تمام سجدے اللہ ہی کے لئے ہیں اس لئے اللہ کے ساتھ کسی اورکو مت پکارو

اس آیت میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو مت پکارو،تو دوسرے سے دعا مانگنا کیسے جائز ہوگا

8۔و ان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هوا ۔(آیت ۱۷،سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔اگراللہ تم کوئی تکلیف پہنچائے تو اللہ کے علاوہ کوئی اس کودور کرنے والانہیں ہے

9۔ و ان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هوا ۔(آیت ۱۰۷،سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔اگراللہ تم کوئی تکلیف پہنچائے تو اللہ کے علاوہ کوئی اس کودور کرنے والانہیں ہے

ان 9 آیتوں میں حصر اور تاکید کے ساتھ فرمایا کہ صرف اللہ ہی کو پکارو،اوراسی سے مدد مانگو تو اللہ کے علاوہ سے کیسے مانگنا جائز ہوگا۔

آپ خود بھی ان آیتوں پر غور کریں

ان آیتوں میں تاکید اور حصر کے ساتھ کہا گیا ہے کہ صرف اللہ ہی سے مدد ہو سکتی ہے

10۔و ما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم۔(آیت ۱۲۶، سورت آل عمران ۳)

11۔و ما النصر الا من عند الله ان الله عزيز حكيم۔(آیت ۱۰، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔مدد تو صرف اللہ ہی کے پاس سے آتی ہے، جو مکمل اقتدار کا مالک ہے، حکمت والا ہے

12۔و ما لكم من دون الله من ولي و لا نصير۔(آیت ۱۰۷، سورت البقرۃ ۲)

13۔و ما لكم من دون الله من ولي و لا نصير۔(آیت ۲۲، سورت العنکبوت ۲۹)

14۔و ما لكم من دون الله من ولي و لا نصير ۔(آیت ۳۱، سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی رکھوالا ہے اور نہ مددگار ہے

15۔ما لك من الله من ولي و لا نصير۔(آیت ۱۰۷، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اور اللہ کے علاوہ تمہارا نہ کوئی رکھوالا ہے اور نہ کوئی مددگار

ان 6 آیتوں میں حصر کے ساتھ بتایا کہ اللہ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے، اور نہ کوئی رکھوالا ہے اس لئے اللہ کے علاوہ کسی سے مدد نہیں مانگنی چاہئے

آپ ان آیتوں کو خود بھی غور سے پڑھیں۔

حضورؐ سے اعلان کروایا گیا کہ
میں بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں

ان آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا کہ کہو کہ میں اپنے لئے بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں تا کہ لوگ حضورؐ سے نہ مانگیں، اور جب حضور سے مانگنے سے منع کر دیا گیا تو کسی اور سے مانگنے کی اجازت کیسے دی جائے گی

16۔قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ماشاء الله ۔(آیت ۱۸۸، سورۃ الاعراف ۷)

17۔قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ماشاء الله ۔(آیت ۴۹، سورۃ یونس ۱۰) ترجمہ ۔آپ کہہ دیجئے کہ میں خود بھی اپنے آپ کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے

18۔قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا ۔(آیت ۲۱، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے نہ تمہارا کوئی نقصان میرے اختیار میں ہے، اور نہ کوئی بھلائی

ان 3 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا کہ، یہ کہہ دو کہ میں کسی کے لئے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں،

اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندؤوں نے اللہ کے علاوہ دیوی اور دیوتا کو نفع اور نقصان کا مالک جانا اس لئے وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر دیوی اور دیوتا کی پوجا کرنے لگے اور شرک میں مبتلاء ہو گئے۔

ان تین آیتوں میں بھی فرمایا کہ آپ کو اختیار نہیں ہے

19-لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم -(آیت ۱۲۸، آل عمران ۳)

ترجمہ-اے رسول آپ کو اس فیصلے کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا انکو عذاب دے

20-و لا تقولن لشیء انی فاعل ذالک غدا الا ان یشاء اللہ . (آیت ۲۳،سورت الکھف ۱۸)

-ترجمہ -اے پیغمبر کسی بھی کام کے بارے میں کبھی بھی یہ کہئے کہ میں یہ کام کرلوں گا، ہاں یہ کہئے ہ اللہ چاہے گا تو کرلوں گا

21-انک لا تھدی من احببت ، و لکن اللہ یھدی من یشاء و ھوا علم بالمھتدین - (آیت ۵٦،سورہ القصص ۲۸)

-ترجمہ-اے پیغمبر ! آپ جسکو چاہیں ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے ، بلکہ جس کو چاہتا ہے ہدایت تک پہنچا دیتا ہے

اس آیت میں ہے کہ آپ کسی کو ہدایت دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے ، جب تک کہ اللہ نہ چاہے، آپ ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، تو جب آپ ھدایت بھی نہیں دے سکتے ،تو دوسری چیزیں کیسے دے سکتے ہیں، اور ہم کیسے آپ سے مانگ سکتے ہیں؟ اس پر غور فرمائیں

ان آیتوں میں فرمایا کہ اللہ کے علاوہ جنکو بھی پکارتے ہو وہ اپنی مدد بھی نہیں کرسکتا تو تمہاری مدد کیا کرے گا!

آیتیں یہ ہیں

22۔و الذین تدعون من دونه لا یستطیون نصر کم و لا انفسهم ینصرون ۔(آیت ۱۹۷،سورت الاعراف ۷) ترجمہ۔اورتم اللہ کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں،اورنہ اپنی مدد کر سکتے ہیں

23۔لا یستطیون لهم نصرا و لا انفسهم ینصرون ۔(آیت۱۹۲،سورت الاعراف ۷) ،ترجمہ۔وہ نہ انکی مدد کر سکتے ہیں،اورنہ اپنی مدد کر سکتے ہیں

24۔و الذین یدعون من دونه لا یستجیبون لهم بشیء ۔(آیت۱۴،سورت الرعد۱۳) ترجمہ۔اللہ کو چھوڑ کر جنکو یہ پکارتے ہیں وہ انکی دعاؤوں کا کوئی جواب نہیں دیتے۔

25۔و ان ما یدعون من دونه هوالباطل و ان الله هو العلی الکبیر ۔(آیت۶۲،سورت الحج ۲۲)۔ترجمہ۔اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جس کو پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں، اور اللہ ہی کی شان اونچی ہےاور بڑا رتبہ والا ہے

26۔قل فمن یملک لکم من الله شیئا ان اراد بکم ضرا اواراد بکم نفعا بل کان الله بما تعملون خبیرا ۔(آیت ۱۱،سورت الفتح ۴۸)۔ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے، یا فائدہ پہنچانا چاہےتو کون ہے جواللہ کے مقابلے میں تمہارے معاملے میں کچھ بھی کرنے کی طاقت رکھتا ہو، بلکہ تم جو کچھ کرتے ہواللہ اس کو پوری طرح جانتا ہے۔

27۔فلا یملکون کشف الضر عنکم و لا تحویلا۔(آیت ۵۶،سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے، وہ نہ تم سے کوئی تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ اسے تبدیل کر سکیں گے

28۔و ما بکم من نعمة فمن الله ثم اذا مسکم الضر فالیه تجأرون ۔(آیت ۵۳،سورت النحل ۱۶) ترجمہ۔ اور تم کو جو نعمت بھی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، پھر جب تمکو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔

29۔و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یکن یدعنا الی ضر مسه ۔(آیت ۱۲،سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے، بیٹھے اور کھڑے ہوئے ہر حال میں ہمیں پکارتا ہے، پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو اس طرح چل کھڑا ہوتا ہے جیسے کبھی اس کو پہنچنے والی تکلیف میں ہمیں پکارا ہی نہیں تھا۔

30۔و اذا سألک عبادی فانی قریب اجیب دعوة الداعی اذا دعانی ۔(آیت ۱۸۶، سورت البقرۃ ۲)

۔ترجمہ۔ اے رسول جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں [تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ] میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں،

31۔ولقد خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس به نفسه و نحن اقرب الیه من حبل الورید۔(آیت ۱۶،سورت ق ۵۰)

ترجمہ۔ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں انکو ہم خوب جانتے ہیں، اور ہم انکے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں

32۔قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین ۔(آیت ۶۰،سورت غافر۴۰)

۔ترجمہ۔تمہارے رب نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بیشک جولوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس آیت میں تو شدت کے ساتھ یہ کہا ہے کہ جو مجھ سے نہیں مانگے گا اس کو جہنم میں داخل کیا جائے گا

33۔هو الحی لا اله الا هو فادعوه مخلصین له الدین ۔(آیت ۶۵،سورت غافر۴۰)

ترجمہ۔وہی ہمیشہ زندہ ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ، اس لئے اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابعداری خالص اسی کے لئے ہو۔

34۔ان ینصرک الله فلا غالب لکم و ان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعده ۔(آیت ۱۶۰،سورت آل عمران ۳)

۔ترجمہ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں ہے،اور اگر وہ تمہیں تنہا چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے؟

35۔بل الله مولاکم و خیر الناصرین ۔(آیت ۱۵۰،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ بلکہ اللہ تمہارا حامی اور ناصر ہے،اور وہ بہترین ددگار ہے

ان 35 آیتوں میں تاکید کی گئی ہے کہ صرف اللہ ہی سے مانگو،اس لئے دوسروں سے مانگنا جائز نہیں ہے

آپ خود بھی آیتوں پر غور کرلیں

حدیث میں تعلیم دی گئی ہے کہ صرف اللہ ہی سے مدد مانگے

حدیثیں یہ ہیں

1-عن انس قال قال رسول الله ﷺ لیسأل احدکم ربه حاجته کلها حتی یسأل شسع نعله اذا انقطع -(ترمذی شریف، کتاب الدعوات، باب لیسائل ربہ حاجتہ کلہا،ص ۸۲۲،نمبر ۳۶۰۴)-ترجمہ- حضور ؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے تمام ہی ضرورت مانگے، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگے

اس حدیث میں ہے کہ تمام ضروریات اللہ ہی سے مانگنا چاہئے۔

2-عن عائشة قالت کان رسول الله ﷺ اذا اشتکی من انسان مسحه بیمینه ثم قال أذهب الباس رب الناس و اشف انت الشافی لا شفاء الا شفائک شفاء لا یغادر سقما-(مسلم شریف، کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض، ص ۹۷۲، نمبر ۲۱۹۱/۵۷۰۷)-

ترجمہ-حضور ؐ کی عادت یہ تھی کہ کوئی آدمی بیمار ہوتا تو دائیں ہاتھ سے اس کو چھوتے، پھر یہ دعا پڑھتے، انسان کے رب تکلیف دور کر دیجئے، آپ شفا دینے والے ہیں آپ ہی شفا دیجئے، صرف آپ ہی کی شفا ہے، ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

اس حدیث میں صرف اللہ سے شفا مانگی گئی ہے

قیامت میں بھی حضورؐ اللہ سے مانگیں گے اور اللہ دیں گے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ یجمع الله الناس یوم القیامة فیقولون لو استشفعنا علی ربنا حتی یریحنا من مکاننا .....ثم یقال لی : ارفع رأسک و سل تعطہ ، و قل یسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسی فأحمد ربی بتحمید یعلمنی ، ثم اشفع فیحد لی حدا ثم اخرجھم من النار و ادخلھم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثلہ فی الثالثة او الرابعة حتی ما یبقی فی النار الا من حبسه القرآن ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵ص)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کریں گے، لوگ کہیں گے کہ کوئی ہمارے رب کے سامنے سفارش پیش کرے تو قیامت کے اس میدان سے ہمیں عافیت مل جائے ۔۔۔پھر مجھ سے اللہ کہیں گے، حضور سر اٹھائے ، مانگو، میں دوں گا، آپ کہئے ، بات سنی جائے گی ، سفارش کیجئے سفارش قبول کی جائے گی ،تو میں سر اٹھاؤں گا ، اور اس وقت ایسی تعریف کروں گا جو تعریف مجھے اللہ سکھائیں گے ، پھر سفارش کروں گا ،تو میرے لئے ایک حد متعین کی جائے گی ، پھر ان لوگوں کو میں آگ سے نکالوں گا ، اور جنت میں داخل کروں گا ، پھر پہلے کی طرح دوبارہ سجدے میں جاؤں گا ، تیسری مرتبہ، یا چوتھی مرتبہ، یہاں تک کہ قرآن نے جنکو جہنم میں رکھا ہے، صرف وہی جہنم میں رہے گا۔

اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ کہیں گے کہ آپ مانگیں ، اور میں دوں گا ، جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں بھی آپ کو اختیار نہیں ہوگا ، بلکہ آپ مانگیں گے اور اللہ دیں گے ، آپ شفاعت مانگیں گے اور اللہ دیں گے۔

صرف اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہیئے

امام غزالیؒ کی رائے

امام غزالیؒ کی کتاب ،قواعد العقائد میں یہ عبارت ہے۔

۔فالله وحده هو الذى يتقرب اليه المسلم بعبادته و بخضوعه

۔و من الله وحده يستمد المسلم العون و يطلب الهداية .

هذا هو المعنى الذى يعينه ، او الذى يجب ان يعنيه المسلم كلما قرأ قول الله تعالى ﴿ اياك نعبد و اياك نستعين [آیت ۳،سورت الفاتحۃ ۱﴾ (قواعد العقائد للامام غزالی، باب تقدیم، ص ۹)

ترجمہ۔ اللہ ہی ایک ایسی ذات ہے جس کی عبادت کر کے اور اس کے سامنے جھک کر مسلمان اس کی قربت حاصل کرتا ہے

مسلمان، جب بھی ،اياك نعبد ، و اياك نستعين ، پڑھے تو یہی مطلب لے، یا مسلمان پر واجب ہے کہ یہی مطلب لے، کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں

۔اس عبارت اور آیت میں ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرنی چاہیئے ، اور صرف اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہیئے۔یہی توحید ہے۔

ان آیات اور احادیث سے شبہ ہوتا ہے کہ وفات کے بعد بھی آپ سے مانگنے کی اجازت ہے

پہلی بات یہ ہے کہ 35 آیتوں میں تاکید کے ساتھ گزرا کہ اللہ ہی سے مانگے اس لئے وہی صحیح ہے اور نیچے کی آیتوں میں جس مدد مانگنے کا ذکر ہے وہ آپ کی حیات میں ہے، اور آپ جب زندہ تھے، آمنے سامنے تھے تو اس وقت آپ سے مانگنے کی ترغیب تھی، یا قیامت میں جب امتی آپ ؐ کے سامنے ہوگا تو وہ آپ سے سفارش کرنے کے لئے کہے گا، یا حوض کوثر کا پانی مانگے ا، اور یہ سب کے یہاں جائز ہے

سوال اس وقت ہے کہ کیا آپ کی وفات کے بعد ہمیں آپ سے مانگنے کی اجازت دی گئی ہے، یا کسی ولی یا صحابی سے مانگنے کی اجازت دی گئی ہے تو اس بارے میں مجھے کوئی آیت، حدیث نہیں ملی، جو آیت یا حدیث ملتی ہے وہ آپ کی حیات کے وقت کی ہے، یا قیامت میں امتی آپ کے سامنے ہوگا، غائب میں مانگنے کی حدیث مجھے نہیں ملی

شبہ کی آیتیں یہ ہیں

1۔و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جأوک فاستغفر وا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔(آیت ۶۴،سورت النساء۴)

ترجمہ۔اور جب ان لوگوں نے [منافقین نے] اپنی جانو پر ظلم کیا تھا ، اگر یہ تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے ، اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا اور بڑا مہربان پاتے

نوٹ :اس آیت میں ترغیب دی گئی ہے کہ حضورؐ کے پاس آکر استغفار کرنے کے لئے کہتے ،جس سے معلوم ہوا کہ حضور سے مانگ سکتے ہیں۔لیکن یہ مانگنا آپ کی حیات میں ہے جو ہر ایک کے نزدیک جائز ہے۔

2۔انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ و ھم راکعون ۔(آیت ۵۵،سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔مسلمانو! تمہارا یار و مددگار تو اللہ ہے،اس کے رسول ،اور وہ ایمان والے ہیں جو اس طرح نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں کہ کہ وہ دل سے اللہ کے آگے جھکے ہوتے ہیں

اس آیت سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ اس آیت میں کہا کہ رسول مددگار ہیں ،اور نماز پڑھنے والے بھی مددگار ہیں،اس لئے ہم ان سے مدد مانگ سکتے ہیں

لیکن تفسیر میں یہ وضاحت ہے کہ عبد اللہ بن سلام،اور انکے ساتھی یہودی تھے، جب وہ مسلمان ہوئے تو انکے رشتہ داروں نے منہ موڑلیا،تو اللہ نے انکو تسلی دی کہ،گھبرانے کی بات نہیں تمہارا مددگار تو اللہ،رسول ،اور مسلمان ہیں،اور یہ حضورؐ کی زندگی میں تھا،ان کی وفات کے بعد حضور سے مانگے ،اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا

3۔و المومنون و المومنات بعضہم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ۔(آیت ۷۱،سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، وہ نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں

نوٹ :اس آیت سے بھی بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں،اس لئے ان سے موت کے بعد بھی مانگ سکتے ہیں،اور اس سے ثابت ہوا کہ

ولی سے بھی مانگ سکتے ہیں
لیکن یہ آیت بھی مرنے کے بعد مانگنے کے سلسلے میں نہیں ہے بلکہ زندہ ہو تو ایک دوسرے سے مانگ سکتے ہیں، اسی لئے اسی آیت میں وضاحت ہے کہ نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا، یہ مانگتے ہیں، اس لئے مرنے کے بعد ولیوں سے مانگنے کا ثبوت اس سے نہیں ہوتا، اور کیسے ہوگا جبکہ یہ آیت ۳۵ آیتوں کے خلاف ہے۔

4۔سمعت معاویة خطیبا یقول سمعت النبی ﷺ یقول من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین و انما انا قاسم و الله یعطی ۔(بخاری شریف، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، ص ۱۷، نمبر ۷۱)
ترجمہ۔ حضورؐ سے کہتے ہوئے سنا ہے، کہ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔ اور میں تو صرف [رسالت] تقسیم کرنے والا ہوں، ہر چیز کے دینے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔
بعض حضرات نے اس حدیث سے ثابت کی ہے کہ حضورؐ قاسم ہیں اس لئے ان سے مانگ سکتے ہیں لیکن پوری حدیث کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ، سمجھ دینا یہ اللہ کا کام ہے، اس لئے اسی سے سمجھ مانگو، البتہ حدیث اور قرآن، اور دین کا علم جو اللہ نے مجھے دیا ہے، یا غنیمت کا مال مجھے دیا ہے میں اس کو بیان کرتا ہوں اور اس کو تقسیم کرتا ہوں۔ اسی لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کا باب باندھا، کہ، من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔۔ اللہ جسکو چاہتے ہیں اس کو فقہ کی سمجھ دے دیتے ہیں
دوسری بات یہ ہے کہ یہ تقسیم کرنا آپ کی حیات میں تھا، آپ کی وفات کے بعد بھی آپ دنیا والوں پر تقسیم کر رہے ہیں، اس حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ دیوی اور دیوتا انکی مدد کرتے ہیں

ہندوؤں کا عقیدہ ہے، کہ اس کے رشی منی [بزرگ] کا انتقال ہوگیا تو اس کی روح کو اللہ نے طاقت بخشی ہے کہ جہاں چاہیں جائیں، اور جس کی چاہیں اس کی مدد کریں، مدد کرنا ان رشی منی کی روحوں کے کنٹرول میں ہے، اسی لئے وہ لوگ ایک بھگوان کو تو مانتے ہیں، لیکن مدد مانگنے کے لئے بہت سارے دیوی اور دیوتا کو مانتے ہیں ان کی مورتی بناتے ہیں، اور اس کی پوجا کرتے ہیں، اور اس سے مدد مانگتے ہیں

اللہ تعالی نے 35 آیتوں میں فرمایا کہ مدد کرنے کا عہدہ کسی اور کو نہیں دیا ہے، بلکہ مدد براہ راست میں خود کرتا ہوں، اس لئے روزی کے لئے شفا کے اور اولاد کے لئے شادی کے لئے، تجارت کی ترقی کے لئے، اور آخرت کے لئے مجھ ہی سے مدد مانگیں، کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہے، اور حضور اسی شرک کو مٹانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے، اس کے لئے ان 30 آیتوں کو غور سے پڑھیں
،طوالت کے لئے بہت سی آیتوں کو میں نے چھوڑ دی ہیں، آپ اس کے لئے مکتبہ شاملہ پر جائیں

اگر کسی نبی یا ولی سے مانگنا جائز ہو تو اس کے لئے صراحت کے ساتھ کوئی آیت ہو یا پکی حدیث ہو کہ عطائی طور پر میں نے یہ دیا ہے کہ فلاں سے ان کی موت کے بعد بھی مدد مانگو، یہ مدد مانگنا مجھ سے مدد مانگنا ہے، جو مجھے المکتبۃ الشاملہ میں بھی تلاش کرنے کے بعد بھی نہیں ملی۔

اس عقیدے کے بارے میں 38 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۲۔وسیلہ

وسیلہ ایک بڑا ہنگامہ خیز مضمون ہے، اس میں کئی فریق ہیں اور ہر ایک اپنی رائے کی طرف دلیلیں دیتے ہیں، اس لئے اس کی تفصیل سنیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

وسیلہ کی 5 صورتیں ہیں

[۱] ---پہلی صورت۔دعاء اللہ ہی سے مانگے، لیکن یوں کہے کہ یا اللہ تو اس دعاء کو حضور کے طفیل میں قبول کر لے، تو اس کی گنجائش ہے، لیکن ہمیشہ اس کی عادت نہ بنائے، کیونکہ کچھ ہی حدیثوں میں اس کا ذکر ہے، باقی قرآن اور حدیث میں جتنی دعائیں ہیں ان میں واسطہ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ براہ راست اللہ سے مانگنے کا ذکر ہے۔

[۲]---دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی نیک کام کرے اور اس کو اپنے درجات کی بلندی کے لئے وسیلہ بنائے، یہ بہت بہتر ہے، آیت میں اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

[۳]۔۔۔تیسری صورت یہ ہے کہ کسی زندہ آدمی سے درخواست کرے کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ میرا فلاں کام ہو جائے ، یا مجھے فلاں نیکی مل جائے ، یہ درست ہے، بہت سی احادیث میں ہے کہ صحابہ نے حضور سے دعا کی درخواست کی۔

[۴]۔۔۔چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی نبی، یا ولی سے کہے کہ آپ دعاء کریں کہ اللہ یہ کام کر دے یہ کسی زندہ ولی یا نبی سے کہے تو بالکل جائز ہے،، لیکن جو نبی، یا ولی وفات پا چکے ہیں ان سے یہ کہیں کہ آپ میرے لئے دعا کریں اس بارے میں کوئی آیت یا حدیث مجھے نہیں ملی ، بلکہ یہ ملتا ہے، کہ موت کے بعد آدمی کا عمل منقطع ہو جاتا ہے،اور دعا کرنا بھی ایک عمل ہے،اس لئے وہ دعا نہیں کر سکیں گے،
دوسری بات یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں اسی میں اختلاف ہے،تو ان سے کیسے کہا جائے گا کہ آپ میرے لئے دعا کریں ۔اس لئے یہ صورت بھی جائز نہیں ہے۔

[۵] ۔۔۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے مانگے ،اور یوں کہے کہ اے ولی، یا اے نبی تو دعا قبول کر لے، یہ نا جائز ہے، کیونکہ اللہ کے علاوہ سے مانگنا ہوا جو نا جائز ہے۔
پانچوں کی دلیلیں آگے آ رہی ہیں

[۱] دعا اللہ ہی سے کرے لیکن کسی کے طفیل کا واسطہ دے

دعا اللہ ہی سے کرے لیکن کسی کے طفیل کا واسطہ دے تو یہ جائز ہے،

لیکن چونکہ دو چار حدیثوں میں ہی وسیلہ کے ساتھ دعا مانگنے کا ذکر ہے، باقی سیکڑوں حدیثوں میں بغیر وسیلے کے براہ راست اللہ ہی سے دعا مانگی گئی ہے اس لئے قرآن اور حدیث والی دعا مانگے تو وہ زیادہ قبول ہوگی

[۱]۔۔۔وسیلہ کی پہلی صورت یہ ہے کہ اللہ ہی سے دعا کرے اور کہے کہ یا اللہ فلاں کے طفیل میں اس دعا کو قبول کر لے، یا یہ کام کر دے۔ یہ جائز ہے، لیکن ہمیشہ ایسا نہ کرے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں ۔

1۔ عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی ﷺ ....قال فامرہ ان یتوضاء فیحسن و ضوئہ و یدعوا بھذ الدعاء اللھم انی أسألک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی ۔(ترمذی شریف، کتاب الدعوات، باب، ص۸۱۶، نمبر ۳۵۷۸/ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ ،ص ۱۹۷، نمبر ۱۳۸۵)

ترجمہ۔ایک کم نظر آدمی حضور حضورؐ کے پاس آیا۔۔۔حضورؐ نے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ آپ کے نبی محمدؐ جو نبی رحمت بھی ہیں، ان کے واسطے سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ،اور اس ضرورت کے بارے میں اپنے رب کی طرف آپ کے واسطے سے متوجہ ہوتا ہوں تا کہ اے اللہ آپ میری ضرورت پوری کر دیں اور حضورؐ کو میرے بارے میں سفارشی

بنا دیجئے

اس حدیث میں دو باتیں ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ مانگا صرف اللہ ہی سے، البتہ حضورؐ کا واسطہ دیا، اتنا جائز ہے۔

2۔ عن عمر بن الخطابؓ قال قال رسول الله ﷺ لما اقترف آدم الخطیئة قال یا رب اسألک بحق محمد لما غفرت لی ، فقال الله یا آدم و کیف عرفت محمدا و لم أخلقه ؟ قال یا رب لانک لما خلقتنی بیدک و نفخت فی روحک رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال الله : صدقت یا آدم انه لاحب الخلق الی ادعنی بحقه فقد غفرت لک و لو لا محمد ما خلقتک ۔(مستدرک للحاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین ، باب ومن کتاب آیات رسول الله ﷺ التی ھی دلائل النبوۃ، ج ۲، ص ۶۷۲، نمبر ۴۲۲۸)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام نے غلطی کی تو کہا۔اے اللہ میں محمدؐ کے حق سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ میری لغزش کو معاف کر دیں، اللہ نے پوچھا اے آدم محمد کو میں نے ابھی پیدا ابھی نہیں کیا ہے آپ نے اس کو کیسے پہچانا ؟ حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ اے اللہ جب آپ نے مجھکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور میرے اندر روح ڈالی تو میں اپنا سر اٹھایا تو عرش پر میں نے لکھا ہوا دیکھا ، لا اله الا الله محمد رسول الله، ۔تو میں سمجھ گیا کہ آپ اپنے نام کے ساتھ اسی کو رکھتے جو مخلوق میں سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو، تو اللہ نے فرمایا آدم ! تم نے صحیح کہا، وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب ہیں، آپ نے انکے طفیل میں مجھ سے دعا کی، اس لئے میں نے آپ کو معاف کر دیا، اگر محمدؐ

نہ ہوتے تو میں تمکو پیدا بھی نہ کرتا۔

3۔ عن عباس کانت یھود خیبر تقاتل غطفان فکلما التقوا ھزمت یھود خیبر فعاذت الیھود بھذ الدعاء ، اللھم انا اسئلک بحق محمد النبی الامی الذی و عدتنا ان تخرجه لنا فی آخر الزمان ۔(مستدرک للحاکم باب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، من سورت، ج۲، ص۲۸۹، نمبر۳۰۴۲)

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہود قبیلہ غطفان سے جنگ کیا کرتے تھے، اور ہوتا یہ تھا کہ جب بھی مقابلہ ہوتا تو خیبر کے یہود شکست کھا جاتے، تو یہود یہ دعا پڑھ کر دعا مانگنے لگے،[اے اللہ نبی امی محمدؐ کے طفیل سے، ہم آپ سے مانگتے ہیں جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ انکو آخری زمانہ میں مبعوث کریں گے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور کے واسطے سے دعا مانگی گئی ہے

صحابی کے وسیلے سے دعا مانگی

اس کے لئے عمل صحابی یہ ہے

4 ۔عن انس ابن مالک ان عمر بن الخطابؓ کان اذاقحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا ﷺ فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فسقون ۔(بخاری شریف، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ص۱۶۲، نمبر۱۰۱۰)

ترجمہ۔حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب بھی قحط ہوتا تو حضرت عمرؓ عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کے لئے دعا مانگتے، اور یوں دعا کرتے، ہم اپنے نبی کے وسیلے سے آپ سے دعا مانگا

کرتے تھے تو آپ بارش دے دیتے تھے، اب ہم ہمارے نبی کے چچا کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس سے بارش ہو جاتی تھی

اس قول صحابی میں ہے کہ ہم حضورؐ کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے، اور اب انکے چچا حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں۔

یہاں یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ صحابہؓ نے حضرت عباسؓ جو زندہ تھے ان کا وسیلہ دیکر دعا مانگی، جو وفات پا گئے تھے ان کا وسیلہ دیکر کے دعاء نہیں مانگی، حضورؐ انتقال کر گئے تھے، اس لئے ان کا وسیلہ دیکر دعا نہیں مانگی،

5۔اوس بن عبد اللہ قال قحط اہل المدینۃ قحطا شدیدا فشکوا الی عائشۃ فقالت انظروا قبر النبی ﷺ فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتی لا یکون بینہ و بین السماء سقف قال ففعلوا فمطرنا مطرا حتی نبت العشب ۔(سنن دارمی، باب ما اکرم اللہ نبیہ بعد موتہ، ج ا، ص ۲۲۷، نمبر ۹۳)

ترجمہ۔ اوس بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ مدینے میں قحط ہوا تو لوگوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے شکایت کی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کی قبر اور آسمان کے درمیان کھڑکی کھول دو، تا کہ قبر اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے، لوگوں نے ایسا ہی کیا، تو اتنی بارش ہوئی کہ گھاس اگ گئے

اس عمل صحابی میں ہے کہ حضورؐ کی قبر کے پاس کھڑکی کھولی تو بارش ہوئی جس سے وسیلے کے جواز کا پتہ چلتا ہے

6۔عن مالک الدار قال و کان خازن عمر علی الطعام، قال اصاب الناس قحط فی

زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یا رسول الله ! استسق لامتک فانهم قد هلکوا فأتی الرجل فی المنام فقیل له ائت عمر فأقرئه السلام و اخبره انکم مسقیون ۔(مصنف ابن ابی شیبة ، باب ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب ، ج ٦ ص ٣٥٩ ، نمبر ٣٢٠٠٢ / ٣١٩٩٣)

ترجمہ۔ مالک ابن دار فرماتے ہیں کہ کھانے پر حضرت عمر کا ایک خزانچی تھا ، عمر کے زمانے میں قحط ہوا ، ایک آدمی حضرت عمر کے زمانے میں حضور ؐ کی قبر کے پاس آیا ، اور کہا ، یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے آپ اللہ سے بارش مانگئے ، وہ ہلاک ہو چکے ہیں ، اس آدمی کو خواب میں آیا اور اس کو یہ کہا کہ ، عمرؓ کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کہنا ، اور ان کو یہ بتا دینا کہ بارش ہو گی ۔

اس عمل صحابی میں ہے کہ صحابی نے حضورؐ کی قبر کے پاس ، ان سے یہ درخواست کی آپ اللہ سے امت کے لئے بارش مانگیں

2 حدیث ، اور 4 عمل صحابی سے معلوم ہوا کہ مانگے اللہ ہی سے لیکن یوں کہے کہ فلاں کے طفیل میں یہ دعا قبول کر لے تو یہ جائز ہے ، کیونکہ حدیث میں اس کا ذکر ہے

لیکن چونکہ قرآن اور حدیث کے اور تمام دعاؤں میں وسیلے کا ذکر نہیں ہے ، بلکہ براہ راست اللہ سے مانگنے کا ذکر ہے ، اس لئے براہ راست اللہ سے مانگنا اچھا ہے ، البتہ کبھی کبھار وسیلہ کا ذکر کر لے تو یہ جائز ہے ، کیونکہ اوپر کی حدیث میں بھی کبھی کبھار ہی وسیلے سے دعا مانگی ہے

آپ خود بھی غور کر لیں

نیک اعمال کرکے اس کا وسیلہ پکڑے

یہ سب سے بہتر طریقہ ہے

[۲]۔۔۔دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی نیک کام کرے اور اس کو اپنے درجات کی بلندی کے لئے وسیلہ بنائے، یہ بہت بہتر ہے، اس آیت میں اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

1۔یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ ۔(آیت ۳۵، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ :اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔

وسیلہ سے یہاں ہر وہ نیک عمل مراد ہے جو اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ بن سکے

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال کرو اور اس کو قربت کا وسیلہ بناؤ۔ اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نیک لوگوں کے وسیلے سے دعا مانگو۔

ہاں پہلے کچھ حدیثیں گزریں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے

بعض حضرات نے یہاں یہی مطلب لینے کی کوشش کی ہے، کہ نیک لوگوں کے وسیلے سے دعا مانگو، اور اس پر بھی زیادتی یہ کی کہ خود بزرگ سے ہی دعا مانگنے لگے۔

تفسیر ابن عباس میں اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا۔ ﴿و ابتغوا الیہ الوسیلۃ﴾ الدرجۃ الرفیعۃ و یقال اطلبوا الیہ القرب فی الدرجات بالاعمال الصالحۃ ۔یعنی اعمال صالحہ کر کے اللہ کی قربت حاصل کیا کرو۔ دوسری تفسیروں میں بھی اسی قسم کے الفاظ ہیں۔ اس لئے اس آیت سے بزرگوں سے مدد مانگنے کا ثبوت نہیں ہوتا۔ ہاں اوپر دو حدیثیں حدیث گزری، جن سے اتنی گنجائش نکلتی ہے کہ کبھی کبھار اپنی دعا میں یوں کہہ لے کہ یا اللہ فلاں کے طفیل میں میری دعا قبول کر لے، تو اس

کی گنجائش ہے۔اس میں بھی یہی ہے کہ اللہ ہی سے مانگے ،البتہ یوں کہہ لے کہ اے اللہ اس بزرگ کی لاج رکھ لے اور میری دعا تو قبول کر لے

یا اس بزرگ کے طفیل میں یا اللہ میری دعا قبول کر لے،تو اس کی گنجائش ہے

دوسری آیت یہ ہے

2۔اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة ۔(آیت ۵۷،سورت الاسراء۱۷)

ترجمہ :جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے کون اللہ کا زیادہ قریب ہو جائے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے کفار مکہ کو اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ جو لوگ فرشتوں اور جنات کو پوجتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں نجات دے دیں گے، یا کوئی مدد کریں گے،تو یہ خیال غلط ہے، کیونکہ ان فرشتوں اور جنات کا تو حال یہ ہے کہ وہ خود اللہ کے محتاج ہیں، اور نیک کام کر کے اللہ کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں،تو جب وہ خود محتاج ہیں تو ان پوجنے والوں کو کیا دیں گے، اس لئے ان کفار مکہ کو چاہئے کہ براہ راست اللہ ہی سے مانگیں۔

تفسیر ابن عباس میں اس آیت کی تفسیر یوں ہے۔﴿**اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة**﴾ **یطلبون بذالک الی ربھم القربة و الفضیلة**

۔جن فرشتوں اور جنوں کو یہ کفار مکہ پوجتے ہیں وہ خود اپنے رب کی قربت اور فضیلت تلاش کر رہے ہیں تو یہ ان پجاریوں کو کیا دیں گے۔

اس لئے اس آیت سے بھی بزرگوں سے مدد مانگنے کا مفہوم نہیں نکلتا۔ہاں کوئی زبردستی کھینچ تان کرے، اور بزرگوں کی تفسیر کو نظر انداز کر کے بزرگوں سے مدد مانگنے کا مطلب نکالے تو یہ اس کی مرضی ہے۔

زندہ آدمی سے دعا کے لئے کہے یہ جائز ہے

[۳]۔۔۔تیسری صورت یہ ہے کہ زندہ آدمی سے دعا کرنے کے لئے کہنا، یا اس سے مدد مانگنا، یا اس کا وسیلہ دیکر اللہ ہی سے مانگنا جائز ہے۔

اس کے لئے یہ آیت ہے

3۔و لو انھم اذ ظلمو انفسھم جآء وک فاستغفروا اللہ و استغفرلھم الرسول لوجدا اللہ توابا رحیما۔ (آیت ۶۴، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔اور جب ان لوگوں [منافقوں] نے اپنی جانو پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ سے مغفرت مانگتے، اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، اور بڑا مہربان پاتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زندہ آدمی سے دعا کے لئے کہنا جائز ہے

4۔و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم۔(آیت ۳۳، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔اے پیغمبر اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان کو اس حالت میں عذاب دے جب آپ ان کے درمیان موجود ہوں۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ نیک آدمی زندہ ہو تو اس سے فائدہ ہوتا ہے

کسی زندہ آدمی سے دعا کے لئے کہنا جائز ہے

7۔عن عبد الله بن عمر بن العاص انه سمع النبی ﷺ یقول ...ثم سلوا لی الوسیلة فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی الا عبد من عباد الله و ارجوا ان اکون انا هو۔ (مسلم شریف، کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل مایقول المؤذن، ثم یصلی علی النبی ﷺ ثم یسأل اللہ لہ الوسیلۃ، ص۱۶۳، نمبر ۳۸۴، نمبر ۸۴۹)

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص نے حضور ؐ کو کہتے سنا۔۔۔پھر میرے لئے وسیلہ مانگو، اس لئے کہ یہ جنت میں ایک جگہ جو اللہ کے بندے میں سے ایک ہی کے لئے ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ آدمی میں ہی ہوں گا [جس کو یہ جگہ ملے گی]

8۔ عن عمر انه استأذن النبی ﷺ فی العمرة فقال ای اخی اشرکنا فی دعائک و لا تنسانا۔(ترمذی شریف، کتاب الدعوات، باب، ص۸۱۲، نمبر۳۵۶۲)

ترجمہ۔حضرت عمرؓ نے حضور سے عمرے کی اجازت مانگی، تو حضور ؐ نے فرمایا میرے بھائی! اپنی دعا میں مجھے شریک کرنا، اور مجھے بھولنا نہیں،

ن دونوں حدیثوں میں حضور ؐ نے اپنی امتی سے دعا کے لئے کہا ہے، جو زندہ تھے، یا جب وہ زندہ رہیں گے ،اس لئے یہ جائز ہے

9 ۔ سمع انس بن مالک یذکر ان رجلا دخل یوم الجمعة من باب کان وجاه المنبر و رسول الله ﷺ قائم یخطب فاستقبل رسول الله ﷺ قائما فقال یا رسول الله هلکت الاموال و انقطعت السبل فادع الله یغیثنا قال فرفع رسول الله

یدیہ۔(بخاری شریف، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع ،ص۱۶۲،نمبر۱۰۱۳)

ترجمہ۔حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جمعے کے دن دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے تھا، اور حضورؐ کھڑے ہوکر خطبہ دے رہے تھے، وہ حضورؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ مال ہلاک ہوگیا، راستہ چلنا مشکل ہوگیا، اللہ سے بارش کی دعا کیجئے، راوی فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھایا۔

اس حدیث میں حضورؐ جو زندہ تھے ان سے دعا کرنے کی درخواست کی ہیں۔

کسی زندہ آدمی سے وسیلہ پکڑنا، اس کے لئے عمل صحابی یہ ہے

10۔ عن انس ابن مالک ان عمر بن الخطابؓ کان اذاقحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا ﷺ فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فسقون ۔(بخاری شریف، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ص۱۶۲،نمبر۱۰۱۰)

ترجمہ۔حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب بھی قحط ہوتے تو حضرت عمرؓ عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کے لئے دعا مانگتے، اور یوں دعا کرتے، ہم اپنے نبی کے وسیلے سے آپ سے دعا مانگا کرتے تھے تو آپ بارش دے دیتے تھے، اب ہم ہمارے نبی کے چچا کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس سے بارش ہو جاتی تھی

اس قول صحابی میں ہے کہ ہم حضورؐ کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے، اور اب انکے چچا حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں۔

اس عمل صحابی میں ہے کہ زندہ آدمی سے وسیلہ طلب کیا،اور انکے واسطے سے دعا مانگی ۔

ان سب حدیثوں ،اور عمل صحابی میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ ان میں اللہ ہی سے دعا مانگی گئی ہے، کسی آدمی سے ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں کہا، البتہ زندہ آدمی کا وسیلہ لیا ہے

اس لئے کسی مردہ آدمی سے یوں کہنا کہ آپ یہ کام کر دیجئے ، یا آپ شفا دے دیجئے ، یا آپ اولاد دیجئے ، یا بارش برسا دیجئے یہ ہرگز جائز نہیں ہے

مجاوروں کی زیادتی

ان احادیث سے صرف اتنی بات ثابت ہوئی کہ کبھی کبھار کسی کے وسیلے سے دعا مانگ لے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن ہمارے مجاور حضرات کو سال بھر کا خرچ نکالنا ہے، اپنی بیوی اور بچوں کو بھی پالنا ہے، اپنا رعب بھی جمانا، اپنا رتبہ بھی بڑھانا ہے، اور اپنی شہرت بھی حاصل کرنی ہے اس لئے وہ اس چھوٹی سی گنجائش کا فائدہ اٹھا کر صاحب قبر کے سلسلے میں بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں ان کی کرامات بتاتے ہیں ، اور فیض حاصل کرنے کے نام پر، اور حاجات پوری کروانے دینے کے نام پر اچھی طرح رقم وصول کرتے ہیں، اور خوب اپنی جیب بھرتے ہیں

پھر ایسے ایسے فضائل بیان کرتے ہیں کہ یہ بار بار آئے اور بار بار ان سے وصول کیا جا سکے، بلکہ بعض مرتبہ بہت سی خرافات میں مبتلاء کر دیتے ہیں، اور آدمی پھنس کر رہ جاتا ہے، اس بارے میں عورتیں زیادہ پھنستی ہیں، اور وہ زیادہ خرافات میں مبتلاء ہوتی ہیں، اس لئے بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 10 حدیثوں میں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۳۔ یہ 5 عقیدے اتنے اہم ہیں

کہ

اللہ نے حضور سے ،قــــل، کے ذریعہ باضابطہ اعلان کروایا کہ آپ ؐ اعلان کردیں کہ میرے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 25 آیتیں اور 0 حدیثوں میں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

یہ 5 عقیدے یہ ہیں

1۔۔حضور انسان ہی ہیں

2۔۔حضور کے ہاتھ میں نفع اور نقصان کا اختیار نہیں ہے

3۔۔حضور کو علم غیب نہیں ہے

4۔۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے

5۔نجات کے لئے صرف حضورؐ کی اطاعت کریں

نوٹ: کچھ حضرات نے کچھ تفسیر کے جملے کو لیکر ان عقائد کے بارے میں لمبی لمبی بحثیں کی ہیں، اس لئے محققین فرماتے ہیں کہ علماء کو آگے والی آیتوں کو سامنے رکھ کر عقیدہ بیان کرنا چاہئے

1۔۔حضور ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میں انسان ہوں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھاکم الہ واحد۔(آیت۱۱۰،سورۃ الکہف ۱۸)

2۔قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھاکم الہ واحد۔(آیت۶،سورۃ فصلت۴۱)

3۔قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۔(آیت۹۳،سورت الاسراء۱۷)

4۔قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم۔(آیت۱۱،سورۃ ابراہیم۱۴)

ان 4 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ، میں انسان ہی ہوں۔

۔حضورؐ سے باضابطہ یہ اعلان کروایا گیا کہ مجھے علم غیب نہیں ہے

اس کے لئے 8 آتیں یہ ہیں

1۔قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ و ما یشعرون ایان یبعثون ۔
[آیت ۶۵، سورت النمل ۲۷]

2۔قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب ۔(آیت ۵۰، سورت الانعام ۶)

3۔و لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب۔(آیت ۳۱، سورت ہود ۱۱)

4۔قل انما الغیب للہ فانتظر انی معکم من المنتظرین .(آیت ۲۰، سورت یونس ۱۰)

5۔یسئلونک عن الساعۃ ایان مرساھا قل انما علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا الا ھو ا۔(آیت ۱۸۷، سورت الاعراف ۷)

6۔یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمھا عنداللہ ۔(آیت ۶۳، سورت الاحزاب ۳۳)

حضور ﷺ کو جو کچھ علم دیا گیا ہے وہ وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

7۔قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی۔(آیت ۲۰۳، سورت الاعراف ۷)

8۔قل ما کنت بدعا من الرسل و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی و ما انا الا نذیر مبین (آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)

ان 8 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ، مجھے علم غیب نہیں ہے۔

3۔۔حضورؐ سے اعلان کروایا گیا کہ میں نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں اس لئے مجھ سے مت مانگو، صرف اللہ سے مانگو

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ماشاء الله ۔(آیت ۱۸۸، سورۃ الاعراف ۷)

2۔قل لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ماشاء الله ۔(آیت ۴۹، سورۃ یونس ۱۰)

3۔قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا ۔(آیت ۲۱، سورۃ الجن ۷۲)

4۔ ،قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا (آیت ۲۰، سورۃ الجن ۷۲)

5۔ قل ما کنت بدعا من الرسل ، و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم ، ان اتبع الا ما یوحی الی ۔(آیت ۹، سورت الاحقاف ۴۶)

6۔قل فمن یملک لکم من الله شیئا ان اراد بکم ضرا او اراد بکم نفعا بل کان الله بما تعملون خبیرا ۔(آیت ۱۱، سورت الفتح ۴۸)

7۔قل انی لن یجیرنی من الله احدا و لن اجد من دونه ملتحدا ۔(آیت ۲۱، سورۃ الجن ۷۲)

8۔قل ما یکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی۔(آیت ۱۵، سورت یونس ۱۰)

ان 8 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ، میں نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

4۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

۔قل انما أدعوا ربی و لا اشرک به احدا ۔ (آیت ۲۰،سورۃ الجن۷۲)

۔قل انما امرت ان اعبد الله و لا اشرک به۔(آیت ۳۶،سورت الرعد۱۳)

ان 2 آیتوں میں حضورؐ سے اعلان کروایا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ہرگز نہ کریں

5۔۔حضور ﷺ سے اعلان کروایا کہ نجات کے لئے حضور ﷺ کی اطاعت کریں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

۔قل اطیعوا اللہ و الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ۔(آیت۳۲،سورت آل عمران۳)

۔قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم و ان تطیعوہ تھتدوا ۔(آیت۵۴،سورت النور۲۴)

۔قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لک ذنوبکم ۔(آیت۳۱، سورت آل عمران۳)

ان 3 آیتوں میں ہے کہ آپؐ اعلان کردیں کہ، اگر نجات چاہیئے تو صرف حضور ﷺ کی اطاعت کریں

۱۴۔شفاعت کا بیان

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

قیامت میں دو قسم کی سفارشیں ہوں گی

[۱] ایک شفاعت کبری، یہ صرف حضورؐ کو دی جائے گی

[۲] دوسری شفاعت صغری، یہ دوسرے انبیاء، اور صلحا کو بھی دی جائے گی

یہ تمام سفارش اللہ کی اجازت سے کر پائیں گے، بغیر اللہ کی اجازت کے کچھ نہیں ہوگا

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ (آیت ۲۵۵، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے

2۔ما من شفیع الا من بعد اذنہ ذالکم اللہ ربکم فاعبدوہ ۔(آیت ۳، سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔کوئی اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے کسی کی سفارش کرنے والا نہیں ہے

3۔و لا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ۔ (آیت ۲۳، سورت سباء ۳۴)

ترجمہ۔اللہ نے جس کو شفارس کی اجازت دی ہو اسی کی شفارس قبول ہوگی

4۔قل للہ الشفاعۃ جمیعا ۔(آیت ۴۴، سورت لزمر ۳۹)

ترجمہ۔آپ کہہ دیجئے کہ ساری شفارس اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

قیامت میں سفارش کرنے کی 8 صورتیں ہیں

[۱] شفاعت کبری، یہ شفاعت صرف حضور پاک ﷺ کو دی جائے گی

[۲] مومن تو ہے، لیکن گناہ کی وجہ سے جہنم میں جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے اب اس کی سفارش کر کے جنت میں داخل کروایا جائے گا۔ یہ سفارش حضورؐ کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی

[۳] آپ ﷺ کی سفارش سے بعض مومنین کو بلا حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا

[۴] حضورؐ کی سفارش کی وجہ سے جہنمی کا عذاب کم کر دیا جائے گا، جیسے حضور کی سفارش سے ابو طالب کا عذاب کم کیا جائے گا۔

[۵] حضورؐ کی سفارش کی تمام مومنین کو جنت میں داخل کیا جائے گا

[۶] بعض اہل کبائر جو جہنم میں داخل ہو چکے ہیں، سفارش سے وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

[۷] مومن تو ہے، لیکن اس کا گناہ، اور نیکی برابر ہیں، اب اس کو سفارش کر کے جنت میں داخل کروایا جائے گا۔ یہ سفارش حضورؐ کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی

[۸] جنتی کے درجات کو بلند کروانے کے لئے شفارس کی جائے گی یہ سفارش حضورؐ کے لئے بھی ہو گی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی

یہ 8 آٹھ قسم کی سفارش ہوگی۔

شفاعت کبری

اس حدیث میں قیامت کے دن امت تمام انبیاء کے پاس جائیں گے کہ وہ کم سے کم حساب کتاب ہو جائے اس کے لئے اللہ سے سفارش کر دیں، لیکن تمام انبیاء انکار کر دیں گے، اور صرف حضورؐ یہ سفارش کریں گے، تو چونکہ صرف حضورؐ یہ سفارش کریں گے اس لئے اس کو سفارش کبری، کہتے ہیں

[۱] حضورؐ کو شفاعت کبری دی جائے گی

اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔عن انس قال قال رسول الله ﷺ يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى يريحنا من مكاننا فيأتون آدم فيقولون انت الذى خلقك الله بيده و نفخ فهک من روحه و امر الملائكة فسجدوا لک فاشفع لنا عند ربنا فيقول لست هناكم و يذكر خطيئته ، و يقول ائتو نوحا .....فأتونى فأستأذن ربى ....ثم يقال لى : ارفع رأسک و سل تعطه ، و قل يسمع ، و اشفع تشفع فارفع رأسى ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۵ ص)

ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کریں گے، تو لوگ کہیں گے کہ کوئی ہماری سفارش کر لیتا تو ہم کو اس جگہ سے چھٹکارا مل جاتا، ، لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور کہیں گے اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے، اور اپنی روح ڈالی ہے، اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں، اس لئے آپ اپنے رب کے پاس ہمارے لئے سفارش کریں، حضرت

آدم فرمائیں گے کہ مجھے اس کی جرأت نہیں ہے، پھر وہ اپنی غلطیوں کو یاد کریں گے، پھر کہیں گے تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔۔۔ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں اپنے رب سفارش کرنے کی اجازت مانگوں گا۔۔۔پھر مجھ سے کہا جائے گا سر اٹھاؤ، مانگو، دیا جائے گا، کہو آپ کی بات سنی جائے گی، سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی، پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔الخ

دوسری سفارشیں

[۲] دوسری سفارش ۔مومن تو ہے،لیکن گناہ کی وجہ سے جہنم میں جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے اب اس کی سفارش کر کے جنت میں داخل کروایا جائے گا۔

یہ سفارش حضورؐ کے لئے بھی ہوگی،اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی

،اس کی دلیل یہ حدیث ہے

2۔ عن علی بن طالب قال قال رسول اللہ ﷺ من قرأ القرآن و استظھرہ فاحل حلالہ و حرم حرامہ ادخلہ اللہ بہ الجنۃ و شفعہ فی عشرۃ من اھل بیتہ کلھم وجبت لہ النار ۔(ترمذی شریف،کتاب فضائل القرآن،باب ماجاء فی فضل القاری القرآن،ص ۶۵۳،نمبر ۲۹۰۵)

ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا،اور اس کو زبانی یاد کیا،اس کے حلال کو حلال کیا، اور حرام کو حرام کیا تو اللہ اس کو جنت میں داخل کریں گے،اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے آدمیوں کے لئے سفارش قبول کریں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی تھی

اس حدیث میں ہے کہ جہنم والوں کے لئے بھی سفارش ہوگی،اور عام لوگ بھی اس کی سفارش کریں گے

[۳] تیسری سفارش۔

آپ ﷺ کی سفارش سے بعض مومنین کو بلا حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا

۔اس کی دلیل یہ حدیث ہے

3۔ عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال یدخل من امتی الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب

فقال رجل یا رسول الله ! ادع الله ان یجعلنی منهم قال اللهم اجعله منهم ۔(مسلم شریف ، کتاب الایمان ، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ،ص ۱۱۱،نمبر ۵۲۰/۲۱۶)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے،ایک آدمی نے کہایا رسول اللہ میرے لئے دعا فرمائے کہ مجھے بھی اس میں داخل کر دے،تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ اس آدمی کو بھی اس میں سے کر دے۔

[۴] چوتھی سفارش۔۔اس سفارش کی وجہ سے جہنمی کا عذاب کم کیا جائے گا

،اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

4۔ عن ابی سعید الخدری ، انه سمع النبیؐ ذکر عنده عمه فقال لعله تنفعه شفاعتی یوم القیامه فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیه یغلی منه دماغه۔(بخاری شریف،کتاب مناقب الانصار،باب قصة ابی طالب،ص ۶۵۲،نمبر ۳۸۸۵)

ترجمہ۔حضورؐ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا،قیامت کے دن میری سفارش سے آگ کے نچلے گڑھے میں رکھا جائے ، یہ آگ اس کے ٹخنے تک پہنچے گی ،جس سے اس کا دماغ کھولے گا

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ کی سفارش سے جہنمی کا عذاب کم کر دیا گیا۔

[۵] پانچویں سفارش۔حضورؐ کی سفارش سے مومنین کو جنت میں داخل کیا جائے گا

،اس کی دلیل یہ حدیثیں ہیں

5۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ انا اول الناس یشفع فی الجنۃ و انا اکثر الانبیاء تبعا ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب فی قول النبی ﷺ انا اول الناس یشفع فی الجنۃ، ص۱۰۵، نمبر ۱۹۶/۴۸۳)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ میں پہلا آدمی ہوں گا جو جنت کے لئے سفارش کرے گا، اور جتنے بھی نبی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ میرے اتباع کرنے والے لوگ ہوں گے

6۔حدثنا انس بن مالک ان النبی ﷺ قال لکل نبی دعوۃ دعاھا لامتہ و انی اختبأت دعوتی شفاوۃ لامتی یوم القیامۃ ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب اختباء النبی دعوۃ الشفاعۃ لامتہ ،ص۱۰۶، نمبر ۲۰۰/۴۹۴)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے اپنی امت کے لئے ایک دعا ہوتی ہے، اور میں قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کروں گا یہ دعا چھپا کر رکھا ہوں

ان دونوں حدیثوں کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی دعا سے آپ کی امت جنت میں داخل ہو گی

[۶] چھٹی سفارش۔۔جو جہنم میں داخل ہو چکے ہیں انکو نکالنے کے لئے سفارش ہو گی اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

7۔عن عمران بن حصینؓ عن النبی ﷺ قال یخرج قوم من النار بشفاعۃ محمد ﷺ فیدخلون الجنۃ یسمون الجھنمیین ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ و النار، ص۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۶ ص)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ محمدؐ کی سفارش سے کچھ قوم جہنم سے نکلے گی اور وہ جنت میں داخل ہو گی، اس

کا نام جہنمی ہوگا۔

8۔عن انس بن مالک عن النبی ﷺ قال شفاعتی لاھل الکبائر من امتی ۔(ابوداود شریف، کتاب السنۃ، باب فی الشفاعۃ ،ص ۶۷۰، نمبر۴۷۳۹)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ ،میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والے لوگوں کے لئے میری سفارش ہوگی

ان احادیث میں ہے کہ جہنم میں جو داخل ہو چکے ہیں حضور ؐ کی سفارش سے وہ جنت میں داخل ہوں گے

[۷] مومن تو ہے، لیکن اس کا گناہ، اور نیکی برابر ہیں، اب اس کو شفارس کر کے جنت میں داخل کروایا جائے گا۔ یہ سفارش حضورؐ کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی

[۸] جنتی کے درجات کو بلند کروانے کے لئے شفارس کی جائے گی یہ شفارس حضورؐ کے لئے بھی ہوگی، اور انبیاء اور صلحا کے لئے بھی ہوگی

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۵۔تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے

اس عقیدے کے بارے میں 17 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

انبیاء بہت سے بھیجے گئے۔کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے گئے ہیں
ان میں سے کچھ کا ذکر قرآن میں ہے، اور کچھ کا نہیں ہے
لیکن ایک مسلمان پر لازم ہے کہ تمام نبیوں پر ایمان رکھے کہ وہ اپنے اپنے زمانے میں حق پر تھے، اور ان کی شریعت حق تھی، البتہ حضورؐ کے تشریف لانے کے بعد، ان کی شریعت منسوخ ہوگئی، اب حضورؐ کی شریعت پر ایمان لانا، اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے، تب ہی نجات ہوگی
ان حضرات کے یہاں بھی انہیں چھ باتوں پر ایمان لانا ضروری تھا جن چھ باتوں پر حضورؐ کی شریعت میں ایمان لانا ضروری ہے۔یعنی [۱] اللہ پر ایمان [۲] رسول پر ایمان [۳] کتاب یعنی قرآن کریم پر ایمان [۴] فرشتہ پر ایمان [۵] اور آخرت کے دن پر ایمان [۶] اور تقدیر پر ایمان لانا، البتہ ان لوگوں کے لئے جو جزئی مسائل تھے، نماز روزے کے وہ الگ الگ تھے
اس لئے ان نبیوں پر ایمان لانا کہ وہ لوگ اپنے زمانے کے برحق نبی تھے، اور ان کی شریعت برحق تھی، اس بات پر ایمان لانا بھی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے، ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا۔

سب نبیوں کو ماننا ضروری ہے ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا

اسلام کا عجیب کمال ہے کہ تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے، اوران کا پورا احترام کرتا ہے سب نبیوں کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ مانیں کہ تمام نبی برحق ہیں، اورانکی شریعت انکے زمانے کے لئے بالکل صحیح تھی، البتہ اب وہ شریعت منسوخ ہو چکی ہے ، اوران پر جو کتابیں اتریں ہیں وہ بھی اللہ کی کتابیں ہیں، اوراپنے زمانے کے لئے بالکل صحیح تھیں، اوران پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، البتہ قرآن کے اترنے کے بعد وہ کتابیں اب عمل کے قابل نہیں رہیں، اب قرآن پر ہی عمل کرنا ہوگا

۔اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔قل آمنا باللہ و ما انزل علینا و ما انزل علی ابراھیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط و ما اوتی موسی و عیسی و النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم و نحن لہ مسلمون ۔(آیت ۸۴،سورت آل عمران ۳)۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ، اور جو کتاب ہم پر اتاری گئی ہے اس پر ایمان لائے ، اور جو ابراہیم، اوراسماعیل، اوراسحاق، اوریعقوب، اوران کی اولاد پر کتاب اتاری گئی ہے، ان پر ایمان لاتے ہیں ، اوران باتوں پر جو موسی ، اورعیسی اور دوسرے نبیوں کو انکی رب کی جانب سے دی گئی ہے اس پر ایمان لاتے ہیں ، ہم ان پیغمبروں میں کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے ، اور ہم ایک اللہ کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں

اس آیت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب نبیوں پر ایمان لاؤ اور یہ بھی کہا گیا ہے، ان میں کوئی فرق بھی نہ

کرو۔

2۔امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المومنون کل آمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ ۔(آیت ۲۸۵،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ یہ رسول (محمد ﷺ) اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان پر انکے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے،اوران کے ساتھ تمام مسلمان بھی ان چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، یہ سب اللہ پر،اس کے فرشتوں پر ،اس کی کتابوں پر، اوراس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں ،وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم انکے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے[کہ کسی پر ایمان لائیں اورکسی پر ایمان نہ لائیں]

3۔قولوا آمن باللہ و ما انزل الینا و ما انزل الی ابراھیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط و ما اوتی موسی و عیسی و ما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم و نحن لہ مسلمون ۔(آیت ۱۳۶،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔مسلمانوا کہہ دو! ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں،اوراس کلام پر بھی جو ہم پر اتارا گیا،اوراس پر بھی جو ابراہیم ،اسماعیل،اسحاق، یعقوب،اوران کی اولاد پر اتارا گیا،اوراس پر بھی جو موسی ،اورعیسی کو دیا گیا، اوراس پر بھی جو دوسرے نبیوں کو انکے رب کی طرف سے دیا گیا ہے،ہم ان پیغبروں کے بدرمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اوراسی خدا کے فرمان بردار ہیں۔

ان آیتوں میں ہے کہ تمام نبیوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے،ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا۔

قرآن میں کچھ نبیوں کا ذکر ہے، کچھ کا نہیں ہے

البتہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے، ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں

کچھ نبیوں کا ذکر کیا، اور کچھ کا ذکر نہیں کیا اس کے لئے یہ آیت ہے

4۔و لقد ارسلنا رسلا من قبلک منهم من قصصنا علیک و منهم من لم نقصص علیک ۔(آیت ۷۸، سورت المومن ۴۰)

ترجمہ۔آپ سے پہلے بھی میں نے رسول بھیجا، ان میں سے کچھ کا ذکر آپ کے سامنے کیا ہے، اور کچھ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے لئے حدیث یہ ہے

۔عن ابی امامة قال کان رسول الله ﷺ فی المسجد جالسا ...قال قلت یا رسول الله کم وفی عدة الانبیاء ؟ قال : مأةالف و اربعةو عشرون الفا ، الرسل من ذالک ثلاث مأة و خمسا عشر جما غفیرا ۔(مسند احمد، حدیث ابی امامۃ الباھلی الصدی، ج ۷، ص ۳۵۶، نمبر ۲۲۲۸۸/۲۱۷۸۵ طبرانی کبیر، ، مسند معان بن رفاعۃ السلامی، عن علی ، ج ۸، ص ۲۱۷، نمبر ۷۸۷۱)

ترجمہ۔حضرت ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں کہ حضور ؐ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ۔۔۔میں نے پوچھا یا

رسول اللہ نبیوں کی تعداد کتنی ہیں؟، تو آپ ؑ نے فرمایا، ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے رسول، تین سو پندرہ ہیں، جو بڑی جماعت ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے، اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں

ان میں سے چار رسول بڑے ہیں

اسلام میں یہ چار رسول بڑے مانے جاتے ہیں، اور ان پر اتری ہوئی کتابیں بھی بڑی مانی جاتی ہیں

[۱] حضرت موسی علیہ السلام

[۲] حضرت عیسی علیہ السلام

[۳] حضرت داؤد علیہ السلام

[۴] اور حضرت محمد ﷺ

سب نبیوں کے دین میں تھا کہ اللہ ایک ہے

سب نبیوں کے دین میں تھا کہ اللہ ایک ہے، اور چھ باتیں جو ایمان میں ضروری ہیں [اللہ ایک ہے، فرشتوں پر ایمان، اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان، انکے تمام رسولوں پر ایمان، آخرت پر ایمان، موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان، اور تقدیر پر ایمان لانا]، یہ ان حضرات کی شریعت میں بھی ضروری تھا، البتہ انکی شریعت کے احکام میں تھوڑا تھوڑا فرق تھا، مثلا نماز کا طریقہ الگ تھا، روزے کے دن کم بیش تھے اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

5۔لکل جعلنا منکم شرعة و منهاجا۔(آیت ۴۸، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔تم میں سے ہر ایک امت کے لئے ہم نے ایک الگ شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے

۔آمن الرسول بما انزل الیه من ربه و المومنون ، کل آمن بالله و ملائکته و کتبه و رسله لا نفرق بین احدمن رسله۔(آیت ۲۸۵، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔یہ رسول [یعنی محمد ﷺ] اس چیز پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے، اور ان کے ساتھ تمام مسلمان بھی۔ یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے

اس آیت میں ہے کہ پچھلے تمام رسولوں کی شریعت میں بھی اللہ تمام رسول، فرشتے، اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری تھا

1۔عن ابی هریرۃ قال قال رسول الله ﷺ انا اولی الناس بعیسی ابن مریم فی

الدنیا و الآخرۃ ، و الانبیاء اخوۃ لعلات امہاتہم شتی و دینہم واحد ۔(بخاری شریف ،کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی اذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم [آیت ۴۵،سورت آل عمران] ۵۸۰،نمبر ۳۴۴۳)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ ؑ سے زیادہ قریب ہوں،سب نبی باپ شریک بھائی ہیں، انکی ماں الگ الگ ہیں اور دین ایک ہی ہے

اس آیت اور حدیث میں ہے کہ سب نبیوں کا دین ایک ہے، البتہ جزئی احکام الگ الگ ہیں

اب حضور ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے

البتہ حضورؐ کے تشریف لانے کے بعد حضور ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے،اور صرف آپ پر ایمان لانے پر ہی نجات ہوگی

آیتیں یہ ہیں

6۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ۔(آیت۱۹،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ بیشک معتبر دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے

7۔و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔(آیت ۸۵،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔جو کوئی شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا

8۔و رضیت لکم الاسلام دینا ۔(آیت ۳،سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔اور تمہارے لئے دین اسلام کو ہمیشہ کے لئے پسند کرلیا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ اسلام کے علاوہ اس وقت کوئی دین اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے

9۔ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ ۔(آیت ۸۱،سورت ال عمران ۳)

ترجمہ۔پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم اس رسول پر ضرور ایمان لاؤ گے،اور ضرور اس کی مدد کروگے

اس آیت میں ہے کہ حضورؐ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اسلام لانے پر ہی نجات ہوگی

۔عن ابی هريرة عن رسول الله ﷺ انه قال و الذی نفس محمد بیده ! لا یسمع بی احد من هذه الامة یهودی و لا نصرانی ، ثم یموت و لم یومن بالذی ارسلت به الا کان من اصحاب النار ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد الی جمیع الناس ونسخ الملل بملتہ ،ص ۷۶،نمبر ۱۵۳،نمبر ۳۸۶)

ترجمہ۔ حضور ؐ نے فرمایا کہ، جس کے قبضے میں محمد ؐ کی جان ہے اس امت میں سے کوئی بھی یہودی ہو یا نصرانی میرے بارے میں سنے، اور میں جو رسالت لیکر آیا ہوں اس پر ایمان نہ لائے ، اور وہ مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا

کسی نبی کو کسی دوسرے نبی پر زیادہ فضیلت دینا ٹھیک نہیں ہے

کسی ایک نبی کو دوسرے نبی کے مقابلے پر اتنا بڑھانا جائز نہیں ہے جس سے اس کی توہین ہو جائے اس حدیث میں اس کا ذکر ہے

2۔سمع عمرؓ یقول علی المنبر سمعت النبی ﷺ یقول لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ و رسولہ ۔(بخاری شریف، احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی ﴿واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اہلہا [آیت ۱۶، سورت مریم ۱۹﴾ ص ۵۸۰، نمبر ۳۴۴۵)

ترجمہ۔حضورؐ کہا کرتے تھے جس طرح نصاری نے حضرت عیسیٰؑ کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا تم بھی مجھے بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرنا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو

اس حدیث میں ہے کہ جیسے نصاری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑھایا، تم بھی مجھے اتنا نہ بڑھا دینا

چار بڑی بڑی کتابوں کا ذکر قرآن میں یہ ہے

اللہ نے رسولوں پر کتابیں تو بہت اتاری ہیں ، لیکن چار بڑی بڑی کتابیں ہیں جو چار بڑے رسولوں پر اتاری گئی ہیں

قرآن حضرت محمد ﷺ پر۔ تورات حضرت موسی علیہ السلام پر۔ انجیل حضرت عیسی علیہ السلام پر۔ زبور حضرت داود علیہ السلام پر ، اور کچھ صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔

حضور ﷺ پر قرآن اتارا اس کا ذکر اس آیت میں ہے

10۔ ما انزلنا الیک القرآن لتشقی۔ (آیت ۲، سورت طہ ۲۰)

ترجمہ۔ ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ

اس میں قرآن کے اتارنے کا ذکر ہے

تورات حضرت موسی علیہ السلام پر اتاری ہے

، اس کا ذکر اس آیت میں ہے

11۔ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور۔ (آیت ۴۴، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے تورات نازل کی تھی ، جس میں ھدایت تھی اور نور تھا

اس آیت میں تورات کا ذکر ہے

انجیل حضرت عیسی علیہ السلام پر اتاری ہے

اس کا ذکر اس آیت میں ہے

12۔و آتیناہ الانجیل فیہ ھدی و نور و مصدقا لما بین یدیہ ۔(آیت ۴۶،سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی جس میں ھدایت تھی اور نور تھا، اور جو اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے،

اس آیت میں انجیل کا ذکر ہے

زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اتاری ہے

اس کا ذکر اس آیت میں ہے

13۔ و لقد فضلنا بعض النبیین علی بعض و آتینا داود زبورا۔(آیت ۵۵،سورت الاسراء۱۷)

ترجمہ۔ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے،اور حضرت داودؑ کو زبور دیا

14۔ واوحینا ۔۔ و یونس و ھارون و سلیمان و آتینا زبورا ۔(آیت ۱۶۳،سورت النساء ۴)۔

ترجمہ۔اور ہم نے یونس، ھارون اور سلیمانؑ کی طرف وحی بھیجی ،اور حضرت داودؑ کو زبور عطا کی

ان دو آیتوں میں زبور کا ذکر ہے

اور بہت ساری کتابیں اتاری

ان آیتوں میں اور بھی بہت ساری کتابیں اتارنے کا ذکر ہے

15 - قل آمنا باللہ و ما انزل علینا و ما انزل علی ابراھیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط و ما اوتی موسی و عیسی و النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم و نحن لہ مسلمون ۔(آیت ۸۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور جو کتاب ہم پر اتاری گئی ہے اس پر، اور جو اتاری گئی ہے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر ان کے رب کی طرف سے، اور ان باتوں پر جو ان کے رب کی جانب سے حضرت موسی، عیسی اور دوسرے نبیوں کو دی گئیں ہیں۔

16- و انزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ۔(آیت ۴۸، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔اے محمد ؐ ہم نے آپ پر بھی حق پر مشتمل کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، اور اس کی نگہبان ہے

17-ان ھذا لفی الصحف الاولی ، صحف ابراھیم و موسی ۔(آیت ۱۸-۱۹، سورت الاعلی ۸۷) ترجمہ۔ یہ بات یقیناً پچھلے آسمانی صحیفوں میں بھی درج ہے، اور ابراہیم اور موسی کے صحیفوں میں بھی درج ہے

ان آیتوں میں اور کتابوں کے اتارے جانے کا ذکر ہے

اس عقیدے کے بارے میں 17 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۶۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

رسول کی گستاخی کی تین صورتیں ہیں

[۱] حضورؐ کو کھلی گالی دیتا ہو، اور سمجھانے سے بھی باز نہ آتا ہو

[۲] حضورؐ کو کھلی گالی تو نہ دیتا ہو، لیکن ایسا جملہ استعمال کرتا ہو جس سے حضورؐ کی توہین ہوتی ہو

[۳] آدمی مسلمان ہے، اس نے کوئی مبہم جملہ استعمال کیا ہے، اب دوسرے مسلک والوں نے، یا دوسرے مذہب والوں نے، اس جملے کو توڑ مروڑ کر یہ نکالا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی ہے

[۴] غیر مسلم کے ملکوں میں بسے ہوئے ہیں وہاں کسی غیر مسلم نے ایسی حرکت کی جس سے حضور کی توہین ہوتی ہو، تو اب کیا کریں

ہر ایک کی تفصیل آگے دیکھیں

حضور ﷺ کی گستاخی بہت بڑا وبال ہے

حضور ﷺ کو گالی دینا بہت بڑا وبال ہے، بلکہ کسی بھی نبی کو گالی دینا بہت بڑا وبال ہے، اس سے ایمان سلب ہو جاتا ہے

قرآن میں نبیوں کی عزت کرنے اور اس کی اطاعت کرنے بہت تاکید آئی ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا۔(آیت ۵۷،سورت الاحزاب ۳۳)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے، اور ان کے لئے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا

2۔یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون ۔(آیت ۲،سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

3۔لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و اصیلا۔(آیت ۹،

سورت الفتح ۴۸)

ترجمہ۔تا کہ اۓ لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کی مدد کرو، اور انکی تعظیم کرو، اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو

ان آیتوں میں تاکید کی گئی ہے کہ حضور کی ادنی گستاخی نہ ہو، بلکہ ہر وقت انکے لئے تعظیم کا جملہ نکلے نبی اور رسول کی گستاخی تو دور کی بات ہے، کسی صحابی کی گستاخی بھی جائز نہیں ہے، وہ بھی بہت بڑا گناہ ہے

[۱] حضور ﷺ کو کھلی گالی دیتا ہو، اور سمجھانے سے بھی باز نہ آتا ہو

پہلی صورت۔۔حضور ؐ کو کھلی گالی دیتا ہو اور سمجھانے کے باوجود بھی باز نہ آتا ہو تو اب یہ کافر اور مرتد ہو گیا، کیونکہ ایمان کے چھ جز میں سے ایک جز رسول پر ایمان لانا ہے، اور جب اس نے رسول کو گالی دی تو اب رسول پر اس کا ایمان نہیں رہا، اس لئے اب یہ مرتد ہو گیا اب اس کو قتل کیا جائے گا

میں نے، کھلی گالی، کا لفظ کیوں استعمال کیا

یہاں کھلی گالی دیتا ہو، کا لفظ اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ۔کچھ کتابیں میرے سامنے سے گزریں، جن میں دیکھا کہ ایک مسلک والے نے دوسرے مسلک والے کی کتابوں سے عبارت لی، پھر اس کو توڑ مڑوڑ کر یہ مطلب بنایا کہ، انہوں نے حضور ؐ کی گستاخی کی ہے، اور اس کو اتنا پھیلایا کہ لوگوں کو یقین ہونے لگا کہ یہ گستاخ رسول ہیں، اور یہ کافر ہیں، اور ان کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا کہ، جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے [و من شک فی کفرہ و عذابہ کفر] ۔(درمختار، کتاب الجہاد،، باب المرتد، مطلب مھم: فی حکم ساب الانبیاء، ج ۶،ص ۳۵۷)

ترجمہ۔کہ جو ان گالی دینے والے کے کفر میں اور اس کے عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔

میں نے اس مسلک والے سے پوچھا، اور اس کی کتابیں دیکھی تو پتہ چلا کہ وہ مسلک والے قطعا حضور ؐ کی گستاخی نہیں کرتے، اور نہ اس مصنف نے گستاخی کی ہے، ہاں بعض باتیں جو آیت اور حدیث میں نہیں ہیں، دوسرے مسلک والے اس کو منوانا چاہتے ہیں، لیکن چونکہ وہ حدیث میں نہیں ہیں، اس لئے مصنف صاحب اس کو نہیں مانتے، اس لئے دوسرے مسلک والوں نے ہنگامہ کھڑا کیا، اور اس کو گستاخ

سول کہہ کر، کافر قرار دیا، اور یہاں تک لکھ دیا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے
اب آپ ہی انصاف سے بتائیے کہ کہاں ہے، حضور ﷺ کو گالی دینا، اور کہاں ہے قرآن اور حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے دوسرے مسلک والوں کی بات نہ ماننا، ان دونوں باتوں میں کتنا بڑا فرق ہے
اس فتوے سے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے
اس لئے میں اپنے عنوان میں یہ قید لگا رہا ہوں کہ حضور ﷺ کو کھلی گالی دیتا ہو، اور سمجھانے کے باوجود نہ مانتا ہو تب وہ آدمی مرتد ہوگا، اس طرح توڑ مروڑ کر بات بنانے سے اور گستاخ رسول قرار دینے سے وہ کافر نہیں ہوگا۔

دوسری مثال یہ ہے کہ
اخبار اور ٹیلی ویزن میں آیا کہ ایک لڑکا کالج میں پڑھتا تھا، اس کی زبان سے کوئی بات نکل گئی، اس کا مقصد حضور ﷺ کو گالی دینا نہیں تھا، اور نہ اس کی گستاخی کرنا مقصود تھا، لیکن اس کے ساتھیوں نے اس کی باتوں کو توڑ کر یہ بنایا کہ، اس نے رسول ﷺ کی گستاخی کی، اس طالب علم نے بار بار انکار کیا، کہ میرا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ میں حضور ﷺ کی گستاخی کروں، لیکن ساتھیوں نے ایک نہیں مانی، اور اس کو مار مار کر قتل کر دیا، اس بات کو میڈیا والوں نے بہت اچھالا، اور دوسری قوموں کو یہ تأثر دیا کہ، مسلمان بہت سخت ہوتے ہیں، اور ذرا ذرا سی بات مسلمان کو ہی قتل کر دیتے ہیں، یہ مذہب والے اتنے خراب ہوتے ہیں، اور یہ بات یورپ کے ملکوں میں کئی مہینے تک چلتی رہی
اس لئے میری گزارش ہے کہ جب تک صاف طور پر یہ پتہ نہ چلے کہ واقعی اس نے جان بوجھ کر حضور ﷺ کو گالی دی ہے، یا حضور ﷺ کی گستاخی کی ہے، اس وقت تک اس پر کفر کا فتوی نہ لگائیں، اس سے بڑا انتشار ہوتا ہے، اور خود مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ جاتے ہیں، اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے۔

تیسری مثال

ایک مسلک والا اہل بیت کا پورا احترام کرتا ہے، اس کی محبت کو ایمان کا جز مانتا ہے، اس کو اپنے سر پر بیٹھاتا ہے، اوران کے بارے میں ادنی توہین کا قائل نہیں ہے

لیکن دوسرے مسلک والے کے گمان میں ہے کہ جس طرح ہم لوگ کہتے ہیں اس طرح احترام نہیں کرتا ، یا اہل بیت کو اس طرح نہیں مانتا جس طرح ہم مانتے ہیں ، اب اس کی وجہ سے اس کو کافر مانتے ہیں، گستاخ اہل بیت مانتے ہیں ، اور اس کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے

تو اس طرح کی الزام تراشی کی وجہ سے وہ مرتد نہیں ہوگا، اور وہ واجب القتل نہیں ہوگا، بلکہ یہ تحقیق کرنی پڑے گی کہ واقعی وہ حضور ﷺ کو گالی دیتا ہے، یا اس کی گستاخی کرتا ہے، اور جان بوجھ کر، سمجھتے ہوئے ایسا کر رہا ہے،، تب جا کر وہ مرتد ہوگا، اسی لئے میں نے عنوان میں یہ لکھا، کہ وہ حضور ﷺ کو کھلی گالی دیتا ہو اور سمجھانے سے باز نہ آتا ہو، کیونکہ آج کل یہ رواج چل پڑا ہے کہ، ہماری بات نہیں مانتے ہیں تو آپ گستاخ رسول ہیں، یا گستاخ اہل بیت ہیں

اور سمجھانے کے بعد باز نہ آتا ہو، یہ اس لئے لکھا کہ، بعض مرتبہ آدمی جاہل ہوتا ہے اس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ، کس جملے سے حضور ﷺ کی گستاخی ہوتی ہے، اس لئے اس کو پہلے سمجھایا جائے کہ اس جملے سے گستاخی ہوتی ہے، اور آپ نے یہ جملہ کہا ہے اس سے حضور ﷺ کی گستاخی ہوئی ہے، اب سمجھانے کے بعد بھی گستاخی کرتا ہے تو اب یہ کافر شمار کیا جائے گا

کھلی گالی دینے والے کو قتل کیا جائے گا،

اس کی دلیل یہ احادیث ہیں

1۔ حدثنا ابن عباس ان اعمی تشتم النبی ﷺ وتقع فیه فینهاها فلا تنتهی ویزجرها فلا تنزجر ،فلما کانت ذات لیلة جعلت تقع فی النبی ﷺ و تشتمه فاخذ المغول فوضعه فی بطنها ..... فقال النبی ﷺ الا اشهدوا ان دمها هدر ۔(ابوداود شریف، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ، ص۶۱۳، نمبر ۴۳۶۱)

ترجمہ۔حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی حضور ؐ کو گالی دیتا تھا اوران کی برائی بیان کرتا تھا، اس کو روکا، لیکن وہ نہیں رکے، اس کو ڈانٹا لیکن اس نے نہیں مانا، ایک رات کا واقعہ ہے کہ وہ حضور ؐ کی برائی بیان کرر ہا تھا، اور انکو گالی دے رہا تھا، تو ایک چھری لی اور اس کے پیٹ میں دھنسا دیا ۔۔۔تو حضور ؐ نے فرمایا کہ لوگو گواہ رہو، اس کا خون معاف ہے [یعنی مارنے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا]

اس حدیث میں، **فینهاها فلا تنتهی ویزجرها فلا تنزجر**، ترجمہ۔اس کو روکا، لیکن وہ نہیں رکے ،اس کو ڈانٹا لیکن اس نے نہیں مانا۔ سے یہ بھی پتہ چلا کہ گالی دینے والے کو روکنے سے بھی نہ مانے تب وہ کافر، اور مرتد بنے گا۔ کسی مبہم جملے سے وہ مرتد نہیں بنے گا

2۔عن علی ان یهودیة کانت تشتم النبی ﷺ و تقع فیه فخنقها رجل حتی ماتت فابطل رسول الله ﷺ دمها ۔(ابوداود شریف، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ ص۶۱۳، نمبر ۴۳۶۲)

ترجمہ۔حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضور ؐ کو گالی دیتی تھی اور اس کی برائی بیان

کرتی تھی ، اس لئے ایک آدمی نے اس گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مرگئی تو حضور ؐ نے اس کے خون کو معاف کر دیا۔

3۔اخبرنا شعیب عن الزهری...و کان کعب بن الاشرف یهجو النبی ﷺ و یحرض علیه کفار قریش .(ابوداود، باب کیف کان اخراج الیهود من المدینۃ، ص ۴۳۸، نمبر ۳۰۰۰)،اس حدیث میں ہے کہ کعب بن اشرف حضور کو مسلسل گالی دیتا تھا اس لئے قتل کا حکم دیا

ان تینوں حدیثوں میں حضور ؐ کو کھلی گالی دینے والوں کو جس نے مارا اس کے قصاص کو معاف کر دیا۔

حضور ﷺ کو کھلی گالی دینے سے کافر ہو جائے گا،

حضور ؐ کو گالی دینے کے بعد وہ کافر ہو جائے گا لیکن اس کی توبہ قبول کی جائے گی یا نہیں اس بارے میں دو رائیں ہیں

[١] ایک رائے یہ ہے کہ اب اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، اب اس کو قتل کیا جائے گا، اکثر حضرات اسی طرف گئے ہیں

[٢] دوسری رائے یہ ہے کہ اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی ، اور اس کو توبہ کرنے کے لئے تین دن کی مہلت دی جائے گی، اور ان تین دنوں میں توبہ کرلے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا ، اس کا حکم مرتد کی طرح ہے، اس کو بھی توبہ کرنے کے لئے تین دن کی مہلت دی جاتی ہے،

[١] جو حضرات کہتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، ان کی دلیل در مختار کی یہ عبارت ہے

۔و کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة، الا الکافر بسبب نبی) من الانبیاء فانه یقتل حدا و

لا تقبل توبته مطلقا ...ومن شک فی عذابه و کفره کفر . (درمختار، کتاب الجہاد،، باب المرتد، مطلب مہم: فی حکم ساب الانبیاء، ج۶ ص ۳۵۶)

ترجمہ۔ ہر مسلمان جو مرتد ہو جائے اس کی توبہ قبول ہے، لیکن جو حضور ؐ کو یا کسی اور نبی کو گالی دینے کی وجہ سے کافر بنا ہے، اس کی توبہ قبول نہیں ہے) ، وہ حد کے طور پر قتل کیا جائے گا، اور کبھی اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے۔۔۔آگے یہ عبارت بھی ہے، جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس عبارت سے استدلال کرتے ہوئے ایک جماعت نے فرمایا کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے

نوٹ: آگے آرہا ہے کہ حد لگانے کے لئے اسلامی حکومت ہونا ضروری ہے، اور قاضی فیصلہ کرے تب حد لگائی جائے گی ، ورنہ عوام حد لگانے جائے گی تو انتشار ہوگا ، اور میڈیا پر وہ جگ ہنسائی ہوگی کہ برداشت سے باہر ہوگا

[۲] دوسری رائے یہ ہے، کہ، حضور ؐ کو گالی دینے والا کافر تو ہے، لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی ، اور اگر اس نے توبہ کر لی تو اب حد نہیں لگائی جائے گی ، البتہ اس کو تنبیہ کی جائے گی کہ آئندہ وہ ایسا نہ کرے، اور کچھ سزا بھی دی جائے گی

اس کی دلیل درمختار ہی کی یہ دوسری عبارت ہے

۔من سب الرسول ﷺ فانه مرتد و حکمه حکم المرتد و یفعل به ما فعل بالمرتد) و هو ظاهر فی قبول توبته کما مر عن الشفاء۔(درمختار، کتاب الجہاد،، باب المرتد، مطلب مہم: فی حکم ساب الانبیاء، ج۶ ص ۳۶۰)

ترجمہ۔کسی نے رسول ﷺ کو گالی دی [تو وہ کافر ہو جائے گا] اور اس کا حکم مرتد کا حکم ہے، اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ، کہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جیسا کہ شفاء کتاب سے، یہ بات ابھی گزری

درمختار کی تیسری عبارت

.و لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمه کالمرتد ،و مفاده قبول التوبة کما لا یخفی (درمختار، کتاب الجہاد،، باب المرتد، مطلب مھم: فی حکم ساب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۵۷۔۳۵۹)

ترجمہ۔ الشفاء، کتاب میں اس بات کی تصریح ہے کہ، گالی دینے والے کا حکم مرتد کی طرح ہے، اس کا فائدہ یہ ہوگا، کہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

درمختار کی چوتھی عبارت

۔قالوا و یستتاب منها فان تاب نکل ، و ان ابی قتل ، فحکموا له بحکم المرتد مطلقا ، و الوجه الاول اشهر و اظهر ٥: (درمختار، کتاب الجہاد،، باب المرتد، مطلب مھم: فی حکم ساب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۵۸)

ترجمہ۔علماء نے فرمایا کہ، گالی دینے والے سے کہا جائے کہ تم توبہ کرو، اگر اس نے توبہ کر لی [تو اب حد تو نہیں لگے گی] لیکن عبرات ناک سزا دی جائے گی، اور اگر توبہ کرنے سے انکار کیا تو قتل کیا جائے گا، علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس گالی دینے والے کا حکم مطلقا مرتد کے حکم کی طرح ہے۔لیکن پہلی رائے زیادہ مشہور بھی ہے اور زیادہ ظاہر بھی ہے

ان تین عبارتوں میں ہے کہ حضور ؐ کو گالی دینے والا بھی توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی

ایک بزرگ کو دیکھا کہ، دوسرے مسلک والے کی مبہم عبارت لی اور اس کو توڑ مڑور کر یہ ثابت کیا کہ یہ گستاخ رسول ہے، اور یہ فتوی بھی لگا دیا کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے بلکہ اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس فتوے سے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دو ٹکڑوں میں بٹ گئی، اور کافر اور مسلمان ہونے کا جھگڑا کھڑا ہو گیا، اور بے پناہ انتشار پھیل گیا۔اس پر افسوس ہی کر سکتے ہیں اور کیا کریں گے!

جنکے یہاں گستاخ رسول کی توبہ ہے
انکے یہاں تین دنوں تک توبہ کی مہلت دی جائے گی

جن حضرات کے یہاں حضورؐ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول کی جائے گی، تو اس کو توبہ کرنے کے لئے تین دن کی مہلت دی جائے گی۔ کیونکہ وہ مرتد کی طرح ہے

حضرت عمرؓ تین دن مہلت دینے پر سختی کرتے تھے

1۔لما قدم علی عمر فتح تستر. وتستر من ارض البصرة. سألهم هل من مغربة ؟قالوا رجل من المسلمين لحق بالمشركين فاخذناه،قال ما صنعتم به؟ قالوا قتلناه ،قال : قال افلا ادخلتموه بيتا واغلقتم عليه بابا و اطعمتموه كل يوم رغيفا ثم استبتموه ثلاثا .فان تاب والا قتلتموه ثم قال اللهم لم اشهد ولم آمر ولم ارض اذا بلغني (مصنف ابن ابی شیبۃ، ۳۰ ما قالوافی المرتد کم یستتاب، ج سادس، ص ۴۴۴، نمبر ۳۲۷۴۴رسنن للبیھقی، باب من قال تحبس ثلاثۃ ایام، ج ثامن، ص ۳۵۹، نمبر ۱۶۸۸۷)

ترجمہ۔جب حضرت عمر کے پاس تستر کی فتح کی خبر آئی۔تستر یہ بصرہ کا علاقہ ہے۔حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ مغرب کا کوئی آدمی ہے؟ لوگوں نے کہ مسلمان کا ایک آدمی مشرک ہو گیا تھا، تو ہم نے اس کو پکڑ لیا، حضرت عمرؓ نے پوچھا اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ،لوگوں نے کہا ہم نے اس کو قتل کر دیا۔تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ،اس کو گھر میں نہیں بند کر دیتے، اور اس کو ہر روز روٹی کھلاتے، پھر تین دنوں تک اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے، اگر توبہ کر لیتا تو چھوڑ دیتے، ورنہ اس کو قتل کر دیتے، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ گواہ رہنا، میں نے نہ ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، اور جب اس کے قتل کی بات پہنچی تو میں اس سے

راضی بھی نہیں ہوں۔

2۔عن علیؓ قال یستتاب المرتد ثلاثا (مصنف ابن ابی شیبۃ ،۳۰ما قالوا فی المرتد کم یستتاب، ج سادس ،ص ۴۴۴، نمبر ۳۲۷۴۷ رسنن للبیھقی ، باب من قال تحبس ثلاثۃ ایام ، ج ثامن ،ص ۳۵۹، نمبر ۱۶۸۸۷)

ترجمہ۔حضرت علیؓ مرتد سے تین دنوں تک توبہ کرنے کا مطالبہ کرتے تھے

ان صحابی کے قول میں ہے کہ تین دن سے پہلے قتل کرنے پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے اللہ نہ میں اس میں حاضر ہوں اور نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ میں اس سے راضی ہوں۔جس سے معلوم ہوا کہ تین دن تک مہلت دینا ضروری ہے۔تین دنوں کے بعد بھی اپنے قول پر اڑا رہے تب جا کر اس کو قتل کیا جائے گا

[۲] ایسا جملہ استعمال کرتا ہو جس سے حضورؐ کی توہین کا شبہ ہوتا ہو

دوسری صورت یہ ہے کہ۔حضور ؐ کو کھلی گالی تو نہ دیتا ہو، لیکن ایسا جملہ استعمال کیا ہو جس سے حضورؐ کی توہین کا شبہ ہوتا ہو، چونکہ یہ مبہم جملہ ہے، ایسا بھی ممکن ہے کہ وہ توہین کرنا چاہتا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ توہین نہیں کرنا چاہتا، بلکہ نادانی میں یہ جملہ منہ سے نکل گیا ہے، اس کو پتہ ہی نہیں ہے کہ میں نے توہین کی ہے یا نہیں، اس لئے اس سے پوچھا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے، اگر اس نے کہا کہ اس سے توہین کرنا مقصود ہے تب تو وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ رسول ؐ کی توہین کی ہے۔اور اگر اس نے کہا کہ ،اس جملے سے میرا مقصد توہین کرنا نہیں ہے، بلکہ مجھے تو پتہ بھی نہیں ہے کہ یہ جملہ، حضور ؐ کے لئے توہین کی چیز ہے تو، اس کو معاف کر دیا جائے گا، لیکن اس کو تنبیہ کی جائے گی کہ آئندہ اس قسم کے جملے استعمال نہ کریں، کیونکہ یہ جملہ بھی خطرے سے خالی نہیں ہے

میں نے یہ تفصیل اس لئے لکھی ہے کہ، کئی مرتبہ دیکھا کہ، آدمی پر شبہ والے جملے سے الزام لگایا، وہ آدمی بار بار انکار کر رہا ہے کہ میں نے توہین نہیں کی، اور نہ توہین کا ارادہ ہے، مجھے تو اس کا پتہ بھی نہیں ہے، لیکن لوگ اس کے پیچھے لگ گئے، اور اس کو قتل کر کے چھوڑا، یا اس کو اتنا مارا کہ اس کی حالت خراب کر دی، اور یہ سارا یوٹیوب پر ڈال دیا، اور دنیا اس حرکت پر افسوس کرتی رہی

افسوس یہ ہے کہ کچھ لوگ الزام تراشی پر لگے ہوئے ہیں، ہر جملے کو توہین رسالت بتا کر کفر کا فتوی دے دیتے ہیں، اور اس پر پورا ہنگامہ کرتے ہیں

[۳] تیسری صورت یہ ہے کہ۔۔آدمی مسلمان ہے، اس نے کوئی مبہم جملہ استعمال کیا ہے، اب دوسرے مسلک والوں نے، یا دوسرے مذہب والوں نے، اس جملے کو توڑ مڑور کر یہ نکالا کہ اس نے حضور ﷺ کی گستاخی کی ہے

چونکہ یہ مسلمان ہے، اس لئے غالب گمان یہی ہے کہ اس نے حضور ؐ کی توہین نہیں کی ہوگی یا کسی نبی، یا کسی ولی کی توہین نہیں ہوگی، کیونکہ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ وہ نہ حضور ؐ کی توہین کرے، نہ کسی نبی کی توہین کرے، اور نہ کسی اہل بیت، یا کسی ولی کی توہین کرے، اس لئے انہوں نے یا تو نادانی میں یہ بات کہی ہوگی، اس کو پتہ ہی نہیں ہے کہ میں نے نبی، یا ولی کی توہین کی ہے، یا اس جملے سے گستاخی ہوتی ہے ، یا پھر کسی نے اس کے جملے سے غلط مطلب نکال کر اس کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے، اس لئے اس کہنے والے سے پوچھیں کہ اس جملے سے آپ کا مطلب کیا ہے، اگر وہ کہے کہ، اس سے توہین کرنے کا ارادہ نہیں تھا، تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا، کیونکہ اس نے جان کر توہین ہی نہیں کی ہے، البتہ اس کو تنبیہ کی جائے گی کہ آیندہ ایسا جملہ استعمال نہ کریں

اس طرح کا رویہ اختیار کرنے سے بہت سارے ہنگامے ختم ہو جائیں گے، اور یہ جو روزانہ مسلکوں میں اختلاف ہوتا ہے وہ بہت کم ہو جائے گا

[۴] غیر مسلم ملک میں رسول کی گستاخی

چوتھی صورت یہ ہے کہ۔۔غیر مسلم کے ملکوں میں بسے ہوئے ہیں وہاں کسی غیر مسلم نے ایسی حرکت کی جس سے حضور کی توہین ہوتی ہو، تو اب کیا کریں

آگے مرتد کی سزا میں تفصیل آرہی ہے کہ، حد لگانے کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں

[۱] اسلامی حکومت ہو تب ہی حد لگائی جائے گی، اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو حد نہیں لگائی جائے گی

[۲] شرعی قاضی حد لگانے کا فیصلہ کرے تب حد لگائی جائے گی

[۳] شرعی قاضی کی نگرانی میں حد لگائی جائے گی

، حد لگانے کے لئے مجرم کو عوام کے حوالے نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس سے انتشار ہوگا، یوں بھی اس وقت پوری دنیا میں ہیومن رائٹس جاری ہے۔اس لئے میڈیا والے ایسی باتوں کو بہت اچھالتے ہیں اس لئے جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں حد نہیں لگائی جائے گی، ہاں وہاں کسی نے گالی دی ہے، یا حضورؐ کی توہین کی ہے، تو مناسب انداز میں حکومت سے تعزیر کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔

اگر غیر مسلم ملک میں کسی غیر مسلم نے حضورؐ کی توہین کی تو یہ بھی توہین ہے اور اچھی بات نہیں ہے، لیکن اس کے لئے احتجاج کا طریقہ یہ ہے کہ متحد ہو کر اس ملک کے قانون کی رعایت کرتے ہوئے احتجاج کریں، اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ اس کو مناسب سزا دے، اور تعزیر کرے تا کہ آئندہ کوئی اس قسم کی گستاخی نہ کرے

یہ صورت ہرگز نہ کریں کہ اس آدمی کو ہمارے حوالے کریں تا کہ ہم اس کو سزا دیں گے، کیونکہ اس صورت

میں مجرم کا خاندان اور اس کے ہم نوا لڑ پڑیں گے ، اور انتشار ہو جائے گا ، اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اختلاف اتنا بڑھ جائے کہ آپ کو اس ملک سے نکلنا پڑے اور پھر کہیں جگہ نہ ملے

یا زیادہ ہنگامہ کرنے کی وجہ سے وہاں کا میڈیا والا آپ کو متشدد والی قوم تصور کرنے لگے اور آپ کی تصویر خراب ہو جائے ، اس لئے یہ نہ کریں ، بلکہ اس ملک کے قانون کے دائرے میں رہ کر احتجاج کریں ۔اور تعزیر کا مطالبہ کریں جو جائز صورت ہے

گستاخ رسول اس دور میں ایک بڑا مسئلہ ہے

گستاخ رسول، اس دور میں ایک بڑا مسئلہ ہے، اس سے بھی دنیا میں بڑا انتشار ہو رہا ہے۔
کئی کتابوں کو مطالعہ کرتے وقت دیکھا کہ ایک مسلک والا حضورؐ کو رسول مانتا ہے، انکی پوری عزت کرتا ہے لیکن مثلا، آیت، لا اعلم الغیب، کی وجہ سے اتنا تو مانتا ہے کہ آپ کو بعض علم غیب دیا گیا تھا، لیکن ذرے ذرے کا علم دیا گیا جو صرف اللہ کی صفت ہے وہ نہیں مانتا، یا آیت، لا املک لکم ضرا و لا نفعا، کی وجہ سے حضورؐ کو مختار کل نہیں مانتا، تو یہاں آیت کی وجہ سے حضورؐ میں ایک صفت کو نہیں مانتا، کیونکہ اللہ نے خود ہی ان صفات کی نفی کی ہے، اب دوسرے مسلک والے مصر ہیں کہ اس نے گستاخی کی، اور گویا کہ یہ مرتد ہو گیا، اور اس کے ماننے والے سب مرتد ہو گئے، اور سب کو مرتد والی سزا دی جائے، اور اس پر اتنا اصرار کیا کہ قوم کی قوم دو ٹکڑے ہو گئی ۔۔۔۔۔ یہ بہت بڑی بے انصافی ہے، کہ آیت سے صحیح استدلال کرنے والوں کو گستاخ اور مرتد قرار دے رہیں
یہ تو بہت بری بات ہے کہ ایک گروہ مسلمان ہے، لیکن اپنے زعم کی بنا پر اس کو مرتد قرار دیا، اور یہ بھی لکھ دیا کہ جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہ حوالہ نقل کر دیا۔ و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر ۔(رد المحتار، کتاب الجھاد، باب المرتد، مطلب مطلب مھم فی حکم ساب الانبیاء، ج ۶، ص ۳۵۶،) کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
اس لئے گستاخ رسول، یا مرتد کا فتوی دیتے وقت یہ ضروری ہے کہ واقعی اس نے حضورؐ کو گالیاں دی ہو، اور تین دن سمجھانے کے باوجود بھی توبہ نہ کرتا ہو تب اس کو مرتد قرار دیا جائے گا، صرف ایک مسلک کے شک کی بنیاد پر یا اپنی سوچ کی بنیاد پر مرتد، اور گستاخ رسول قرار نہیں دیا جائے گا۔ اس کا خیال رکھیں

کچھ لوگوں نے اس کا خیال نہیں رکھا اور مسلمانوں کی درمیان نفرت کی آگ بھڑکا دی، جس کی وجہ سے اسلام کے کسی کام کے لئے یہ آپس میں نہیں مل پائے، اور لڑلڑ کر تباہ ہو گئے، اس وقت شام، عراق، مصر، لیبیا، یمن، افغانستان کے مسلمان آپس ہی میں لڑلڑ کر پورا پورا ملک تباہ ہو گیا۔

اس لئے کسی مسلمان کے لئے گستاخی کا فتوی دینے سے پہلے بہت سوچنے کی ضرورت ہے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۷۔تمام صحابہ کرام کا احترام بہت ضروری ہے

اس عقیدے کے بارے میں 10 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

جس نے حضور ؐ کو ایمان کے ساتھ دیکھا اور ایمان ہی پر اس کی موت ہوئی وہ صحابی ہے، کیونکہ ان آنکھوں سے انہوں نے حضور کو دیکھا ہے، اور حضور کے ساتھ رہے ہیں اور ان کی بے پناہ مدد کی ہے جو بعد کے لوگوں کو نصیب نہیں ہے، انہیں کی قربانیوں سے ہم تک دین پہنچا ہے، اس لئے تمام صحابہ کا احترام انتہائی ضروری ہے، چاہے جو صحابی بھی ہو

ہر صحابی کی عزت کرنا اور دل سے محبت کرنا ضروری ہے

تمام صحابہ سے محبت کرنی چاہئے ، کیونکہ یہ حضور کے ساتھی ہیں جنہوں نے ہر حال میں حضور کا ساتھ دیا ہے، ان میں سے کسی کو بھی برے الفاظ سے یاد نہیں کرنا چاہئے ، اور جو آپس کا اختلاف ہے، اس کو اجتہادی غلطی پر محمول کرنا چاہئے ،انکی غلطیوں کو پکڑ پکڑ کر بار بار ذکر نہیں کرنا چاہئے ۔

ان میں سے بہت سے صحابی وہ بھی ہیں، جو حضور کے خسر ہوتے ہیں جیسے حضرت ابو بکرؓ،حضرت عمرؓ ،اور حضرت عثمانؓ حضور کے داماد ہیں، جس طرح حضرت علیؓ حضورؐ کے دماد ہیں، تو جس طرح حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے اسی طرح حضرت عثمانؓ کو بھی برا بھلا کہنا جائز ہے، کیونکہ وہ بھی حضورؐ کے داماد ہیں۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں تو ایک اور فضیلت بھی ہے کہ وہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے داماد ہیں، حضرت فاطمہؓ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ سے حضرت عمرؓ کی شادی ہوئی ہے،اس لئے حضرت عمرؓ کو تو اور بھی برا بھلا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ وہ حضرت فاطمہؓ کے داماد ہیں،

حضرت عائشہؓ،حضرت سودہؓ حضورؐ کی بیوی ہیں اور امت کی ماں ہیں، حضرت عائشہ اتنی محبوب بیوی ہے کہ ان کی گود میں حضورؐ کی وفات ہوئی ہے، اس لئے جس طرح حضرت خدیجہؓ حضورؐ کی بیوی ہیں اور امت کی ماں ہیں، اور ان کو برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے اسی طرح حضرت عائشہؓ،حضرت سودہؓ کو بھی برا کہنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی حضورؐ کی بیویاں ہیں، کوئی آدمی آپ کی بیوی کو برا کہے تو کتنا برا لگے گا، اسی طرح حضورؐ کی بیوی کو برا کہو گے تو کتنا برا لگے گا، اس لئے حضورؐ کی کسی بیوی کو بھی برا کہنا جائز نہیں ہے، جو حضرات ایسا کرتے ہیں وہ بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں

صحاب کرام سے بے پناہ محبت کریں امام طحاویؒ کا حکم

۔و نحب اصحاب رسول الله ﷺ و لا نفرط فی حب احد منهم ، و لا نتبرأ من احد منهم ، و نبغض من یبغضهم و بغیر الخیر یذکرهم ، و لا نذکر هم الا بخیر و حبهم دین و و ایمان و احسان ، و بغضهم کفرا و نفاقا و طغیانا ۔(عقیدۃ الطحاوۃ،عقیدہ نمبر۹۳،ص۲۰)

ترجمہ۔ہم حضورؐ کے صحابی سے محبت کرتے ہیں ،اوران میں سے کسی کی محبت میں غلو نہ کریں ،اوران میں سے کسی سے برأت کا اظہار نہ کریں ،اور جوان صحابہ سے بغض رکھتے ہیں یا ان کو خیر کے بغیر یاد کرتے ہیں ان سے ہم بغض رکھیں گے،اورہم ان کو خیر سے ہی یاد کریں گے،ان حضرات سے محبت کرنا دین ہے،ایمان ہے،اوراحسان ہے،اوران حضرات سے بغض رکھنا کفر ہے،نفاق ہے،اورسرکشی ہے

۔و من احسن القول فی اصحاب رسول الله ﷺ و ازواجه الطاهرات من کل دنس و ذریاته المقدسین من کل رجس فقد بری من النفاق۔ (عقیدۃ الطحاوۃ،عقیدہ نمبر ۹۶،ص۲۱)

ترجمہ۔رسول اللہ ﷺ کے صحابی ،اورانکی پاک بیویوں کی برایوں کے بارے میں جس نے اچھی بات کہی ،اورانکی مقدس اولاد کی اچھائی بیان کی تو وہ نفاق سے بری ہوگیا۔

اس عقیدے میں ہے کہ حضور کے تمام صحابہ، اورانکی بیویوں کواچھائی سے یاد کرنا چاہئے ،اوران تمام سے محبت رکھنا چاہئے

صحابہ کی فضیلت کے بارے میں یہ 8 آیتیں ہیں

1۔و السابقون الاولون من المهاجرين و الانصار و الذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضوا عنه و اعدلهم جنات تجرى من تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذالک الفوز العظيم ۔(آیت ۱۰۰۔۱۰۲،سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے ،اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے ،اور وہ اس اللہ سے راضی ہیں ،اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ،جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ،یہی بڑی زبردست کامیابی ہے

2۔لقد رضى الله عن المومنين اذيبائعونک تحت الشجرة فعلم ما فى قلوبهم فانزل السكينه عليهم و اثابهم فتحا قريبا ۔(آیت ۱۸،سورت الفتح ۴۸)

ترجمہ۔یقیناً اللہ ان مومنو سے بڑا خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ ؐ سے بیعت کر رہے تھے ،اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا ،اس لئے اس نے اس پر سکینت اتار دی ،اور ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرمادی۔

3۔ان الذين آمنوا و الذين هاجرو و جاهدوا فى سبيل الله اولئک يرجون رحمت الله و الله غفور الرحيم ۔(آیت ۱۲۸،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ایمان لایا۔،اور ہجرت کی ،اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں ،اور اللہ بہت معاف کرنے والے ہیں بہت رحم کرنے والے ہیں

4۔و لکن حبب الیکم الایمان و زینه فی قلوبکم و کره الیکم الکفر و الفسوق و العصیان اولئک هم الراشدون، فضلا من الله و نعمة و الله علیم حکیم ۔(آیت ۸ ،سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں پر کشش بنا دیا ہے، اور تمہارے اندر کفر کی، اور گناہوں کی، اور نافرمانی کی نفرت بٹھا دی ہے، ایسے ہی لوگ ہیں جو ٹھیک ٹھیک راستے پر آچکے ہیں، جو اللہ کی طرف فضل اور نعمت کا نتیجہ ہے، اور اللہ بہت جاننے والے ہیں، حکمت والے ہیں

اس آیت میں صحابہ کے بارے میں فرمایا کہ انکے دل ایمان کی محبت ہے، اس لئے ان میں سے کافر کہنا، یا گناہ گار کہنا بہت بری بات ہے

5۔ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان ، انما استزلهم الشیطان ببعض ما کسبوا و لقد عفا الله عنهم۔(آیت ۱۵۵ ،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ پھیری جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے ، در حقیقت ان کے بعض اعمال کے نتیجے میں شیطان نے ان کو لغزش میں مبتلاء کر دیا تھا، اور یقین رکھو اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے، یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا بڑا بردبار ہے

اس آیت میں ہے کہ جنگ کے موقع پر صحابہ سے جو غلطی ہوئی تھی اللہ نے اس کو معاف کر دیا، اس لئے اب اس غلطیوں کو پکڑ پکڑ کر انکو برا بھلا کہنا بالکل جائز نہیں ہے

6۔ محمد رسول الله و الذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا ، سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ۔(آیت ۲۹ ،سورت الفتح ۴۸)

ترجمہ۔محمد ؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ انکے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں ہیں، غرض اللہ کی خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہرے پر نمایاں ہیں

اس آیت میں سارے صحابہ کی تعریف کی ہے، اس لئے کسی کو بھی برا کہنا ٹھیک نہیں ہے

7۔لقد تاب الله على النبى و المهاجرين و الانصار الذين اتبعوه فى ساعة العسرة من بعد ما كاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه بهم رؤف رحيم۔(آیت ۱۱۷، سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے رحمت کی نظر فرمائی نبی پر، اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے ایسی مشکل گھڑی میں نبی کا ساتھ دیا جبکہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ڈگمگا جائیں، پھر اللہ نے انکے حال پر توجہ فرمائی، یقیناً وہ انکے لئے بہت شفیق بڑا مہربان ہے

8۔لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولائك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد و قاتلوا و كلا وعده الله الحسنى و الله بما تعملون خبير۔(آیت ۱۰، سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔تم میں سے جنہوں نے مکہ کی فتح سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی لڑی وہ بعد والوں کے برابر نہیں ہیں ،وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑائی لڑی، یوں اللہ نے ان سب سے بھلائی کا وعدہ کر رکھا ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو پورا خبر ہے

اس آیت میں ہے کہ فتح مکہ سے پہلے جنہوں نے خرچ کیا ان کا درجہ بہت زیادہ ہے، اور حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے ہیں اس لئے ان کا درجہ بہت زیادہ

ہے، اس لئے ان حضرات کو ہرگز برا بھلا نہیں کہنا چاہئے

ان 8 آیتوں میں صحابہ رضی اللہ کی بڑی فضیلتیں ہیں، اور ان آیتوں میں تمام صحابہ شریک ہیں، اس لئے کسی صحابی، یا کسی صحابیات کو ہرگز برا بھلا نہیں کہنا چاہئے، اس سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔

اس کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ آدمی کے دل سے صحابہ کی عظمت نکل جاتی ہے، اور ان حضرات کے واسطے سے جو دین آیا ہے، اس پر عمل کرنے میں، یا اس کو ماننے میں سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے تمام صحابہ کی عظمت دل میں بیٹھانا بہت ضروری ہے

ان احادیث میں صحابہ کرام کو گالی دینے سے منع کیا ہے

حضور ﷺ نے صحابہ کو گالی دینے سے سختی سے منع کیا ہے، اس لئے کسی ادنی صحابی کو بھی ہرگز گالی نہیں دینی چاہئے، اور نہ انکو برا بھلا کہنا چاہئے،

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔**عن ابی سعید قال قال النبی ﷺ لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفھم۔**(بخاری شریف، کتاب فضائل النبی ﷺ، باب ص ۶۱۷، نمبر ۳۶۷۳، مسلم شریف، باب تحریم سب الصحابۃ، ص ۱۱۱۳، نمبر ۲۵۴۰ / ۶۴۸۷)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ میرے صحابی کو گالی مت دو، کیونکہ تم میں سے ایک احد کے برابر سونا خرچ کرے گا تو صحابی کے ایک مد اور آدھا مد کے خرچ کے برابر بھی اس کا ثواب نہیں پہونچے گا [کیونکہ انہوں نے حضور کی مدد کے لئے خرچ کیا تھا]

2۔**عن عطا قال قال رسول اللہ ﷺ من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ۔**(مصنف بن ابی شیبۃ، باب ذکر الکف عن اصحاب النبی ﷺ ج ۶، ص ۴۰۵، نمبر ۳۲۴۱۹)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت ہے

اس حدیث مرسل میں ہے کہ جو صحابہ کو گالی دے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

3۔**عن عبد اللہ بن مغفل المزنی قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی اصحابی ،**

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذھم غرضا بعدی فمن احبھم فبحبی أحبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم ، و من آذاھم فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ تبارک و تعالی و من آذای اللہ فیوشک ان یأخذہ ۔(مسند امام احمد، باب حدیث عبد اللہ بن مغفل المزنی، ج ۶،ص ۴۲، نمبر ۲۰۰۲۶)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ ،میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو،میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو،میرے بعد انکو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں ، جو ان سے محبت کریں گے وہ میری وجہ سے محبت کریں گے ، اور جو ان سے بغض کریں گے وہ میری وجہ سے بغض کریں گے ، جس نے انکو تکلیف دی اس نے گویا کہ مجھے تکلیف دی ، اور جس نے مجھے تکلیف دی تو اس نے گویا کہ اللہ کو تکلیف دی ، اور جس نے اللہ کو تکلیف دی تو ہو سکتا ہے اللہ اس کو اپنے پکڑ میں لے لے

حضورؐ نے بڑے درد کے ساتھ اپنے صحابی کے بارے میں فرمایا کہ انکو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنایا جائے ۔

4۔عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لیأتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حزو النعل بالنعل .... و ان بنی اسرئیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة و تفترق امتی ثلاث و سبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قال و من ھی یا رسول اللہ ؟ قال ما انا و اصحابی ۔(ترمذی شریف، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ھذہ الامة ، ص ۶۰۰، نمبر ۲۶۴۱/ابو داود شریف، کتاب السنة ، باب شرح السنة ،ص ۶۵۰، نمبر ۴۵۹۷)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ میری امت پر بنی اسرائیل کی طرح وقت آئے گا ، بالکل برابر سرابر ۔۔۔بنی اسرائیل بہتر فرقے میں بٹے تھے ، اور تم تہتر فرقے میں بٹو گے سبھی جہنم میں جائیں گے ، سوائے ایک جماعت کے،لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ جماعت کون سی ہوگی ،حضورؐ نے فرمایا، جس

پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں

اس حدیث میں ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور سب جہنم میں جائے گی لیکن جو فرقہ میرے صحابہ کے طریقے میں رہے گا وہی نجات پانے والی ہوگی۔

5۔سمعت عمران بن حصین یقول قال رسول اللہ ﷺ خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ، ثم الذین یلونھم ۔(بخاری شریف، باب فضائل اصحاب النبی ومن صحب النبی اوراٗہ من المسلمین فھومن اصحابہ، ص۶۱۲، نمبر ۳۶۵۰)

ترجمہ۔حضور نے فرمایا میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد میں آئیں گے، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد میں آئیں گے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے زمانے میں جو صحابہ تھے وہ اس امت کے بہترین لوگ تھے، اس لئے بھی ان کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے

6۔سمعت جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی ﷺ یقول لا تمس النار مسلما رأنی او رأی من رانی ۔(ترمذی شریف، باب ماجاء فی فضل من رای النبی ﷺ وصحبہ، ص۸۷۲، نمبر ۳۸۵۸)

ترجمہ۔میں نے حضورؐ سے کہتے ہوئے سنا ہے، جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں مجھے دیکھا ہو، یا جس نے مجھے دیکھا ہو [یعنی میرے صحابی کو] اس کو دیکھا ہو تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

صحابہ میں کوئی اختلاف ہے بھی تو اس کی ایسی تاویل کریں جس سے زیادہ سے زیادہ اتفاق کی صورت نکل آئے

قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ صحابہ کے درمیان کوئی اختلاف ہے بھی تو اس اختلاف کو اور بڑھا چڑھا کر بیان نہ کریں، بلکہ ایسی تاویل کریں جس سے اختلاف کی شکل کم ہو جائے، اور زیادہ سے زیادہ اتفاق کی شکل نکلے

ان دونوں آیتوں میں اس کی تعلیم ہے۔

9۔و ان طائفطان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما۔(آیت ۹،سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ

10۔انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم و اتقوا اللہ لعلکم ترحمون ۔(آیت ۱۰،سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ، اور اللہ سے ڈرو تا کہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے

ان دونوں آیتوں میں ہے کہ اگر لڑائی ہو بھی جائے تو صلح کراؤ اس لئے صحابہ کے درمیان کے اختلاف کو اجتہادی غلطی پر محمول کریں، اور زیادہ سے زیادہ اتفاق کی صورت نکالیں۔ انکے اختلاف میں مزید ہوا نہیں دینی چاہئے۔

صحابہ میں اختلاف دیکھیں تو حضورؐ نے ہمیں یہ دو نصیحتیں کی ہیں

حضور ﷺ کو وحی کے ذریعہ یہ اطلاع دے دی گئی تھی کہ آپ کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف ہوگا، اور حضرت حذیفہؓ کو کافی باتوں کی اطلاع دی تھی، حضور نے فرمایا کہ میرے بعد جب صحابہ میں اختلاف دیکھو تو دو باتیں کریں

[۱] ایک بات تو یہ کہ جتنے خلفاء راشدین ہیں ان کی اتباع کریں

[۲] اور دوسری بات یہ کہ صحابہ کے بارے میں چپ رہو، کسی ایک کی حمایت میں دوسرے پر ہرگز تلوار مت اٹھانا

اس حدیث میں ہے کہ چاروں خلفاء کی سنتوں کو اپنے اوپر لازم پکڑو

۔عن العرباض بن سارية ، قال وعظنا رسول الله ﷺ يوما بعد صلاة الغداة موعظة بليغة ذرفت منها العيون و وجلت منها القلوب فقال رجل ان هذه موعظة مودع فبما ذا تعهد الينا يا رسول الله ؟ ... فانه من يعيش منكم ير اختلافا كثيرا و اياكم و محدثات الامور ، فانها ضلالة ، فمن ادرك ذالك منكم فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ ۔(ترمذی شریف، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدعۃ، ص ۶۰۷، نمبر ۲۶۷۶/ابن ماجۃ شریف، کتاب المقدمۃ، باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین، ص ۶، نمبر ۴۲)

ترجمہ۔حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ، ایک دن صبح کی نماز کے بعد حضورؐ نے ہمیں نصیحت فرمائی، نصیحت ایسی تھی کہ آنکھیں بہ پڑیں، دل اچھل پڑا، ایک آدمی کہنے لگے کہ ایسا لگتا ہے کہ، یہ

الوداعی نصیحت ہے، اس لئے اے اللہ کے رسول م سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں؟۔۔آپ نے فرمایا جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، دیکھنا کوئی نئی بات پیدا نہیں کر لینا، اس لئے کہ وہ گمراہی ہے،، جو اختلاف کا زمانہ پائے تو اس پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی اس پر لازم ہے، انکو دانت سے پکڑ کر رکھنا۔

اس حدیث میں تین باتیں ہیں

[۱] آپ ؐ نے بہت درد کے ساتھ آخری نصیحت کی، اس لئے جو عہد آپ نے صحابہ کرام سے لیا وہ بہت اہم ہے [۲] دوسری بات فرمائی کہ میرے بعد بہت اختلاف ہوگا، اس لئے اس وقت میں خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، [۳] اور تیسری بات یہ فرمائی کہ چاروں خلفاء راشدین ھدایت پر ہیں اب جو حضرات صرف حضرت علیؓ کو لیتے ہیں، اور باقی تین خلفاء کو چھوڑ دیتے ہیں، وہ کتنی بڑی غلطی کرر ہے ہیں۔ پھر چاروں خلفاء ھدایت پر ہیں تو وہ لوگ جو تین خلفاء کو خطا اور غلطی رشمار کرتے ہیں وہ کتنی بڑی غلطی کرر ہے ہیں۔ اس لئے یہ بہت سوچنے کی بات ہے

اس حدیث میں ہے کہ صحابہ کے اختلاف کے سلسلے میں چپ رہا کرو

۔قال لی اهبا ن بن صیفی : قال لی رسول الله : یا اهبان، اما انک ان بقیت بعدی فستری فی اصحابی اختلافا ، فان بقیت الی ذالک الیوم فاجعل سیفک من عراجین ، قال فجعلت سیفی من عراجین ۔(طبرانی کبیر، مسند اہبان بن صیفی الغفاری، جلد ا ،ص ۲۹۵، نمبر ۸۶۸) ۔ترجمہ۔حضرت اہبانؓ نے فرمایا کہ، کہ مجھ سے حضور ؐ نے فرمایا، اے اہبان اگر میرے بعد تم زندہ رہو گے تو میرے صحابہ میں اختلاف دیکھو گے، اگر تم اس زمانے تک زندہ رہو، تو اپنی تلوار کھجور کی شاخوں کی بنالینا [یعنی لوہے کی تلوار سے کسی صحابی کے خلاف لڑائی نہیں کرنا]، حضرت اہبان فرماتے ہیں کہ، میں نے کھجور کی شاخ کی تلوار بنالی ہے۔

صحابہ کے درمیان جو اختلاف ہوا ہمیں اس میں نہیں پڑنا چاہئے

حضرت امام شافعیؒ کا قول

۔تلک دماء طهر الله ایدینا منها فلا نلوث السنتنا بها ۔ (شرح فقہ اکبر، بحث فی ان المعاصی تضر مرتکبہا خلافا لبعض الطّوائف، ص ۱۱۷) ترجمہ۔صحابہ میں جو خون بہے ہیں، اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا، تو اب ہم اپنی زبان کو اس میں ملوث نہیں کریں گے

حضرت امام احمدؒ کا قول

۔و سئل احمد عن امر علی و عائشةؓ فقال تلک امة قد خلت لها ما کسبت و لکم ما کسبتم و لا تسئلون عما کانوا یعملون . (شرح فقہ اکبر، بحث فی ان المعاصی تضر مرتکبہا خلافا لبعض الطّوائف، ص ۱۱۷)

ترجمہ۔حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ کے درمیان جو اختلاف ہوا، اس کے بارے میں حضرت امام احمدؒ سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا، وہ لوگ تھے جو گزر گئے، جو کچھ انہوں نے کیا، اس کا نقصان، یا فائدہ انکو ملے گا، اور تم جو کرو گے اس کا نقصان یا نفع تمکو ملے گا، ان لوگوں نے جو کچھ کیا، اس کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا

ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ صحابہ کے درمیان جو اختلاف تھا وہ ان کی اجتہادی غلطی تھی اس لئے ہم لوگوں کو اس میں نہیں پڑنا چاہئے۔ان دونوں حضرات نے اوپر والی احادیث سے استدلال کیا، اور اسی پر عمل کیا۔ہمیں اسی پر عمل کرنا چاہئے

یہ دس صحابی ہیں جنکو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی ہے

ان دس صحابہ رضی اللہ عنھم کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی ہے، اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے باوجود حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ وغیرہ کو کچھ لوگ برا بھلا کہتے ہیں

7۔عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله ﷺ ابو بکر فی الجنة ،وعمر فی الجنة ، وعثمان فی الجنة ، وعلی فی الجنة ، و طلحة فی الجنة و الزبیرفی الجنة ، وعبد الرحمن بن عوف فی الجنة، وسعد بن وقا ص فی الجنة ، وسعید بن زیدفی الجنة، وابو عبیده بن الجراح فی الجنة ۔(ترمذی شریف، باب مناقب عبد الرحمٰن بن عوف، ص ۸۵۱، نمبر ۳۷۴۷)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ ، ابو بکرؓ جنت میں ہیں، وعمرؓ جنت میں ہیں، وعثمانؓ جنت میں ہیں، وعلیؓ جنت میں ہیں، وطلحہؓ جنت میں ہیں والزبیرؓ جنت میں ہیں، وعبد الرحمٰن بن عوفؓ جنت میں ہیں، وسعد بن وقاصؓ جنت میں ہیں, وسعید بن زیدؓ جنت میں ہیں، وابوعبیدہ بن الجراحؓ جنت میں ہیں

یہ وہ حضرات ہیں جنکو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی ہے
اللہ کرے ہمیں بھی ان کا ساتھ نصیب ہو۔

اس عقیدے کے بارے میں 10 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۱۸۔اہل بیت سے محبت کرنا ایمان کا جز ہے

اس عقیدے کے بارے میں 7 آیتیں اور 43 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضورؐ کی تمام بیویاںؓ، اور حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت حسنؓ، اور حضرت حسینؓ یہ سب اہل بیت میں داخل ہیں، اور ہمیشہ ہمیش اہل بیت میں رہیں گے

یہ بھی ضروری ہے کہ اہل بیت کی محبت میں کسی صحابی کو برا بھلا کہنا بالکل ٹھیک نہیں ہے

خاص طور پر، حضرت عائشہؓ، اور حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو برا بھلا کہنا بالکل صحیح نہیں ہے۔

اور جو ان میں اختلاف ہوا ہے وہ اجتہادی غلطی ہے، اللہ ان کو معاف کرے۔

حضرت علیؓ، اور حضرت حسینؓ کے اتنے فضائل کے باوجود، وہ مشکل کشا، یا کارساز نہیں ہیں، اس لئے ان سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضورؐ اسی کی تعلیم دینے تشریف لائے تھے

حضورؐ کی تمنا یہ تھی کہ میں خلیفہ متعین کر کے نہ جاؤں بلکہ جمہوریت باقی رہے، اور امت ہی اپنا خلیفہ منتخب کرے، البتہ آپ کی تمنا یہ تھی کہ حضرت ابو بکرؓ پہلے خلیفہ بنے ،

ان سب کی تفصیل آگے آرہی ہے

اہل بیت میں کون کون حضرات داخل ہیں

حضور ؐ کی تمام بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں، کیونکہ بیوی ہی کو گھر والی کہتے ہیں، اس میں سب سے زیادہ حقدار حضرت خدیجہ ؓ ہیں جو حضرت فاطمہؓ کی ماں ہیں، انکے ساتھ ہی حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، اور تمام بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں، اور ان تمام کے لئے آیت کے مصداق میں پاکیزگی کی فضیلت حاصل ہیں

بعد میں حضور ؐ نے حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، اور حضرت حسینؓ کو اہل بیت میں داخل کیا، اس لئے بعد میں ان کے لئے بھی، یطھر کم تطھیرا، کی فضیلت حاصل ہوگی

کچھ لوگوں نے یہ زیادتی کی ہے کہ ازواج مطہرات، خاص طور پر حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو اہل بیت سے نکال دیا ہے اور مزید ظلم یہ کیا ہے کہ ان کو برا بھلا کہتے ہیں، اور حضرت علی کو اہل بیت میں داخل کرتے ہیں، اور ان حضرات کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ نبیوں سے بھی ان کا درجہ اوپر کر دیتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہیں

بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ تمام ازواج مطہرت اور حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، اور حضرت حسینؓ اہل بیت میں داخل ہیں، اور اہل بیت ہونے کے اعتبار سے یہ سب برابر ہیں

اہل بیت میں بیویاں داخل ہیں اس کے لئے یہ آیتیں دیکھیں

1۔ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض و قلن قولا معروفا ، و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی و اقمن الصلوۃ و آتین الزکوۃ و أطعن اللہ و رسولہ، انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت و یطھرکم تطھیرا ، و اذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ و الحکمۃ ان اللہ کان لطیفا خبیرا (آیت۳۱۔۳۴،سورت الاحزاب ۳۳)۔

ترجمہ۔اے نبی کی بیویو! اگر تم تقوی اختیار کرو، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اس لئے تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو، اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور غیر مردوں کو بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا، اور نماز قائم کرو، اور زکوۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کی رسول کی فرماں برداری کرو، اے نبی کے اہل بیت (گھر والوا) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو، اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو، یقین جانو اللہ بہت باریک بیں اور ہر بات سے باخبر ہے۔

اس آیت میں آپ کی تمام بیویوں کو پہلے، یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ۔ کہہ کر مخاطب کیا، پھر، کـــن ،جمع مونث حاضر کے ذریعہ سے خطاب کیا ہے، اور یہ بھی کہا کہ اے اہل بیت اللہ تمکو پاک کرنا چاہتے ہیں، اس لئے بیویوں کو اہل بیت میں اللہ نے داخل کیا ہے۔

اس پوری آیت کو دیکھیں کہ، انـما یرید اللہ ، سے پہلے بھی کن ،جمع مونث حاضر کے صیغے سے حضورؐ کی بیویوں کو مخاطب کیا ہے، اور یـطھـرکم تطھرا ، کے بعد بھی کن جمع مونث حاضر کے صیغے سے حضورؐ کی بیویوں کو مخاطب کیا ہے، اس لئے درمیان میں، انما یرید آلخ سے بھی حضورؐ کی بیویاں ہی

مراد ہیں، اور وہ اہل بیت میں داخل ہیں۔اور بعد میں حضرت فاطمہؓ، اور حضرت علیؓ کو حضورؐ نے اہل بیت میں داخل کیا ہے، اس لئے اہل بیت میں حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ وغیرھا تمام بیویاں داخل ہیں

نکتہ۔۔آیت کے درمیان میں، لیذھب عنکم الرجس أهل البيت و يطهركم تطهيرا ، میں،عنکم، اور، یطھر کم ، میں جمع مذکر حاضر کا صیغہ لایا ہے ،اس کی وجہ یہ ہے کہ، اہل بیت میں حضور بھی داخل ہیں، اس لئے انکی عظمت کے لئے، کم ،جمع مذکر حاضر کا صیغہ لائے ہیں اور اس میں تمام بیویاں داخل ہیں

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی بیویاں اہل بیت میں پہلے سے داخل ہیں

1۔عن ام سلمة قالت انزلت هذه الآية (انما يريد الخ [آیت ۳۳، سورت الاحزاب ۳۳] ۔۔۔قلت و انا معكم يا رسول الله ؟ قال و انت معنا ۔(طبرانی کبیر، مسند ام حبیبۃ بنت کیسان عن ام سلمۃ، ج ۲۳، ص ۳۵۷، نمبر ۸۳۹)

ترجمہ۔حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ جب آیت انما یرید الخ نازل ہوئی ۔۔۔تو میں نے پوچھا کہ ہم بیویاں بھی آپ کے ساتھ اہل بیت میں داخل ہیں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اہل بیت میں داخل ہو

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ، ہم بیویاں بھی اہل بیت اور اایت تطہیر میں داخل ہیں تو، حضورؐ نے جواب دیا کہ تم لوگ بھی اہل بیت میں داخل ہو

2۔عن انسؓ قال بنى على النبى ﷺ بزينب بنت جحش بخبز و لحم ...فخرج

النبی ﷺ فانطلق الی حجرۃ عائشۃ فقال السلام علیکم اھل البیت و رحمۃ اللہ) فقالت وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ، کیف وجدت اھلک ؟ بارک اللہ لک فتقری حجر نسائہ کلھن یقول لھن کما یقول لعائشۃ و یقلن لہ کما قالت عائشۃ ۔(بخاری شریف، کتاب التفسیر، باب لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام [آیت ۵۳، سورت]ص ۸۴۳، نمبر ۴۷۹۳)

۔ترجمہ۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضورؐ نے روٹی اور گوشت سے زینب بنت جحش کا ولیمہ کیا۔۔حضور حضرت عائشہؓ کے کمرے کی طرف گئے اور فرمایا، السلام علیکم اھل البیت و رحمۃ اللہ ،تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا، وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر انہوں نے پوچھا، کہ آپ نے اپنے اہل، یعنی اپنی نئی بیوی زینب کو کیسے پایا، اللہ آپ کو برکت دے، حضورؐ تمام بیویوں کے کمروں میں تشریف لے گئے، اور ہر ایک بیوی کو ایسے ہی کہتے جیسے حضرت عائشہؓ کو کہا تھا، اور سب بیویاں ویسے ہی کہتیں جیسے حضرت عائشہؓ نے کہا تھا

اس حدیث میں تمام بیویوں کو اہل بیت کہا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہوتی ہے، اور حضرت عائشہ، اور حضرت حفصہؓ حضورؐ کے اہل بیت میں داخل ہیں

3۔انطلقت انا و حصین الی زید بن ارقم ....قام رسول اللہ ﷺ یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ و المدینۃ ثم قال و اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی ،اذکرکم اللہ فی اھل بیتی. اذکرکم اللہ فی اھل بیتی، فقال لہ حصین و من اھل بیتہ ؟ یا زید الیس نسائہ من اھل بیتہ ؟ قال نسائہ من اھل بیتہ و لکن اھل بیتہ من حرم الصدقۃ بعدہ۔(مسلم شریف، باب فضل علی بن طالب، ص ۱۰۶۱، نمبر ۲۴۰۸/ ۶۲۲۵)

ترجمہ۔ میں اور حصین زید بن ارقم کے پاس گئے ۔۔۔مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کی ایک جگہ ہے جس کا نام خم ہے، وہاں ایک دن ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے ، پھر آپ نے فرمایا، میرے گھر والے، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ یاد دلاتا ہوں، حضرت زیدؓ سے حصین ؒ نے پوچھا، حضور ؐ کے اہل بیت کون ہیں، حضرت زید! انکی بیویاں اہل بیت نہیں ہیں؟ تو حضرت زید نے فرمایا، حضور ؐ کی بیویاں اہل بیت میں ہیں، لیکن جن لوگوں کو زکوۃ لینا حرام ہے وہ بھی بیویوں کے علاوہ، اہل بیت میں داخل ہیں

ان احادیث میں حضور ؐ کی تمام بیویوں کو اہل بیت کہا ہے، اس لئے حضور ؐ کی تمام بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں اور ان کے لئے تطہیر کی فضیلت حاصل ہے

اس آیت میں اہل سے مراد حضرت موسیٰ کی بیوی ہیں

2۔ اذ راٰ نارا فقال لاهله امکثوا انی آنستُ نارا ۔(آیت ۱۰، سورت طہ ۲۰)

ترجمہ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کو [موسیٰ] کو ایک آگ نظر آئی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔

اس آیت میں اہل سے حضرت موسی علیہ السلام کی بیوی صفورہؓ مراد ہیں، اس لئے اہل بیت میں تمام بیویاں داخل ہیں

بعد میں حضورؐ نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، اور حسینؓ کو اہل بیت میں داخل کیا

آیت کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں پہلے سے داخل تھیں، بعد میں حضورؐ نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، اور حسینؓ کو اہل بیت میں داخل کیا ہے اور اب وہ ہمیشہ کے لئے اہل بیت میں داخل ہو گئے

اس کی دلیل یہ حدیث ہے

4۔ قالت عائشه خرج النبی ﷺ غداة و علیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فأدخله ثم جاء الحسین فدخل معه ، ثم جائت فاطمه فأدخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال، انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا۔ (آیت ۳۳، سورت الاحزاب ۳۳)۔ مسلم شریف، باب فضائل اہل بیت النبی ﷺ، ص ۱۰۶۷، نمبر ۶۲۶۱/۲۴۲۴/ ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب اہل البیت، ص ۸۵۹، نمبر ۳۷۸۷)

ترجمہ۔ حضورؐ ایک صبح کو نکلے آپ پر کالے بال کی نقشین چادر تھی، حضرت حسن بن علیؓ آئے آپ نے انکو چادر میں داخل کرلیا، پھر حضرت حسین آئے، انکو بھی حضرت حسن کے ساتھ داخل کرلیا، پھر حضرت فاطمہ آئی، آپ نے ان کو بھی داخل کرلیا، پھر حضرت علیؓ، آپ نے انکو بھی چادر میں داخل کرلیا، پھر یہ آیت پڑھی انما یرید اللہ، الخ، ترجمہ۔ اے نبی کے گھر والو [اہل بیت] اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

عام طور پر اہل بیت، یعنی گھر والے، سے لوگ گھر میں رہنے والی بیویوں کو ہی گھر والے سمجھتے ہیں، شادی شدہ بیٹی، داماد، اور نواسوں کو گھر والے نہیں کہتے ہیں، اور اگر یہ حضرات دوسرے گھر میں رہتے ہوں، تو اور بھی انکو گھر والے نہیں کہتے ہیں، اس لئے حضورؐ نے باضابطہ ان حضرات کو چادر میں داخل کیا، اور بیویوں کے ساتھ حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، اور حسینؓ کو اہل بیت میں داخل کیا اور یہ ہمیشہ کے لئے اہل بیت میں داخل ہیں، اور جس طرح ازواج مطہرات کے لئے آیت تطہیر ہے اسی طرح ان حضرات کے لئے بھی اتنی ہی تطہیر ہے، اس سے کم کرنا بھی اچھا نہیں ہے اور بڑھانا بھی اچھا نہیں ہے

اس کی ایک مثال یہ ہے

مدینہ طیبہ حرم نہیں تھا، لیکن حضورؐ نے اس کو اللہ کے حکم سے حرم بنایا، اسی طرح حضرت فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اہل بیت میں داخل نہیں تھے لیکن حضورؐ نے اللہ کے حکم سے انکو اہل بیت میں داخل فرمایا، اور آیت تطہیر میں داخل فرمایا

مدینہ طیبہ کو حضورؐ نے حرم بنایا اس کے لئے حدیث یہ ہے

۔**عن ابی ہریرہؓ ان النبی ﷺ قال حرم ما بین لابتی المدینۃ علی لسانی**۔(بخاری شریف، کتاب فضائل المدینۃ، باب حرم المدینۃ، ص ۳۰۱، نمبر ۱۸۶۹/ابوداود شریف، کتاب المناسک، باب فی تحریم المدینۃ، ص ۲۹۵، نمبر ۲۰۳۷)

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مدینہ کے دونوں کے دونوں کنارے میری زبان پر حرم قرار دئے گئے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور نے مدینہ کو حرم قرار دیا، اسی طرح حضورؐ نے حضرت فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اہل بیت میں داخل فرمایا۔

پہلے یہ حضرات اہل بیت میں داخل نہیں تھے، اور یہ بھی طے ہے کہ یہ اللہ کے حکم سے حضورؐ نے کیا

اہل بیت سے محبت کرنا ایمان کا جز ہے

اہل بیت کا مقام کتنا اہم ہے کہ دن میں کم سے کم پانچ مرتبہ فرض نماز پڑھی جاتی ہے، اور پانچوں مرتبہ حضورؐ پر درود پڑھا جاتا ہے، اور حضورؐ پر درود کے ساتھ ان کی آل پر بھی درود پڑھنا لازمی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کے اہل بیت اور آپ کی آل کا مقام بہت اونچا ہے، اور ایمان کا جز ہے، اور اس کے علاوہ جب بھی درود شریف پڑھا جائے گا تو حضور کی اولاد اور گھر والوں کے لئے دعا ہوگی، اور قیامت تک ہوتی رہے گی

درود ابرہمی یہ ہے۔ **اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد. الخ ۔**

ترجمہ۔اے اللہ محمدؐ پر درود عطا فرما، اور محمدؐ کے آل پر درود عطا فرما۔

اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد. الخ ۔

ترجمہ۔اے اللہ محمدؐ پر برکت عطا فرما، اور محمدؐ کے آل پر برکت عطا فرما۔

غدیر خم کے موقع پر حضورؐ نے تین مرتبہ لوگوں سے فرمایا کہ میرے اہل بیت کے بارے میں بچتے رہنا اور تمام اہل بیت کا پورا احترام کرنا۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ خوارج نے اہل بیت میں سے حضرت علیؓ کو برا بھلا کہا، شامیوں نے اہل بیت میں سے حضرت حسینؓ کو شہید کیا، اور کچھ نے اہل بیت میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو برا بھلا کہا، چونکہ حضورؐ کو ان تینوں زیادتیوں کی اطلاع دے دی گئی تھی، اس لئے آپ نے تین مرتبہ اہل بیت اور گھر والوں کے بارے میں احترام کرنے کی ترغیب دی

حدیث یہ ہے ۔

5۔انطلقت انا و حصینبن سبرۃ الی زید بن ارقم....قام رسول الله ﷺ یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکة و المدینة فحمد الله و اثنی علیه و وعظ و ذکر ثم قال اما بعد الا ایها الناس فانما انا بشر یوشک ان یأتی رسول ربی فأجیب ، و انا تارک فیکم ثقلین ، اولهما کتاب الله فیه الهدی و النور فخذوا بکتاب الله و استمسکوا به فحث علی کتاب الله و رغب فیه ثم قال و اهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی ،اذکرکم الله فی اهل بیتی. اذکرکم الله فی اهل بیتی، فقال له حصین و من اهل بیته ؟ یا زید الیس نسائه من اهل بیته ؟ قال نسائه من اهل بیته ۔(مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابۃ ،باب من فضائل علی بن طالب ؓ ص۱۰۶۱،نمبر۲۴۰۸/۶۲۲۵)

ترجمہ۔میں اور حضرت حصین زید بن ارقم کے پاس گئے ---مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کی ایک جگہ ہے جس کا نام خم ہے، وہاں حضور ؐ ایک دن ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، آپ ؐ نے اللہ کی حمد وثنا کی، وعظ کیا اور یاد دلایا، پھر کہا امابعد، لوگو سنو!، میں انسان ہوں، ہوسکتا ہے کہ میرے رب کا قاصد آجائے، اور میں انکی بات قبول کر کے دنیا سے چلا جاؤں، میں دو اہم چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ جاتا ہوں، پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے، جس میں ھدایت اور نور ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑو ،قرآن کو پکڑنے کے لئے بہت ترغیب دی، پھر آپ ؐ نے فرمایا، میرے گھر والے، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ کا عہد یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ کا عہد یاد دلاتا ہوں، میں اپنے گھر والوں کے بارے میں، تم کو اللہ کا عہد یاد دلاتا ہوں، حضرت زید ؓ سے حصین ؓ نے پوچھا، حضور ؐ کے اہل بیت کون ہیں حضرت زید؟ انکی بیویاں اہل بیت میں نہیں ہیں؟ تو حضرت زید ؓ نے فرمایا، حضور ؐ کی بیویاں اہل بیت میں ہیں،

اس حدیث میں تین مرتبہ حضورؐ نے بڑے درد کے ساتھ لوگوں سے کہا کہ میرے گھر والوں کے ساتھ احترام اور محبت کا معاملہ کرنا۔

6۔عن جابر بن عبد الله قال رأيت رسول الله ﷺ فی حجته یوم عرفة و هو علی ناقته القصواء یخطب فسمعته یقول ، یا ایها الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا ، کتاب الله ، وعترتی اهل بیتی ۔(ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب اهل البیت ،ص ۸۵۹، نمبر ۳۷۸۶ رمسند احمد ،حدیث زید بن ثابت ، ج ۶،ص ۲۳۲، نمبر ۲۱۰۶۸)

ترجمہ۔جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن دیکھا، آپ قصوا اونٹنی پر سوار تھے ، اور خطبہ دے رہے تھے ، میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا ، اے لوگوں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ، اگر تم اس کو پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے ، ایک اللہ کی کتاب قرآن ، اور دوسری میرا کنبہ، میرے گھر والے

یعنی قرآن اور اہل بیت کو پکڑو گے تو گمراہ نہیں ہوگے

7۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ أحبوا الله لما یغذو کم من نعمه ، و أحبونی بحب الله و أحبوا أهل بیتی بحبی ۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب مناقب اهل البیت ،ص ۸۵۹، نمبر ۳۷۸۹)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ اللہ سے محبت کرو، کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے غذا دیتا ہے، اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے بھی محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے گھر والوں سے بھی محبت کیا کرو۔

ان سب احادیث میں تمام اہل بیت سے محبت کرنے کی تاکید ہے

سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کی فضیلت

حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی چہیتی بیٹی ہیں، اور جگر کا ٹکڑا ہیں جنت کی سردار ہیں، اہل سنت والجماعت ان سے دل سے محبت کرتے ہیں، یہ ہمارے سر کے تاج ہیں ، اور ان کا احترام کرنا ایمان کا جز سمجھتے ہیں ، یہ اور بات ہے کہ حد سے زیادہ نہیں بڑھتے ۔ان سب کی مختصر فضیلت بیان کی جا رہی ہے
اس کے لئے احادیث یہ ہیں۔

8۔عن مسور بن مخرمة ان رسول الله ﷺ قال فاطمة بضعة منی فمن أغضبها أغضبنی۔(بخاری شریف، باب منقبۃ فاطمۃ علیہ السلام، ص ۶۲۶ نمبر ۳۷۱۴)
ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے، جس نے انکو غصہ دلایا، اس نے مجھ کو غصہ دلایا

9۔عن عائشه قالت کنا ازواج النبی ﷺ عنده لم یغادر منهن واحدة .....فقال یا فاطمة اما ترضی ان تکونی سیدة نساء المومنین او سیدة نساء هذه الامة ؟ قالت فضحکت ضحکی الذی رأیت ۔(مسلم شریف، باب فضائل فاطمۃؓ، ص ۱۰۷۸، نمبر ۲۴۵۰/ ۶۳۱۳)۔ترجمہ۔ہم حضور ﷺ کی بیویاں حضور ﷺ کے پاس تھیں، ہم میں سے کسی نے حضور ﷺ کو چھوڑا نہیں تھا ۔۔۔حضور ﷺ نے فرمایا: فاطمہ کیا اس بات سے راضی نہیں ہو کہ، تم مومنین کی عورتوں کی سردار بنے، یا یوں فرمایا کہ، اس امت کی عورتوں کی سردار بنے؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ تم لوگ جو مجھے ہنستے ہوئے دیکھی وہ اسی وجہ سے ہنس رہی تھی۔

ان احادیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ مومن عورتوں کی سردار ہیں، اور حضور ﷺ کے دل کا ٹکڑا ہیں

سیدہ حضرت فاطمہ رضؓ کو وراثت کیوں نہیں دی گئی

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو وراثت نہیں دی اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، خود حضرت علیؓ نے اس کی تصدیق کی ہے کہ ہاں نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ورنہ حضرت عائشہؓ، اور حضرت حفصہؓ کو بھی بیوی ہونے کی وجہ سے آٹھواں حصہ ملتا، اس لئے اب کسی کو حضرت ابو بکرؓ پر الزام لگانے کی گنجائش نہیں ہے،

احادیث یہ ہیں

10۔ عن عائشة ان فاطمة عليها السلام أرسلت الى ابى بكر تسأله ميراثها من النبى ﷺ مما افاء الله على رسوله ﷺ تطلب صدقة النبى ﷺ التى بالمدينة و فدك و ما بقى من خمس خيبر فقال ابو بكر ان رسول الله ﷺ قال لا نورث ما تركنا فهو صدقة، انما يأكل آل محمد من هذا المال يعنى مال الله ليس لهم ان يزيدوا على الماكل و انى و الله لا أغير شيئا من صدقات رسول الله ﷺ التى كانت عليها فى عهد النبى ﷺ و لاعملن فيها بما عمل فيها رسول الله ﷺ، فتشهد علىؓ ثم قال انا قد عرفنا يا ابا بكر فضيلتك و ذكر قرابتهم من رسول الله و حقهم فتكلم ابو بكر فقال و الذى نفسى بيده لقرابة رسول الله احب الى ان اصل من قرابتى ۔(بخاری شریف، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ ومنقبۃ فاطمۃ علیہا السلام، ص ۶۲۶، نمبر ۳۷۱۱)

ترجمہ۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت ابو بکر کو خبر بھیجی کہ اللہ نے جو کچھ مال غنیمت دیا ہے اس

میں وراثت دیں، حضورؐ کو مدینہ میں ملا تھا، فدک میں ملا تھا اور جو خیبر کا خمس ملا تھا ان سب میں وراثت دیں، تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ، حضورؐ نے فرمایا تھا کہ نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ امت پر صدقہ ہوتا ہے، ہاں اس مال میں محمدؐ کے اہل وعیال بھی کھائیں گے، کھانے سے زیادہ ان کو نہیں ملے گا، اور حضورؐ کے زمانے میں جیسا تھا میں ان صدقات میں کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، اور جیسا حضورؐ نے عمل کیا تھا میں ایسا ہی عمل کروں گا، اس پر حضرت علی نے گواہی دی [کہ ہاں یہی بات ہے جو آپ کہہ رہے ہیں] پھر حضرت علی نے یہ بھی فرمایا کہ، اے ابو بکرؓ میں آپ کی فضیلت جانتا ہوں، پھر حضورؐ سے کیا رشتہ داری ہے اور ان کا کیا حق ہے اس کا ذکر کیا، پھر ابو بکرؓ نے بات کی اور کہا جس خدا کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ رسول اللہ کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کروں

اس حدیث میں ہے کہ حضور کے مال میں وراثت نہیں ہوتی، اور حضرت علیؓ نے اس کی تصدیق کی، پھر یہ بھی دیکھیں وراثت لینے میں صرف حضرت فاطمہ نہیں ہیں، بلکہ بیوی ہونے کی حیثیت سے حضرت عائشہ وغیرہ کو بھی آٹھواں حصہ ملے گا، لیکن حضرت ابو بکر نے اپنی بیٹی کو بھی حضور کی وراثت تقسیم کر کے نہیں دی۔

لوگ صرف حضرت فاطمہؓ کی بات کرتے ہیں حضرت عائشہ، اور حضرت حفصہؓ کی وراثت کی بات نہیں کرتے

11۔عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال لا تقسم ورثتی دینار و لا درھما، ما ترکت بعد نفقۃ نسائی و مؤنۃ عاملی فھو صدقۃ۔(بخاری شریف، کتاب الوصایۃ، باب نفقۃ القیم للوقف، ص ۴۵۹، نمبر ۲۷۷۶/ مسلم شریف، کتاب الوصیۃ، باب ترک الوصیۃ لمن لیس لہ شیء یوصی فیہ، ص ۷۱۷، نمبر ۴۲۲۷/۱۶۳۴)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا: میرے وارث دینار اور درہم تقسیم نہیں کریں گے میری بیویوں کے نفقے، اور کام کرنے والوں کی مزدوری کے بعد جو کچھ چھوڑوں گا وہ امت پر صدقہ ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میری وراثت تقسیم نہیں ہوگی، میں جو کچھ چھوڑوں گا وہ امت کے لئے صدقہ ہے، اس لئے اس معاملے کو بڑھا کر حضرت فاطمہؓ پر ظلم کہنا بہت بڑی غلطی ہے

12۔عن قیس بن کثیر ...ان الانبیاء لم یورثوا دینارا و لا درهما انما ورثوا العلم ۔

(ترمذی شریف، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ص۶۰۹، نمبر ۲۶۸۲/ابن ماجۃ شریف، مقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ص۳۴، نمبر۲۲۳)

ترجمہ۔انبیاء دینار اور درھم کے وارث نہیں بناتے ،وہ صرف علم کے وارث بناتے ہیں

اس حدیث میں موجود ہے کہ انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی، اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو وراثت نہیں دی تو اس بات کو بہت بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے

حضرت ابو بکرؓ نے عہد کیا کہ اہل بیت کو جی بھر کر کر دیں گے

حضرت ابو بکرؓ نے وعدہ کیا کہ میں وراثت تو نہیں دوں گا، کیونکہ وہ جائز نہیں ہے، لیکن اپنے اہل وعیال سے زیادہ حضور کے اہل وعیال، اور اہل بیت کو دوں گا، اور ان کی پوری خبر گیری کروں گا
اس کے لئے حضرت ابو بکرؓ کا قول یہ ہے

13۔ عن ابی بکرؓ قال ارقبوا محمدا ﷺ فی اهل بیته ۔ (بخاری شریف، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ومنقبة فاطمة علیها السلام، ص ۶۲۶، نمبر ۳۷۱۳)
ترجمہ۔ حضرت ابو بکرؓ سے یہ روایت ہے کہ حضورؐ کے اہل بیت کے بارے میں پورا خیال رکھا کرو۔

اس حضرت ابو بکرؓ کے قول میں ہے کہ میں خود بھی اہل بیت کا پورا خیال رکھا کروں گا ، اور لوگو! تم بھی اہل بیت کا پورا خیال رکھا کرو

حضرت علیؓ حضرت ابو بکرؓ کے گلے ملے

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کے اختلاف کو لوگ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں، اور ابھی بھی مسلمانوں میں دشمنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور گلے بھی ملے، جس پر تمام مسلمان خوش ہوئے

حدیث یہ ہے

14۔عن عائشة ...استنكر عليٌّ وجوه الناس فالتمس مصالحة ابى بكر و مبايعته و لم يكن يبايع تلك الاشهر ...فقال عليٌّ لابى بكرٍ موعدك العشية للبيعة فلما صلى ابو بكرٍ الظهر رقى المنبر فتشهد و ذكر شان عليٍّ و تخلفه عن البيعة و عذره بالذى اعتذر اليه ثم استغفر، و تشهد عليٌّ فعظم حق ابى بكرٍ و حدث انه لم يحمله على الذى صنع نفاسة على ابى بكرٍ و لا انكارا للذى فضله الله به و لكنا نرى لنا فى هذ الامر نصيبافاستبد علينا فوجدنا فى انفسنا فسر بذالك ا لمسلمون و قالوا اصبت ، و كان المسلمون الى عليٍّ قريبا حين راجع الامر المعروف (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ص ۷۱۹، نمبر ۴۲۴۰)۔

ترجمہ ۔حضرت علیؓ کو ایسا محسوس ہوا کہ لوگ میری طرف توجہ کم دے رہے ہیں، اس لئے حضرت ابو بکرؓ سے صلح کی اور ان سے بیعت کرنے کی درخواست کی، انہوں نے ان چھ مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی ۔۔۔حضرت علی نے فرمایا بیعت کے لئے شام کا وقت ٹھیک ہے، جب حضرت ابو بکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر بیٹھے، اور کلمہ شہادت پڑھا، اور حضرت علیؓ کی شان بیان کی، اور اب تک بیعت سے پیچھے

رہے اس کی وجہ بیان کی، اور حضرت علیؓ نے جو عذر پیش کی اس کا بھی ذکر کیا پھر استغفار کیا۔اور حضرت علیؓ نے کلمہ شہادت پڑھا، اور حضرت ابو بکر کے حق کی عظمت بیان کی، اور یہ بھی کہا کہ میں نے جو کیا ہے وہ حضرت ابو بکر پر فوقیت کی وجہ سے نہیں کی ہے، اور اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کو فضیلت دی ہے مجھے اس کا انکار بھی نہیں ہے، لیکن میرا خیال تھا کہ اس معاملے [وراثت میں، یا خلافت میں] میرا بھی کچھ حصہ ہے، لیکن مجھے وہ نہیں ملا جس کی وجہ سے میرا دل اچاٹ ہوا [اور اب میں خوشی سے بیعت کے لئے آ گیا ہوں]، اس سے مسلمان بہت خوش ہوئے، اور سب نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا، اور جب حضرت علیؓ نے امر معروف کی طرف رجوع کیا تو لوگ حضرت علیؓ کے بہت قریب آ گئے۔

اس حدیث میں حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی عظمت کی، اور انکی فضیلت بیان کی اور حضرت ابو بکرؓ سے بیعت بھی کی ہے، جس سے اس وقت کے تمام مسلمان بہت خوش ہوئے۔

لیکن افسوس ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کر کے جو اتفاق پیدا کیا تھا بعد کے لوگوں نے اس کو ہوا بنایا، اور مسلمانوں کو دو ٹکڑے کر دئے،

تمام مسالک والوں کی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس بیعت کے بعد حضرت علیؓ نے تینوں خلفاء کے زمانے تک کبھی بھی خلافت نہیں مانگی، اور نہ اس کی تمنا کی، بلکہ تمام خلفاء کا دل سے تعاون کرتے رہے ، اور مشورے دیتے رہے تا کہ امت میں انتشار نہ ہو

حضرت علیؓ کے طریقے پر چلتے ہوئے ہم بھی امت کو جوڑنے کے لئے ایک بنے رہتے تو کتنا اچھا ہوتا، لیکن افسوس ہے کہ ہم کتنے ٹکڑوں میں بٹ گئے، اور قوم کا شیرازہ بکھر گیا۔

امیرالموٴمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حضرت امیر المومنین علی بن طالب رضی اللہ عنہ، امت کے چوتھے خلیفہ ہیں، یہ اہل بیت میں شامل ہیں، اور بہت سے فضائل کے مالک ہیں، یہ بہت نیک دل اور بہادر صحابی تھے، وہ جبال العلم تھے، انہوں نے ،سفر، حضر میں حضورؐ کا ساتھ دیا، ان کے ساتھ خوارج نے اچھا نہیں کیا، اور بہت تنگ کیا، اور آخر انکو ایک خارجی نے شہید کر دیا، جس کی وجہ سے آج تک ہمارا دل رو رہا ہے

ان کی فضیلتیں بہت ہیں، ان میں سے کچھ فضائل کی حدیثیں یہ ہیں

15۔قال النبی ﷺ لعلیؓ انت منی و انا منک ۔(بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی بن طالبؓ، ص۶۲۴، نمبر۳۷۰۱)

ترجمہ۔حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: تم میرے ہو، اور میں تمہارا ہوں

16۔سمعت ابراھیم بن سعد عن ابیہ قال قال النبی ﷺ اما ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسی ۔۔(بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی بن طالبؓ، ص۶۲۵، نمبر۳۷۰۶)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا علی کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو، کہ جس طرح ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے لئے تھے، اسی طرح تم میرے لئے ہو۔

17۔عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ انامدینة العلم و علی بابھا ، فمن اراد

العلم فلیأت الباب ۔(مستدرک للحاکم،،باب واماقصۃ اعتزال محمد بن مسلمۃ ،ج ۳،ص ۱۳۷،نمبر ۴۶۳۷ طبرانی کبیر،باب مجاھد عن ابن عباس ،ج ۱۱،ص ۶۵،نمبر ۱۱۰۶۱)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے،جس کو علم حاصل کرنا ہو وہ دروازے کے پاس آئے [یعنی علیؓ کے پاس آئے]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ علم کے اعلی مقام پر فائز تھے ، اور واقعی ایسے ہی تھے ۔ حضرت کی نہج البلاغہ اس کی واضح مثال ہے

حضرت علیؓ کو حد سے زیادہ بڑھانا بھی ہلاکت ہے ،اوران سے نفرت کرنا بھی بھی ہلاکت ہے

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرے بارے میں دو قسم کے آدمی ہلاک ہوں گے ایک جو میری محبت میں حد سے زیادہ بڑھیں گے، کہ نبی سے بھی زیادہ بڑھائیں گے، اور دوسرے وہ جو میرے بغض اور دشمنی میں حد سے زیادہ بڑھیں گے، جیسے خوارج نے کیا

حضرت علیؓ کا ارشاد یہ ہے

18۔عن ابی حبوۃ قال سمعت علیاؓ یقول : یھلک فی رجلان : مفرط فی حبی ، و مفرط فی بغضی ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ، ج۶، کتاب فضائل، باب فضائل علی بن ابی طالبؓ، ص ۳۷۷، نمبر ۳۲۱۲۵/۳۲۱۳۴)

ترجمہ۔حضرت علیؓ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بارے میں دو قسم کے آدمی ہلاک ہوں گے، ایک وہ جو میری محبت میں حد سے زیادہ بڑھا ہو، اور دوسرا جو میری دشمنی میں حد سے زیادہ بڑھا ہو

19۔عن ابی سوار العدوی قال قال علیؓ لیحبنی قوم حتی یدخل النار فی حبی ، و لیبغضنی قوم حتی یدخلوا النار فی بغضی ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، ج۶، کتاب فضائل، باب فضائل علی بن ابی طالبؓ، ص ۳۷۷، نمبر ۳۲۱۲۴/۳۲۱۳۳)

ترجمہ۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھ سے کچھ لوگ [حد سے زیادہ] محبت کریں گے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوں گے، اور کچھ لوگ مجھ سے حد سے زیادہ بغض رکھیں گے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

یہ بالکل واقعہ ہے، کہ کچھ لوگ حضرت علیؓ کی محبت میں حد سے گزر گئے ہیں، اور کچھ حضرت علیؓ کی نفرت

میں حد سے زیادہ گزر گئے ہیں

اہل سنت والجماعت بالکل حق پر ہیں کہ وہ حضرت علیؓ سے دل سے محبت کرتے ہیں لیکن اس میں غلو نہیں کرتے، کہ نبیوں سے بھی آگے بڑھا دیا جائے، اور ان سے نفرت تو کرتے ہی نہیں، بلکہ بے پناہ محبت کرتے ہیں، اور اپنے سر کا تاج سمجھتے ہیں ۔

حضرت علیؓ تمام مومنین کے ولی ہیں، یعنی دوست ہیں

بعض حضرات نے اس حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت علیؓ مددگار ہیں اور مشکل کشا، اور حاجت روا ہیں، لیکن حدیث کا ٹکڑا، **اللھم عاد من عاداہ**،

ترجمہ۔ کہ جو حضرت علیؓ سے دشمنی رکھے اے اللہ تو اس کا دشمن بن جا، کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں مولی کا ترجمہ دوست کے ہیں، مددگار اور مشکل کشا کے نہیں ہے

اس بارے میں اسی کتاب میں، اللہ کے علاوہ سے مدد مانگنا، والا عنوان دیکھیں

کچھ حضرات نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت علیؓ کو حضور ؐ نے خلیفہ اول بنایا ہے، کیونکہ حضرت علی کو ہر مومن کا ولی بنایا ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ولی کا معنی دوست کے ہیں، کہ حضرت علیؓ ہر مومن کے دوست ہیں، المنجد میں، ولی کا معنی قریب، اور محبوب، لکھا ہے

دوست والی حدیث یہ ہے

20۔عن البراء بن عاذب قال اقبلنا مع رسول اللہ ﷺ فی حجتہ التی حج فنزل فی بعض الطریق فأمر الصلوۃ جامعۃ فأخذ بید علی فقال ألست اولی بالمومنین من انفسھم ؟ قالوا بلی ،قال الست اولی بکل مومن من نفسہ ؟ قالوا بلی قال فھذا ولی من انا مولاہ ، اللھم وال من والاہ اللھم عاد من عاداہ ۔(ابن ماجۃ شریف، فضل علی بن طالبؓ، ص ۱۹، نمبر ۱۱۶)

ترجمہ۔ حضرت براء بن عاذب فرماتے ہیں کہ ایک حج کے موقع پر ہم حضور ؐ کے ساتھ واپس آرہے تھے،

راستے میں ہم نیچے اترے، حضورؐ نے فرمایا کہ نماز کی جماعت کے لئے تیار ہو جاؤ، پھر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا، اور فرمایا کہ کیا میں مومنین کو اس کی ذات سے زیادہ محبوب نہیں ہوں؟، لوگوں نے کہا ہاں! پھر فرمایا کہ ہر مومن کی ذات سے زیادہ محبوب نہیں ہوں؟ لوگوں نے پھر کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ، جس کا میں محبوب ہوں اس کا یہ محبوب ہے، اے اللہ جو حضرت علیؓ سے محبت کرے تو اس کا محبوب بن جا، اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن بن جا۔

اس حدیث میں فرمایا کہ جس کا میں ولی حضرت علی اس کے ولی، پھر فرمایا کہ حضرت علی سے جو دوستی رکھے، اے اللہ تو اس کا دوست بن جا، اور جو اس سے دشمنی رکھے، اے اللہ تو اس کا دشمن بن جا۔

نوٹ: ولی کے معنی مددگار کا بھی آتا ہے، لیکن یہاں ولی کا معنی دوست ہے، ولی کا معنی خلیفہ اول کے یا مددگار کے نہیں ہے۔ آپ دعا کے الفاظ پر غور کریں

اس آیت میں مولی، دوست کے معنی میں استعمال ہوا ہے

3۔یوم لا یغنی مولی عن مولی شیئا و لا ھم ینصرون ۔(آیت ۴۱، سورت الدخان ۴۴)

ترجمہ۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کو کوئی کام نہیں آئے گا، اور نہ اس کی مدد ہو گی

اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے ولی کا معنی دوست کرنا بالکل صحیح ہے

امیر المومنین حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی فضیلتیں

حضرت حسنؓ اور حسینؓ اہل بیت میں سے ہیں ، جنت کے سردار ہیں اور امیر المومنین بھی ہیں ، لیکن شامیوں نے انکو شہید کر دیا، اور آج تک یہ جھگڑا مسلمانوں کے درمیان جھگڑے کا باعث بنا ہوا ہے، کاش کہ دونوں صلح کر کے آپس میں اتفاق کر لیتے اور عرب کے ملکوں کو اختلاف سے بچا لیتے ، فیا آسفا۔ یہ یاد رہے کہ اہل سنت والجماعت اہل مدینہ کے حمایتی ہیں۔ وہ نہ حضرت حسینؓ کو شہید کرنے میں شریک ہیں، اور نہ وہ کربلا میں موجود تھے، اور نہ حضرت علیؓ کو شہید کرنے میں شریک ہیں، اور نہ اس سے خوش ہیں، بلکہ آج تک اس ظلم پر افسوس کر رہے ہیں اس لئے اہل سنت کو ملزم ٹھہرانا ٹھیک نہیں ہے۔

انکے فضائل کے بہت احادیث ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں

21۔عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من أحب الحسن و الحسين فقد احبني و من ابغضهما فقد ابغضني ۔(ابن ماجۃ شریف، باب فضل الحسن والحسین ابنی علی بن ابی طالبؓ ص۲۲، نمبر ۱۴۳)

ترجمہ حضورؐ نے فرمایا، جو لوگ حسن اور حسینؓ سے محبت کرتے ہیں تو گویا کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں، اور جو ان سے دشمنی کرتے ہیں تو گویا کہ مجھ سے دشمنی کرتے ہیں

22۔عن اسامة بن زيد عن النبی ﷺ انه كان ياخذه و الحسن و يقول اللهم انی احبهما فاحبهما ۔(بخاری شریف، باب مناقب الحسن والحسینؓ ص ۶۳۱، نمبر ۳۷۴۷ر مسلم

شریف، باب من فضائل الحسن والحسینؓ،ص ۱۰۷۰،نمبر ۲۴۲۱/۶۲۵۶)

ترجمہ۔حضورؐ حضرت حسین اور حضرت حسن کو گود میں لیتے اور فرماتے، اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی ان سے محبت کیجئے

23۔عن ابی موسی .....رأیت رسول الله ﷺ علی المنبر و الحسن بن علیؓ الی جنبه و هو یقبل علی الناس مرة و علیه اخری و یقول ان ابنی هذا سید و لعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین ۔(بخاری شریف، کتاب الصلح ،باب قول النبی ﷺ للحسن بن علیؓ،ص ۴۴۲،نمبر ۲۷۰۴)

ترجمہ۔حضرت ابو موسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو منبر پر دیکھا، کہ حضرت حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے، اور کبھی حسن کی طرف دیکھتے، اور یوں کہتے، میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور ہوسکتا ہے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا

اور ایسے ہی ہوا کہ آپ نے دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائی

24۔عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة و ابو هما خیر من هما ۔(ابن ماجۃ شریف، باب فضل علی بن طالب، ص ۱۹۔نمبر ۱۱۸)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا، حضرت حسن اور حضرت حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اور ان کے والد، حضرت علی ان دونوں سے بہتر ہیں

25۔عن زید بن الارقم قال قال رسول الله ﷺ لعلی و فاطمة و الحسن و

الحسین ، انا سلم من سالمتم و حرب لمن حاربتم ۔(ابن ماجۃ شریف، باب فضل الحسن والحسین ابنی علی بن ابی طالب، ص۲۲، نمبر ۱۴۵)

ترجمہ ۔حضورؐ نے علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ سے فرمایا، جن سے آپ لوگ صلح کریں گے میں بھی ان سے صلح کروں گا، اور جن سے تمہاری جنگ ہے، میری بھی جنگ ہے

یہ خیال رہے کہ اہل سنت والجماعت نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ سے کبھی دشمنی نہیں رکھی ہے، بلکہ ہمیشہ ان سے محبت رکھی ہے، اوران کا احترام کیا ہے، اس لئے ان پر دشمنی کا الزام رکھنا غلط ہے ،البتہ شریعت کے حدود سے زیادہ نہیں بڑھے،

ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی فضیلت

اگر حضرت خدیجہؓ حیات ہوتیں تو یہ بھی اہل بیت میں شامل ہوتیں ، اور آیت تطہیر کے مصداق ہوتیں، کیونکہ یہ بھی حضورؐ کے گھر والی ہیں، یہ اور بات ہے کہ ان کی وفات کے بعد،، انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا ۔(آیت ۳۳،سورت الاحزاب ۳۳) آیت نازل ہوئی آیت تطہیر نازل ہوتے وقت یہ زندہ ہوتیں تو یہ بھی آیت تطہیر میں داخل ہوتیں ، یہ بھی تمام مومنین کی ماں ہیں

ان کی فضیلت کے لئے حدیث یہ ہے

26۔سمعت علی بن طالب یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول خیر نسائھا خدیجۃ بنت خویلد ، و خیر نسائھا مریم بنت عمران ۔(ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب فضل خدیجہؓ ص ۸۷۵،نمبر ۳۸۷۷)

ترجمہ۔ میں نے حضور سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تمام عورتوں میں بہتر خدیجہ بن خویلد ہیں ، اور بنی اسرائیل کی تمام عورتوں سے افضل مریم بنت عمران ہیں

واقعی حضرت خدیجہ بہت افضل ہیں، انہوں نے بے بسی کے عالم میں حضورؐ کا بہت ساتھ دیا، اور بہت تسلی دی، اللہ انکو اس کا بہترین بدلہ دے، آمین یارب العالمین

ام المومنین حضرت عائشہؓ کی فضیلت

حضرت عائشہؓ اہل بیت میں سے ہیں، اوران کا بھی اتنا ہی احترام ہے جتنا دوسرے اہل بیت کا ہے پھر بڑی بات یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کی چہیتی بیوی ہیں، اور پوری امت کی ماں ہیں اس لئے ان کی ادنی توہین بھی جائز نہیں ہے

کیا کوئی بھی آدمی اپنی بیوی کی توہین برداشت کرے گا، یہ کیا ظلم ہے کہ بیٹی اور داماد کی محبت میں انکی بیوی کو برا بھلا کہہ رہے ہیں، ذرا سوچیں کہ یہ کیا کرر ہے ہیں، حضور ؐ زندہ ہوتے تو کیا یہ برداشت کرتے؟

اگر حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں کوئی غلطی کی ہے تو اس کو اجتہادی غلطی سمجھیں اور امت کو جوڑنے کے لئے اس کو معاف کردیں، اور غیروں کے مقابلے پر اب مل کر بیٹھیں،

آپ دیکھتے نہیں کہ غیر مسلم آپ پر کتنا یلغار کرر ہے ہیں، اور آپ کے ملکوں کو برباد کرر ہے ہیں

حضرت عائشہؓ کے بارے میں یہ آیت ہے

4۔ان الذین جاؤ بالافک عصبة منکم [آیت ۱۱/ سورت النور ۲۴]۔۔۔ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا و الآخرة و لهم عذاب عظیم.... و الطیبات للطیبین و الطیبون للطیبات اولائک مبرئون مما یقولون لهم مغفرة و رزق کریم ۔(آیت ۱۱۔۲۶،سورت النور ۲۴)

ترجمہ۔یقین جانو کہ جولوگ یہ جھوٹی تہمت گھڑ کر لائے ہیں وہ تمہارے اندر ہی کا ایک ٹولہ ہے۔۔۔

یادرکھو کہ جولوگ پاک دامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، ن پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار پڑ چکی ہے، اوران کواس دن زبردست عذاب ہوگا۔۔ گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہیں، اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لائق ہیں، اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لائق ہیں یہ پاکباز مرد اور عورتیں ان باتوں سے بالکل مبرا ہیں جو یہ لوگ بنارہے ہیں، ان پاکبازوں کے حصے میں تو مغفرت ہے اور باعزت رزق ہے

غزوۃ بنوالمصطلق میں حضرت عائشہ قافلے سے پیچھے رہ گئی تھیں، اور بعد میں حضرت صفوان بن معطلؓ کے ساتھ قافلے میں آئیں، جس کی وجہ سے عبد اللہ بن ابی بن سلول نے حضرت عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگائی، ایک مہینے کے بعد اوپر کی آیتیں نازل ہوئیں، جس میں حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی بیان کی گئی ہے، اس لئے اس پر زنا کی تہمت لگانا سراسر ظلم ہے۔ کیا کوئی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگاتا ہے یا انکو برا بھلا کہتا ہے، یہ کیسی بے حیائی ہے

27۔عن عائشۃؓ ان رسول اللہ کان یسأل فی مرضه الذی مات فیه یقول این انا غدا ؟ این انا غدا ؟ . یرید یوم عائشة . فأذن له ازواجه یکون حیث شاء فکان فی بیت عائشة حتی مات عندها ،قالت عائشة فمات فی یوم الذی کان یدور علی فیه فی بیتی فقبضه اللہ و ان رأسه لبین نحری و سحری و خالط ریقه ریقی ۔(بخاری شریف، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، ص ۷۵٦، نمبر ۴۴۵۰)

ترجمہ۔جس مرض میں حضور کی وفات ہوئی اس میں پوچھا کرتے تھے کہ کل کس کے یہاں باری ہے؟، کل کس کے یہاں باری ہے؟ حضور ؐ یہ چاہتے تھے کہ حضرت عائشہؓ کی باری آجائے، اس لئے باقی بیویوں نے اس کی اجازت دے دی کہ حضور جس کے یہاں چاہیں رات گزاریں، اس لئے وفات

تک حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ، جس دن میری باری تھی اسی دن آپ کی وفات ہوئی، حضور میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، اس وقت اللہ نے اپنے پاس بلایا، اور اس آخری وقت میں ان کا تھوک میرے تھوک کے ساتھ ملا۔

حضرت عائشہ ؓ حضور ؐ کی کتنی چہیتی بیوی تھی کہ انکی باری کا انتظار کرتے رہے، اور انہیں کی گود میں آخری وقت گزارا، اور انہیں کی گود میں وفات پائی۔ پھر بھی انکو برا کہنا بہت بری بات ہے

28۔انہ سمع انس بن مالک یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فضل عائشة علی النساء کفضل لثرید علی سائر الطعام ۔(بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشہؓ، ص۶۳۳، نمبر ۳۷۷۰)

ترجمہ۔ میں نے حضورؐ کو کہتے سنا ہے کہ عورتوں پر حضرت عائشہؓ کی فضیلت ایسی ہی ہے، جیسے تمام کھانے پر ثرید کی فضیلت ہے

ان احادیث میں حضرت عائشہؓ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

امیر المومنین حضرت ابو بکرؓ کے فضائل

حضرت ابو بکرؓ حضورؐ کے ساتھ رہے، اور ہر حال میں ساتھ دیا اور وہ خدمات انجام دی جو کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

،انکے تدبر، حکمت عملی، رعب اور دبدبہ، اور جوان مردی سے امت دو ٹکڑے ہونے سے بچ گئی، ورنہ جو حال حضرت علیؓ کے آخری زمانے میں ہوا وہی حال حضورؐ کی وفات کے بعد ہو جاتی۔

اس کے لئے انسانوں کی فطرت پر غور کریں اور اس زمانے کے حالات کا مطالعہ کر کے فیصلہ کریں

انکے فضائل کی آیتیں یہ ہیں

5۔اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی الاثنین اذ ھما فی الغار، اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا (آیت ۴۰، سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے، جب انکو کافروں نے ایسے وقت مکہ سے نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ، غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے

یہ آیت بھی حضرت ابو بکرؓ کی شان میں نازل ہوئی، کیونکہ حضورؐ کے ساتھ صرف وہی غار ثور میں تھے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

29۔عن البراء قال اشتری ابو بکر من عازب رحلا .....ھذ الطلب قد لحقنا یا

رسول اللہ فقال لا تحزن ان اللہ معنا ۔(بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب المہاجرین وفضلھم ،ص ۶۱۳، نمبر ۳۶۵۲/۳۶۵۳)

ترجمہ۔حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عازب سے ایک اونٹ خریدا۔۔۔یہ ہمیں تلاش کرنے والے ہیں جو ہمارے قریب آ گئے ہیں یارسول اللہ،تو حضورؐ نے فرمایا،ابو بکر غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے

حضرت ابو بکرؓ کتنے مدبر اور حضورؐ کے قابل اعتماد تھے کہ ہجرت جیسے خطرناک سفر کے لئے حضرت ابو بکرؓ کو چنا،اور انہوں نے بڑی حکمت عملی سے اس کو انجام دیا ،اور مدینہ تک حضورؐ کو پہونچایا۔

6۔و لا یأتل اولو الفضل منکم و السعۃ ان یوتو آ اولی القربی و المساکین و المھاجرین فی سبیل اللہ و لیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان غفر اللہ لکم و اللہ غفور رحیم ۔(آیت ۲۲،سورت النور ۲۴)

ترجمہ۔اور تم میں سے جو لوگ اہل خیر ہیں، اور مالی وسعت رکھتے ہیں وہ ایسی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے ،اور انہیں چاہئے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں، کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہاری خطائیں بخش دے،اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

حضرت مسطح بن اثاثہؓ حضرت ابو بکر کے رشتہ دار تھے،حضرت ابو بکر حضرت مسطح کی مالی مدد کرتے تھے، یہ بھی حضرت عائشہؓ کی تہمت میں بھول سے شریک ہو گئے ،اس لئے حضرت ابو بکر نے قسم کھائی کہ اس کی مدد نہیں کروں گا،اس پر یہ آیتیں نازل ہوئی ،اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے مسطح کی مدد بحال کر دی تھی

حضرت ابو بکرؓ کی کتنی بڑی شان ہے کہ انکی شان میں یہ آیتیں نازل ہوئیں

30۔عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر و لکن اخی و صاحبی ۔(بخاری شریف، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، ص ۶۱۴، نمبر ۳۶۵۶)

ترجمہ۔حضورؐ سے روایت ہے کہ اگر میں خلیل بناتا، تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن یہ میرے بھائی ہیں، میرے ساتھ رہنے والے ہیں [اور خلیل صرف اللہ ہے]

31۔عن حذیفة قال قال رسول الله ﷺ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر ۔ (ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر، ص ۸۴۴، نمبر ۳۶۶۲)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا، میرے بعد ابوبکر، اور عمر کی اقتداء کرو

32۔عن محمد بن الحنفیة قال قلت لابی [علیؓ]ای الناس خیر بعد رسول الله ﷺ قال ابو بکر ، قلت ثم من ؟ قال ثم عمر و خشیت ان یقول: عثمان ، قلت ثم انت ؟ قال ما انا الا رجل من المسلمین ۔(بخاری شریف، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ص ۶۱۶، نمبر ۳۶۷۱/ابوداود شریف، باب التفضیل، ص ۶۵۴، نمبر ۴۶۲۹)

ترجمہ۔محمد بن حنفیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد علیؓ سے پوچھا کہ حضورؐ کے بعد سب سے بہتر آدمی کون ہیں، تو حضرت علیؓ نے فرمایا، ابوبکر، میں نے پوچھا اس کے بعد کون ہیں؟ تو کہا عمر ہے، مجھے ڈر ہوا کہ اس کے بعد حضرت عثمان کا نام نہ لے لیں، اس لئے میں نے پوچھا کہ آپ کس نمبر پر ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تو عام مسلمان کا ایک آدمی ہوں۔

اس قول صحابی میں خود حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا اقرار کیا ہے، تو دوسرے حضرات انکی

فضیلت کا انکار کیوں کرتے ہیں۔

33۔عن ابن عمر قال کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول الله ﷺ فنخیر ابا بکر ، ثم عمر ، ثم عثمان رضی الله عنهم ۔(بخاری شریف، فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ،ص ۶۱۴،نمبر ۳۶۵۵)

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں لوگوں میں سب سے بہتر ابوبکرؓ کو قرار دیتے تھے، پھر حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عثمانؓ کو

34۔عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی ﷺ لا نعدل بابی بکر احدا ، ثم عمر ، ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی ﷺ لا نفاضل بینهم ۔(بخاری شریف،باب مناقب عثمان بن عفان ابی عمر القرشی ؓ ،ص ۶۲۲ ،نمبر ۳۶۹۸/ابو داود شریف ، باب التفضیل ،ص ۶۵۴ ،نمبر ۴۶۲۸)

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں،حضورؐ کے زمانے میں حضرت ابوبکرؓ کی طرح کسی اور قرار نہیں دیتے تھے ، پھر حضرت عمرؓ کو، پھر حضرت عثمانؓ کو پھر حضورؐ کے صحابیوں میں سے کسی کو کسی پر فوقیت نہیں دیتے تھے

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان ، پھر حضرت علیؓ افضل سمجھے جاتے تھے۔اور امت نے اسی ترتیب سے ان حضرات کو خلیفہ بنایا۔اس بارے میں کوئی غلطی نہیں کی اور نہ کسی کا حق دبایا۔

حضرت ابو بکرؓ ان صحابہ میں سے افضل تھے

35۔فحمد الله ابو بکر و اثنى عليه ......فقال عمر بل نبيعك انت سيدنا و خيرنا و احبنا الى رسول الله ﷺ، فاخذ عمر بيده فبايعه و بايعه الناس۔(بخاری شریف، کتاب فضائل الصحابۃ باب،ص ۶۱۶،نمبر ۳۶۶۸)

ترجمہ۔حضرت ابو بکرؓ نے حمد و ثنا کی ۔۔۔حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے اچھے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی، اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کی۔

اس قول صحابی میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ ہم میں سے سب سے بہتر بھی تھے، اور حضورؐ کے سب سے زیادہ قریب بھی تھے اسی لئے سب نے مل کر ان کو خلیفہ بنایا تھا

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی

اکثر روایت میں یہی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی ہے، لیکن اس ضعیف روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھوائی

حضرت ابو بکرؓ کے لئے یہ کیا کم فضیلت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت فاطمہؓ کا جنازہ پڑھوایا۔اس کے لئے عبارت یہ ہے

36۔عن الشعبی ان فاطمۃؓ لما ماتت دفنها علیؓ لیلا و اخذ بضبعی ابی بکر الصدیق فقدمه یعنی فی الصلاۃ علیها ۔(بیہقی، کتاب الجنائز، باب من قال الوالی احق بالصلاۃ علی المیت من الوالی، ج ۴، ص ۴۶، نمبر ۶۸۹۶)

ترجمہ۔حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت علی نے ان کو رات کے وقت دفن کیا۔اور حضرت ابو بکرؓ کے باہوں کو پکڑ کر آگے بڑھایا، یعنی حضرت فاطمہ پر نماز جنازہ پڑھائیں

حضرت ابو بکرؓ، اور حضرت عمرؓ حضورؐ کے خسر ہیں

یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ حضورؐ کے خسر ہیں، ان دونوں نے اپنی اپنی بیٹیاں حضورؐ کو دی ہیں، اس لئے انکو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے، یہ کون برداشت کرے گا کہ کوئی ان کے خسر کو برا بھلا کہے

ان دونوں حضرات کی حکمت عملی سے مسلمانوں میں انتشار نہیں ہوا، اگر ان دونوں کا رعب، دبدبہ، اور حکمت عملی نہ ہوتی تو جو انتشار اور اختلاف حضرت علیؓ کے آخری زمانے میں ہوا، وہی انتشار اور اختلاف حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں ہو جاتا۔۔اس وقت کے حالات پر غور کر کے فیصلہ کریں

امیر المومنین حضرت عمرؓ کے فضائل

37۔عن ابی ھریرۃ قال قال النبی ﷺ لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر .

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی ﷺ لقد کان فیما فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یُکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی منھم أحد فعمر ۔(بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب، ص۶۲۰، نمبر ۳۶۸۹)

ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ: تم سے پہلے امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں کوئی محدث ہوتا تو وہ عمر ہوتے

ابو ہریرۃ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو نبی تو نہیں ہوتے، لیکن فرشتہ ان سے بات کرتے تھے، اگر امت میں یہ ہوتے تو حضرت عمرؓ ہوتے

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ محدث بنتے، لیکن اس امت میں محدث کا درجہ نہیں ہے اس لئے وہ محدث نہیں بن سکے،

باقی فضیلتیں، حضرت ابو بکرؓ کے عنوان میں گزر چکی ہیں

حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں

ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ، اور حضرت فاطمہؓ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ سے ۱۷ھ میں نکاح کیا، اور حضرت علیؓ کے داماد بنے، اس لئے ان کو برا بھلا کہنے کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ حضرت علیؓ نے انکو اپنا داماد بنایا ہے۔

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

38۔ان عمر بن الخطاب قسم مروطا بين نساء من نساء المدينة فبقى مرط جيد فقال له بعض من عنده يا امير المومنين اعط هذا ابنة رسول الله التى عندك يريد ام كلثوم بنت على فقال عمر ام سليط احق ۔(بخاری شرف، کتاب الجھاد والسیر ، باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو، ص ۴۷۶، نمبر ۲۸۸۱)

ترجمہ۔حضرت عمرؓ نے مدینہ کی عورتوں میں چادر تقسیم کی، ایک اچھی چادر باقی رہ گئی، تو جو ان کے پاس تھے ان میں سے کسی نے کہا، امیر المومنین یہ چادر رسول کی اس بیٹی کو دیجئے جو آپ کے پاس ہے، یعنی ام کلثوم بنت علیؓ کو دیجئے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ام سلیط اس کا زیادہ حقدار ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ ام کلثوم حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں۔

39۔سمعت نافعا ... و وضعت جنازة ام كلثوم بنت على امرأة عمر بن الخطاب و ابن لها يقال له زيد وضعا جميعا و الامام يومئذ سعيد بن بن العاص ۔(نسائی شریف، کتاب الجنائز، باب اجتماع جنائز الرجال والنساء، ص ۲۷۸، نمبر ۱۹۸۰)

ترجمہ۔نافعؒ سے سنا ہے کہ۔۔۔ام کلثوم بنت علیؓ جو حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں ان کا جنازہ،اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ ایک ساتھ رکھا گیا،اور ان دونوں کی امامت سعید بن عاصؓ نے کی

اس قول صحابی میں ہے کہ ام کلثوم بن علیؓ،حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں،ان کی شادی سن ھجری ۱۷ھ میں حضرت عمر سے ہوئی تھی۔

جب حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو داماد بنایا،اور اتنی محبت کی تو اب ہم لوگوں کو چیخنے کی ضرورت کیا ہے ،اور کیوں اس کی وجہ سے ہم اپنے میں لڑائی کریں،اور مسلمانوں کے دو ٹکڑے کریں۔

یہ بہت سمجھنے کی چیز ہے

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے فضائل

40۔ان عائشة قالت كان رسول الله مضطجعا فی بيتی كاشفا عن فخذه....ثم دخل عثمان فجلست و سويت ثيابك، فقال الا استحيی من رجل تستحيی منه الملائكة۔(مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابۃ ،ص۱۰۵۶،نمبر۶۲۰۹/۲۴۰۱)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ میرے گھر میں پنڈلی کھولے لیٹے ہوئے تھے۔۔۔پھر حضرت عثمان آئے تو آپؐ بیٹھ گئے اور کپڑا ٹھیک کر لیا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ جن سے فرشتے شرم کرتے ہوں تو کیا میں ان سے شرم نہ کروں؟

41۔عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال: لكل نبی رفيق فی الجنة و رفيقی فيها عثمان ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب المقدمۃ ، باب فضل عثمانؓ ،ص۱۷،نمبر۱۰۹)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ، جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا، اور میرے رفیق عثمانؓ ہوں گے

42۔عن ابی هريرة ان النبی ﷺ لقی عثمان عند باب المسجد فقال يا عثمان هٰذا جبريل اخبرنی ان الله قد زوجك ام كلثوم بمثل صداق رقية ، علی مثل صحبتها ۔ (ابن ماجۃ شریف، کتاب المقدمۃ ، باب فضل عثمانؓ ،ص۱۸،نمبر۱۱۰)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ، مسجد کے دروازے کے پاس حضورؐ کی ملاقات حضرت عثمان سے ہوئی، تو آپؐ نے فرمایا، اے عثمان یہ جبریلؑ ہیں جو مجھے یہ خبر دے رہے ہیں کہ رقیہ کا جتنا مہر تھا اسی کے بدلے میں تمہارا نکاح ام کلثوم سے کرایا، اور جس طرح آپ نے ان کی خدمت کی تھی، اسی انداز کی خدمت میں نکاح کرایا۔۔

حضرت عثمانؓ حضور کے اتنے پیارے تھے کہ حضورؐ نے دوسری بیٹی بھی انکے نکاح میں دیا

43۔عن ابی هریره قال وقف رسول الله ﷺ علی قبر ابنته الثانیة التی کانت عند عثمان فقال الا ابا ایم ، الا اخا ایم تزوجها عثمان ، فلو کن عشرا لزوجتهن عثمان و ما زوجتها الا بوحی من السماء ، و ان رسول الله ﷺ لقی عثمان عند باب المسجد فقال یا عثمان هذا جبریل یخبرنی ان الله عز و جل قد زوجک ام کلثوم علی مثل صداق رقیة و علی مثل صحبتها ۔(طبرانی کبیر،مسند ام کلثوم بنت رسول اللہ، ج ۲۲،ص ۴۳۶،نمبر ۱۰۶۳)

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ،حضورؐ اپنی دوسری بیٹی کی قبر پر کھڑے تھے جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھی ،تو آپؐ نے فرمایا،اے بیوہ کے باپ،اے بیوہ کے بھائی تم سنو، میں نے عثمان سے اس کی شادی کرائی تھی ، اگر میرے پاس دس بیٹیاں بھی ہوتیں،تو میں ان سب کی عثمان سے نکاح کراتا، میں نے ان کا نکاح آسمان کی وحی کی وجہ سے کرایا ہے،اور یہ بات بھی ہے کہ،مسجد کے دروازے پر حضورؐ سے حضرت عثمان کی ملاقات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا،اے عثمان یہ جبریلؑ ہیں، یہ خبر دے رہے ہیں کہ اللہ نے تمہارا نکاح ام کلثوم سے کرایا، رقیہ کا جتنا مہر تھا اسی کے بدلے میں ،اور جس طرح آپ نے ان کی خدمت کی تھی،اسی انداز کی خدمت میں۔

اس حدیث میں تین باتیں ہیں

[۱]حضرت ام کلثوم کا نکاح اللہ نے کرایا تھا

[۲]حضرت عثمانؓ کتنے اچھے تھے کہ حضور ؐ نے فرمایا کہ میرے پاس اگر دس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے دسوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کرا دیتا

[۳]اور تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت رقیہ بنت رسولؐ کی خدمت کتنی کی ہوگی کہ، حضورؐ نے فرمایا کہ جس انداز میں آپ نے حضرت رقیہ ؓ کی خدمت کی ہے اسی انداز میں حضرت ام کلثومؓ کی بھی خدمنت کرنے کی امید میں اس کا نکاح تم سے کرا رہا ہوں

اس کا ذکر میں اس لئے بھی کرر ہا ہوں کہ بعض حضرات نے یہ الزام لگایا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضور ؐ کی دونوں بیٹیوں کو ستایا ہے۔نعوذ باللہ من ذالک، اگر ایسا ہوتا تو حضورؐ دوسری بیٹی کا نکاح حضرت عثمان ؓ سے کیوں کراتے ،اور یوں کیوں فرماتے کہ اگر میرے پاس دس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے دسوں کا نکاح حضرت ثمان سے کرا دیتا۔۔یہ سب صحابہ پر بلا وجہ الزام ہے۔ہمیں اس سے بچنا چاہئے۔

حضورؐ کے تمام رشتہ داروں سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے

آپؐ کے جو رشتہ دار ایمان کے ساتھ انتقال فرمائے ہیں اللہ نے ان سے دل سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے، چونکہ آیت میں اس کی تاکید ہے اس لئے یہ جزو ایمان ہے، ان میں سے کسی ایک کو نکالنا، صحیح نہیں ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد یہ ہے

7۔، قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی ، و من یقترف حسنة نزدله فیها حسنا۔ (آیت ۲۳، سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔اے پیغمبر کافروں سے کہہ دو، کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے رشتہ داری کے محبت کے، اور جو شخص کوئی بھلائی کرے گا ہم اس کی خاطر اس بھلائی میں مزید خوبی کا اضافہ کر دیں گے

کچھ حضرات نے کہا کہ اس سے صرف اہل بیت والے رشتہ دار مراد ہیں، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ قربی کا لفظ عام ہے اس لئے حضورؐ کے تمام رشتہ دار مراد ہیں جو ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں

خاص طور پر یہ حضرات بہت قریب کے رشتہ دار ہیں ان سے دل سے محبت کریں

حضورؐ کی تمام بیویوں۔خدیجہ، عائشہ، حفصہؓ، وغیرہ، سے محبت کریں، اس لئے کہ وہ آپ کی بیویاں ہیں

حضورؐ کی تمام بیٹیوں۔فاطمہ، زینب،، رقیہ، ام کلثومؓ سے محبت کریں، اس لئے کہ وہ آپ کی بیٹیاں ہیں

حضورؐ کے تمام بیٹوں۔ابراہیم، عبداللہ، قاسم، سے بھی محبت کریں، اس لئے کہ وہ آپ کے بیٹے ہیں

حضورؐ کے دونوں داماد ۔علیؓ، عثمانؓ سے محبت کریں۔ اس لئے کہ وہ آپ کے دماد ہیں

حضورؐ کے نواسے۔حسن اور حسینؓ سے محبت کریں۔اس لئے کہ وہ آپ کے نواسے ہیں

حضورؐ کے دونوں خسر۔ابوبکر، عمرؓ۔ سے محبت کریں۔اس لئے کہ وہ آپ کے خسر ہیں

کیوں کہ یہ سب ذوی القربی [رشتہ دار] میں داخل ہیں ۔

آیت پر غور کریں

یہ مطلب اس وقت ہے جب قربی میں حضور کے رشتہ داروں کو شامل کریں، جیسا کہ کچھ مفسرین نے کیا ہے۔ورنہ دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ سے یہ کہلوار ہے ہیں کہ آئے اہل مکہ تمہارے ساتھ میری رشتہ داری ہے، اس کی رعایت کرتے ہوئے تم مجھے نہ ستاؤ [بلکہ بہتر یہ ہے کہ تم مجھ پر ایمان لے آؤ]

اس عقیدے کے بارے میں 7 آیتیں اور 43 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

میرے اساتذہ نے کتنا احترام سکھایا!

ناچیز کو آج بڑی خوشی ہے کہ میرے اساتذہ کرام نے یہ سکھلایا کہ

تمام نبیوں کا احترام کرو ۔اور دل سے محبت کرو۔

تمام رسولوں کا احترام کرو۔اور دل سے محبت کرو۔

تمام صحابہ کا احترام کرو۔اور دل سے محبت کرو۔

تمام اماموں کا احترام کرو۔اور دل سے محبت کرو۔

تمام ولیوں کا احترام کرو۔اور دل سے محبت کرو۔

تمام آسمانی کتابوں کا احترام کرو۔اور دل سے محبت کرو۔

بلکہ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ہندو مذہب کے مقتداء کو بھی برا نہ کہوں، بہت ممکن ہے کہ وہ اپنے زمانے کے ولی اور بزرگ ہوں، اور بہت بعد میں لوگوں نے انکو کچھ اور بنا دیا ہو..... واہ رے احترام

میں نے اپنے مادر علمی [دار العلوم] میں کبھی بھی کسی مذہب والوں کے بارے میں نازیبا جملے استعمال کرتے نہیں سنا۔

آج دنیا کی حالت دیکھتا ہوں تو اپنے اساتذہ کی اس نصیحت پر دل سے دعائیں نکلتی ہیں

ناچیز ثمیر الدین قاسمی غفرلہ۔

۱۹۔ خلافت کا مسئلہ

اس عقیدے کے بارے میں 0 آیتیں اور 12 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

خلافت کا مسئلہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس میں امت کے دو طبقے الجھے ہوئے ہیں، اور اس وقت تو پورے عرب میں اتنے لڑ رہے ہیں کہ اس میں شام، عراق، یمن، لیبیا برباد ہو چکے ہیں

یہ مسئلہ صحابہ کے زمانے کا تھا، اس وقت نہ خلافت ہے اور نہ خلافت کا مسئلہ ہے، لیکن لوگ اسی زمانے کی بات کو پکڑے ہوئے ہیں اور اس کو بلا وجہ ہوا دے دے کر امتوں کے درمیان تفرقہ پیدا کر رہے ہیں

کاش کہ ان باتوں کو بھلا دیا جاتا اور سب مل کر اپنے اپنے ملکوں کو ترقی دیتے تو کتنا اچھا ہوتا، اس وقت پورا یورپ مل کر فیصلہ کر لیتے ہیں اور مسئلے کو آسانی سے حل کر لیتے ہیں، لیکن مسلمان بیٹھ کر کوئی مسئلہ حل نہیں کر پاتے، بلکہ جب بھی بیٹھتے ہیں تو کوئی نیا جھگڑا پیدا کر کے اٹھتے ہیں

خلافت کے بارے میں اسلام کا نظریہ

اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ ملوکیت کی طرح کسی آدمی کو زبردستی تھوپ نہ دیا جائے، بلکہ جمہوریت باقی رہے اور مسلمان اتفاق رائے سے خود ہی اپنا خلیفہ منتخب کرے، البتہ مختلف موقع پر حضورؐ نے اشارہ کیا کہ حضرت ابو بکرؓ امت کے لئے زیادہ بہتر ہیں، ان میں انتظامی صلاحیت بہت اچھی ہے۔

خود حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے خلافت کی وصیت نہیں کی ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔عن ابی جهيفة قال قلت لعلی هل عندكم كتاب ؟ قال لا : الا كتاب الله او فهم أعطيه رجل مسلم او ما فی هذه الصحيفة قال قلت و ما فی هذه الصحيفة ؟ قال العقل و فكاک الاسير و لا يقتل مسلم بكافر ۔(بخاری شریف، باب کتابۃ العلم، ص ۲۴، نمبر ۱۱۱)

ترجمہ۔ ابو جہینہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا، کیا آپ کے پاس [رسول اللہ ﷺ کا] کوئی خط ہے، انہوں نے کہا نہیں! صرف میرے پاس قرآن ہے، یا ایک مسلمان کو جو سمجھداری دی جاتی ہے وہ ہے، یا جو اس صحیفے میں ہے، میں نے پھر پوچھا، اس صحیفے میں کیا ہے، فرمایا دیت کے احکام، قیدیوں کو چھڑانے کے احکام، اور یہ حکم کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا

اس حدیث میں سائل نے باضابطہ پوچھا ہے کہ، کیا خلافت کے بارے میں آپ کے پاس کوئی تحریر ہے تو انہوں نے انکار فرمایا کہ میرے پاس کوئی تحریر نہیں ہے۔

2۔عن عامر بن واثلة قال سأل رجل عليا هل كان رسول الله ﷺ يسر اليك بشيء دون الناس فغضب علي حتى احمر وجهه و قال ما كان يسر الى شيئا دون الناس غير انه حدثني باربع كلمات و انا و هو في البيت فقال لعن الله من لعن والده و لعن الله من ذبح لغير الله و لعن الله من اوى محدثا و لعن الله من غير منار الارض۔ (نسائی شریف، کتاب الضحایا، باب من ذبح لغیر اللہ عز وجل، ص ۶۱۴، نمبر ۴۴۲۷)

ترجمہ۔ عامر بن واثلہ فرماتے ہیں کہ، ایک آدمی نے حضرت علیؓ کو پوچھا، کیا حضورؐ نے آپ کو چپکے سے کوئی بات کہی ہے، جو لوگوں کو نہ کہی ہو، تو حضرت علیؓ کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا، اور کہنے لگے کہ لوگوں کو چھوڑ کر مجھے چپکے سے صرف چار باتیں کہی ہیں، اس وقت میں اور حضورؐ گھر میں تھے، حضورؐ نے فرمایا کہ، جس نے اپنے والد پر لعنت کی اللہ اس پر لعنت کرے، جس نے اللہ کے علاوہ کے لئے ذبح کیا اللہ اس پر لعنت کرے،، دین میں نئی چیز پیدا کرنے والے کو جس نے اس کو پناہ دی ، اللہ اس پر لعنت کرے، اور جس نے زمین کے نشان کو بدل دیا، اللہ اس پر لعنت کرے

اس حدیث میں ہے میں خود سوال کرنے والے نے پوچھا کہ کیا آپ کو حضورؐ نے کوئی خاص بات بتائی ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ چار باتیں بتائی اور کچھ نہیں بتایا، جس کا مطلب یہ تھا کہ خلافت کی وصیت کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا ہے

جب حضرت علیؓ نے خود سختی سے فرمایا کہ میرے لئے خلافت کی وصیت نہیں کی ہے تو دوسرے لوگ کیوں شور مچاتے ہیں کہ حضرت علیؓ خلیفہ اول ہیں، اور حضورؐ نے ان کے لئے خلافت کی وصیت کی ہے

اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کے بعد کبھی خلافت کا دعوی نہیں کیا، اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے حضرت علیؓ کو خلافت دینی چاہی تو انہوں نے صاف انکار کیا، اور بہت اصرار کے بعد اسکو قبول فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ بننا نہیں چاہتے تھے، صرف بادل نخواستہ امت کے فائدے کے لئے بہت اصرار کے بعد اس کو قبول کیا۔

اس لئے یہ شور مچانا کہ حضرت علیؓ کے لئے خلافت کی وصیت کی تھی یہ ٹھیک نہیں ہے، اور خاص طور پر اس وقت چودہ سو سال گزر جانے کے بعد اس مسئلے کو لیکر مسلمانوں کو دو ٹکڑے کرنا تو اور بھی اچھا نہیں ہے۔ اس پر غور فرمائیں

3۔عن عائشہ قالت : ما ترک رسول الله ﷺ دینارا و لا درهما و لا شاة و لا بعیرا و لا اوصی بشیء ۔(مسلم شریف، باب ترک الوصیۃ لم لیس لہ شیء یوصی لہ، ص ۷۱۷، نمبر ۱۶۳۵/۴۲۲۹) ترجمہ۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا، حضور نے اپنی وراثت میں نہ دینار چھوڑا، نہ درہم چھوڑا، نہ بکری چھوڑی، نہ اونٹ چھوڑے، اور نہ کسی چیز کی وصیت کی

4۔عن الاسود بن زید قال ذکروا عند عائشة ان علیا وصیا فقالت متی اوصی الیه ؟ فقد کنت مسندته الی صدری . او قالت حجری . فدعابالطشت فلقد انخنث فی حجری و ما شعرت انه مات فمتی اوصی الیه ؟ (مسلم شریف، باب ترک الوصیۃ لم لیس لہ شیء یوصی لہ، ص ۷۱۸، نمبر ۱۶۳۶/۴۲۳۱)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ کے سامنے تذکرہ ہوا کہ حضرت علیؓ خلافت کے وصی ہیں، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ وصیت کب کی؟ حضورؐ تو میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، یا یوں فرمایا کہ میری گود

میں تھے ،۔۔۔ پھر طشت منگوایا، پھر میری گود میں جھک گئے ، مجھے تو پتہ بھی نہیں چلا کہ آپ کا وصال ہو گیا، تو حضرت علیؓ کو وصیت کب کی!

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور ؐ نے خلافت کی وصیت نہیں کی ہے

حضورؐ نے اشارہ کیا کہ میرے بعد ابو بکرؓ کو خلیفہ منتخب کرلیں تو بہتر ہے

حضور ؐ نے صراحت کے ساتھ خلیفہ بننے کے لئے کسی کا انتخاب نہیں فرمایا، لیکن کئی حدیثوں میں اشارہ کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو امت منتخب کرلے تو یہ بہتر ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

5۔عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیه ان امرأة سالت رسول الله ﷺ شیئا فامرها ان ترجع الیه فقالت یا رسول الله ارأیت ان جئت فلم اجدک ؟ قال ابی: کانها تعنی الموت، قال فان لم تجدنی فاتی ابا بکر (مسلم شریف، باب من فضائل ابی بکر، ص ۱۰۵۱، نمبر ۶۱۷۹/۲۳۸۶)

ترجمہ۔ ایک عورت نے حضور ؐ سے کچھ پوچھا تو آپ ؐ نے فرمایا کہ واپس آؤ، پھر پوچھا یا رسول اللہ اگر آپ نہ ہو تو کس کے پاس آؤں ؟ میرے باپ نے اشارہ کیا کہ، عورت یہ پوچھ رہی تھی کہ آپ کے وصال کے بعد کس کے پاس آؤں؟ حضور ؐ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آنا۔

6۔ عن عائشة قالت قال لی رسول الله ﷺ فی مرضه : ادعی لی ابا بکر أباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل ، انا اولی ، و یأبی الله و المومنون الا ابا بکر ۔(مسلم شریف، باب من فضائل ابی بکر، ص ۱۰۵۱، نمبر ۲۳۸۷/۶۱۸۱)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے اپنے مرض میں مجھ سے یہ فرمایا کہ اپنے والد ابو بکر، اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تا کہ میں کوئی تحریر لکھ دوں، مجھے اس کا ڈر ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے، یا کہنے والا کہے کہ میں زیادہ بہتر ہوں [یعنی خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں] لیکن اللہ اور مومنین ابو بکر کو ہی پسند کریں گے۔

اس حدیث سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے [۱] ایک تو یہ کہ حضورؐ اپنے مرض میں جو خط لکھوانا چاہتے تھے وہ حضرت ابو بکر کی خلافت کے بارے میں لکھوانا چاہتے تھے، حضرت علی کے بارے میں نہیں، اسی لئے تو حضرت ابو بکر، اور ان کے بیٹے کو بلانے کے لئے کہا، [۲] اور دوسری بات یہ ہے کہ حضورؐ نے تمنا ظاہر کی کہ اللہ اور مومنین حضرت ابو بکر کو ہی خلیفہ بنائیں گے، اور یہ تمنا پوری بھی ہوئی، تا ہم کسی کے لئے خلیفہ بننے کی وصیت نہیں کی۔

7۔ عن ابی موسی قال مرض النبی ﷺ فاشتد مرضه فقال مروا ابا بکر فلیصل بالناس ، قالت عائشة : انه رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطیع ان یصلی بالناس قال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فعادت فقال مری ابا بکر فلیصل بالناس فعادت فقال مری ابا بکر فلیصل بالناس فانکن صواحب یوسف ، فاتاه الرسول فصلی بالناس فی حیاة النبی۔(بخاری شریف، باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ، ص ۱۱۰، نمبر ۶۷۸)

ترجمہ۔حضور ﷺ کی مرض نے شدت اختیار کی تو آپ نے فرمایا کہ، ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا کہ وہ نرم دل آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، اس پر بھی حضورؐ نے فرمایا کہ ابو بکر ہی کو نماز پڑھانے کے لئے کہو، حضرت عائشہؓ نے دوبارہ وہی عذر پیش کیا، حضور ﷺ نے پھر کہا کہ، ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، حضرت عائشہؓ نے پھر ابو بکرؓ کا عذر پیش کیا، حضورؐ نے پھر کہا کہ، ابو بکر کو نماز پڑھانے کے لئے کہو، تم لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو عورتیں سازشیں کر رہی تھیں، اس طرح کی ہو، حضرت ابو بکرؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا قاصد آیا، جس کی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ کی زندگی میں لوگوں کی جماعت کرائی

اس حدیث میں حضور نے تین مرتبہ زور دیکر حضرت ابو بکرؓ کو نماز کی جماعت کروانے کے لئے فرمایا، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ میرے بعد بھی حضرت ابو بکر ہی نماز پڑھائیں، اور امیر منتخب ہوں۔ اور اسی قسم کی احادیث کی بنیاد پر صحابہ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا

لوگ بوڑھوں کی بات مان لیتے ہیں

ایک بات اور بھی یاد رہے کہ لوگوں میں مختلف طبیعت کے لوگ ہوتے ہیں، اس لئے وہ لوگ حکم ماننے میں عمر دراز اور بوڑھے لوگوں کی بات مان لیتے ہیں، حضرت علیؓ علم کے پہاڑ تھے، اہل بیت میں سے تھے لیکن وہ جوان تھے، حضور کے وصال کے وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی، اس لئے دوسرے لوگ جلدی انکی بات نہیں مانتے، اور حضرت ابو بکرؓ کی عمر اس وقت ۶۱ سال تھی وہ بوڑھے تھے اس لئے لوگ ان کی بات مان لیتے، ان کو قوموں کا تجربہ بھی زیادہ تھا، اس لئے بھی لوگوں نے انکو منتخب کیا

اس نکتہ پر بھی غور کریں

اختلاف کے وقت خلفاء راشدین کی اتباع کریں

اس حدیث میں ہے کہ اختلاف کے وقت میں خلفاء راشدین کی اتباع کرنی چاہئے۔

8۔عن عرباض بن سارية .....فقال قائل يا رسول الله ﷺ كان هذه موعظة مودع فما ذا تعهد الينا ؟ فقال اوصيكم بتقوى الله و السمع و الطاعة و ان عبدا حبشيا فانه من يعيش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها و عضو عليها بالنواجذ ۔(ابوداود شریف، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة،ص ۶۵۱،نمبر ۴۶۰۷ر ترمذی شریف، نمبر ۲۶۷۸)

ترجمہ۔کہنے والوں نے کہا،اے اللہ کے رسول،ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری نصیحت ہے،تو آپ ہمیں کیا پیغام دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں،اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ امیر کی بات سنو،اور ان کی اطاعت کرو چاہے حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو،پھر فرمایا کہ جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا،اس وقت میری سنت اور ھدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو بہت مضبوطی سے پکڑنا۔

،اس حدیث میں ہے کہ میرے بعد بہت اختلاف ہوں گے،ایسے موقع پر خلفاء راشدین کی سنت کو پکڑنا چاہئے۔اس لئے ان حضرات کو گالی نہیں دینی چاہئے۔

سب نے مل کر حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا

9۔فحمد الله ابو بکر و اثنی علیه ......فقال عمر بل نبیعک انت سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول الله ﷺ، فاخذ عمر بیده فبایعه و بایعه الناس۔(بخاری شریف، کتاب فضائل الصحابۃ باب،ص ۶۱۶،نمبر ۳۶۶۸)

ترجمہ۔حضرت ابو بکرؓ نے حمد و ثنا کی ۔۔۔حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں،آپ ہمارے سردار ہیں،ہم میں سب سے اچھے ہیں،اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی،اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کی۔

اس حدیث میں ہے کہ تمام لوگوں نے خوشی سے حضرت ابو بکر ؓ سے بیعت کی ہے،اس لئے ان کو سب نے مل کر خلیفہ بنایا تھا،اور وہ متفقہ امیر تھے۔

اس لئے یہ کہنا کہ حضرت ابو بکرؓ خلافت پر غاصب تھے،صحیح نہیں ہے

اور اس قول صحابی میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ان صحابہ میں سے سب سے زیادہ اچھے تھے،اور حضور ؐ کے سب سے زیادہ قریب بھی تھے،،اور بوڑھے ہونے کی وجہ سے ہر طرح کا تجربہ بھی تھا اس لئے ان کو خلیفہ بنانا ہر اعتبار سے بہتر تھا

حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کی تھی

بعد میں حضرت علیؓ نے بھی حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کر لی تھی، بخاری شریف میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے

10۔عن عائشة ...استنكر عليؓ وجوه الناس فالتمس مصالحة ابى بكر و مبايعته و لم يكن يبايع تلك الاشهر ...فقال عليؓ لابى بكرؓ موعدك العشية للبيعة فلما صلى ابو بكرؓ الظهر رقى المنبر فتشهد و ذكر شان عليؓ و تخلفه عن البيعة و عذره بالذى اعتذر اليه ثم استغفر، و تشهد عليؓ فعظم حق ابى بكرؓ و حدث انه لم يحمله على الذى صنع نفاسة على ابى بكرؓ و لا انكارا للذى فضله الله به و لكنا نرى لنا فى هذ الامر نصيبا فاستبد علينا فوجدنا فى انفسنا فسر بذالك ا لمسلمون و قالوا اصبت ، و كان المسلمون الى عليؓ قريبا حين راجع الامر المعروف (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ص ۷۱۹، نمبر ۴۲۴۰)۔

ترجمہ ۔حضرت علیؓ کو ایسا محسوس ہوا کہ لوگ میری طرف توجہ کم دے رہے ہیں، اس لئے حضرت ابو بکرؓ سے صلح کی اور ان سے بیعت کرنے کی درخواست کی، انہوں نے ان چھ مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی ...۔حضرت علی نے فرمایا بیعت کے لئے شام کا وقت ٹھیک ہے، جب حضرت ابو بکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر بیٹھے، اور کلمہ شہادت پڑھا، اور حضرت علیؓ کی شان بیان کی، اور اب تک بیعت سے پیچھے رہے اس کی وجہ بیان کی، اور حضرت علیؓ نے جو عذر پیش کی اس کا بھی ذکر کیا پھر استغفار کیا۔اور حضرت

علیؓ نے کلمہ شہادت پڑھا، اور حضرت ابو بکرؓ کے حق کی عظمت بیان کی، اور یہ بھی کہا کہ میں نے جو کیا ہے وہ حضرت ابو بکر پر فوقیت کی وجہ سے نہیں کی ہے، اور اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کو فضیلت دی ہے مجھے اس کا انکار بھی نہیں ہے، لیکن میرا خیال تھا کہ اس معاملے [وراثت میں، یا خلافت میں] میرا بھی کچھ حصہ ہے، لیکن مجھے وہ نہیں ملا جس کی وجہ سے میرا دل اچاٹ ہوا [اور اب میں خوشی سے بیعت کے لئے آ گیا ہوں]، اس سے مسلمان بہت خوش ہوئے، اور سب نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا، اور جب حضرت علیؓ نے امر معروف کی طرف رجوع کیا تو لوگ حضرت علیؓ کے بہت قریب آ گئے۔

اس حدیث میں دو باتیں ہیں [۱] ایک تو حضرت علیؓ نے بھی بعد میں حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کی۔

[۲] حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت کا اقرار کیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی حضرت علی کی فضیلت کا اقرار کیا، یہ کتنی اچھی بات ہے

دونوں بڑے حضرات نے آپس میں صلح کر لی۔ اس لئے اب ہم لوگوں کو بھی اسی صلح پر راضی ہو جانا چاہئے

کیونکہ اگر ہم اسی کو پکڑے رہیں گے تو ہم دو ٹکڑوں میں بٹ جائیں گے، اور دوسری قومیں ہمیں پیس کر رکھ دے گی جو اس وقت ہو رہا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے امت میں اختلاف باقی رہ جائے گا۔

خلیفہ متعین ہونے کے بعد بلا وجہ ان سے اختلاف کرنا جائز نہیں ہے

خلافت کے لئے بیعت کرنے کے بعد بلا وجہ ان سے اختلاف کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے فتنہ ہوگا ،اس کے لئے حدیث یہ ہے

11۔عن عبد الرحمن بن عبد رب الكعبة .....و من بايع اماما فأعطاه صفقة يده و ثمرة قلبه فليطعه ان استطاع فان جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر ۔(مسلم شریف، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفاء ببیعۃ الخلیفۃ الاول فالاول ،ص ۸۲۸،نمبر ۴۷۷۶/۱۸۴۴)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ جس نے امام سے بیعت کی اور اپنا ہاتھ دے دیا، اور اپنا دل بھی دیا، تو جتنا ہو سکے اس کی اطاعت کرنی چاہئے ،اور اگر کوئی دوسرا آدمی خلافت لینے کے لئے جھگڑا کرنے لگے تو دوسرے کی گردن ماردو

اس حدیث میں ہے کہ خلیفہ تعین ہونے کے بعد ان کی پوری اطاعت کرنی چاہئے

اس لئے اتنا زمانہ گزرنے کے بعد بھی جو لوگ اختلاف کا معاملہ بار بار سامنے لاتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے ،اس سے بلا وجہ مسلمانوں میں اختلاف ہوتا ہے، اور مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے، اور دوسری قوموں کے سامنے ان کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی

پانچ خلیفوں کی خلافت کی مدت

حدیث میں یہ ہے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس 30 سال ہوگی
اس کے لئے یہ حدیث ہے۔

12۔عن سفینة قال قال رسول الله ﷺ خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم یوتی الله الملک او ملکه من یشاء۔

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ خلافت نبوت تیس ۳۰ سال ہے پھر اللہ اپنا ملک جس کو دینا چاہے دے گا

۔قال سعید قال لی سفینة امسک علیک ابا بکر سنتین ، و عمر عشرا ، و عثمان اثنی عشرا ، و علی کذالک ، قال سعید قلت لسفینة ، ان ھولاء یزعمون ان علیا لم یکن خلیفة قال کذبت استاه بنی الزرقاء ، یعنی بنی مروان ۔ (ابوداود شریف، کتاب السنة، باب فی الخلفاء، ص ۶۵۶، نمبر ۴۶۴۶)

ترجمہ۔حضرت سعید فرماتے ہیں کہ پھر حضرت سفینہؓ نے اس کی تفصیل بتائی ، کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دو سال، حضرت عمر کے دس سال، حضرت عثمانؓ کے بارہ سال، اس طرح حضرت علیؓ ک کی بھی خلافت ہے، حضرت سعید نے حضرت سفینہ ؓ سے کہا کہ یہ مروانی لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ، حضرت علیؓ خلیفہ نہیں تھے، تو حضرت سفینہؓ نے فرمایا کہ بنی زرقاء، یعنی بنی مروان جھوٹ بولتے ہیں
اس حدیث میں ہے کہ خلافت نبوت 30 سال ہوگی۔

اس عقیدے کے بارے میں 0 آیتیں اور 12 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت دو سال، تین ماہ، دس دن ہے

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ، مطابق ۷ جون ۶۳۲ء سے

۲۲ جمادی الآخری ۱۳ھ، مطابق ۲۳، اگست، ۶۳۴ء تک

حضرت عمرؓ کی خلافت دس سال، چھ ماہ، چار دن، ہے

۲۲ جمادی الآخری ۱۳ھ مطابق ۲۳، اگست ۶۳۴ء سے

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ، مطابق ۳ نومبر ۶۴۴ء تک

حضرت عثمانؓ کی خلافت اگیارہ سال، اگیارہ ماہ، ۲۲ دن، ہے

۳ محرم ۲۴ھ، مطابق ،۹ نومبر ۶۴۴ء سے

تا ۲۵ ذی الحجہ ۳۵ھ، مطابق ،۲۴ جون ۶۵۶ء تک

حضرت علیؓ کی خلافت چار سال آٹھ ماہ، ۲۵ دن ہے

۲۶ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق ۲۵ جون ۶۵۶ء سے

تا ۲۱ رمضان ۴۰ھ مطابق ۲۸ جنوری ۶۶۱ء تک

حضرت حسنؓ کی خلافت چھ ماہ، تین دن ہے

۲۲ رمضان ۴۰ھ مطابق ۲۹ جنوری ۶۶۱ء سے

تا ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ، مطابق ۲۹ جولائی ۶۶۱ء تک

مجموعہ 30 تیس سال خلافت راشدہ کی مدت ہوئی۔۔۔۔۔انٹرنیٹ سے یہ حوالہ لیا ہے

۲۰۔ولی کس کو کہتے ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو، شریعت پر پورا پورا عمل کرتا ہو، اور متقی اور پرہیزگار ہو، لوگوں کے ساتھ معاملات بہت اچھا رکھتا ہو، نماز کا پورا پابند ہو، روزہ رکھتا ہو، زکوۃ دیتا ہو، اور حرام کام سے مکمل بچتا ہو، اور خدا کا خوف ہو تو، اس کو، ولی، کہتے ہیں

اور جو لوگ شریعت کے پابند نہیں ہوتے اور ولایت کا دیکھاوا کرتے ہیں وہ ولی نہیں مکار ہیں، آج کل تو بہت سے مادرزاد ننگے باوا کو بھی ولی سمجھنے لگے ہیں۔، اس کو سمجھا کریں

اس حدیث میں اس کی تفصیل ہے

1۔عن عبید بن عمیر ...ان رسول اللہ ﷺ قال فی حجۃ الوداع ، الا ان أولیاء اللہ المصلون من یقیم الصلوات الخمس التی کتبت علیہ و یصوم رمضان و یحتسب صومہ یری انہ علیہ حق و یعطی زکاۃ مالہ یحتسبھا و یجتنب الکبائر التی نھی اللہ عنھا ۔(مستدرک للحاکم، کتاب الایمان، ج اول، ص ۱۲۷، نمبر ۱۹۷/ سنن بیہقی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی استقبال القبلۃ بالموتی، ج ثالث، ص ۵۷۳، نمبر ۶۷۲۳)

ترجمہ۔حضور ؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا، سن لو! اللہ کے ولی وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، پانچوں نمازیں جو اس پر فرض ہے اس کو قائم کرتے ہیں، رمضان کا روزہ رکھتے ہیں، وہ صرف اللہ کے لئے رکھتے ہیں، اور

یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھنا اس پر اللہ کا حق ہے،اور صرف ثواب کے لئے اپنے مال کی زکوۃ دیتے ہیں، اللہ نے جس گناہ کبیرہ سے روکا ہے، اس سے بچتے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو، زکوۃ دیتا ہو اور گناہ کبیرہ سے بچتا ہو تو وہ ولی ہے، اور جو یہ کام نہیں کرتا ہے، اور گناہ کبیرہ سے نہیں بچتا ہے وہ ہرگز ولی نہیں ہے

1۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ، الذین آمنوا و کانوا یتقون ، لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم۔(آیت ۶۲۔۶۴،سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔یاد رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں۔ان کو نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ،اور تقوی اختیار کئے رہے، ان کے لئے خوشخبری ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں دو باتیں ہیں [۱] ایک تو یہ کہ ولی پر خوف اور غم نہیں ہوگا، [۲] اور دوسری بات یہ ہے کہ ولی وہ ہیں جو ایمان لائے اور زندگی بھر تقوی اختیار کرتے رہے، اس لئے جو مومن نہیں ہے، کافر ہے تو وہ ولی نہیں بن سکتا، اور جو تقوی اختیار نہیں کرتا، شریعت پر نہیں چلتا وہ بھی ولی نہیں بن سکتا ہے

2۔ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔(آیت ۱۳،سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہو۔

اس آیت میں ہے کہ جو زیادہ متقی ہوگا اللہ کے نزدیک وہی زیادہ باعزت ہے

ولی کی علامت یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر خدا یاد آئے

جو شان وشوکت والا ہو، اور اس کو دیکھ کر دنیا یاد آئے وہ ولی نہیں ہے، وہ دنیا دار ہے، اور جس کی سادگی، پرہیز گاری، اور خوف خدا دیکھ کر آخرت یاد آنے لگے وہ اللہ کا ولی ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال ابراھیم سئل رسول الله ﷺ من اولیاء الله ؟ قال الذین اذا رئوا ذکر الله ۔(سنن نسائی کبری، باب قول اللہ تعالی، الا ان اولیاء اللہ، ج ۱۰، ص ۱۲۴، نمبر ۱۱۱۷۱)

ترجمہ۔حضورؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ کے ولی کون ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ جب اس کو دیکھو تو خدا یاد آنے لگے [تو سمجھو کہ وہ اللہ کا ولی ہے]

3۔ان اسماء بنت یزید انها سمعت رسول الله ﷺ یقول : الا ینبأکم بخیارکم ؟ قالوا بلی یا رسول الله قال خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر الله عز و جل ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الزہد، باب من لا یؤبہ لہ، ص ۶۰۱، نمبر ۴۱۱۹)

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت یزید نے کہا کہ، میں نے حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا، میں تمہیں بتلاؤں کہ تم میں سے اچھے لوگ کون ہیں ؟ لوگوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ!، آپؐ نے فرمایا، تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو دیکھو تو خدا یاد آجائے

ان احادیث میں ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے، وہ اچھے لوگ ہیں، اس لئے پیر ایسا اللہ والا ہو جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔

جو شریعت کا پابند نہیں وہ ولی نہیں ہے

آج کل بہت سے لوگ ہیں جو ولی ہونے کا دعوی کرتے ہیں، لیکن وہ نہ نماز کے پابند ہیں، نہ روزے کے پابند ہیں، نہ زکوۃ دیتے ہیں، بلکہ لوگوں کو دھوکہ دیکر ان سے پونڈ وصول کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو ولی نہیں سمجھنا چاہئے، اور اس کی جال سے بچنا چاہئے

کوئی ولی کتنا ہی بلند ہو جائے وہ نبی اور صحابہ سے افضل نہیں ہو سکتا

بعد کے ولی کا درجہ صحابہ سے بھی کم ہے، کیونکہ، صحابہ نے ایمان کے ساتھ حضور کو دیکھا ہے اور انکی مدد کی ہے، اور ولی نے حضورؐ کو نہیں دیکھا ہے، اس لئے بعد کے ولی صحابہ سے افضل نہیں ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضور نے تمام صحابہ کی بہت فضیلت بیان کی ہے، جو ولیوں کے لئے نہیں ہے، اس لئے بعد کے ولی کتنے ہی آگے کیوں نہ بڑھ جائیں وہ صحابہ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

بعض لوگ بعد کے ولیوں کی اتنی فضیلت بیان کرتے ہیں کہ ان کو صحابہ سے بھی آگے بڑھا دیتے ہیں، یہ صحیح بات نہیں ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

4۔عن عبد اللہ بن مغفل المزنی قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی اصحابی ، اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذھم غرضا بعدی فمن احبھم فبحبی أحبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم ، و من آذاھم فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ

تبارک و تعالی و من آذای الله فیوشک ان یأخذه ۔(مسند امام احمد، باب حدیث عبداللہ بن مغفل المزنی، ج٦،ص٤٢، نمبر ٢٠٠٢٦)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ،میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو ،میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو،میرے بعد انکو طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنائیں، جوان سے محبت کریں گے وہ میری وجہ سے محبت کریں گے،اور جوان سے بغض کریں گے وہ میری وجہ سے بغض کریں گے، جس نے انکو تکلیف دی اس نے گویا کہ مجھے تکلیف دی،اور جس نے مجھے تکلیف دی تو اس نے گویا کہ اللہ کو تکلیف دی،اور جس نے اللہ کو تکلیف دی تو ہوسکتا ہے اللہ اس کو اپنے پکڑ میں لے لے

حضورؐ نے بڑے درد کے ساتھ اپنے صحابی کے بارے میں فرمایا کہ انکو طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنایا جائے۔

5۔سمعت جابر بن عبد الله یقول سمعت النبی ﷺ یقول لا تمس النار مسلما رأنی او رأی من رانی ۔(ترمذی شریف، باب ماجاء فی فضل من رای النبی ﷺ وصحبہ،ص٨٧٢، نمبر ٣٨٥٨)

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، میں نے حضورؐ سے کہتے ہوئے سنا ہے،جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں مجھے دیکھا ہو، یا جس نے مجھے دیکھا ہو[یعنی میرے صحابی کو]اس کو دیکھا ہو تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ان احادیث میں صحابہ کی فضیلت ہے جو ایک ولی کے لئے نہیں ہے،اس لئے ادنی صحابی بھی بعد کے تمام ولیوں سے افضل ہیں

ولی سے خارق عادت بات ثابت ہو جائے تو اس کو کرامت کہتے ہیں

نبی سے کوئی خارق عادت بات ظاہر ہو تو اس کو معجزہ، کہتے ہیں، اور ولی سے کوئی خارق [عجیب] بات ظاہر ہو تو اس کو کرامت، کہتے ہیں، اور غیر مسلم سے کوئی خارق عادت چیز ثابت ہو جائے تو اس کو استدراج، کہتے ہیں

ولی سے بھی خارق عادت چیز [یعنی کرامت] ظاہر ہو سکتی ہے،

،لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ بہت سارے لوگ کرامت کا دعوی کرتے ہیں، لیکن اس میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی، اس لئے اس زمانے میں اس سے چوکنا رہنا چاہئے۔

کرامات کے لئے یہ آیت موجود ہے

3۔ کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا ۔(آیت ۳۷، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ جب بھی زکریا حضرت مریمؑ کے پاس ان کی عبادت گاہ میں جاتے ان کے پاس کوئی رزق پاتے۔

اس آیت میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام جو نبی نہیں تھیں، ولیہ تھیں انکے پاس بے موسم کا پھل ہوا کرتا تھا جو ایک کرامت ہے۔

جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتا وہ ولی نہیں بن سکتا

اس وقت دنیا میں بہت سارے وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ، ان میں توحید نہیں ہے، یا کفر میں مبتلاء ہیں یا شرک میں مبتلاء ہیں اور وہ دعوی کرتے ہیں کہ میں ولی ہوں، پہنچا ہوا آدمی ہوں، وہ تپسیا [مجاہدہ] بھی کرتے ہیں، وہ لوگوں کو تعویذ [جنتر، منتر] دیتے ہیں اور کبھی اللہ کے حکم سے اس کا فائد بھی ہوتا ہے، جس سے عوام سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کے ولی ہیں، اور عوام اس کے معتقد ہو جاتے ہیں

لیکن یہ بات سمجھنا چاہئے کہ جب تک توحید نہ ہو، ایمان نہ ہو، اللہ کے تمام احکام پر عمل نہ کرتا ہو وہ اللہ کا ولی نہیں ہے، یہ اس کے لئے ڈھیل ہے، استدراج ہے، ان کے ہاتھ میں کبھی بھی مرید نہیں ہونا چاہئے، اس سے بچنا چاہئے، بہت ممکن ہے کہ اس کے قریب ہونے کی وجہ سے آپ کا ایمان ختم ہو جائے

اس کے لئے آیت یہ ہے

4۔ الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون ، الذین آمنوا و کانوا یتقون ، لهم البشری فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة لا تبدیل لکلمات الله ذالک هو الفوز العظیم۔ (آیت ۶۲۔۶۴ ،سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔یاد رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں۔ان کو نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ،اور تقوی اختیار کئے رہے، ان کے لئے خوشخبری ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں سب سے پہلی شرط ہے کہ وہ ایمان رکھتا ہو، اور دوسری شرط ہے کہ تقوی اختیار کرتا ہو تب ولی ہوگا، اس کے بغیر ولی نہیں بن سکتا۔ اس کا خیال رکھیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۱۔فرشتوں کا بیان

اس عقیدے کے بارے میں 9 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

ایمان کے باب میں آئے گا کہ چھ باتوں پر ایمان رکھنے سے آدمی مومن بنتا ہے، اور ان میں سے ایک بات فرشتوں پر ایمان رکھنا ہے، اس لئے فرشتوں کی تفصیل ذکر کی جارہی ہے
عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے۔

۔و الایمان ، ھو الایمان باللہ ، و ملائکتہ ، و کتبہ ، و رسلہ ، و الیوم الآخر ، و القدر خیرہ و شرہ ، و حلوہ و مرہ ، (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۶۶، ص ۱۵)

ترجمہ۔ اور ایمان ، یہ ہے کہ اللہ پر، اس کے فرشتے پر، اسکی کتابوں پر، اسکے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور تقدیر پر ایمان ہو

اس عبارت میں ہے کہ چھ چیزوں پر ایمان لانے سے آدمی مومن بنتا ہے، ان میں سے ایک فرشتوں پر ایمان لانا بھی ہے

باقی تفصیل ایمان کی بحث میں دیکھیں

فرشتہ کی پیدائش نور سے ہے

فرشتے اللہ کی معصوم مخلوق ہیں جن کی پیدائش نور سے ہے
اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ خلقت الملائكة من نور ، و خلق الجان من مارج من نار ، و خلق آدم مما وصف لكم۔(مسلم شریف، باب فی احادیث متفرقۃ، باب الزہد، ص ۱۲۹۵، نمبر ۲۹۹۶/۷۴۹۵)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، اور جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا گیا ہے، اور حضرت آدمؑ کو اس چیز سے پیدا کیا جو تمہارے سامنے بیان کیا گیا ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، اور جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔

چار فرشتے بڑے ہیں ان کا تذکرہ ان آیتوں میں ہے

فرشتے بہت ہیں جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، ان میں چار فرشتے بڑے ہیں
حضرت جبرئیل علیہ السلام،
حضرت میکائیل علیہ السلام ،
حضرت اسرافیل علیہ السلام ،
اور حضرت عزرائیل علیہ السلام

حضرت جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا تذکرہ نیچے کی آیت میں ہے
حضرت جبرئیل علیہ السلام سب سے بڑے فرشتے مانے جاتے ہیں، اور ان کا کام نبیوں پر وحی لانا ہے
حضرت میکائیل علیہ السلام کا کام بارش برسانا ہے

یہ کام اللہ کے حکم سے انجام دیتے ہیں، اس لئے بارش برسانے کے لئے حضرت میکائیلؑ سے مانگنا جائز نہیں ہے، صرف اللہ تعالی ہی سے بارش مانگی جائے گی، کچھ غیر مسلم بارش کے لئے دیوی کی پوجا کرتے ہیں، وہ یہ مانتے ہیں کہ بارش برسانا دیوی کے اختیار میں ہے، اس لئے وہ اس کے لئے دیوی، اور دیوتا کو پکارتے ہیں، یہ اسلام میں حرام ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔و من کان عدو الله و ملائکته و رسله و جبریل و میکال فان الله عدو للکافرین ۔(آیت ۹۸،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اگر کوئی شخص اللہ کا،اس کے فرشتوں کا،اور رسولوں کا اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو وہ سن رکھے کہ اللہ کافروں کا دشمن ہے

2۔قل من کان عدوا لجبریل فانه نزله علی قلبک باذن الله ۔(آیت ۹۷،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اے پیغمبر کہہ دیں کہ اگر کوئی شخص جبرئیل کا دشمن ہے تو ہوا کرے انہوں نے تو یہ کلام اللہ کی اجازت سے آپ کے دل پر اتارا ہے

ان دونوں آیتوں میں جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام کا ذکر ہے

حضرت عزرائیلؑ [ملک الموت] کا تذکرہ

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا کام لوگوں کو موت دینا ہے، یہ کام بھی وہ اللہ کے حکم سے کرتے ہیں، موت اور حیات دینا صرف اللہ کا کام ہے، البتہ اللہ کے حکم سے وہ اس کام کو انجام دیتے ہیں، اس لئے زندہ رکھنے کے لئے صرف اللہ سے دعا مانگی جا سکتی ہے، فرشتے سے نہیں

،اس کے لئے آیت یہ ہے

3۔قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون ۔(آیت ۱۱، سورت السجدۃ ۳۲)

ترجمہ۔ کہہ دو کہ، تمہیں موت کا وہ فرشتہ پورا پورا وصول کرلے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، پھر تمہیں واپس تمہارے پروردگار کے پاس لے جایا جائے گا

4۔حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا و هم لا يفرطون ۔(آیت ۶۱،سورت انعام ۶)

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کے موت کا وقت آجاتا ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کو پورا پورا وصول کر لیتے ہیں، اور وہ ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتے

اس آیت میں ہے کہ موت کا وقت آجاتا ہے تو ایک سکنڈ بھی تاخیر نہیں کرتا

،اس آیت میں ملک الموت کا ذکر ہے

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت اسرافیلؑ صور پھونکنے پر مامور کئے گئے ہیں، یہ قیامت کے روز صور پھوکیں گے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

5۔و یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السماوات و من فی الارض . (آیت ۸۷، سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین کے سب رہنے والے گھبرا اُٹھیں گے

6۔ و نفخ فی الصور فصعق من فی السموات و من فی الارض الا من شاء الله ثم نفخ فيه اخرى فاذا هم قيام ينظرون ۔(آیت ۶۸،سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اور صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں وہ سب بیہوش ہو جائیں گے ،سوائے اس کے جسے اللہ چاہے، پھر دوسری بار پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ پل بھر میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے

2۔عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ان صاحبی الصور بأیدیھما قرنان یلاحظان النظر متی یومران ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الزہد، باب ذکر البعث، ص ۶۲۳، نمبر ۴۲۷۳) ۔

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ صور پھونکنے والے کے دونوں ہاتھوں میں دو سینگ ہیں ، وہ ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں کہ کب ان کو صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے [تا کہ وہ صور پھونکیں] ۔

ان آیات اور حدیث میں صور پھونکنے والا فرشتہ میکائیل کا ذکر ہے

کراما کاتبین کا تذکرہ

کراما کاتبین ، یہ دو فرشتے ہیں، ایک دائیں جانب اور دوسرے بائیں جانب ، یہ دونوں ہمارے کئے ہوئے اعمال کو لکھتے ہیں، دائیں جانب والا فرشتہ نیک اعمال لکھتا ہے اور بائیں جانب والا ہمارے برے اعمال کو لکھتا ہے. ،اس کے لئے آیت یہ ہے

7۔و ان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون ۔(آیت ۱۰،سورت انفطار ۸۲)

ترجمہ۔حالانکہ تم پر کچھ نگراں [فرشتے] مقرر ہیں وہ معزز لکھنے والے ہیں، جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔

اس آیت میں کراما کاتبین فرشتے کا ذکر ہے

منکر نکیر کا تذکرہ

یہ دوفرشتے ہیں، جب آدمی کو قبر میں لٹایا جاتا ہےتو یہ دونوں فرشتے آتے ہیں، اورمیت سے تین سوالات کرتے ہیں۔

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔**عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا اقبر الميت . او قال احدكم . اتاه ملكان اسودان ازرقان يقال لاحدهما المنكر و الآخر النكير**۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر ،ص ۲۵۸،نمبر ۱۰۷۱)

ترجمہ حضور ؐ نے فرمایا کہ میت کوقبر میں لٹایا جاتا ہے، راوی نے یہ فرمایا کہ تم میں سے کسی ایک کولٹایا جاتا ہے۔تو کالے فرشتے آتے ہیں جنکی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں، ان میں سے ایک کا نام منکر ہے، اور دوسرے کانام نکیر ہے

اس حدیث میں منکر نکیر فرشتے کا ذکر ہے

فرشتے اللہ کے فرمان کے تابع ہوتے ہیں

8۔بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول و ھم بامرہ یعملون ۔(آیت ۲۶،سورت الانبیاء۲۱)

ترجمہ۔بلکہ فرشتے تو اللہ کے بندے ہیں جنہیں عزت بخشی گئی ہے،وہ اس سے آگے بڑھ کر کوئی بات نہیں کرتے،اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں

9۔و الملائکۃ و ھم لا یستکبرون یخافون ربھم من فوقھم و یفعلون ما یومرون ۔(آیت ۵۰،سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔اور سارے فرشتے اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں،اور وہ ذرا تکبر نہیں کرتے،وہ اپنے اس پروردگار سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہیں،اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

ان آیتوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ فرشتے نافرمانی نہیں کرتے بلکہ صرف اللہ کے حکم پر چلتے ہیں یہی ان کی فطرت ہے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے،اور حضور ؐ تو تمام فرشتوں سے،اور تمام نبیوں اور تمام رسولوں سے بھی افضل ہیں،اور اللہ کے بعد سب سے بڑا درجہ حضور ؐ کا ہے

اس کی تفصیل نور و بشر کے عنوان میں دیکھیں

اس عقیدے کے بارے میں 9 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں،آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۲۔جن کا بیان

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان سے پہلے اللہ نے جنات کو پیدا کیا تھا، لیکن مصلحت کی وجہ سے اللہ نے بعد میں انسان کو پیدا کیا، اور اس سے اس زمین کو آباد کیا

جن کی پیدائش آگ سے ہے

اس کے لئے یہ آیت ہے

1۔ و الجان خلقناہ من قبل من نار السموم۔(آیت ۲۷، سورۃ الحجر ۱۵)

ترجمہ۔ اور جنات کو اس سے پہلے لو کی آگ سے پیدا کیا ہے تھا

2۔خلق الجان من مارج من نار ۔(آیت ۱۵، سورت الرحمٰن ۵۵)

ترجمہ۔ اور جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا ہے

اس آیت میں ہے کہ جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے

انسان کی پیدائش مٹی سے ہے

انسان کی پیدائش مٹی سے ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

3۔ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا۔(آیت۲،سورۃ الانعام۶)

ترجمہ۔وہی ذات ہے جس نے تم کو گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر[تمہاری زندگی کی] ایک وقت مقرر کردی

اس آیت میں ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

4۔و اللہ خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم جعلکم ازواجا۔(آیت۱۱،سورۃ فاطر۳۵)

ترجمہ۔اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا

اس آیت میں بھی ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

بعض جن نیک ہوتے ہیں اور بعض بدکار ہوتے ہیں

جن میں بعض نیک بھی ہوتے ہیں، اور بعض بد بھی ہوتے ہیں، البتہ چونکہ اس کی پیدائش آگ سے ہے، اس لئے اچھے کم اور برے زیادہ ہوتے ہیں

جن میں سے کچھ جن نیک ہوتے ہیں اس کی دلیل یہ آیت ہے

5۔ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا ، یھدی الی الرشد فامنا بہ و لن نشرک بربنا أحدا ۔(آیت۱۔۲،سورت الجن۷۲)

ترجمہ۔اے رسول کہہ دیں کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن غور سے سنا ،اور وہ اپنی قوم سے جا کر کہا کہ، ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے، جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، اور اب اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو عبادت میں ہرگز

شریک نہیں مانیں گے

اس آیت میں ہے کہ کچھ جن ایمان لائے ۔

جنات اور انسان اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں

6۔ و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون۔(آیت ۵۶،سورت الذاریات ۵۱)

ترجمہ۔جنات اور انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

جنات انسان کو پریشان کرتا ہے

لیکن اتنا نہیں ہے جتنا آج کل کے زمانے میں اس میں غلو ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔عن ابی ھریرہ عن النبی ﷺ قال ان عفریتا من الجن تفلت علی البارحۃ . لیقطع علی الصلاۃ فامکننی اللہ منہ ۔(بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، باب الاسیر او الغریم یربط فی المسجد، ص ۸۰، نمبر ۴۶۱/ مسلم شریف، کتاب المساجد، باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ، والتعوذ منہ، ص ۲۲۰، نمبر ۱۲۰۹/۵۱)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ کل رات ایک شریر جن نے مجھ پر حملہ کیا تا کہ میری نماز خراب کر دے، لیکن اللہ نے مجھ کو اس کو پکڑنے کی قدرت دی

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنات انسان کو پریشان کرتے ہیں

2۔عن ابی عثمان قال أتت امرأة عمر بن الخطاب ، قالت استهوت الجن زوجها فامرها ان تتربص اربع سنين ۔(دار قطنی ، کتاب النکاح، باب المہر ، ج ۳،ص ۲۱۷،نمبر ۳۸۰۳/۳۸۴۸)

ترجمہ۔ایک عورت عمر بن الخطابؓ کے پاس آئی جس کے شوہر کو جن اڑا لے گیا تھا،تو حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چار مہینے تک عدت گزارنے کا حکم دیا

اس قول صحابی سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات انسان کو اڑا کر لیجا سکتے ہیں

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات انسان کو پریشان کرتے ہیں ۔

جنات کے ٹھیکے داروں سے چوکنا رہیں

لیکن آج کل صورت حال یہ ہے کہ عام طور پر تعویذ والوں کو اور جنات نکالنے والوں کو کچھ علم نہیں ہوتا ، وہ اپنے استاد سے تعویذ کم اور مکاری زیادہ سیکھا ہوتا ہے، اس لئے جس تعویذ والے کے پاس آپ جائیں وہ بیچ بیچ کی بات کہتا ہے، مثلا کہے گا کہ تم کو قریب کے لوگوں نے جادو کیا ہے۔تم پر جنات کا اثر ہے، یعنی جنات ہے بھی اور نہیں بھی ہے

اب اس کی تعویذ دی اور دو ماہ میں کچھ نہیں ہوا اور آپ دوبارہ اس کے پاس گئے، تو کہہ دیتا ہے کہ میں نے دو جنات کو تو نکال دیا تھا، اب اس کے خاندان کے پانچ جنات نے دوبارہ حملہ کر دیا ہے، اب اس کو نکالنے کے لئے اور دو ماہ لگیں گے، اور مزید پانچ ہزار روپیہ لگے گا، اس طرح وہ کئی ماہ تک روپیہ کھینچتا رہتا ہے، اور عوام پریشان رہتا ہے اور ہوتا کچھ نہیں ہے، یہ بھی دیکھا گیا ہے تعویذ والے اتنا دل میں جنات کا خوف ڈال دیتے ہیں، وہ جلدی نکلتا بھی نہیں ہے، اس لئے ایسے لوگوں سے بہت بچنا چاہئے

شیطان کی پیدائش بھی آگ سے ہے

شیطان بھی جنات کے خاندان سے ہے اور اس کو بھی آگ سے پیدا کیا ہے، البتہ بہت عبادت کرنے کی وجہ سے وہ فرشتوں کے درمیان ہو گیا تھا، اور جب فرشتوں کو سجدہ کرنے کے لئے کہا تو شیطان نے بھی سمجھا تھا کہ مجھکو بھی سجدہ کرنے کے لئے کہا ہے، لیکن اس نے سجدہ نہیں کیا، اور دلیل یہ دی کہ میں میری پیدائش آگ ہے، اور میرا درجہ انسان سے زیادہ ہے، اس لئے میں انسان کو سجدہ نہیں کروں گا

اس کی دلیل یہ آیت ہے

7۔قال ما منعک الا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین ۔(آیت ۱۲، سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔ اللہ نے کہا، جب میں نے تجھے حکم دے دیا تھا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا ؟ وہ بولا: میں اس سے بہتر ہوں ۔تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا، اور اس کو [آدم] کو مٹی سے پیدا کیا

اس آیت میں ہے کہ شیطان کی پیدائش اگ سے ہے ۔ بعد میں اس کو ہمیشہ کے لئے دھتکار دیا گیا

انسان شیطان اور اس کے قبیلے کو نہیں دیکھ سکتا

اس کے لئے آیت یہ ہے

8۔انہ یراکم ھو و قبیلہ من حیث لا ترونھم ۔(آیت ۲۷، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔ شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے

اس آیت میں ہے کہ ہم شیطان کو نہیں دیکھ سکتے ہیں، اس لئے اس سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۳۔حشر قائم کیا جائے گا

اس عقیدے کے بارے میں 16 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم مر گئے اس کے بعد برزخ میں زندہ نہیں کیا جائے گا، اور نہ حساب کتاب ہوگا، بلکہ مرنے کے بعد ہم مٹی ہو جائیں گے اور ختم ہو جائیں گے۔ دہریہ کا اور ناستک کا یہی عقیدہ ہے اس پر اللہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اس کو میدان قیامت میں اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا، اور پھر اس کے لئے یا جنت ہوگی، یا جہنم ہوگی

حشر کا مطلب یہ ہے اللہ پاک قبر میں آدمی کو زندہ کریں گے، اور پھر اس کو میدان محشر تک پہونچائیں گے، اور وہاں حساب ہوگا

ان آیتوں میں اس کا ثبوت ہے

1۔یوم ینفخ فی الصور و نحشر المجرمین یومئذ زرقا۔(آیت ۱۰۲، سورت طہ ۲۰)

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا، اور اس دن ہم سارے مجرموں کو گھیر کر اس طرح جمع کریں گے کہ وہ نیلے پڑھے ہوں گے

2۔و یوم نحشر من کل امة فوجا ممن یکذب بآیاتنا فھم یوزعون ۔(آیت ۸۳، سورت النمل ۲۷)

۔ترجمہ۔اور اس دن کو نہ بھولو جب ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کی پوری فوج کو گھیر لائیں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے، پھر ان کی جماعت بندی کی جائے گی

3۔ یوم نسیر الجبال و تری الارض بارزۃ و حشرنا ھم فلم نغادر احدا وعرضوا علی ربک صفا لقد جئتمونا کما خلقنا کم اول مرۃ بل زعمتم ألن نجعل لکم موعدا۔(آیت ۴۸،سورت الکہف ۱۸)

ترجمہ۔جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے، اور تم زمین کو دیکھو گے کہ وہ کھلی پڑی ہے اور ہم ان سب کو گھیر کر اکٹھا کر دیں گے، اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے، اور سب کو تمہارے رب کے سامنے صف باندھ کر پیش کیا جائے گا، آخر تم ہمارے پاس اسی طرح آ گئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اس کے برعکس تمہارا دعوی یہ تھا کہ ہم تمہارے لئے یہ مقرر وقت [محشر] کبھی نہیں لائیں گے

ان آیات سے معلوم ہوا کہ قیامت قائم ہو گی،

مردوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا

مردوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، ان کو میدان قیامت میں لیجایا جائے گا، اور ان سے حساب لیا جائے گا اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

4۔ثم انکم یوم القیامة تبعثون۔(آیت ۱۶، سورت المومنون ۲۳)

ترجمہ۔پھر قیامت کے دن تمہیں یقیناً زندہ کیا جائے گا

5۔ و انه یحی الموتی و انه علی کل شیء قدیر۔(آیت ۶، سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

6۔و هو یحی الموتی و هو علی کل شیء قدیر ۔(آیت ۹، سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے

7۔ قال ن یحی العظام و هی رمیم قل یحییها الذی انشأها اول مرة، و هو بکل خلق علیم ۔(آیت ۷۹، سورت یٰس ۳۶)

ترجمہ۔کہتا ہے ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا، جبکہ وہ گل چکی ہوں گی، کہہ دو کہ: ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے

ان آیات میں ہے کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا

اللہ تعالی میدان حشر کے مالک ہوں گے

6۔ مالک یوم الدین ۔(آیت ۳،سورت الفاتحہ ۱)

ترجمہ۔جو بدلے کے دن کا مالک ہے [یعنی میدان محشر کا مالک ہے

7۔لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار ۔(آیت ۱۶،سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔کس کی بادشاہی ہے آج ؟[جواب ایک ہی ہوگا کہ]صرف اللہ کی جو ایک ہے قہار ہے۔

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ محشر کے دن کا مالک ہیں،کوئی اور اس کا مالک نہیں ہوگا۔

محشر میں ہر شخص کا حساب ہوگا

محشر میں پورا پورا حساب ہوگا،اور زندگی میں جتنا خیر اور شر کیا تھا سب کا نامہ اعمال آدمی کے سامنے پیش کیا جائے ، اور سب کا حساب کیا جائے گا ، جو حساب میں کامیاب ہوگا ، اللہ تعالی اس کو جنت عطا فرمائیں گے، جو ناکام ہوگا، اللہ تعالی اس کو جہنم میں ڈالیں گے

اسلئے آدمی کو کبھی نہیں سوچنا چاہئے کہ میرا حساب نہیں ہوگا،اس بھول میں نہیں رہنا چاہئے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

8۔ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین مما فیہ و یقولو ن یا ویلتنا ما ل ھٰذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ و لا کبیرۃ الا احصٰھا ، ووجدو ما عملو حاضرا و لا یظلم ربک احدا ۔(آیت ۴۹،سورت الکھف ۱۸)

ترجمہ۔اور اعمال کی کتاب سامنے رکھ دی جائے گی، چنانچہ تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس میں لکھی ہوئی باتوں سے خوف زدہ ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ، ہائے ہماری بربادی! یہ کیسی کتاب ہے جس نے ہمارا کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا پورا احاطہ نہ کرلیا ہو، اور وہ اپنا سارا کیا دھرا اپنے سامنے موجود پائیں گے، اور تمہارا رب کسی پر کوئی ظلم نہیں کرے گا

9۔فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا ۔(آیت۸، سورت الانشقاق۸۴)

ترجمہ۔پھر جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے تو آسان حساب لیا جائے گا۔

10۔اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔(آیت۱۴، سورت الاسراء۱۷)

ترجمہ۔کہا جائے گا کہ لو پڑھلو اپنا نامہ اعمال، آج تم خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہو۔

11۔لیجزی اللہ کل نفس ما کسبت ان اللہ سریع الحساب ۔(آیت۵۱، سورت ابراہیم۱۴)

ترجمہ۔تاکہ اللہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دے، یقیناً اللہ جلد حساب چکانے والا ہے

12۔و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ۔(آیت۲۸۴، سورت البقرۃ۲)

ترجمہ۔اور جو باتیں تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم ان کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے ان کا حساب لے گا

ان تمام آیتوں میں یہ ہے کہ اللہ قیامت میں حساب لیں گے

قیامت کے دن ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا

قیامت کے دن ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا، جو نیک لوگ ہوں گے اور جنتی ہوں گے، ان کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا، اور جو جہنمی ہوں گے ان کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

13۔ فاما من اوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا و ینقلب الی اهله مسرورا ، و اما ن أؤتی کتابه وراء ظهره فسوف یدعوا ثبورا ۔(آیت ۸۔۱۲،سورت الانشقاق ۸۴)

ترجمہ۔جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اس سے تو آسان حساب لیا جائے گا، اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی مناتا ہوا واپس آئے گا، لیکن وہ شخص جس کو اس کا نامہ اعمال اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا، وہ موت کو پکارے گا

14۔فاما من اوتی کتابه بیمینه فیقول هاؤم أقرؤ کتابیه ۔(آیت ۱۹،سورت الحاقۃ ۶۹)

ترجمہ۔پھر جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: لو یہ میرا اعمال نامہ پڑھو

15۔و اما من اوتی کتٰبه بشماله فیقول یلیتنی لم اوت کتٰبیه ۔(آیت ۲۵،سورت لحاقۃ ۶۹). ترجمہ۔رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: اے کاش مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔

ان آیتوں میں ہے کہ قیامت کے دن اعمال نامہ ہاتھ میں دیا جائے گا،

پل صراط قائم کیا جائے گا

میدان قیامت میں پل صراط قائم کیا جائے گا، اور لوگوں کو اس پر سے گزرنا ہوگا، جو نیک ہوں گے وہ اس پر سے گزر جائیں گے، اور جنت میں پہنچ جائیں گے، اور جو بد ہوں گے وہ اس پر سے نہیں گزر پائیں گے وہ جہنم میں گر جائیں گے۔

اس کے لئے آیت اور احادیث یہ ہیں

16۔وان منکم واردھا ۔(آیت ۷۱،سورت مریم ۱۹)

اور تم میں سے کوئی نہیں ہے جس کا اس پلصراط پر گزر نہ ہو

1۔ان ابا ھریرۃ اخبرھما .....و یضرب الصراط بین ظھرانی جھنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامتہ ۔(بخاری شریف، کتاب الآذان، باب فضل السجود، ص ۱۳۰، نمبر ۸۰۶)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ جہنم کی پیٹھ پر پل صراط قائم کیا جائے گا، اور میں رسولوں میں سے سب سے پہلا ہوں گا، جو اپنی امت کو لیکر اس پر گزرے گا

2۔عن المغیرۃ بن شعبۃ قال قال رسول اللہ ﷺ شعار المومنین علی الصراط رب سلم سلم۔(ترمذی شریف، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ما جاء فی شأن الصراط، ص ۵۵۴، نمبر ۲۴۳۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ پل صراط پر مومن کا شعار، رب سلم سلم، ہوگا

اس آیت اور دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جہنم پر پل صراط قائم کیا جائے گا۔

اس عقیدے کے بارے میں 16 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۴۔میزان حق ہے

اس عقیدے کے بارے میں 12 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

قیامت کے دن اعمال تولنے کے لئے میزان، یعنی ترازو قائم کیا جائے گا
اعمال تولنے کا میزان کس طرح کا ہوگا اس کی تفصیل معلوم نہیں ہے، اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، لیکن قرآن اور حدیث سے یہ معلوم ہے کہ قیامت میں اعمال تولنے کے لئے میزان اور ترازو ہوگا
پچھلے زمانے میں فلسفہ والوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اعمال کو جسم نہیں ہے تو کیسے تولے جائیں گے، لیکن اس زمانے میں بخار، اور دل کی ڈھرکنوں کو ناپتے ہیں، اور باریک سے باریک چیز ناپ لیتے ہیں، اس لئے اب یہ اعتراض نہیں رہا،

میزان میں اعمال تولے جائیں گے، اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں۔

1۔ونضع الموازین القسط لیوم القیامة فلا تظلم نفس شیئا و ان کان مثقال حبة من خردل آتینا بھا و کفی بنا حاسبین ۔(آیت، ۴۷، سورت الانبیاء ۲۱)
ترجمہ۔اور ہم قیامت کے دن ایسی ترازویں لا رکھیں گے جو سراپا انصاف ہوں گی، چنانچہ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا

2۔ و الوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فأولائک ھم المفلحون ، و من خفت موازینہ فاولائک الذین خسروا انفسھم بما کانوا بایٰتنا یظلمون ۔(آیت ۸۔۹سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔اوراس دن اعمال کا وزن ہونا اٹل حقیقت ہے، چنانچہ جن کی ترازو کے پلے بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے ہوں گے، اور جن کی ترازو کے پلے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتیاں کرکر کے خود اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا ہے

ان آیتوں میں میزان،یعنی ترازو کا ذکر ہے

1۔عن عائشة انھا ذکرت النار فبکت .....فقال رسول اللہ ﷺ اما فی ثلاثة مواطن فلا یذکر احدا احدا عند المیزان حتی یعلم أیخف میزانہ او یثقل ۔(ابوداود شریف،باب فی ذکر المیزان،ص۶۷۲،نمبر۴۷۵۵)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جہنم کا تذکرہ کیا تو وہ رونے لگی ۔۔۔حضور ؐ نے فرمایا کہ تین موقع پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا،ایک ترازو کے وقت، یہاں تک کہ یہ جان لے کہ،اس کا وزن ہلکا ہوا ہے یا بھاری۔

اس حدیث میں میزان کا اور وزن اعمال کا تذکرہ ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 1 حدیث ہے،آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۵۔اللہ نے جنت کو پیدا کر دیا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 14 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

پہلے کچھ اختلاف تھا کہ جنت اور جہنم کو ابھی پیدا کیا ہے یا نہیں اور کچھ لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ جنت اور جہنم کو ابھی پیدا نہیں کیا ہے، بلکہ محشر کے بعد پیدا کریں گے کیونکہ ابھی اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن آیتوں کو دیکھنے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے جنت اور جہنم کو پیدا کر دیا ہے

جنت کو پیدا کر دینے کے لئے آیت یہ ہے

1۔و جنة عرضها السماوات و الارض اعدت للمتقين (آیت ۱۳۳، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور جنت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے

2۔اعد الله لهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدين فيها۔(آیت ۸۹، سورت التوبة ۹)

ترجمہ۔اللہ نے ان کے لئے وہ باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے

3۔و اعد لهم جنات تجری من تحتها الانهار۔(آیت ۱۰۰،سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کرر کھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

اس حدیث میں بھی ہے

1۔عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ يقول الله تعالى أعددت لعبادی الصالحين ما لا عين رأت و لا اذن سمعت و لا خطر على قلب بشر ۔(بخاری شریف، باب سورۃ السجدۃ، کتاب التفسیر،ص ۸۴۰،نمبر ۴۷۸۰)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا، اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نیک بندوں کے لئے ایسی چیز تیار کرر کھی ہے، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کسی انسان کے دل پر یہ بات گزری ہے

ان آیتوں اور حدیث میں اعدت ماضی کے صیغے کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جنت اور جہنم پیدا کر دی گئی ہے

اللہ نے جہنم کو پیدا کر دیا ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

4۔فاتقوا النار التی و قودها الناس و الحجارة أعدت للكافرين (آیت ۲۴،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

5۔و غضب الله عليهم و اعد لهم جهنم و سأت مصيرا۔(آیت ۶،سورت الفتح ۴۸)

ترجمہ۔اور اللہ ان سے ناراض ہیں،اس نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے،اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے،اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

6۔ و اتقوا النار التی اعدت لکافرین ۔(آیت ۱۳۱،سوررت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

ان آیتوں سے پتہ چلا کہ جہنم بھی اللہ نے پیدا کر دی ہے۔

جنت اور جہنم کو اللہ ہمیشہ باقی رکھیں گے

7۔سندخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا (آیت ۵۷،سورت النساء۴)

ترجمہ۔ان کو ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ،جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

8۔سندخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا وعد اللہ حقا (آیت ۱۲۲،سورت النساء۴)

ترجمہ۔ان کو ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ،جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے

9۔قیل ادخلوا ابواب جھنم خالدین فیھا۔(آیت ۷۲،سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

10۔ و من یعصی اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابدا ۔(آیت ۲۳،سورت الجن ۷۲)

ترجمہ۔اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا،تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے جنت بھی ہمیشہ رہے گی اور جہنم بھی ہمیشہ رہے گی ،اللہ پاک اس کو ختم نہیں کریں گے۔

جنت عیش کی جگہ ہے

11۔اعداللہ لھم جنات تجری من تحتھا الانہار خالدین فیھا ۔(آیت ۸۹،سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اللہ نے ان کے لئے وہ باغات تیار کرر کھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں،جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے

۔ان اصحاب الجنۃ الیوم فی شغل فٰکھون ، ھم و ازواجھم فی ظلال علی الارآئک متکئون ، لھم فیھا فاکھۃ و لھم ما یدعون ۔(آیت ۵۷،سورت یٰس ۳۶)

ترجمہ۔جنت والے لوگ اس دن مشغلے میں مگن ہوں گے،وہ اوران کی بیویاں گھنے سایوں میں آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے،وہاں ان کے میوے ہوں گے،اورانہیں ہر وہ چیز ملے گی جو وہ منگوائیں گے۔

جہنم عذاب کی جگہ ہے

12۔فاتقوا النار التی و قودھا الناس و الحجارۃ أعدت للکافرین (آیت ۲۴،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ڈرواس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں

جو جنت میں داخل ہو گیا وہ ہمیشہ وہیں رہے گا

جو ایک مرتبہ جنت میں داخل ہو گیا تو وہ ہمیشہ ہمیش وہیں رہے گا، کبھی وہاں سے نہیں نکالا جائے گا
لیکن اگر کسی کے پاس ایمان موجود ہے، اور کسی گناہ کی وجہ سے سزا کے لئے جہنم میں داخل ہو گیا تو وہ کبھی نہ کبھی جہنم سے نکالا جائے گا، اور جنت میں داخل کیا جائے گا
جنت میں ہمیشہ رہے گا، اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

13۔اعداللہ لهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدين فيها ۔(آیت ۸۹، سورت التوبۃ ۹)
ترجمہ۔اللہ نے ان کے لئے وہ باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے

14۔سندخلهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدين فيها ابدا وعد الله حقا (آیت ۱۲۲، سورت النساء ۴)
ترجمہ۔ان کو ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے

اور ایمان دار جہنم سے نکالا جائے گا۔اس کے لئے حدیث یہ ہے
2۔عن عمران بن حصين رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال يخرج قوم من النار بشفاعة محمد صلی اللہ علیہ وسلم فيدخلون الجنة يسمون الجهنميين ۔(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ و

النار، ص ۱۱۳۶، نمبر ۶۵۶۶ ص)

ترجمہ۔ حضور ؐ نے فرمایا کہ محمد علیہ السلام کی سفارش سے کچھ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے، اور جنت میں داخل کئے جائیں گے، ان لوگوں کا نام، جہنمی، ہوگا

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان جہنم سے نکالے جائیں گے، اور جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

جو لوگ جنت یا جہنم میں داخل ہوں گے اللہ کے علم میں پہلے سے متعین ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

3۔ عن علیؓ قال کنا فی جنازة فی بقیع الغرقد .....قال ما منکم من احد ، ما من نفس منفوشة الا کتب مکانها من الجنة و النار و الا کتب شقیة او سعیدہ فقال رجل یا رسول الله أفلا نتوکل علی کتابنا و ندع العمل ؟ فمن کان منا من اهل السعادة فسیصیر الی عمل اهل السعادة ، و اما من کان منا من اهل الشقاوة فسیصیر الی عمل اهل الشقاوة ، قال: اما اهل السعادة فییسرون لعمل السعادة ، و اما اهل الشقاوة فییسرون لعمل الشقاوة ، ثم قرأ ﴿فاما من اعطی و اتقی و صدق بالحسنی [آیت ۵۔۶، سورت اللیل ۹۲﴾ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر وقعود اصحابہ حولہ، ص ۲۱۸، نمبر ۱۳۶۲)

ترجمہ۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم جنت البقیع میں ایک جنازے میں تھے ۔۔۔حضور ؐ نے فرمایا کہ، جتنے بھی انسان ہیں انکے لئے جنت یا جہنم لکھی ہوئی ہے،اور نیک ہوگا یا بد بخت ہوگا وہ بھی لکھا ہوا ہے، ایک آدمی نے کہا تو یارسول اللہ ہم اس لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کرلیں ،اور عمل نہ چھوڑ دیں؟ اس لئے کہ ہم میں سے جو نیک ہوں گے وہ خود ہی نیک عمل کرلیا کریں گے،اور جو ہم میں سے بدلوگ ہوں گے وہ خود ہی برے عم کرنے لگیں گے،تو حضور ؐ نے فرمایا کہ نیک لوگوں کے لئے نیک عمل آسان کر دیا جاتا ہے،اور برے لوگوں کے لئے برا عمل آسان کر دیا جاتا ہے، پھر آپ ؐ نے استدلال کے لئے ، **فاما من اعطی**،الخ آیت پڑھی۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے اللہ کے علم میں وہ پہلے سے متعین ہیں ،اور جو جہنم میں داخل ہوں گے اللہ کے علم میں وہ پہلے سے متعین ہیں۔

اس عقیدے کے بارے میں 14 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں،آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۶۔قرآن اللہ کا کلام ہے

اس عقیدے کے بارے میں 13 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

نوٹ: کلام کی تین قسمیں ہیں

[۱] ایک کلام وہ ہے جو اللہ کی ذاتی صفت ہے، یہ ابدی ہے، یہ حادث نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی صفت ہے، اس لئے اللہ کی طرح وہ بھی ابدی ہو جائے گا

[۲] انسان کا کلام، یا فرشتوں کا کلام یہ حادث ہے، کیونکہ انسان اور فرشتے حادث ہیں، اس لئے ان سے نکلی ہوئی چیز بھی حادث ہوگی۔

[۳] قرآن جو اللہ کا کلام ہے، یہ کلام اللہ کے ساتھ ہو تو یہ ابدی ہے

اور اس کلام کو فرشتہ، یا انسان پڑھے تو یہ حادث ہے۔ فانی ہے، کیونکہ ہمارا پڑھنا حادث ہے۔

پچھلے مانے میں قرآن حادث ہے یا نہیں اس بارے میں کافی کشمکش رہی ہے، لیکن اگر یہ فرق کر لیں کہ اللہ کے ساتھ جو کلام ہے وہ ابدی ہے، اور انسان جو قرآن پڑھتا ہے، یا لکھتا ہے وہ حادث ہے تو اب کوئی جھگڑا نہیں رہے گا

اللہ کے ساتھ جو کلام ہے وہ ہمیشہ ہے، اور ہم جو قرآن پڑھتے ہیں وہ حادث اور فانی ہے

امام ابو حنیفہؒ کی رائے

امام ابوحنیفہؒ کی کتاب فقہ اکبر میں ہے

و لفظنا بالقرآن مخلوق و کتابنا له مخلوقة و قرائتنا له مخلوقة و القرآن غير مخلوق....و القرآن كلام الله تعالى فهو قديم لا كلامهم ... و كلام الله تعالى غير مخلوق ۔(فقہ اکبر لامام ابوحنیفہ، بحث ان القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ولا حادث ،٥٠۔٥٢۔٥٨)

ترجمہ۔ہم جو قرآن پڑھتے ہیں وہ مخلوق ہے، ہم جو قرآن لکھتے ہیں وہ مخلوق ہے، اور ہم جو پڑھتے ہیں وہ مخلوق ہے [یعنی وہ فانی ہے، حادث ہے] اور قرآن جو اللہ کا اصلی کلام ہے وہ مخلوق نہیں ہے، [یعنی حادث نہیں ہے، فانی نہیں ہے، وہ ابدی ہے] ۔۔۔قرآن جو اللہ کا کلام ہے وہ قدیم ہے [ابدی ہے] اور انسان جو قرآن پڑھتا ہے وہ قدیم نہیں ہے ۔۔۔اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے [،یعنی حادث اور فانی نہیں ہے، بلکہ وہ ابدی اور قدیم ہے]۔

یہاں تین عبارتیں پیش کی گئی ہیں، اس کا حاصل یہ ہے کہ جو کلام اللہ کا ہے، اور جو اس کی صفت ہے وہ قدیم ہے، ابدی ہے، اور انسان جو قرآن پڑھتا ہے وہ حادث ہے، فانی ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے

قرآن کی دو حیثیتیں ہیں، ایک جو اللہ کا اپنا کلام ہے، وہ اللہ کی صفت ہے، اور ابدی ہے
اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں، یہ حادث ہے فانی ہے
قرآن اللہ کا کلام ہے اس کے لئے آیت یہ ہے

1۔و ان احد من المشركين استجارك فأجره حتى يسمع كلام الله ۔(آیت۶، سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اور اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اسے اس وقت تک پناہ دو جب تک وہ اللہ کا کلام سن لے۔[یہاں اللہ کے کلام سے قرآن مراد ہے]

2۔و انك لتلقى القرآن من لدن حكيم عليم ۔(آیت ۶، سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔اور اے رسول! بلا شبہ تمہیں یہ قرآن اس اللہ کی طرف سے عطا کیا جا رہا ہے جو حکمت بھی مالک ہے علم کا بھی مالک ہے

1۔قال عمر بن الخطاب : ان هذا القرآن كلام الله فلا يغرنكم ما عطفتموه على أهوائكم ۔(دارمی، باب القرآن کلام اللہ ج ثانی ،ص ۵۳۳ ،نمبر ۳۳۵۵)

ترجمہ۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے، کہیں اس بات سے تمہیں دھوکہ نہ ہو جائے کہ، تم اپنی خواہش کی وجہ سے اس سے دور ہو جاؤ۔

ان آیتوں اور حدیث میں قرآن کو اللہ کا کلام کہا ہے

یہ قرآن لوح محفوظ میں بھی ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3-انه لقرآن كريم فی كتاب مكنون - (آیت ۷۷،سورت الواقعہ ۵۶)

ترجمہ- یہ بڑا باوقار قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں پہلے سے درج ہے

4-بل هو قرآن مجيد فی لوح محفوظ- (آیت ۲۲،سورت البروج ۸۵)

ترجمہ، بلکہ یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن لوح محفوظ میں ہے

قرآن کو لوح محفوظ سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا

قرآن کو تیئیس [۲۳] سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے حضور پر اتارا گیا ہے

اس آیت میں اس کی دلیل ہے

5-و قرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث و نزلناه تنزيلا - (آیت ۱۰۶،سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ، اور ہم نے قرآن کے جدا جدا حصے بنائے تا کہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کے سامنے پڑھو، اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے

6-تنزيل من رب العالمين - (آیت ۸۰،سورت الواقعہ ۵۶)

ترجمہ۔ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جارہا ہے

7۔ و انہ لتنزیل رب العالمین ، ننزل بہ روح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین ۔ (آیت ۱۹۲۔۱۹۴، سورت الشعراء ۲۶)

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے، امانت دار فرشتہ اسے لیکر اترا ہے، اے رسول تمہارے قلب پر اترا ہے تا کہ تم ان پیغمبروں میں شامل ہو جاؤ جو لوگوں کو خبر دار کرتے ہیں

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضورؐ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن کو اتارا گیا ہے

جو قرآن کو انسان کا کلام کہے وہ کافر ہے

اس کے لئے یہ آیت ہے

8۔ان ھذا الا قول البشر ، ساصلیہ سقر ۔ (آیت ۲۵۔۲۶، سورت المدثر ۷۴)

ترجمہ۔ کچھ نہیں یہ تو ایک انسان کا کلام ہے، عنقریب اس شخص کو دوزخ میں جھونک دوں گا

قرآن کو انسان کا کلام کہے تو اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو جہنم میں ڈالوں گا، کیونکہ وہ اب کافر ہو گیا

دنیا میں اللہ تعالی جو کلام کرتے ہیں وہ یا تو وحی کے ذریعہ یا پردہ کے پیچھے سے کرتے ہیں

دنیا میں اللہ تعالی جو کلام کرتے ہیں وہ یا تو وحی کے ذریعہ سے کرتے ہیں یا پردہ سے کرتے ہیں، کیونکہ انسان کو اس وقت اتنی طاقت نہیں ہے کہ اللہ سے بالمشافحہ کلام کرے، ہاں آخرت میں پیدا کر دیں گے اس کے لئے یہ آیت ہے

9۔و ما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء ۔(آیت ۵۱،سورت الشوری۴۲)

ترجمہ۔اور کسی انسان میں طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعہ ہو یا کسی پردے کے پیچھے سے یا پھر کوئی پیغام لانے والا فرشتہ بھیج دے، اور وہ اس کے حکم سے جو چاہے وحی کا پیغام پہنچادے۔

10۔ و کلم الله موسی تکلیما۔(آیت ۱۶۴،سورت النساء۴)

ترجمہ۔اور حضرت موسیؑ سے تو اللہ براہ راست ہم کلام ہوا۔

حضرت موسی علیہ السلام سے بھی پردے کے پیچھے سے ہی ہم کلام ہوئے ہیں

قرآن میں نہ تحریف ہوئی ہے اور نہ ہوگی

جب سے قرآن نازل ہوا ہے، اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے، چنانچہ آپ پوری دنیا کے قرآن کو اٹھا کر دیکھ لیں ایک حرف کا فرق نظر نہیں آئے گا،

ایک ہی قسم کا پورا قرآن دنیا کے کڑوروں حفاظ کے سینے میں محفوظ ہے، اور محفوظ رہیں گے

اس لئے جو لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ قرآن میں تبدیلی ہوئی ہے وہ غلط کہتے ہیں

اس آیت میں ہے کہ اللہ نے قیامت تک قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے

11۔انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون ۔(آیت ۹، سورت الحجر ۱۵)

ترجمہ۔حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر یعنی قرآن ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ میں نے قرآن اتارا ہے اور میں ہی قیامت اس کی حفاظت کروں گا، اور وہ آج تک ویسا ہی محفوظ ہے جیسا پہلے دن تھا، اس لئے کوئی کہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے تو یہ سرا سر غلط ہے

ہاں سات قرأت پر قرآن پڑھنے کی اجازت تھی

ہاں یہ بات ہوئی ہے کہ جب قرآن اترا تو عرب کے سات قبیلے مشہور تھے اور ہر ایک کا لہجہ الگ الگ تھا تو اللہ پاک نے ایک ہی آیت کو سات لہجہ میں پڑھنے کی اجازت دی تھی، بعد میں جب قرآن کو حضرت عثمانؓ نے مصحف میں جمع کیا تو قریش کے لہجے پر جمع کیا، کیونکہ یہی لہجہ سب سے بہتر تھا، اور اس وقت قرآن اسی لہجہ اور اسی قرأت میں لکھا ہوا موجود ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔ قال سمعت عمر بن الخطاب ...ان القرآن انزل علی سبعة أحرف فاقرؤوا منه ما تیسر ۔(بخاری شریف، کتاب الخصومات، باب کلام الخصوم بعضھم فی بعض، ص ۳۸۹، نمبر ۲۴۱۹ر مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف، ص ۳۲۹، نمبر ۱۸۹۹/۸۱۸)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ قرآن کو سات قرأت پر اتارا گیا ہے، جو اس میں سے آسان ہو اس میں پڑھو

اس حدیث میں ہے کہ آیت اور حکم تو ایک ہی ہے البتہ اس کو پڑھنے کے لئے سات لہجے، اور سات قرأت کا ستعمال کر سکتے ہیں

آخرت میں اللہ تعالی جنتیوں سے کلام کریں گے

آخرت میں اللہ جنتیوں سے کلام کریں گے، لیکن اس کی کیا کیفیت ہوگی وہ اللہ ہی جانے اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

12۔سلام قولا من رب رحیم۔(آیت ۵۸، سورت یٰس ۳۶)

ترجمہ۔رحمت والے رب کی جانب سے انہیں سلام کہا جائے گا

13۔و لا یکلمهم الله یوم القیامه و لا یزکیهم و لهم عذا ب الیم۔(آیت ۱۷۴، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔قیامت کے دن اللہ ان سے کلام بھی نہیں کریں گے، اور نہ ان کو پاک کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ قیامت میں جنتیوں سے کلام کریں گے

3۔عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ بینا اهل الجنة فی نعیمهم اذ سطع لهم نور فرفعوا رؤوسهم فاذا الرب قد اشرف علیهم من فوقهم ، فقال السلام علیکم یا اهل الجنة ، قال ﴿ و ذالک قول الله سلام قولا من رب رحیم ۔(آیت ۵۸، سورت یٰس ۳۶﴾۔(ابن ماجۃ شریف ، کتاب المقدمۃ ، باب فیما انکرت الجہمیۃ ، ص ۲۸، نمبر ۱۸۴)

ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا جنت والے اپنے آرام میں ہوں گے کہ ان کو ایک روشنی نظر آئے گی، اس

کی طرف یہ سر اٹھائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ خداوند قدوس اوپر سے دیکھ رہے ہیں، اور وہ کہیں گے، جنت والے، السلام علیکم، آیت، **سلام قولا من رب رحیم**، کی یہی تفسیر ہے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ جنتیوں سے کلام کریں گے۔

4۔عن ابی سعید الخدری قال قال النبی ﷺ ان اللہ یقول لاھل الجنۃ یا اھل الجنۃ فیقولون لبیک ربنا و سعدیک و الخیر فی یدیک ۔(بخاری شریف، باب کلام الرب مع اہل الجنۃ، ص۱۲۹۶، نمبر ۷۵۱۸)

ترجمہ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ جنت والوں سے کہیں گے، اے جنت والو! تو جنت والے کہیں گے، **لبیک ربنا و سعدیک و الخیر فی یدیک**، اے میرے رب

لیکن اللہ تعالی کا یہ کلام انسان کے کلام کی طرح حادث نہیں ہے، بلکہ یہ قدیم ہے، اور کیفیت سے پاک ہے، کیونکہ اللہ کا کلام کائنات میں سے کسی کے مشابہ نہیں ہے، کیونکہ قرآن میں ہے ﴿**لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر** ۔(آیت ۱۱، سورت الشوری ۴۲﴾ اللہ کی ذات، یا اس کی صفات کی طرح کوئی چیز نہیں ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 13 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۷۔اللہ کہاں ہیں

اللہ کہاں ہیں اس بارے میں بڑا اختلاف ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس بارے میں مختلف آیتیں اور مختلف احادیث ہیں، اس لئے کسی ایک کو متعین کرنا مشکل ہے

اس لئے اس بارے میں 6 جماعتیں ہو گئی ہیں،

اس عقیدے کے بارے میں 38 آیتیں اور 6 حدیثوں میں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اللہ کے بارے میں چار باتیں یاد رکھنا ضروری ہے

[۱] اللہ واجب الوجود ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیں گے، وہ تمام چیزوں کا خالق ہے، اس میں فنا نہیں، اس لئے انکی ذات یا صفات میں فنا نہیں ہے

[۲] وہ جہت سے پاک ہے، یعنی کسی جہت میں نہیں ہے، یعنی اوپر، یا نیچے، یا دائیں، یا بائیں نہیں ہے

[۳] وہ کیفیت سے پاک ہے، یعنی انسانوں اور چیزوں میں جو مختلف کیفیات ہیں، اللہ میں یہ نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تو خود کیفیت کو پیدا کرنے والا ہے، تو اللہ میں کیفیت کیسے ہوگی۔

[۴] اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے، نہ صفات میں اس کی مثل ہے، اور نہ ذات میں کوئی مثل ہے

اس لئے کسی صفت کے بارے میں یہ ہے کہ وہ اللہ کی صفت کی طرح ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لفظی طور پر وہ ہماری صفت کی طرح معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقی معنی میں وہ چیز ہی کوئی اور ہے، جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے، اور نہ اس کا شعور رکھ سکتے ہیں، اس لئے اللہ کی کسی بھی صفت کو مخلوقات کی صفات پر ہرگز قیاس نہ کریں۔

اس کی دلیل کے لئے یہ آیت، اور حدیث ہے

1۔لیس کمثله شیء و هو السمیع البصیر۔(آیت ۱۱، سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔کوئی چیز اللہ کے مثل نہیں ہے، اور وہی ہے جو ہر بات سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے

اس آیت میں ہے کہ اللہ کی طرح کوئی چیز نہیں ہے، تو ہم کیسے یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ہماری طرح وہ کرسی پر بیٹھے ہیں، یا ہماری طرح ان کے ہاتھ اور پاؤں ہیں، یا ہماری صفت کی طرح ان کی صفت ہے

1۔عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ قال الله : اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر ، فاقروا ان شئتم ﴿فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین﴾۔(آیت ۱۷، سورت السجدۃ ۳۲) (بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب جاء فی صفۃ الجنۃ وانہا مخلوقۃ، ص ۵۴۱، نمبر ۳۲۴۴ رمسلم شریف، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب صفۃ الجنۃ، ص ۱۲۲۸، نمبر ۲۸۲۴، نمبر ۷۱۳۲)

ترجمہ۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا، کہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمت تیار رکھی ہیں کہ، کسی آنکھ نے دیکھی نہیں ہے، کسی کان نے سنا نہیں ہے، کسی انسان کے دل پر اس کا خیال بھی نہیں گزرا، اور اس کی دلیل کے لئے یہ آیت پڑھو (کسی متنفس کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے

آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان چھپا رکھا ہے)

اس حدیث میں ہے کہ جنت کی نعمتیں نہ آنکھ نے دیکھی ہے، اور نہ کان نے سنا ہے، اور نہ دل میں اس کا خیال گزرا ہے، جب جنت کی نعمتوں کا یہ حال ہے جو مخلوق ہیں، تو ہم اللہ کی ذات کا اور ان کی صفات کی کیفیت کا تصور کیسے کر سکتے ہیں، اس لئے اللہ کی ذات کہاں ہے، اور اس کی کیفیت کیا ہے، اس بارے میں اپنی رائے قائم نہ کریں اور نہ اپنے اور مخلوق پر قیاس کریں۔

[ا] پہلی جماعت

پہلی جماعت کی رائے ہے کہ اللہ اپنی شان کے مطابق ہر جگہ موجود ہے

لیکن کس کیفیت سے موجود ہے، ذات کے ساتھ موجود ہے، یا علم وقدرت، وبصیرت کے ساتھ موجود ہے اس بارے میں وہ کچھ بحث نہیں کرتی، کیونکہ اللہ جہت اور کیفیت سے پاک ہے

ان کی دلیل یہ آیتیں ہیں

جو حضرات کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے، ان کی دلیل یہ آیتیں ہیں

1۔هو معكم اينما كنتم و الله بما تعملون بصير۔(آیت ۴،سورت الحدید ۵۷)

ترجمہ۔تم جہاں بھی اللہ تمہارے ساتھ ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو خوب دیکھ رہا ہے

2۔و لا ادنى من ذالک و لا اكثر الا هو معهم اين ما كانوا۔(آیت ۷، المجادلۃ ۵۸)

ترجمہ۔اس سے کم ہوں یا زیادہ وہ جہاں بھی ہوں اللہ انکے ساتھ ہوتا ہے

3۔اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا۔(آیت ۴۰،سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔جب حضورؐ اپنے ساتھی حضرت ابو بکرؓ سے کہہ رہے تھے، غم مت کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہیں

4۔ فلا تهنوا و تدعوا الى السلم و انتم الاعلون و الله معكم ۔(آیت ۳۵, محمد ۴۷)

ترجمہ۔اے مسلمانوں تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت نہ دو، تم ہی سر بلند رہو گے، اللہ تمہارے ساتھ ہے

5۔و اذا سألک عبادی فانی قريب۔(آیت ۱۸۶،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اے حضورؐ جب آپ سے میرا بندہ پوچھتا ہے، تو کہہ دو کہ میں بہت قریب ہوں

6۔و نعلم ما توسوس به نفسه ونحن اقرب اليه من حبل الوريد۔(آیت ۱۶،ق ۵۰)

ترجمہ۔اور انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں ان تک سے ہم خوب واقف ہیں، اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں

اس آیت میں ہے میں انسان کے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں

7۔ و للہ المشرق و المغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ان اللہ واسع علیم ۔(آیت ۱۱۵،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کی ہیں اس لئے جس طرف بھی تم رخ کروگے، وہیں اللہ کا رخ ہوگا، بیشک اللہ بہت وسعت والا ہے، بڑا علم رکھنے والا ہے

ان 7 آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے،لیکن بغیر مکان اور بغیر کیفیت کے ہے

یہ جماعت ایک نکتہ بھی اٹھاتی ہے کہ اگر ہم اللہ کو عرش پر مستوی مان لیں، اور یہ کہیں کہ اللہ عرش پر مستوی ہے تو، یہ اشکال ہوگا کہ عرش بنانے سے پہلے اللہ کہاں تھے؟

[۲] دوسری جماعت

دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ اللہ اپنی شان کے مطابق عرش پر ہے
لیکن کس کیفیت سے ہے وہ اس کے بارے میں بحث نہیں کرتی، کیونکہ اللہ جہت سے اور کیفیت سے بالکل پاک ہے
وہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے 7 آیتوں میں کہہ دیا کہ اللہ عرش پر ہے تو ہم اس کو مان لیتے ہیں اور انکی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور اس کی کوئی تاویل کرنا مناسب نہیں سمجھتے
یہ حضرات اوپر کی 7 آیتیں جن میں ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے یہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ علم وبصیرت اور قدرت کے ساتھ ہر جگہ ہیں

انکی دلیل یہ 7 آیتیں ہیں

8۔الرحمن علی العرش استوی ۔(آیت ۵، سورت طہ ۲۰)
ترجمہ۔وہ بڑی رحمت والا عرش پر استوا فرمائے ہوئے ہیں

9۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات و الارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ۔(آیت ۵۴، سورت الاعراف ۷)۔ترجمہ۔ یقیناً تمہار پروردگار وہ اللہ ہے جس نے سارے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا،

10۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات و الارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ۔(آیت ۳، سورت یونس ۱۰)۔ترجمہ۔ یقیناً تمہار پروردگار وہ اللہ ہے جس نے سارے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا،

11۔ اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد ترونھاثم استوی علی العرش ۔(آیت۲، سورت الرعد۱۳)۔ترجمہ۔ اللہ وہ جس نے ایسے ستونوں کے بغیر آسمانوں کو بلند کیا جو تمہیں نظر آسکیں پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا

12۔ الذی خلق السموات و الارض و ما بینھما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ۔(آیت ۵۹،سورت الفرقان ۲۵)۔ترجمہ۔ وہ اللہ جس نے چھ دن میں سارے آسمان اور زمین اور انکے درمیان کی چیزیں پیدا کیں، پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا۔

13۔ اللہ الذی خلق السموات و الارض و ما بینھما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ۔(آیت۴،سورت السجدۃ ۳۲)۔ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے سارے آسمان اور زمین اور جو انکے درمیان میں ہیں چھ دن میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا

14۔ ھو الذی خلق السموات و الارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش ۔(آیت ۴،سورت الحدید ۵۷)۔ترجمہ۔ وہی ہے جس نے سارے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا

ان 7 آیتوں میں ہے کہ اللہ نے عرش پر استوا فرمایا

اس لئے یہ دوسری جماعت اس بات کی قائل ہوئی کہ اللہ عرش پر مستوی ہے، باقی کس انداز میں ہے یہ معلوم نہیں، بس اللہ کی شان کے مطابق مستوی ہے۔

لغت : استوی :عربی لفظ ہے، اس کا معنی ہے، سیدھا ہونا، قائم ہونا، قابو پانا، اور بعض اوقات اس کے معنی، بیٹھنے ، کے بھی ہوتے ہیں، یہ لفظ متشبہات میں سے ہے اس لئے اللہ کے لئے اس کا کوئی معنی متعین کرنا مشکل ہے، کیونکہ وہ سیدھا کھڑے ہونے اور قائم ہونے سے پاک ہے، وہ کسی کیفیت سے بھی پاک ہے۔

عرش ایک بہت بڑی مخلوق ہے

15۔اللہ لا الہ الا ھو رب العرش العظیم ۔(آیت ۲۶،سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔ اللہ وہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے،اور جو عرش عظیم کا مالک ہے

16۔ لا الہ الا ھو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم ۔(آیت ۱۲۹،سورت التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے

یہ آیتیں اور بہت سی آیتوں سے معلوم ہوا کہ عرش ایک بڑی اور عظیم مخلوق ہے،جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے

کرسی

کرسی بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے،لیکن عرش کے مقابلے پر کرسی کی حیثیت بہت کم ہے،جیسے صحرا میں ایک کڑا ڈال دیا گیا ہو،تو صحرا کے مقابلے میں لوہے کے حلقے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی،اسی طرح عرش کے مقابلے میں کرسی کی کوئی خاص حیثیت باقی نہیں رہتی ۔۔باقی یہ کیسی ہے اللہ ہی جانے لیکن یہ کرسی پھر بھی اتنی بڑی ہے کہ تمام زمین اور آسمان کو گھیرے ہوئی ہے۔

اس آیت میں کرسی کا ثبوت ہے۔

17۔ وسع کرسیہ السماوات والارض و لا یودہ حفظھما و ھو العلی العظیم ۔(آیت ،۲۵۵سورت البقرۃ ۲) ترجمہ۔ اس کی کرسی نے سارے آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے،اور ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا اور وہ بڑا عالی مقام عظمت والا ہے۔

[۳] تیسری جماعت

تیسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ اللہ کائنات میں علم، قدرت، اور بصیرت کے ساتھ ہے، ذات کے ساتھ کائنات میں نہیں ہے، باقی کہاں ہے اس بارے میں وہ خاموش ہے

ان کی دلیلیں یہ ہیں

۔وہ فرماتے ہیں کہ کائنات اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے، تو وہ کائنات میں کیسے ہوں گے

۔دوسری بات یہ ہے کہ کائنات فانی ہے، پس اگر اللہ کی ذات اس میں موجود ہوتو اللہ کی ذات بھی فانی ہوجائے گی، اس لئے یہ کہا جائے کہ علم وبصیرت کے اعتبار سے اللہ کائنات میں ہے

ان کی آیتیں یہ ہیں

18۔و کان اللہ بکل شیء محیطا ۔(آیت ۱۲۶، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔اور اللہ نے ہر چیز کو اپنی قدرت کے احاطے میں لیا ہوا ہے

19۔الا انہ بکل شیء محیط ۔(آیت ۵۴، سورت فصلت ۴۱)

ترجمہ۔یاد رکھو کہ اللہ ہر چیز کو احاطے میں لئے ہوئے ہے

20۔و اللہ بما یعملون محیط۔(آیت ۴۷، سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سارے کو احاطے میں لئے ہوئے ہے

ان 3 آیتوں میں ہے کہ اللہ سب چیز کو احاطے میں لئے ہے، اس لئے وہ علم کے اعتبار سے کائنات میں ہے، ذات کے اعتبار سے نہیں

21۔ یحی و یمیت و هو علی کل شیء قدیر ۔(آیت۲،سورت الحدید۵۷)

ترجمہ۔اللہ ہی زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

22۔بلی انه علی کل شیء قدیر ۔(آیت۳۳،سورت الاحقاف۴۶)

ترجمہ۔وہ بیشک ہر چیز کی پوری قدرت رکھنے والا ہے

23۔تبارک الذی بیده الملک و هو علی کل شیء قدیر ۔(آیت۱،سورت الملک ۶۷). ترجمہ۔ بڑی شان ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

24۔و یجعل من یشاء عقیما انه علیم قدیر ۔(۵۰،سورت الشوری۴۲)

ترجمہ۔اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ بہت جاننے والا بھی، بہت قدرت والا بھی ہے

ان 7 آیات میں ہے کہ اللہ علم قدرت اور ملکیت کے اعتبار سے پوری کائنات کو گھیرے ہوا ہے۔ اس لئے یہ تیسری جماعت کہتی ہے کہ اللہ علم ،قدرت ، اور بصیرت کے اعتبار سے کائنات میں موجود ہے، ذات کے اعتبار سے نہیں

[۴] چوتھی جماعت

چوتھی جماعت کی رائے یہ ہے کہ اللہ اپنی شان کے مطابق بلندی پر ہے۔ یہ جماعت کوئی بڑی نہیں ہے اللہ کتنی بلندی پر ہے، وہ اس بارے میں کوئی تعین نہیں کرتی، لیکن انکی شان کے لحاظ سے وہ بلندی پر ہے

انکی دلیل یہ آیتیں ہیں

25۔یخافون ربھم من فوقھم و یفعلون ما یومرون ۔(آیت ۵۰،سورت النحل ۱۶)۔ترجمہ۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں، جو انکے اوپر ہیں اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے

26۔الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ۔(آیت ۱۰،سورت فاطر ۳۵)

ترجمہ۔ پاکیزہ کلمہ اسی کی طرف چڑھتا ہے، اور نیک عمل اس کو اوپر اٹھاتا ہے

27۔من اللہ ذی المعارج ، تعرج الملائکۃ و الروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ۔(آیت ۴،سورت المعارج ۷۰)

ترجمہ۔ وہ عذاب اللہ کی طرف سے آئے گا جو چڑھنے کے تمام راستوں کا مالک ہے، فرشتے اور روح القدوس اس کی طرف ایک ایسے دن میں چڑھ کر جاتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے

28۔یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون۔(آیت ۵،سورت السجدۃ ۳۲)

ترجمہ۔ وہ آسمان سے لیکر زمین تک ہر کام کا انتظام کرتا ہے، پھر وہ کام ایک ایسے دن میں اس کے پاس اوپر پہنچ جاتا ہے جس کی مقدار تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال ہوتی ہے

ان 4 آیتوں میں اس کا اشارہ ہے کہ اللہ بلندی پر ہے

1۔عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ینزل ربنا عز و جل کل لیلۃ الی سماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر ۔(ابوداود شریف، کتاب التطوع، باب ای اللیل افضل، ص ۱۹۷، نمبر ۱۳۱۵)۔ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ ہمارا رب ہر رات میں، جب تین پہر باقی رہ جاتا ہے تو سماء دنیا کی طرف اترتا ہے

اس حدیث کے اشارے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ بلندی پر ہے،

اس لئے اس چوتھی جماعت کی رائے یہ ہے کہ اللہ بلندی پر ہے، باقی کس کیفیت میں ہے اس بارے میں ہم بحث نہیں کرتے، بس اپنی شان کے مطابق ہے۔

[۵] پانچویں جماعت

اللہ اپنی شان کے مطابق آسمان پر ہے

یہ کوئی بڑی جماعت نہیں ہے بلکہ کچھ لوگوں کی رائے ہے اور یہ رائے اوپر کی رائے کے قریب قریب ہے

ان کی دلیل یہ حدیث ہے

2۔عن معاوية بن الحكم السلمى قال بينا انا اصلى مع رسول الله ﷺ ...قال و كانت لى جارية ترعى غنما لى ...قال ائتنى بها فأتيته بها فقال لها ، اين الله ؟ ، قالت فى السماء ، قال من انا قالت انت رسول الله ، قال اعتقها فانهامؤمنة ۔(مسلم شریف، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ ونسخ ما کان من اباحتہ۔ص ۲۱۸،نمبر۵۳۷/۱۱۹۹)

ترجمہ۔ ہم لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔۔۔میرے پاس ایک باندی تھی، جو میری بکری چراتی تھی ۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ باندی کو میرے پاس لاؤ،تو ہم باندی کو حضورؐ کے پاس لائے،تو آپؐ نے باندی سے پوچھا کہ، اللہ کہاں ہے؟، باندی نے کہا،آسمان میں، پھر پوچھا کہ میں کون ہوں، باندی نے کہا، آپ اللہ کے رسول ہیں،، حضورؐ نے فرمایا کہ اس باندی کو آزاد کردو، یہ مومنہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ باندی نے کہا کہ اللہ آسمان میں ہے،تو آپؐ نے اس کو قبول فرمایا۔

اس لئے اس جماعت کی رائے ہے کہ اللہ آسمان ہے،اب کس کیفیت میں ہے اس بارے میں وہ بحث نہیں کرتی ،بس اس کی شان کے مطابق ہے۔

[۶] چھٹی جماعت

چھٹی جماعت کی رائے یہ ہے کہ استوا علی العرش، اللہ کہاں ہے، اللہ کا چہرہ، اللہ کا ہاتھ، اللہ کا قدم، اللہ کی انگلی، اللہ کا نزول، یہ سب متشابہات میں سے ہیں، اس لئے انکے بارے میں یہ کہا جائے کہ ان کا معنی معلوم ہے، لیکن کیفیت معلوم نہیں، اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، اور انکے بارے میں بحث کرنا بدعت ہے، اس لئے اس کے بارے میں چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

انکے یہاں حضرت امام مالکؒ کا یہ قول بہت مشہور ہے

۔سمعت یحی بن یحی یقول کنا عند مالک بن انس فجاء رجل فقال یا ابا عبد الله ، الرحمن علی العرش الستوی (آیت ۵، سورت طہ) کیف استوی ، قال فاطرق مالک رأسه حتی علاه الرحضاء ثم قال الاستوی غیر مجهول ، و الکیف غیر معقول ، و الایمان به واجب ، و السوال عنه بدعة ، و ما اراک الا مبتدعا ، فامر به ان یخرج ، قال الشیخ : و علی مثل هذا درج اکثر علمائنا فی مسئلة الاستوی ، و فی مسئلة المجی ، و الاتیام ، و النزول ۔(اسماء والصفات، للبیہقی، کتاب الاعتقاد للبیہقی، باب القول فی الاستوی، ج ا، ص ۱۱۶ ار شرح فقہ اکبر، ص ۷۰)

ترجمہ۔ ہم مالک بن انسؒ کے پاس موجود تھے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد اللہ! رحمٰن تو عرش پر مستوی ہے، تو استوی کی کیفیت کیا ہے؟ حضرت مالکؒ نے اپنا سر نیچا کیا، یہاں تک کہ ان پر پسینہ آگیا، پھر انہوں نے فرمایا استوی کا معنی مجہول نہیں ہے، اس کی کیفیت سمجھ میں نہیں آتا، اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ پھر فرمایا کہ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ

آدمی بدعتی ہے، اس لئے اس آدمی کو نکال دینے کا حکم دیا۔شیخ فرماتے ہیں، ہمارے علماء نے، اللہ کے آنے کا، اتیام، کا، اور اترنے، کے معاملے کو بھی، اسی استوی میں ہی شامل کئے ہیں [یعنی اس کے بارے میں بھی سوال کرنا بدعت ہے]

اس عبارت میں یہاں تک ہے کہ حضرت امام مالک ؒ نے استوی کے بارے میں سوال کرنے والے کو بدعتی کہا، اور اس کو کمرے سے نکال دیا

انکی دلیل یہ آیت ہے

29۔ هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب و اخر متشابهات ، فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله و ما یعلم تاویله الا الله و الراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا و ما یذکر الا اولوا لباب ۔(آیت ۷سورت آل عمران ۳)،

ترجمہ۔اے رسول وہی اللہ ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے، جس کی کچھ آیتیں تو محکم ہیں جن پر کتاب کی اصل بنیاد ہے، اور کچھ دوسری آیتیں متشابہ ہیں، اب جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تا کہ فتنہ پیدا کریں اور ان آیتوں کی تاویلات تلاش کریں، حالانکہ ان آیتوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جن لوگوں کا علم پختہ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ، ہم اس مطلب پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ کو معلوم ہے، سب کچھ ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے، اور نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں

اس آیت میں نصیحت کی گئی ہے کہ متشابہ الفاظ کے پیچھے نہ پڑیں، بلکہ ایسے موقع پر ان آیتوں پر ایمان رکھیں اور چپ رہیں ، اس لئے ہم، استوی، کی تحقیق میں نہیں پڑتے، بلکہ چپ رہتے ہیں

امام ابو حنیفہؒ کی رائے

اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ، یوں کہا جائے کہ اس کا معنی معلوم ہے، لیکن کیفیت معلوم نہیں ہے، کیونکہ کیفیت کا علم ہمیں نہیں ہے، شرح فقہ اکبر جو امام ابو حنیفہؒ کی مشہور کتاب ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

۔و له يد و وجه و نفس كما ذكره الله تعالى فى القرآن ، فما ذكره الله تعالى فى القرآن من ذكر الوجه و اليد و النفس فهو له صفات بلا كيف ،

و لا يقال: ان يده قدرته او نعمته لان فيه ابطال الصفة و هو قول اهل القدر و الاعتزال ، و لكن يده صفته بلا كيف، وغضبه و رضاه صفتان تعالى بلا كيف ۔(
شرح کتاب الفقہ الاکبر،ص ٦٦-٦٨،)

ترجمہ۔اللہ کے لئے ہاتھ، چہرہ، نفس، جیسا کہ قرآن میں اس کا ذکر ہے، [اس پر ایمان رکھے] پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو ذکر کیا ہے، چہرہ، ہاتھ، نفس، تو یہ اللہ کی صفت ہے، لیکن بغیر کیفیت کے ہے اور یہ نہ کہا جائے، کہ اللہ کے ہاتھ کا مطلب، اس کی قدرت ہے، یا اللہ کی نعمت ہے، اس لئے کہ اس تاویل کرنے میں اللہ کی صفت کو باطل کرنا ہے، قدریہ اور معتزلہ جماعت کی رائے یہی ہے کہ، [اللہ کا ہاتھ کا مطلب اس کی قدرت یا اس کی نعمت ہے] لیکن اصل بات یہ ہے کہ، اللہ کے ہاتھ کا مطلب ہے، اس کی صفت، لیکن بغیر کیفیت کے۔اللہ کا غصہ، اور اللہ کی رضامندی دونوں اللہ کی صفتیں ہیں، لیکن بغیر کیفیت کے۔

اور شارحین نے، الرحمٰن علی العرش استوی کو بھی اسی میں داخل کیا ہے کہ استوی کا معنی معلوم ہے، لیکن کس کیفیت میں اللہ نے عرش پر استوی کیا ہے یہ معلوم نہیں ہے، اور نہ کسی آیت، یا حدیث سے اس کی

کیفیت کا پتہ چلتا ہے، اس لئے یہ متشابہات میں سے ہے، اس لئے اس پر خاموش ہی رہنا چاہئے۔

امام غزالیؒ کی رائے

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ استوی کا ترجمہ عرش پر مستقر ہونے، یا بیٹھنے کا نہیں ہے، بلکہ اس کا ترجمہ ہے

عرش کی حفاظت کی، عرش پر قبضہ کیا ،عرش کو باقی رکھا،

اگر، **علی العرش استوی،** کا ترجمہ، عرش کی حفاظت کی، عرش پر قبضہ کیا، ،عرش کو باقی، رکھا، کیا جائے تو اس میں اللہ کی کیفیت نہیں آتی، اسلئے اس ترجمہ میں کیفیت کی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے ان کی عبارت یہ ہے

۔استوی کا مفہوم یہ بیان کیا ہے۔﴿ **علی العرش استوی** ﴾ **قهر ، حفظ، و ابقی** ۔(قواعد العقاعد، ص ۱٦۷)، عرش پر مستوی ہوئے ،یعنی اس پر قاہر ہوئے ،اس کی حفاظت کی، اور اس کو باقی رکھا ،انہوں نے یہ ترجمہ نہیں کیا کہ اللہ عرش پر مستقر ہوئے، یا مستوی ہوئے۔

امام طحاویؒ کا مسلک

امام طحاویؒ نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ عرش اور کرسی حق ہے، لیکن اللہ عرش اور کرسی سے بے نیاز ہے ،انکی عبارت یہ ہے۔ **و العرش و الكرسي حق، و هو عزو جل مستغني عن العرش و ما دونه**۔(العقیدۃ الطحاویۃ ،عقیدہ نمبر ۴۹۔۵۰،ص ۱۳

ترجمہ۔عرش اور کرسی حق ہے، لیکن اللہ تعالی عرش اور کرسی سے بے نیاز ہے

یہ 6 جماعتیں اور 4 بزرگوں کی رائیں آپ کے سامنے ہیں، آپ خود بھی غور کریں

یہ الفاظ بھی متشابہات میں سے ہیں

[ا] استوی علی العرش کے علاوہ، یہ 9 الفاظ بھی متشابہات میں سے ہیں

ابھی اوپر آیت گزری۔لیس کمثلہ شیء ۔(آیت ۱۱،سورت الشوری ۴۲)

ترجمہ۔کوئی چیز اللہ کے مثل نہیں ہے،

اس لئے کہ اللہ کے ہاتھ، چہرہ وغیرہ ہمارے ہاتھ چہرہ کی طرح نہیں ہو سکتے، ان کا حقیقی معنی اللہ ہی کو معلوم ہے، اس لئے یہ الفاظ اور اعضاء متشابہات میں سے ہیں، اور متشابہات میں زیادہ گھسنے سے آیت میں منع فرمایا ہے، اس لئے ان الفاظ پر ایمان رکھے، اور زیادہ گھسنے سے احتراز کرے

مفسر حضرات نے موقع محل کے اعتبار سے ان الفاظ کا ترجمہ کیا ہے، جو حقیقی ترجمہ تو نہیں ہے، لیکن لوگوں کو سمجھانے کے لئے ان جملوں کا قریب قریب مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے

وہ نو اعضا یہ ہیں

[ا] اللہ کا ہاتھ

[۲] اللہ کا چہرہ، وجہ اللہ

[۳] اللہ کا نفس

[۴] اللہ کی آنکھ

[۵] دائیں ہاتھ

[٦] انگلی

[۷] قدم

[۸] اللہ کا اترنا

[۹] حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کرنا

[۱] اللہ کے ہاتھ کے لئے یہ آیتیں ہیں

30۔ و قالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم و لعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء۔(آیت۶۴ سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ہاتھ تو خود انکے بندھے ہوئے ہیں، اور جو بات انہوں نے کہی ہے اس کی وجہ سے ان پر لعنت الگ پڑی ہے ورنہ اللہ کے دونوں ہاتھ پوری طرح کشادہ ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے

31۔ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ، ید اللہ فوق ایدیھم۔(آیت۱۰، الفتح ۴۸)

ترجمہ۔اے پیغمبر جو لوگ تم سے بیعت کررہے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کررہے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے

32۔فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء ۔(آیت ۸۳،سورت یٰسین ۳۶)

ترجمہ۔غرض پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے

ان تین آیتوں میں اللہ کے ہاتھ کا ذکر ہے

[۲] اللہ کا وجہ یعنی چہرہ کے لئے یہ آیتیں ہیں

33۔ و للہ المشرق و المغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ان اللہ واسع علیم ۔(آیت ۱۱۵،سورت البقرۃ ۲)۔ترجمہ۔اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کی ہیں لھذا جس طرف بھی تم رخ

کروگے وہیں اللہ کا رخ ہوگا بیشک اللہ بہت وسعت والا بڑا علم رکھنے والا ہے

34۔و ما تنفقوا من خير فلانفسكم ، و ما تنفقون الا ابتغاء وجه الله (آیت ۲۷۲، سورت البقرۃ ۲)۔ترجمہ۔اور جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو وہ تمہارے فائدے کے لئے ہوتا ہے ، جبکہ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے سوا کسی اور غرض سے خرچ نہیں کرتے ہو

35۔و ما آتيتم من زكوة تريدون وجه الله فاولئك هم المفلحون۔(آیت ۳۹، سورت الروم ۳۰)۔ترجمہ۔اور جو زکوۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، تو جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں وہ ہیں جو اپنے مال کو کئی گنا بڑھا لیتے ہیں

ان تینوں آیتوں میں اللہ کے وجہ، یعنی چہرے کا ذکر ہے

[۳] نفس کے لئے یہ آیت ہے

36۔تعلم ما في نفسي و لا اعلم ما في نفسك۔(آیت ۱۱۶، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔آپ وہ باتیں جانتے ہیں جو میرے دل میں پوشیدہ ہیں، اور میں آپ کی پوشیدہ باتوں کو نہیں جانتا۔۔اس آیت میں نفس کا ذکر ہے

[۴] آنکھ کے لئے یہ آیت ہے

37۔و لتصنع على عيني۔(آیت ۳۹، سورت طٰہٰ ۲۰)

ترجمہ۔اور یہ سب اس لئے کیا تھا تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔یہ حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا

اس آیت میں عین، یعنی آنکھ کا ذکر ہے

[۵] یمین کے،یعنی دائیں ہاتھ کے لئے یہ آیت ہے

38۔و السموات مطویات بیمینہ۔(آیت ۶۷،سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اور سارے کے سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے

[۶] انگلی کے لئے یہ حدیث ہے

3۔ان قلوب بنی آدم کلھا بین اصبعین من اصابع الرحمن ۔(مسند احمد،مسند عبد اللہ بن عمر بن العاص، ج ۱۱،ص ۱۳۰،نمبر ۶۵۶۹)

۔ترجمہ۔تمام ابن آدم کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں ہیں

اس حدیث میں اللہ کی انگلیوں کا ذکر ہے

[۷] قدم کے لئے یہ حدیث ہے

4۔عن ابی ھریرۃ ...یقال لجھنم ھل امتلأت و تقول ھل من مزید ؟ فیضع الرب تبارک و تعالی قدمہ علیھا فتقول قط قط (بخاری شریف، کتاب سورۃ ق،اب قولہ وتقول ھل من مزید،ص ۸۵۸،نمبر ۴۸۴۹)

ترجمہ۔جہنم سے پوچھا جائے گا کیا تم بھر گئی ؟،تو جہنم کہے گی کہ اور بھی دیں ،تو اللہ تعالی اس پر اپنے قدم کو رکھ دیں گے تو جہنم کہنے لگے گی ،بس بس ۔۔۔اس حدیث میں اللہ کے قدم کا ثبوت ہے۔

[۸] اترنے کے لئے یہ حدیث ہے

5۔عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ینزل ربنا عز و جل کل لیلۃ الی سماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر ۔(ابو داود شریف، کتاب التطوع، باب ای اللیل افضل،ص ۱۹۷،نمبر ۱۳۱۵)

۔ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ ہمارا رب ہر رات میں، جب تین پہر باقی رہ جاتا ہے تو سماء دنیا کی طرف اترتا ہے۔۔۔اس حدیث میں اللہ کے اترنے کا ثبوت ہے۔

[۹]حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے

6۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا ۔(بخاری شریف، کتاب لاستئذان، باب بدء السلام، ص۱۰۸۴،نمبر ۶۲۲۷/مسلم شریف، کتاب الجنۃ ونعیمھا، باب یدخل الجنۃ اقوام أفئدتھم مثل أفئدۃ الطیر ،ص۱۲۳۴،نمبر۲۸۴۱/۷۱۶۳)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا،ان کی اونچائی ساٹھ ہاتھ تھی

اس حدیث میں ہے کہ حضرت آدم کو اللہ نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے

یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں،اس کے اندر کے معنی نکالنے میں زیادہ نہ پڑیں۔

اس عقیدے کے بارے میں 38 آیتیں اور 6 حدیثوں میں آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۸۔قلم کیا چیز ہے

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

قرآن اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے لکھنے کے لئے قلم پیدا کیا، اور اس کو لکھنے کے لئے کہا، تو اس نے وہ تمام چیزیں لکھ دیں جو اس کو لکھنے کے لئے کہا گیا۔لیکن اس کی کیفیت کیا ہے یہ معلوم نہیں ہے، یہ اللہ ہی جانے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ نٓ و القلم و ما یسطرون۔(آیت ۱، سورت القلم ۶۸)

ترجمہ۔ ن، اے پیغمبر قسم ہے قلم کی، اور اس چیز کی جو وہ لکھ رہے ہیں

2۔اقرء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم۔(آیت ۴، سورت العلق ۹۶)

ترجمہ۔پڑھو، اور تمہارا رب سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی

1۔قال عبادہ بن الصامت لابنہ .....سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ، ان اول ما خلق اللہ تعالی القلم ، فقال لہ اکتب فقال رب و ما ذا اکتب ؟ قال اکتب مقادیر کل شیء حتی تقوم الساعۃ ، یا بنی انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من مات علی

غیر ھذا فلیس منی ۔(ابوداود شریف، کتاب السنۃ، باب فی القدر، ص ۶٦۴، نمبر ۴۷۰۰ر ترمذی شریف، کتاب القدر، باب اعظام امر الایمان بالقدر، ص ۴۹۵، نمبر ۲۱۵۵)

ترجمہ۔ حضرت عبادہ ابن ثابت نے اپنے بیٹے سے کہا۔حضور ؐ سے میں نے کہتے ہوئے سنا، اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اس سے کہا کہ لکھو، قلم نے کہا میرے رب میں کیا لکھوں؟ اللہ نے فرمایا کہ، قیامت کے قائم ہونے تک ہر چیز کی تقدیر لکھو، پھر حضرت عبادہ بن صامت نے کہا، اے بیٹے میں نے حضورؐ سے یہ سنا ہے جو اس تقدیر کے علاوہ پر مرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے، یعنی مسلمان نہیں ہے۔

ان آیتوں اور حدیث سے پتہ چلا کہ قلم اللہ کی کوئی خاص چیز ہے جسکو سب سے پہلے پیدا کیا اور قیامت تک اور اس کے بعد آنے والی تمام باتوں کو لکھنے کا حکم دیا، اور قلم نے ان تمام باتوں کو لکھ دیا، لیکن یہ قلم ہمارے قلم کی طرح نہیں ہے، یہ کیسا ہے اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔

لوح کیا چیز ہے

لوح کا معنی تختی کے ہے، لیکن یہ کیسا لوح ہے اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔شیاطین اور جنات اس لوح تک نہیں پہنچ سکتے کہ اس میں تبدیل یا تحریف کر سکیں، اسی لوح میں قرآن کریم محفوظ تھا، اور ابھی بھی ہے، اس سے نکال کر کے حضور پاک ﷺ پر اتارا گیا جو آج ہمارے سامنے موجود ہے

3۔بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ ۔(آیت ۲۲،سورت البروج ۸۵)

ترجمہ۔ بلکہ یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے

4۔انه لقرآن كريم في كتاب مكنون ۔(آیت ۷۷،سورت الواقعہ ۵۶)

ترجمہ۔یہ بڑا باوقار قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں پہلے سے درج ہے

2۔عن عمران ن حصين قال قال رسول الله ﷺ ...قال كان الله قبل كل شيء ، و كان عرشه على الماء ، و كتب في اللوح ذكر كل شيء ۔(مسند احمد، حدیث عمران بن حصین، ج ۳۳،ص ۱۰۷،نمبر ۱۹۸۷۶)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تھا، اور اللہ کا عرش پانی پر تھا، اور ہر چیز کا ذکر لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا۔

ان آیات اور حدیث سے پتہ چلا کہ قرآن لوح محفوظ میں تھا، وہاں سے پھر حضورؐ پر اتارا گیا، اور یہ بھی پتہ چلا کہ لوح محفوظ میں ہر چیز کا ذکر ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۲۹۔ایمان کی تفصیل

اس عقیدے کے بارے میں 14 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

چھ چیزوں پر ایمان ہو تو آدمی کو مومن قرار دیا جائے گا

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا، لیکن اگر ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کرے گا تو وہ کافر نہیں ہوگا، وہ مسلمان ہی رہے گا ، اس لئے ذرا ذرا سی بات پر کفر کا فتوی دینا جائز نہیں ہے۔

[۱] اللہ پر ایمان ہو

[۲] رسول پر ایمان ہو

[۳] کتاب یعنی قرآن کریم پر ایمان ہو

[۴] فرشتہ پر ایمان ہو

[۵] آخرت کے دن پر ایمان ہو

[۶] اور تقدیر پر ایمان ہو تو وہ مومن ہے

عقیدۃ الطحاویۃ میں ہے

کہ ان چھ چیزوں پر ایمان ہونا ضروری ہے

۔ و الایمان ، ھو الایمان باللہ ، و ملائکتہ ، و کتبہ ، و رسلہ ، و الیوم الآخر ، و القدر خیرہ و شرہ ، و حلوہ و مرہ ، (عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ٦٦، ص ١۵)

ترجمہ۔ اللہ پر ایمان ہو، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، تقدیر پر کہ خیر اور شر، اچھا اور خراب سب اللہ کی جانب سے ہے، اس پر ایمان ہو

اس عبارت میں ہے کہ چھ چیزوں پر ایمان لانے سے آدمی مومن بنتا ہے

ان چھ باتوں کی دلیل یہ ہیں۔

آیت یہ ہے

1۔امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المومنون کل آمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ ۔ (آیت ۲۸۵، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ یہ رسول (محمد ﷺ) اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان پر انکے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اور ان کے ساتھ تمام مسلمان بھی ان چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر ، اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم انکے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے [کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی پر ایمان نہ لائیں]

اس آیت میں چار چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔

2۔و لکن البر من آمن بالله و الیوم الآخر و الملائکة و الکتاب و النبیین ۔(آیت ۱۷۷،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، اور اللہ کی کتابوں پر، اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں

اس کی دلیل یہ احادیث ہیں

1۔عن یحی ابن یعمر ...قال فاخبرنی عن الایمان ؟قال ان تومن بالله و ملائکته ، و کتبه ، و رسله ، و الیوم الآخر ، و تومن بالقدر خیره و شره قال صدقت ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، ص ۲۵، نمبر ۹۳/۸)

ترجمہ۔حضورؐ سے پوچھا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے ،تو حضورؐ نے فرمایا کہ، اللہ پر ایمان لاؤ، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، خیر اور شر اللہ کی جانب سے ہے، اس تقدیر پر ایمان لاؤ، فرشتے نے کہا، آپ نے سچ کہا

2۔ عن ابی سعید قال لقی رسول الله ﷺ ابن صائد فی بعض طرق المدینة ......فقال اتشهد انت انی رسول الله ؟ فقال النبی ﷺ آمنت بالله و ملائکته و کتبه و رسله و الیوم الآخر ۔(ترمذی شریف، باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد، ص ۵۱۶، نمبر ۲۲۴۷)

ترجمہ۔مدینے کے ایک راستے میں حضورؐ کی ابن صائد سے ملاقات ہوئی ۔۔۔ابن صائد نے کہا کہ کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں ایمان لاتا ہوں، اللہ پر، اس کے فرشتے پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور آخرت کے دن پر

ان آیت اور احادیث میں چھ چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے، اس لئے ان چھ چیزوں پر ایمان لائے گا تو مومن بنے گا ورنہ نہیں

اللہ پر ایمان کا مطلب

اللہ پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ایک مانے

کافر۔۔۔اب کوئی اللہ کو، خالق مانتا ہی نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ پوری دنیا خود بخود پیدا ہو گئی ہے، جیسے دہریہ کہتے ہیں، یا اس زمانے کے ناستک کہتے ہیں، تو ایسے آدمی کو، کافر، کہتے ہیں

مشرک۔۔۔اور اگر خدا کو تو مانتا ہے، دنیا کو پیدا کرنے والا مانتا ہے، لیکن کئی خدا مانتا ہے تو اس کو، مشرک، کہتے ہیں۔۔۔باقی تفصیل شرک کی بحث میں دیکھیں

کتاب ،قرآن، کو ماننے کا مطلب

قرآن ماننے کی تین صورتیں

[۱] قرآن کے ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ہر ہر آیت کو مانے کہ یہ اللہ کی جانب سے اتری ہوئی آیت ہے، ان میں سے ایک آیت کا بھی انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا

[۲] صریح آیت سے کوئی حکم ثابت ہو تو اس کو ماننا بھی ضروری ہے، اس سے انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا

مثلا نماز، روزہ صریح آیت سے ثابت ہے اس لئے اس کا انکار کرے گا، مثلا یہ کہے کہ میں نماز کو نہیں مانتا، یا روزے کو نہیں مانتا تو وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے آیت کا انکار کر دیا

فقہ کی کتابوں میں اسی بات کو کہا ہے کہ امور دینیہ کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا، یعنی وہ امور دینیہ جو صریح آیت سے ثابت ہو تو اس کو انکار کرنے سے آیت کا انکار کرنا لازم آتا ہے اس لئے اب وہ کافر ہو گا

لیکن کوئی آدمی مانتا ہے کہ نماز فرض ہے، روزہ فرض ہے، اس کا انکار نہیں کرتا، لیکن سستی کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہے، یا روزہ نہیں رکھتا ہے، تو یہ اب کافر نہیں ہوگا، البتہ اس کو فاسق کہا جائے گا۔

مغلق آیت کی تفسیر ماننے کا اصول

[۳] تیسری صورت یہ ہے کہ، آیت مغلق ہے، اس کا معنی واضح نہیں ہے، اور کسی صریح حدیث میں اس کا معنی بیان بھی نہیں ہوا ہے، اب دو مفسروں نے دو معنی بیان کئے ہیں، اب ایک آدمی آیت کو تو مانتا ہے کہ یہ اللہ کی جانب سے اتری ہوئی آیت ہے، لیکن ایک تفسیر کو مانتا ہے، اور دوسری تفسیر کے اعتبار سے جو معنی بنتا ہے، یا دوسری تفسیر کے اعتبار سے جو حکم بنتا ہے وہ نہیں مانتا ہے، تب بھی یہ آدمی کافر نہیں بنے گا، کیونکہ اس نے آیت کو تو مانا ہے، البتہ اس کی مغلق تفسیر کو نہیں مانا، اس لئے وہ کافر نہیں بنے گا،
یہ اصول یاد رکھنا بہت ضروری ہے، ورنہ بہت سے مسلک والے ایسا کرتے ہیں کہ مبہم آیت کا معنی اپنی تفسیر کے اعتبار سے کرتے ہیں، اور دوسرے مسلک والے اس کو نہیں مانتے ہیں تو اس کو کافر قرار دے دیتے ہیں، اور اتنا تشدد کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، اور کوئی اس کا نماز جنازہ پڑھا دے تو جنازہ پڑھانے والے، اور جنازہ پڑھنے والے سب کو کافر قرار دے دیتے ہیں اور ان سب کا نکاح توڑوا دیتے ہیں۔
اس نکتے پر غور کریں، کہ ایسے فتوے سے مسلمان کتنے ٹکڑوں میں بٹ گئے، اور آج مسلمانوں کا کیا حشر بنا ہوا ہے۔

آیت کے انکار سے کافر ہو جائے گا اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3۔ان الذین کفروا بآیات اللہ لھم عذاب شدید (آیت ۴، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔بیشک جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا، ان کے لئے سخت عذاب ہے

4۔و من یکفر بآیات اللہ فان اللہ سریع الحساب (آیت ۱۹، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور جو شخص بھی اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے گا تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے

5۔ان الذین یکفرون بآیات اللہ و یقتلون النبیین بغیر حق۔(آیت ۲۱، سورت آل عمران ۳)۔ترجمہ۔جو لوگ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں [ان کو دردناک عذاب کی خبر سنادو]۔

6۔و لکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون ۔(آیت ۳۳، سورت الانعام ۶)

ترجمہ۔بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں

ان ساری آیتوں میں ہے کہ جو اللہ کی آیتوں کو نہیں مانے گا وہ کافر ہے

اور آیت کے انکار کا مطلب پہلے گزرا کہ قرآن کی کسی ایک آیت کا انکار کرے، یا آیت سے جو صریح حکم ثابت ہوتا ہو اس سے انکار کرنے سے آدمی کافر بنے گا

کتابوں اور سولوں پر ایمان لانے کا مطلب

آیت میں،و کتبه و رسله لا نفرق بین احد من رسله ۔(آیت ۲۸۵،سورت البقرة ۲) ،جمع کا صیغہ آیا ہے،اس کا مطلب دیکھیں

کتبه ۔آیت میں کتبہ،جمع کا صیغہ ہے،جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جتنی کتابیں اتاری ہیں وہ سب برحق ہیں،ہم ان سب پر ایمان رکھیں کہ وہ کتابیں اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے رہنمائی کے لئے کافی تھیں،اوران میں بھی ،اوپر کے ایمان کے وہ چھ جز موجود تھیں،جن پر ہم کو ایمان لانا ضروری ہے،البتہ انکے جزیاتی مسائل الگ الگ تھے،اب اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے،کیونکہ وہ مسائل اب منسوخ ہوگئے ہیں،اب تو حضورؐ کی شریعت ہی پر عمل کرنا ہوگا

ان تمام آسمانی کتابوں کا احترام کریں،اوران سے دل سے محبت کریں

و رسله ۔ آیت میں رسلہ،جمع کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام رسولوں پر ایمان رکھیں کہ وہ اپنے اپنے زمانے میں برحق رسول،اور نبی تھے،اوران کی شریعت برحق تھی،ان میں ایمان کے جو چھ جز ہیں[اللہ،رسول،کتاب،فرشتہ،آخرت،اور تقدیر پر ایمان لانا] یہ تمام نبیوں میں ایک ہی تھے،البتہ انکے جو جزیاتی مسئلے تھے،مثلا نماز کے طریقے،روزے کے طریقے،یہ الگ الگ تھے،اس لئے انکے جزیاتی مسئلے پر اب عمل نہیں کریں گے،اور چھ جز تو پر ہمارا ایمان ہوگا ہی

پچھلے رسولوں کی شریعت میں تھا کہ ان چھ چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے

اس کی دلیل یہ آیت ہے

-آمن الرسول بما انزل الیه من ربه و المومنون ، کل آمن بالله و ملائکته و کتبه و رسله لا نفرق بین احدمن رسله-(آیت ۲۸۵،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ- یہ رسول [یعنی محمد ﷺ] اس چیز پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے، اور ان کے ساتھ تمام مسلمان بھی - یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے

اس آیت میں ہے کہ پچھلے تمام رسولوں کی شریعت میں اللہ تمام رسول، فرشتے ، اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری تھے

ان تمام رسولوں پر ایمان بھی رکھیں کہ وہ برحق رسول ، اور برحق نبی تھے ، اور ان کا احترام کرنا بھی لازم ہے، اور ان سے دل سے محبت بھی کریں ، اس میں ادنی برابر کمی کوتاہی کرنا جائز نہیں ہے، یہی اسلام کی تعلیم ہے

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا، لیکن اگر ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کرے گا تو وہ کافر نہیں ہوگا، وہ مسلمان ہی رہے گا ، اس لئے ذرا ذرا سی بات پر کفر کا فتوی دینا جائز نہیں ہے۔

اس کی دلیل عقیدۃ الطحاویۃ کی یہ عبارت ہے

۔و لا یخرج العبد من الایمان الا بجھود ما ادخلہ اللہ فیہ ۔(عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۶۱، ص ۱۵)

ترجمہ۔اللہ نے جن چیزوں پر ایمان رکھنے سے ایمان میں داخل کیا اسی کے انکار سے وہ ایمان سے نکلے گا

اس عبارت میں ہے کہ جب ان چھ باتوں کے اقرار سے آدمی مسلمان ہوتا ہے، اس لئے اسی میں سے کسی ایک کے انکار سے وہ ایمان سے نکلے گا، لیکن اگر ان میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کرتا تو وہ مومن ہی رہے گا،، اسی طرح گناہ کبیرہ کرنے سے وہ کافر نہیں ہوگا، ہاں گناہ کبیرہ کرنے کو حلال سمجھنے لگے تب وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ گناہ کبیرہ کو حلال سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہ کبیرہ والی آیت کا انکار کر رہا ہے۔

دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے

ایمان کے لئے جو چھ باتیں ضروری ہیں ان سب کو دل سے تصدیق کرے، اور زبان سے بھی اس کا اقرار کرے کہ میں مسلمان ہوں تب وہ مومن بنے گا، اور اگر وہ دل سے تصدیق نہیں کرتا صرف زبان سے اس کا اقرار کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہے، شریعت میں اس کو، منافق، کہتے ہیں، اور بعض کتاب میں یہ بھی ہے کہ اعضاء سے اس پر عمل کرے

زبان سے اقرار اس لئے ضروری ہے تا کہ اس پر دنیاوی احکام جاری کئے جائیں، مثلا: اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے، اس سے مسلمان عورت کا نکاح کیا جائے، کیونکہ اسلام کا اقرار نہیں کرے گا تو اہل دنیا کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ مسلمان ہے، اور اس پر اسلامی احکامات جاری کئے جائیں

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

۔و الایـمان هو الاقرار باللسان ، و التصديق بالجنان ۔(عقیدۃ الطحاویہ، عقیدہ، نمبر ۶۲، ص ۱۵)

ترجمہ۔زبان سے اقرار کرنا، اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے

اس عبارت میں ہے کہ دل سے تصدیق کرنا، اور زبان سے اس کا اقرار کرنے کا نام ایمان ہے

قتل کے خوف سے ایمان کا انکار

اگر دل میں ایمان موجود ہے، لیکن قتل کے خوف سے زبان سے اللہ کا انکار کیا تب بھی وہ مومن ہی رہے گا، کیونکہ اصل ایمان دل میں اللہ کو ایک ماننا ہے

۔اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

7 ۔من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان و لکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ و لھم عذاب عظیم (آیت ۱۰۶، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔ جو شخص اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے [تو وہ کافر ہے] وہ کافر نہیں ہے جس کو زبردستی کلمہ کفر کہنے پر مجبور کر دیا گیا ہو، جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، بلکہ وہ شخص جس نے اپنا سینہ کفر کے لئے کھول دیا ہو [تو وہ کافر ہو گیا] تو ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے غضب نازل ہوگا، اور ان کے لئے زبردست عذاب تیار ہے۔

ان آیات میں دو باتیں ہیں [۱] دل سے ایک اللہ کو نہیں مانتا ہو تب تو زبان سے کہنے سے بھی وہ اللہ کے یہاں مومن نہیں ہے۔ [۲] اور دوسری بات یہ ہے کہ دل میں ایمان جما ہوا ہے، لیکن کسی مجبوری سے زبان سے اللہ کا انکار کیا تو وہ مومن ہے، اس پر کفر کا فتوی لگانا صحیح نہیں ہے۔

8۔اولائک کتب فی قلوبھم الایمان ۔ (آیت ۲۲، سورت المجادلۃ ۵۸)

ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ دل میں اللہ کی توحید کے جم جانے کا نام اصل ایمان ہے۔

3۔ عن انس عن النبی ﷺ قال یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و فی قلبہ وزن

شعیرۃ من خیر ۔(بخاری شریف، کتاب الایمان، باب زیادۃ الایمان ونقصانہ،ص۱۰،نمبر۴۴)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ جس نے، لا الہ الا اللہ ،کہااور اس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہے تو وہ جہنم سے نکالا جائے گا

4۔عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ .....ثم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و کان فی قلبہ من الخیر ما یزن ذرۃ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الجنۃ منزلۃ فیھا ،ص۱۰۲،نمبر۱۹۳/ ۷۴۸۳/ بخاری شریف، باب کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالی یوم القیامۃ مع الانبیاء وغیرہم،ص۱۲۹۴،نمبر۷۵۱۰)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ۔۔۔جس نے،لا الہ الا اللہ ،کہااور اس کے دل میں ذرہ برابر خیر،یعنی ایمان ہے تو وہ جہنم سے نکالا جائے گا

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ زرہ برابر دل میں ایمان ہو تو جنت میں داخل ہو گا ،جس کا مطلب یہ ہے کہ دل کے تصدیق کا نام اصل ایمان ہے۔

ہم دل کی تفتیش کرنے کے مکلّف نہیں ہیں

اگر زبان سے ایمان کا اقرار کرتا ہے تو ہم اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ یہ تفتیش کریں کہ اس نے دل سے کہا کہ نہیں کہا ، بلکہ ہم اس کو مومن مان کر اس پر اسلام کے احکام جاری کر دیں گے، ہاں اگر وہ ظاہری طور پر کفر یا شرک کا عمل کرتا ہے تو اب اس کو کافر مانا جائے گا ،مثلا وہ ایمان کا اقرار بھی کرتا ہے ،اور بتوں کے سامنے سجدہ بھی کرتا ہے تو اب اس کو کافر سمجھا جائے گا ، کیونکہ عمل کے اعتبار سے اس نے

کفر کیا ہے

دل کی تفتیش کرنے کا ہم مکلّف نہیں اس کے لئے حدیث یہ ہے

5۔عن اسامة بن زید ....فادرکت رجلا فقال لا اله الا الله فطعنته فوقع فی نفسی من ذالک فذکرته للنبی ﷺ فقال رسول الله ﷺ أقال لا اله الا الله و قتلته ؟ قال قلت یا رسول الله انما قالها خوفا من السلاح قال افلا شققت عن قلبه حتی تعلم أقالها ام لا ، فما زال یکررها علی حتی تمینت انی اسلمت یومیذ ۔(مسلم شریف ،کتاب الایمان ، باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا اله الا الله،ص ۵۶ ،نمبر ۹۶ ر ۲۷۷ رابوداود شریف، کتاب الجهاد، باب علی مایقاتل المشرکون، ص ۳۸۱ ،نمبر ۲۶۴۰)

ترجمہ۔حضرت خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے ملاا،تو وہ،لا الہ الا اللہ، کہنے لگا لیکن پھر بھی میں نے اس کو قتل کر دیا، میرے دل میں اس کے بارے میں بات آئی تو میں نے نبی ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا کہ، لا الہ الا اللہ، کہا پھر بھی آپ نے اس کو قتل کر دیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے ہتھیار کے ڈر سے ایسا کہا تھا، تو حضور ؐ نے فرمایا، کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا! تا کہ تم جان لو کہ اس نے سچ کہا تھا یا نہیں، اور اس بات کو بار بار دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ آج ہی مسلمان ہوتا تو اچھا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہا تو آگے دل میں ایمان ہے یا نہیں اس کی تفتیش کی ضرورت نہیں ہے، یہ اللہ جانے، ہم اس کو مسلمان جانیں گے اور اس پر اسلامی احکام جاری کریں گے ۔آج کل ذرا ذرا سی بات پر لوگ دوسروں کو کافر، اور مشرک ہونے کا فتوی دے دیتے ہیں، اور اس پر تشدد کرتے ہیں یہ بات حدیث کے خلاف ہے۔

ایمان کا ایک حصہ عمل کرنا بھی ہے

ایمان کا ایک حصہ عمل کرنا بھی، اسی لئے بعض کتاب میں، **و العمل بالارکان**، بھی لکھا ہوا ہے کہ۔

البتہ ایک بات ضرور ہے کہ اصل ایمان کے خلاف عمل کرے گا تو اس کو کافر شمار کر دیا جائے گا، مثلا آیت میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کرو، اور اس نے بتوں کے سامنے سجدہ کر دیا، تو اس عمل سے وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے صریح آیت کے خلاف عمل کیا

عمل کی دلیل یہ آیت ہے

9۔**و انی لغفار لمن تاب و آمن و عمل صالحا ثم اهتدی** ۔(آیت ۸۲،سورت طہ ۲۰)۔

ترجمہ۔اور یہ حقیقت ہے کہ جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے، اور نیک عمل کرے پھر سیدھے راستے پر قائم رہے تو میں اس کے لئے بہت بخشنے والا ہوں

10۔**الا الذین آمنو و عملوا الصالحات** ۔(آیت ۳،سورت العصر ۱۰۳)

ترجمہ۔سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں [تو وہ نقصان میں نہیں ہیں

11۔**من اٰمن باللہ و الیوم الاٰخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم** ۔(آیت ۶۲، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں گے، اور نیک عمل کریں گے وہ اپنے رب کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہوں گے

ان آیتوں میں ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے، جس سے معلوم ہوا کہ نیک عمل کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

ہم جو کلمہ پڑھتے ہیں، وہ دو آیتوں کا مجموعہ ہے۔

کلمہ طیبہ دو آیتوں کا مجموعہ ہے ایک ہے، لا الہ الا اللہ ، اور دوسرا ہے، محمد رسول اللہ۔
اس آیت میں اس کی دلیل ہے

12۔ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ و استغفر لذنبک ۔(آیت ۱۹،سورت محمد ۴۷)
ترجمہ۔اس لئے اے پیغمبر یقین جانو! کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اور اپنے قصور پر بھی بخشش کی دعا مانگتے رہو

13۔انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون۔(آیت ۳۵،سورت الصافات ۳۷)
ترجمہ،ان کا حال یہ تھا کہ جب ان سے یہ کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،تو یہ اکڑ دکھاتے تھے
ان دونوں آیتوں میں، لا الہ الا اللہ، کا ذکر ہے
اور رسول اللہ کے لئے یہ آیت ہے

14۔محمد رسول اللہ و الذین آمنوا اشداء علی الکفار رحماء بینھم (آیت ۲۹، سورت الفتح ۴۸) ترجمہ۔محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں

6۔عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس ، شھادۃ ان لا الہ الا اللہ ، و ان محمد رسول اللہ ۔(بخاری شریف، کتاب الایمان، باب قول النبی، بنی الاسلام علی خمس، ص ۵، نمبر ۸)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے،، شہادۃ ان لا الہ الا اللہ، وان محمد رسول اللہ۔
اس عقیدے کے بارے میں 14 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۰۔تقدیر

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے کسی کی قسمت میں ایک چیز لکھ دی ہے وہ ہو کر رہے گی۔ اللہ نے ہر آدمی کی تمام باتوں کو پہلے سے لکھ دیا ہے، پھر جو آدمی نیک بخت ہے وہ اپنی خوشی سے، اور اپنی چاہت سے نیک کام کرتا رہتا ہے، اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے،، اور بد آدمی اپنی چاہت سے اور اپنے اختیار سے برا کام کرتا رہتا ہے، اور اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوتا ہے، یہ داخل ہوا اپنے عمل سے، اگر چہ تقدیر میں پہلے سے لکھا تھا۔

آدمی کو اس پر ایمان رکھنا چاہئے، ایمان کے چھ اجزا میں سے ایک جز تقدیر بھی ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔و ما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض و لا فی السماء و لا اصغر من ذالک و لا اکبر الا فی کتاب مبین ۔(آیت ۶۱،سورت یونس۱۰)

ترجمہ۔اور تمہارے رب سے کوئی ذرہ برابر چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے، نہ زمین میں نہ آسمان میں، نہ اس سے چھوٹی، نہ بڑی، مگر وہ ایک واضح کتاب میں درج ہے

2۔و کل شیء فعلوہ فی الزبر و کل صغیر و کبیر مستطر ۔(آیت۵۲۔۵۳،سورت القمر۵۴)ترجمہ۔اور جو جو کام انہوں نے کئے ہیں وہ سب اعمال ناموں میں درج ہیں، اور ہر چھوٹ اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے

ان آیتوں میں تقدیر کا تذکرہ ہے،اس لئے تقدیر پر ایمان رکھنا ضروری ہے

1۔ و قال ﷺ اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب فقال القلم ما ذا اکتب یا رب ؟ فقال اللہ تعالی اکتب ما ھو کائن الی یوم القیامۃ ۔(ابوداود شریف،نمبر ۴۷۰۰،ترمذی شریف،نمبر ۲۱۵۵)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اور اس کو کہا لکھو، قلم نے کہا اے رب میں کیا لکھوں، اللہ نے فرمایا، قیامت تک جتنی باتیں ہونے والی ہیں سب لکھ دو

2۔عن عبد اللہ بن عمر بن العاص قال سمعت عمر بن العاص قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السماوات و الارض بخمسین الف سنۃ قال عرشہ علی الماء ۔(مسلم شریف، باب حجاج آدم وموسیٰؑ،ص ۱۱۵۶، نمبر ۲۶۵۳/۶۷۴۸)۔ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ، زمین اور آسمان کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ نے مخلوق کی تقدیر لکھ دی ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا

3۔عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ لا یومن عبد حتی یومن بالقدر خیرہ و شرہ حتی یعلم ان ما اصابہ لم یکن لیخطئہ ، و ان ما أخطأہ لم یکن لیصیبہ ۔

(ترمذی شریف، باب ما جاء ان الایمان بالقدر خیرہ وشرہ، ص۴۹۳، نمبر۲۱۴۴)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ، تقدیر میں جو خیر اور شر لکھا ہوا ہے، اس پر جب تک ایمان نہ رکھے، آدمی مومن نہیں بن سکتا، یہ بھی جان لے کہ جو اس کو پہنچنا ہے، وہ کبھی خطا نہیں کر سکتا، اور جو اس کو نہیں پہنچنا ہے، اس میں بھی غلطی نہیں ہوگی، یہ یقین کر لے

ان احادیث اور آیات میں ہے کہ تقدیر حق ہے، اور اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

[۱] تقدیر مبرم۔[۲] اور تقدیر معلق

تقدیر کی دو قسمیں ہیں۔تقدیر مبرم،اور تقدیر معلق

تقدیر مبرم۔۔۔کا مطلب یہ ہے کہ یہ تقدیر بدلتی نہیں ہے یہ حتمی ہے ، جیسے زید کی تقدیر میں لکھ دیا کہ وہ پچاس سال کی عمر میں مرے گا ،تو یہ طے ہے کہ وہ پچاس سال کی عمر میں مرے گا۔

دوسری ہے،تقدیر معلق۔۔ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے پر وہ معلق ہے،اور اس کام کے کرنے پر تقدیر بدل سکتی ہے ،مثلا یہ کہے کہ اگر آپ نے ماں کی خدمت کی تو اس سے آپ کی عمر بڑھ جائے گی، تو یہاں خدمت سے عمر بڑھی ، یہ تقدیر معلق ہے۔لیکن اللہ کے علم میں ہے کہ یہ آدمی ماں کی خدمت کرے گا یا نہیں،اور اس کی عمر بڑھے گی یا نہیں ہے، یہ تقدیر مبرم ہے

دلیل ؛ تقدیر معلق کی دلیل یہ حدیث ہے

4۔ عن سلمان قال قال رسول الله ﷺ : لا یرد القضاء الا الدعاء ، و لا یزید العمر الا البر ۔(ترمذی شریف، باب ما جاء لا یرد القدر الا الدعاء، ص۴۹۲،نمبر ۲۱۳۹)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ دعا ہی اللہ کے فیصلے کو بدلتی ہے،اور نیکی ہی عمر کو زیادہ کرتی ہے

اس حدیث میں ہے کہ دعا کی وجہ سے اللہ کا فیصلہ بدل سکتا ہے، یا نیکی کرنے کی وجہ سے عمر زیادہ ہو سکتی ہے، یہ بات تقدیر معلق میں ہوتی ہے، البتہ وہ ایسا کرے گا یا نہیں کرے گا یہ بات اللہ کے علم میں حتمی طور پر موجود ہے، جس کو تقدیر مبرم، کہتے ہیں

جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی کام کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے

حضورؐ نے فرمایا کہ تقدیر حق ہے، لیکن جو آدمی نیک ہوتا ہے اس کو نیکی کے کام کرنے کی توفیق ہوتی رہتی ہے، اور وہ اپنے نیک کام کی وجہ سے جنت میں جائے گا، اور جو بد ہے اس کو برا کام کرنے کی توفیق ہوتی رہتی ہے، پھر وہ برے کام کی وجہ سے جہنم میں جائے گا

اس کے لئے حدیث یہ ہے

5۔ عن علیؓ قال کنا فی جنازۃ فی بقیع الغرقد .....قال ما منکم من احد ، ما من نفس منفوشة الا کتب مکانها من الجنة و النار و الا کتب شقية او سعيد ه فقال رجل یا رسول اللہ أفلا نتوکل علی کتابنا و ندع العمل ؟ فمن کان منا من اهل السعادة فسيصير الى عمل اهل السعادة ، و اما من کان منا من اهل الشقاوة فسيصير الى عمل اهل الشقاوة ،

قال اما اهل السعادة فييسرون لعمل السعادة،واما اهل الشقاوة فييسرون لعمل الشقاوة ، ثم قرأ ﴿فاما من اعطى و اتقى و صدق بالحسنى [آیت ۵۔۶،سورت اللیل ۹۲﴾ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب موعظۃ المحدث عند القبر وقعود اصحابہ حولہ،ص ۲۱۸،نمبر ۱۳۶۲)

ترجمہ۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم جنت البقیع میں ایک جنازے میں تھے ۔۔۔حضورؐ نے فرمایا کہ، ہم میں سے جتنے بھی نفس ہیں اس کی جگہ جنت یا جہنم میں لکھی ہوئی ہے، اور ہر ایک کا نیک اور بد لکھا ہوا ہے، ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ، ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کر لیں؟ اور عمل نہ چھوڑ دیں، تا کہ جو

ہم میں سے نیک لوگ ہوں وہ خود نیک عمل کی طرف چلے جائیں، اور ہم میں سے جو بد لوگ ہوں وہ خود ہی بدعمل کی طرف چلے جائیں، تو آپ نے فرمایا نیک آدمی کے لئے نیک کام آسان ہو جاتا ہے، اور برے آدمی کے لئے برا کام آسان ہو جاتا ہے، پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی، ﴿فاما من اعطی و اتقی و صدق بالحسنی [آیت ۵۔۶، سورت اللیل ۹۲﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی تقدیر میں نیکی لکھی ہے وہ نیک عمل ہی کرتا رہے گا، اور جس کی تقدیر میں برا لکھا ہے وہ برا کام ہی کرتا رہتا ہے

تقدیر کے بارے میں زیادہ بحث نہیں کرنی چاہئے

تقدیر کا سمجھنا مشکل ہے اس لئے اس بارے میں زیادہ بحث کرنے سے منع کیا ہے، حدیث یہ ہے

6۔عن ابی ہریرۃ قال خرج علینا رسول الله ﷺ و نحن نتنازع فی القدر فغضب حتی احمر وجهه حتی کانما فقیء فی وجنتیه الرمان ، فقال : أبهذا أمرتم ام بهذا أرسلت الیکم ؟ انما هلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی هذا الامر ، عزمت علیکم عزمت علیکم الا تنازعوا فیه ۔(ترمذی شریف، باب ماجاء فی التشدید فی القدر، ص ۴۹۰، نمبر ۲۱۳۳) ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم تقدیر کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ ہمارے سامنے حضورؐ تشریف لائے، تو حضورؐ اتنے غصے ہوئے کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا، ایسا لگتا تھا کہ آپ کے چہرے پر انار پھاڑ دیا گیا ہو، اور کہنے لگے کہ کیا تم لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے، کیا اس کے لئے میں مبعوث ہوا ہوں، تم سے پہلے جو لوگ اس بارے میں جھگڑے تو وہ ہلاک ہو گئے، تم کو بار بار زور دیکر کہتا ہوں کہ تقدیر کے بارے میں ہرگز نہ جھگڑا کرو۔

۳۱۔استطاعت، خلق اور کسب، کیا ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اس باب میں تین باتیں ہیں۔ خلق، استطاعت، اور کسب
ان تینوں کو سمجھنا ضروری ہے

استطاعت کیا ہے

استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام کرنے کی آپ کے پاس ساری سہولیں موجود ہوں، تمام اسباب مہیا ہوں، اسی پر اللہ کے حکم کا مدار ہے

احکام بجالانے کے لئے یہ چار باتیں ہوں تو اس کو، استطاعت، کہتے ہیں

[۱]۔۔اس آدمی کی صحت اتنی اچھی ہو کہ وہ عبادت کر سکے۔

[۲]۔۔اس کام کرنے کی طاقت ہو،

[۳]۔۔اس کام کرنے پر قدرت ہو

،[۴]۔۔اور اس کام کرنے کے لئے اعضاء صحیح سالم ہوں، تب وہ کام انسان پر واجب ہوتا ہے، اسی کو ،قدرت میسرہ، کہتے ہیں۔

ان چار باتوں کے ہونے کے بعد کام سے پہلے آدمی کا ارادہ ہو اور اس پر اللہ وہ کام کروا دے اور اس کام کو تخلیق کر دے، اس کو، توفیق، کہتے ہیں، اسی پیدا کرنے کا نام تخلیق، ہے، جو اللہ کا کام ہے۔

اس بارے میں عقیدۃ الطحاویۃ کی عبارت یہ ہے

۔و الستطاعة التی یجب بها الفعل من نحو التوفیق الذی لا یجوز ان یوصف المخلوق به (تکون) مع الفعل و اما الاستطاعة من جهة الصحة و الوسع، و التمکن، و سلامة الآلات، فهی قبل الفعل و بها یتعلق الخطاب، و هو کما قال تعالی. لا یکلف الله نفسا الا وسعها ۔(آیت ۲۸۶، سورت البقرۃ ۲)۔(عقیدۃ الطحاوۃ، عقیدہ نمبر ۸۵، ص ۱۸)

ترجمہ۔ایک وہ استطاعت جو فعل کے ساتھ ہوتی ہے، جس کو توفیق کہتے ہیں، یہ مخلوق کی صفت بن ہی نہیں سکتی، یہ فعل کے ساتھ ہوتی ہے [یہ اللہ کی صفت ہے۔دوسری استطاعت یہ ہے کہ آدمی کی صحت ٹھیک ہو، اس کو عبادت کرنے کی گنجائش ہو، عبادت کرنے پر قدرت ہو، اس کے اعضاء صحیح سالم ہوں، یہ استطاعت فعل سے پہلے ہوتی ہے

اس عبارت میں دو استطاعت کا ذکر ہے، ایک ہے، فعل، یعنی کام کو پیدا کرنا، یہ اللہ کی صفت ہے، یہ صفت مخلوق کی نہیں ہو سکتی ۔اور دوسری استطاعت ہے، صحت درست ہو، گنجائش ہو، کام کرنے پر قدرت ہو، اعضاء صحیح سالم ہوں، اسی دوسری استطاعت پر اللہ کا حکم آتا ہے

ان آیتوں میں استطاعت کا ذکر ہے

1۔ و علی الناس حج البیت من استطاع سبیلا۔(آیت ۹۷،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور لوگوں میں سے جو لوگ بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے

2۔و من لم یستطیع منکم طولا ان ینکح المحصانات المومنات فمن ما ملکت أیمانکم ۔(آیت ۲۵،سورت النساء ۴)

ترجمہ۔اور تم میں سے جو لوگ اس بات کی طاقت نہ رکھتے ہوں کہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکیں ،تو وہ مسلمان باندیوں میں سے کسی ایک سے نکاح کر سکتے ہیں جو تمہاری ملکیت میں ہو

1۔عن عمران بن حصین ؓ قال کانت بی بواسیر فسألت النبی ﷺ عن الصلاۃ ؟ فقال صل قائما فان لم یستطع فقاعدا فان لم یستطع فعلی جنب ۔(بخاری شریف، کتاب التقصیر ،باب اذا لم یطق قاعدا صلی الی جنب ،ص ۱۷۹،نمبر ۱۱۱۷)

ترجمہ۔حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا،اس لئے میں نے حضور ؐ سے نماز کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ ؐ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو،اور اس پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر،اور اس پر بھی قدرت نہ ہو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو۔

ان آیتوں اور حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام اسباب کے مہیا ہونے کا نام استطاعت ہے،اور اسی پر احکام کا مدار ہے

کسب

کسب کا معنی ہے کمانا۔۔کسی کام کا آپ ارادہ کرتے ہیں، پھر اس کام کے لئے اسباب اختیار کرتے ہیں، اور اس کام کو اپنے ارادے سے کرتے ہیں، اسی کام کرنے کو، کسب، کہتے ہیں، اور اسی پر عذاب اور ثواب کا مدار ہے، کیونکہ آپ نے اپنے ارادے سے یہ کام کیا ہے اگرچہ کام کرنے پر اللہ تعالی اس کام کو تخلیق کر دیتے ہیں

ان آیتوں میں کسب کا ذکر ہے، اور یہ بھی ذکر ہے کہ تمہارے کسب کرنے کی وجہ سے یہ عذاب، یا ثواب دیا جائے گا۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3۔و وفیت کل نفس ما کسبت و ھم لا یظلمون ۔(آیت ۲۵،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور ہر ہر شخص نے جو کچھ کمائی کی ہوگی وہ اس کو پوری پوری دے دی جائے گی، اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا

4۔ثم توفی کل نفس ما کسبت و ھم لا یظلمون ۔(آیت ۱۶۱،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا

5۔ بلی من کسب سیئۃ و احاطت بہ خطیئہ فاولئک اصحاب النار ۔(آیت ۸۱، سورت بقرۃ ۲) ۔ترجمہ۔جو لوگ بدی کماتے ہیں، اور ان کی بدی انہیں گھیر لیتی ہے تو ایسے لوگ ہی جہنم کے باسی ہیں

ان آیتوں سے پتہ چلا کہ ہم جو اپنے ارادے سے کسب کرتے ہیں، اس کا بدلہ دیا جائے گا، اور اسی پر عذاب، یا ثواب کا دارومدار ہے۔

خلق

خلق کا معنی ہے پیدا کرنا۔کسی چیز کو پیدا کرنا یہ اللہ کا کام ہے یہاں تک کہ جو کچھ ہم خود کرتے ہیں وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے،لیکن چونکہ ہم کسب کرتے یعنی اچھا یا برا کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں،اور پھر اس کو اپنے ارادے سے کرنے لگتے ہیں،جس کی وجہ سے اللہ ہمارے کام کو پیدا کر دیتے ہیں،یعنی اس کو تخلیق کر دیتے ہیں۔تو اس کسب کرنے کی وجہ سے انسان کو ثواب یا عذاب دیا جاتا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے

6۔اللہ خالق کل شیء و ھو علی کل شیء و کیل ۔(آیت ۶۲،سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے،اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے

7۔ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا ھو۔(آیت ۶۲،سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جو تمہارا پالنے والا ہے،ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

ان آیتوں میں ہے کہ خیر ہو یا شر ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہی ہے،اس لئے ہمارے کسب کے بعد جو کچھ فعل پیدا ہوگا وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے

اس مسئلے میں پچھلے زمانے میں بڑا اختلاف رہا ہے

باقی تفصیل،اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے،کے عنوان میں دیکھیں۔

عہد الستُ

ازل میں اللہ نے آدمؑ کی اولاد کو پیٹھ سے نکالا، اور سب سے یہ عہد لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، سب نے کہا کہ ہاں آپ ہمارے رب ہیں، اسی کو، عہد الست، کہتے ہیں

اس آیت میں عہد الست کا ثبوت ہے

8۔اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و اشھد ھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین ۔(آیت۱۷۲، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔اور اے رسول! لوگوں کو وقت یاد دلاؤ جب تمہارے رب نے آدم کے بیٹوں کی پشت سے ان کی ساری اولاد کو نکالا تھا، اور ان کو خود اپنے اوپر گواہ بنایا تھا اور پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ سب نے جواب دیا تھا کہ کیوں نہیں؟ ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں

2۔عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال اخذاللہ المیثاق من ظھور آدم بنعمان .یعنی عرفۃ .فاخرج من صلبہ کل ذریۃ ذرأھا فنثر ھم بین یدیہ کالذر ثم کلمھم فتلا قال ،الست بربکم. الخ (آیت۱۷۳، سورت الاعراف ۷) (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عباس، ۴، ص ۲۶۷، نمبر ۲۴۵۵)۔ ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے نعمان یعنی عرفہ کے مقام پر حضرت آدم کی پشت سے نکال کر یہ عہد لیا، ہر پشت سے ہر اولاد کو نکالا، اور اپنے سامنے ان کو ذرے کی طرح پھیلا دیا، پھر ان سب سے بات کی[کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، اور اوپر کی آیت الست بربکم، الخ پڑھی۔

اس آیت اور حدیث میں الست بربکم کی پوری تفصیل ہے

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۲۔شرک تمام آسمانی کتابوں میں ممنوع ہے

اس عقیدے کے بارے میں 34 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

سب سے بڑا گناہ شرک، اور کفر ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے

ان آیتوں میں ہے کہ پہلے لوگوں کو بھی شرک نہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اور اس شریعت میں بھی یہی ہے

1۔ قل یا اهل الکتاب تعالو الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعدبو الا الله و لا نشرک به شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله ۔(آیت ۶۴، سورت آل عمران ۳)۔ترجمہ۔مسلمانو ایہود و نصاری سے کہہ دو کہ اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہم اور تم میں مشترک ہو، اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں

2۔و لقد اوحی الیک و الی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک و

لتكونن من الخاسرين ، بل الله فاعبد و كن من الشاكرين (آیت ۶۵ ،سورت الزمر ۳۹)
ترجمہ۔اور حقیقت ہے کہ تم سے، اور تم سے پہلے تمام رسولوں وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا ، اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے،اس لئے صرف اللہ کی عبادت کرو،اور شکر گزار لوگوں میں شامل ہو جاؤ

3۔ قل انی امرت ان اكون اول من اسلم و لا تكونن من المشركين ۔(آیت ۱۴، سورت الانعام ۶)
ترجمہ۔کہہ دو کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ فرماں برداری میں سب لوگوں سے پہل کرنے والا بنوں، اور تم مشرکوں میں ہرگز شامل نہ ہونا

4۔قل انی امرت ان اعبد الله و لا اشرک به اليه ادعوا و اليه مأب ۔(آیت ۳۶، سورت الرعد ۱۳)
ترجمہ۔کہہ دو کہ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں، اور اس کے ساتھ کسی کو خدائی میں شریک نہ مانوں، اسی بات کی میں دعوت دیتا ہوں، اور اسی اللہ کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے
ان تمام آیتوں میں یہ کہا گیا ہے کہ شرک ہرگز نہ کریں۔

اہل عرب ایک خدا مانتے تھے لیکن وہ شرک بھی کرتے تھے

اہل عرب ایک خدا کو مانتے تھے، لیکن اس کے ساتھ دوسروں کو بھی صفات میں شریک کرتے تھے۔
اس کی دلیل یہ آیات ہیں

5۔قل من یرزقکم من السماء و الارض ، امن یملک السمع و الابصار ، ومن یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ، و من یدبر الامر فسیقولون الله ، فقل أفلا تتقون ۔(آیت ۳۱،سورت یونس ۱۰)

ترجمہ۔اے رسول ان مشرکوں سے کہو کہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ یا بھلا کون ہے جو سننے اور دیکھنے کی قوتوں کا مالک ہے، اور کون ہے جو جاندار کو بے جان سے، اور بے جان کو اندار سے باہر نکال لاتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کا انتظام کرتا ہے؟ تو یہ لوگ کہیں گے اللہ ! تو تم ان سے کہو کہ کیا پھر بھی تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟

6۔و لئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتھا لیقولن الله، بل اکثرھم لا یعقلون ۔(آیت ۶۳،سورت العنکبوت ۲۹)

ترجمہ۔اور اگر تم ان سے پوچھو کہ: کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے زمین کے مردہ ہونے کے بعد اسے زندگی بخشی؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ،، اللہ،، کہو، الحمد للہ ! لیکن ان میں سے اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

7۔ و لئن سألتھم من خلقھم لیقولن الله ۔(آیت ۸۷،سورت الزخرف ۴۳)

ترجمہ۔اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے

8۔و الذین اتخذوا من دونه اولیاء و ما نعبدهم الا لیقربنا الی الله زلفی ۔(آیت۳، سورت الزمر۳۹)

ترجمہ۔اور جن لوگوں نے اللہ کے بجائے دوسروں کو رکھوالے بنا لئے ہیں، یہ کہہ کرکہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے۔

اس آیت میں ہے کہ مشرکین مکہ مانتے تھے کہ اللہ ایک ہے،لیکن دیوی، دیوتاؤں،اور بتوں کی پوجا اس لئے کرتے تھے کہ وہ اللہ تک پہنچا دیں گے، کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ ان دیوی، دیوتاؤں کو اللہ نے یہ طاقت دی گئی ہے کہ وہ اللہ تک پہونچا دیں، اللہ نے تنبیہ کی کہ یہ بالکل غلط کر رہے ہیں

شرک کو اللہ تعالی کبھی معاف نہیں کریں گے

9۔ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک من یشاء ، و من یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما ۔(آیت ۴۸،سورت النساء۴)

ترجمہ۔بیشک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے ،اوراس سے کمتر ہر بات کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے،اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ ایسا بہتان باندھتا ہے جو بڑا زبردست گناہ ہے

10۔و لقد اوحی الیک و الی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک و لتکونن من الخاسرین ، بل اللہ فاعبد و کن من الشاکرین (آیت ۶۵ ،سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اورحقیقت ہے کہ تم سے،اورتم سے پہلے تمام رسولوں وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا ، اورتم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے،اس لئے صرف اللہ کی عبادت کرو،اورشکر گزار لوگوں میں شامل ہو جاؤ

11۔انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ و مأواہ النار ، و ما للظالمین من انصار ۔(آیت ۷۲،سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔یقین جانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے ، اللہ نے اس کے لئے جنت حرام کر دی ہے،اوراس کا ٹھکانہ جہنم ہے،اورظلم کرنے والوں کے لئے کوئی مددگار میسر نہیں آئیں گے

ان آیتوں میں ہے کہ اگر کوئی شرک کرتے ہوئے مر گیا،اورموت سے پہلے اس گناہ سے توبہ نہیں کیا تو اللہ تعالی اس کو کبھی معاف نہیں کریں بلکہ ہمیشہ ہمیش اس کو جہنم میں جلنا پڑے گا۔

اللہ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا حرام ہے

شرک کی بہت ساری قسمیں ہیں، لیکن ان میں سے دو قسم بہت اہم ہیں
ایک ہے اللہ کی ذات کے ساتھ شرک کرنا، یعنی دو خداؤں، کو ماننا
اور دوسرا ہے خدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا، اس کی پوجا کرنا
اس لئے صرف ایک ہی خدا ماننا چاہئے ، اس میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے

ان آیتوں میں ہے کہ صرف ایک ہی خدا ہے دوسرا خدا ہرگز نہیں ہے

12۔و قال اللہ لا تتخذون الٰھین اثنین انما ھو الہ وحد فایٰی فارھبون ۔(آیت ۵۱، سورت النحل ۱۶)

ترجمہ۔اور اللہ نے فرمایا کہ، دو دو معبود نہ بنا بیٹھنا، وہ تو بس ایک ہی معبود ہے، اس لئے بس مجھ ہی سے ڈرا کرو

13۔ ائنکم لتشھدون ان مع اللہ الھۃ اخری قل لا اشھد .قل انما ھوا الہ واحد و اننی بری مما تشرکون۔(آیت ۱۹، سورت انعام ۶)

ترجمہ۔کیا سچ مچ تم یہ گواہی دے سکتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں؟ کہہ دو کہ، میں تو ایسی گواہی نہیں دوں گا، کہہ دو کہ، وہ تو صرف ایک خدا ہے، اور جن جن چیزوں کو تم اس کی خدائی میں شریک ٹھہراتے ہو میں ان سب سے بیزار ہوں

14۔لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ و ما من الہ الا الہ واحد ۔(آیت ۷۳،

سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔وہ لوگ بھی یقیناً کافر ہو چکے ہیں، جنہوں نے یہ کہا کہ، اللہ تین میں کا تیسرا ہے،، حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے

15۔ والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم۔(آیت ۱۶۳،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، جو سب پر مہربان بہت مہربان ہے

16۔لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا۔(آیت ۲۲،سورت الانبیاء ۲۱)

ترجمہ۔اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو وہ دونوں درہم برہم ہو جاتے

17۔و ما من الہ الا اللہ و ان اللہ لھو العزیز الحکیم ۔(آیت ۶۲،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور یقیناً اللہ ہی ہے جو غالب ہے، حکمت والا ہے

تقریبا ایک سو چالیس آیتوں میں ہے کہ ایک خدا ہے دوسرا ہرگز نہیں ہے۔

اللہ کی عبادت میں شریک کرنا حرام ہے

عبادت کی جتنی قسمیں ہیں، سجدہ کرنا، رکوع کرنا، عبادت کے طور پر اس کے سامنے کھڑا ہونا، یا اس کو پوجنا، اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے یہ کرنا شرک ہے، حرام ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

18۔و قضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔(آیت ۲۳، سورت الاسراء ۱۷)

ترجمہ۔اورتمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

19۔قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ لماجائنی البینات من ربی و امرتُ ان اسلم لرب العالمین۔(آیت ٦٦، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔اے رسول کافروں سے کہہ دو، کہ مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ جب میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی کھلی نشانیاں آگئیں تو پھر بھی میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے بجائے پکارتے ہو، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب العالمین کے آگے سر جھکا دوں

20۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔(آیت ۳، سورت الفاتحہ ۱)

ترجمہ۔اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

21۔ان لا تعبدوا الا اللہ(آیت ۲، سورت ہود ۱۱)

ترجمہ۔اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

22۔ان لا تعبدوا الا اللہ۔(آیت ۲٦، سورت ھود ۱۱)

ترجمہ۔اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

23۔ان لا تعبدوا الا الله۔(آیت ١٤،سورت فصلت ٤١)

ترجمہ۔اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کے علاوہ ہرگز کسی کی عبادت نہ کریں، اور عبادت میں، سجدہ کرنا، رکوع کرنا، عبادت کے لئے قیام کرنا، یہ سب شامل ہے اس لئے ان سب باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔
اس سے بھی آدمی مشرک بن جاتا ہے جس کا انجام یہ ہے کہ اللہ اس کو کبھی معاف نہیں کریں گے، اور اس کو ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنا پڑے گا
لوگ اس میں بہت بے احتیاطی کرتے ہیں

اللہ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ، اور رکوع جائز نہیں ہے

عبادت کے طور پر کسی کے سامنے سجدہ کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے، اور تعظیم کے طور پر کسی کے سامنے سجدہ کرنا حرام ہے، اسی طرح عبادت کے طور پر کسی کے سامنے رکوع کرنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی نماز اور عبادت کا حصہ ہے

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

24۔لا تسجدوا للشمس و لا للقمر و اسجدوا لله الذی خلقهن ان کنتم ایاہ تعبدون ۔(آیت ۳۷،سورت فصلت ۴۱)

ترجمہ۔نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو، اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے

25۔یا ایها الذین آمنوا ارکعوا و اسجدوا و اعبدوا ربکم۔(آیت ۷۷،سورت الحج ۲۲)

ترجمہ۔اے ایمان والو! رکوع کرو، اور سدہ کرو، اور اپنے رب کی بندگی کرو

26۔فاسجدوا لله و اعبدوا ۔(آیت ۶۲،سورت النجم ۵۳)

ترجمہ۔اللہ کے لئے سجدہ کرو اور اس کی بندگی کرو

27۔یا مریم اقنتی لربک و اسجدی و ارکعی مع الراکعین ۔(آیت ۴۳،سورت آل عمران ۳) ترجمہ۔اے مریم تم اپنے رب کی عبادت میں لگی رہو، اور سجدہ کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع بھی کیا کرو

28۔و اقیموا الصلاۃ و آتوا الزکاۃ و ارکعوا مع الراکعین (آیت ۴۳،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اورنماز قائم کرو،اورزکوۃ ادا کرو،اوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو
ان آیتوں میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ ہی کے لئے رکوع اور سجدہ کرو،اس لئے کسی اور کے لئے نہ سجدہ کرنا جائز ہے،اور نہ عبادت کے طور پر کسی کے سامنے رکوع کرنا جائز ہے

1۔عن قیس بن سعد قال أتیت الحیرة فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت رسول اللہ ﷺ احق ان یسجد له قال فأتیت النبی ﷺ فقلت انی اتیت الحیرة فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فانت یا رسول اللہ ! احق ان نسجد لک ،قال: أرأیت لو مررت بقبری أکنت تسجد له ؟ قال قلت لا ، قال :فلا تفعلوا ،لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجد ن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من الحق ۔(ابوداود شریف،کتاب النکاح،باب فی حق الزوج علی المرأۃ،ص ۳۰۹،نمبر ۲۱۴۰ ؍ابن ماجۃ شریف،کتاب النکاح،باب حق الزوج علی المرأۃ،ص ۲۶۵،نمبر ۱۸۵۳)
ترجمہ۔قیس بن سعد فرماتے ہیں کہ میں حیرہ مقام پر آیا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں،تو میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے،،میں حضورؐ کے پاس آیا اور کہا کہ میں حیرہ گیا تھا،وہاں دیکھا کہ وہ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں،اس لئے آپ یارسول اللہؐ زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں،حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم میری قبر پر گزروتو کیا اس کو سجدہ کرو گے،قیس نے جواب دیا نہیں ! تو حضورؐ نے فرمایا کہ،زندگی میں بھی مجھے سجدہ مت کرو،اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا،تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں،اس لئے کہ اللہ نے شوہروں کو بیویوں پر بہت حقوق دئے ہیں
اس حدیث میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ تعظیمی کرنا بھی حرام ہے

شخصی طور پر ہم کسی کو حتمی طور پر جنتی ، یا جہنمی نہیں کہہ سکتے ،

کسی کے بارے میں حتمی طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ یہ جنتی ہے، یا جہنمی ہے جب تک کہ قرآن ، یا حدیث میں اس کی تصریح نہ ہو

قرآن یا حدیث میں کسی کا نام لیکر جنتی ، یا جہنمی کہا گیا ہے تو اس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنتی یا جہنمی ہے، لیکن اس کا نام لیکر جنتی یا جہنمی نہیں کہا ہے تو بہت ممکن ہے کہ ظاہری طور پر وہ جنتی ہو لیکن اندرونی طور پر وہ اللہ کے یہاں جہنمی ہو، یا ظاہری طور پر وہ جہنمی ہو لیکن اندرونی طور پر وہ اللہ کے یہاں جنتی ہو کیونکہ ایمان اور تصدیق کا معاملہ دل کا معاملہ ہے، اور دل کا حال اللہ ہی جانتا ہے

ہاں کسی پر کفر کی علامت ہو تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کفر کی علامت ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ کافر ہو اور اس پر کافر کے احکام جاری کئے جائیں گے لیکن حتمی طور پر اس کو کافر نہیں کہہ سکتے

اس لئے جو لوگ اپنی تقریروں میں نام لے لے کر کسی کو کافر کہتے ہیں، یا جنتی کہتے ہیں، یہ نہیں کہنا چاہئے

عقیدۃ الطحاویۃ کی عبارت یہ ہے

۔و لا ننزل احدا منهم جنة و لا نارا ، و لا نشهد عليهم بالكفر و لا بشرك و لا بنفاق مالم يظهر منهم شيء من ذالك و نذر سرائرهم الى الله تعالى ۔(عقیدۃ الطحاویۃ ،عقیدہ نمبر ۷۰،ص ۱۶)

ترجمہ۔ہم کسی کو جنتی ، یا جہنمی قرار نہیں دیتے ، اور نہ ہم اس پر کفر اور شرک ، اور نفاق کی گواہی دیتے ہیں جب تک کہ اس سے ان میں سے کوئی چیز ظاہر نہ ہو جائے ، اور جو چھپی ہوئی باتیں ہیں ان کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہم کسی کے بارے میں حتمی طور پر جنتی ، یا جہنمی نہیں کہہ سکتے

اس کی دلیل یہ ہے۔

29۔ یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ، ان بعض الظن اثم۔(آیت ۱۲،سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔اے ایمان والوا بہت سے گمانوں سے بچو،بعض گمان گناہ ہوتے ہیں

30۔ یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکون خیرا منھم.(آیت ۱۱، سورت الحجرات ۴۹)

ترجمہ۔اے ایمان والو! نہ کوئی مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ، ہوسکتا ہے کہ جن کا مذاق اڑا رہا ہے خود ان سے بہتر ہو۔

ان آیتوں میں گمان کرنے سے منع فرمایا ہے،جس سے معلوم ہوا کہ ہم کسی کو حتمی طور جنتی یا جہنمی نہیں کہہ سکتے

2۔عن عائشة ام المومنین قالت دعی رسول الله الی جنازة صبی من الانصار فقلت یا رسول الله طوبی لھذا عصفور من عصافیر الجنة ! لم یعمل السوء و لم یدرکه ، قال اوغیر ذالک ؟ یا عائشة ! ان الله خلق للجنة اھلا خلقھم لھا و ھم فی اصلاب

آبائهم و خلق للنار اهلا خلقهم لها وهم فی اصلاب ابائهم ۔(مسلم شریف، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ وحکم موتی اطفال الکفار واطفال المسلمین ،ص ۱۱۵۹،نمبر ۲۶۶۲/ ۶۷۶۸)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضورؐ انصار کے ایک بچے کے جنازے میں بلائے گئے، میں نے کہا کہ یارسول اللہ یہ جنت کی چڑیا ہے، اس کے لئے خوشخبری ہو، اس نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا، اور اس کو گناہ کا وقت بھی نہیں ملا، حضورؐ نے فرمایا:، کچھ اور بھی کہنا چاہتی ہو؟ اے عائشہ! جب لوگ اپنے باپ کی پیٹھ میں تھے تب ہی اللہ نے جنت میں جانے والوں کو پیدا کر دئے تھے، اور جب وہ اپنے باپ کی پیٹھ میں تھے تب ہی جہنم میں جانے والوں کو پیدا کر دئے تھے

اس حدیث میں ہے کہ اللہ کے علم میں پہلے سے ہے کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی ہے، اس لئے ہم کسی کو دیکھ کر جنتی، یا جہنمی ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتے

گناہ صغیرہ، وگناہ کبیرہ کی تعریف

گناہ کبیرہ۔۔۔جن گناہ پر وعید آئی ہو یا دنیا میں لعنت کی گئی ہو، اور بہت ڈانٹ پڑی ہو، اس کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں

گناہ کبیرہ۔۔۔توبہ کرنے سے معاف ہوتا ہے، اس سے پہلے معاف نہیں ہوتا، ہاں اللہ چاہے تو کسی کا گناہ کبیرہ بھی معاف کر سکتا ہے۔البتہ شرک ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ بغیر توبہ کے اللہ معاف نہیں کریں گے

گناہ کبیرہ کرنے سے آدمی مشرک، یا کافر نہیں بنتا، کیونکہ اس کے دل میں ایمان اور تصدیق بالقلب موجود ہے، البتہ یہ گناہ بہت بڑا ہے، اس سے ہر حال میں بچنا چاہئے، اور کبھی ہو گیا ہو تو فوراً توبہ کر لینا چاہئے

گناہ صغیرہ۔۔۔اور جن گناہ پر وعید نہ ہو اس کو گناہ صغیرہ، کہتے ہیں

گناہ صغیرہ ۔۔۔چھوٹے چھوٹے نیکی کے کام کرنے سے بھی معاف ہو جاتا ہے

گناہ صغیرہ ۔۔بغیر توبہ کے بھی اللہ معاف کر دیتے ہیں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

31۔ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم و ندخلکم مدخلا کریما ۔(آیت ۳۱، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو تمہاری چھوٹی برائیوں کا

ہم خود کفارہ کردیں گے، اور تم کو ایک باعزت جگہ داخل کریں گے

32۔الذین یجتنبون کبائر الاثم و الفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ (آیت ۳۲، سورت النجم ۵۳)

ترجمہ۔ان لوگوں کو جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، البتہ کبھی کبھار پھسل جانے کی بات اور ہے، یقین رکھو تمہارا رب بہت وسیع مغفرت والا ہے [انکو معاف کردیں گے]

ان آیتوں کے اندر اشارہ ہے کہ بڑے بڑے گناہوں سے بچو گے تو ہو سکتا ہے اللہ چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے

گناہ کبیرہ کرنے والا جنت میں جائے گا

شرک اور کفر کے علاوہ کوئی اور گناہ کبیرہ کیا ہو، اور توبہ کئے بغیر مر گیا تو ہو سکتا ہے کہ اس کو گناہ کی سزا ملے اور جہنم میں کافی مدت سزا بھگتنا پڑے، لیکن سزا کاٹنے کے بعد کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا، کیونکہ اس کے دل میں ایمان ہے، اور مومن کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا

اور اگر گناہ کبیرہ سے توبہ کر لی، اور اس کی توبہ قبول ہوگئی تو اس کی سزا بھگتے بغیر جنت میں جائے گا، کیونکہ اس نے توبہ کر لی ہے اور اس کی توبہ قبول بھی ہوگئی ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔عن ابی ذر ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ آتانی آت من ربی . فاخبرنی ، او قال

بشرنی . انه من مات من امتی لا یشرک بالله شیئا دخل الجنة فقلت و ان زنی و ان سرق ؟ قال و ان زنی و ان سرق ۔(بخاری شریف، کتاب الجنائز،ص ۱۹۸،نمبر ۱۲۳۷ر مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الدلیل علی من مات لا یشرک باللہ دخل الجنۃ،ص ۵۴،نمبر ۲۶۷۸/۹۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ میرے رب کی جانب سے کوئی آنے والا آیا اور مجھ کو خبر دی، یا یوں فرمایا کہ مجھ کو خوشخبری سنائی کہ، میری امت میں سے جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور اس کی وفات ہوئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا، میں نے پوچھا کہ، چاہے وہ زنا کرتا ہو اور چوری بھی کرتا ہو تب بھی ؟،تو خوشخبری دینے والے نے کہا کہ، چاہے وہ زنا کرتا ہو اور چوری بھی کرتا ہو، تب بھی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا

اس حدیث میں ہے کہ کوئی مشرک نہ مرا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اس لئے گناہ کبیرہ کرنے والا بھی جنت میں داخل ہوگا

4۔عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ .....ثم یخرج من النار من قال لا اله الا الله و کان فی قلبه من الخیر ما یزن ذرة ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الجنۃ منزلۃ فیھا ،ص ۱۰۲،نمبر ۱۹۳/ ۴۷۸ر بخاری شریف، باب کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالی یوم القیامۃ مع الانبیاء وغیرہم ،ص ۱۲۹۴،نمبر ۷۵۱۰)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ۔۔۔جس نے ،لا اله الا الله ،کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر خیر، یعنی ایمان ہے تو وہ جہنم سے نکالا جائے گا

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ ذرہ برابر دل میں ایمان ہو تو جنت میں داخل ہوگا ، جس کا مطلب یہ ہوا کہ گناہ کبیرہ کرنے والا بھی جنت میں داخل ہوگا ۔

گناہ کبیرہ کو حلال سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا

بے خبری میں یا مجبوری میں گناہ کبیرہ کرلیا، جب کہ اس گناہ کو وہ گناہ سمجھ رہا ہے، تو اس کی سزا ملے گی، لیکن اس سے آدمی کافر نہیں ہوگا، لیکن اگر ایسا گناہ کبیرہ ہے جس کی ممانعت صریح آیت میں موجود ہے، اب اس گناہ کو حلال سمجھتے ہوئے کرے گا تو یہ مجرم کافر ہو جائے گا

کیونکہ جب حلال سمجھتے ہوئے گناہ کیا تو اس نے صریح آیت کا انکار کیا جس میں اس گناہ کی ممانعت ہے، اور پہلے گزر چکا ہے کہ ایمان کے چھ جز میں سے ایک جز قرآن کو اور آیت کو ماننا ہے، اور اس نے آیت کا انکار کر دیا اس لئے اب یہ کافر ہو جائے گا، مثلاً زنا کی حرمت آیت میں موجود ہے، اب وہ حلال سمجھ کر زنا کرتا ہے، تو گویا کہ زنا والی آیت کا انکار کیا، اس لئے اب وہ کافر بن جائے گا، اور اب اس سے توبہ کرے گا تب وہ مسلمان ہوگا

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

۔و لا نکفر احدا من اهل القبلة بذنب ما لم یستحله ۔(عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۷۵، ص ۱۴)

ترجمہ۔کسی گناہ کی وجہ اہل قبلہ کو کافر قرار نہیں دیتا، جب تک کہ اس گناہ کو حلال نہ سمجھ لے

اس عبارت میں، مالم یستحله ،کا مطلب یہی ہے کہ گناہ کو حلال سمجھنے لگے، جس کی وجہ سے صریح آیت کا انکار ہو جائے، اور اس کی وجہ سے اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔

گناہ کبیرہ کی تعداد

گناہ کبیرہ کی تعداد متعین نہیں ہے، البتہ یہ سب گناہ کبیرہ میں شامل ہیں، شرک، کفر، قتل، زنا کرنا، زنا کی تہمت ڈالنا، چوری کرنا، شراب پینا، سود کھانا، والدین کی نافرمانی، جھوٹی قسم کھانا، میدان جہاد سے بھاگنا، یتیم کے مال کو کھانا۔

اس کی دلیل یہ آیت ہے

33۔و الذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر و لا یقتلون النفس الذی حرم اللہ الا بالحق و لا یزنون و من یفعل ذالک یلق اثاما۔(آیت ۶۸، سورت الفرقان ۲۵)

ترجمہ۔اور جو اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، اور جس جان کو اللہ نے حرمت بخشی ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا اسے اپنے گناہوں کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا

اس آیت میں تین گناہ کبیرہ کا ذکر ہے

5۔عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اجتنبوا السبع الموبقات ، قیل یا رسول اللہ ما ھن ؟قال الشرک باللہ ، و السحر ، و قتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق ، و اکل مال الیتیم، و اکل الربا ، و التولی یوم الزحف ، و قذف المحصنات الغافلات المومنات ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرہا، ص ۵۳، نمبر ۲۶۲/۸۹)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟

فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، اللہ نے جس نفس کو حرام کیا ہے اس کو قتل کرنا، ہاں جس کو قتل کرنے کا حق بنتا ہے، اس کو قتل کرے تو نہیں، یتیم کے مال کو کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا، پاک دامن مومن عورتوں پر زنا کی تہمت ڈالنا۔

اس حدیث میں سات قسم کے گناہ کبیرہ کو گنایا گیا ہے۔

6۔عن ابی بکرۃ قال کنا عند رسول اللہ ﷺ فقال ألا انبئکم باکبر الکبائر ثلاثا ؟.الاشراک باللہ، و عقوق الوالدین ، و شھادۃ الزور ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرہا،ص ۵۳،نمبر ۲۵۹۸۷)

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ؐ کے پاس تھے،تو آپؐ نے فرمایا تم کو سب سے بڑے تین گناہ نہ بتاؤں؟ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا

34۔و من یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیھا و غضب اللہ علیہ و لعنہ و اعد لہ عذابا الیما ۔(آیت ۹۳،سورت النساء۴)۔ترجمہ۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے

اس آیت میں ہے کہ کسی نے ناحق قتل کیا تو اس کی سزا ہمیشہ کے لئے جہنم ہے

،لیکن یہ تاکید کے لئے ہے ورنہ ایمان کی وجہ سے کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا

اس عقیدے کے بارے میں 34 آیتیں اور 6 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۳۔مسلمان مرتد کب بنتا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 1 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

ایمان کی بحث میں گزرا کہ چھ چیزوں پر ایمان رکھے گا تو وہ مومن بنے گا، یہ چھ چیزیں یہ تھیں

[۱] اللہ [۲] رسول [۳] کتاب یعنی قرآن کریم [۴] فرشتہ [۵] آخرت کے دن پر ایمان ہو [۶] اور تقدیر پر ایمان ہو تو وہ مومن ہے

ان چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار کر دے تو وہ مرتد بن جائے گا

اس کی دلیل عقیدۃ الطحاویۃ کی یہ عبارت ہے

۔و لا یخرج العبد من الایمان الا بجحود ما ادخله الله فيه ۔(عقیدۃ الطحاویۃ، عقیدہ نمبر ۶۱، ص ۱۵) ترجمہ۔جن چیزوں کی وجہ سے ایمان میں داخل ہوا ہے انہیں کے انکار کرنے کی وجہ سے بندہ ایمان سے نکلتا ہے

اس عبارت میں ہے کہ جب ان چھ باتوں کے اقرار سے آدمی مسلمان ہوتا ہے، اسی میں سے کسی ایک کے انکار سے وہ ایمان سے نکلے گا، لیکن اگر ان میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کرتا تو وہ مومن ہی رہے گا

مرتد کو قاضی شرعی قتل کی سزا دے گا

اس کے لئے یہ آیت ہے

1۔ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وهو کافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والآخرة واولئک اصحاب النار هم فیها خالدون (آیت ۲۱۷،سورۃ البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اور اگر تم میں سے کوئی مرتد ہو جائے، اور کافر ہونے کی حالت ہی میں مرے، تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں اکارت ہو جائیں گے، ایسے لوگ دوزخ والے ہیں، اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

1۔قال اتی علیؓ بزنادقة فاحرقهم ... لقول رسول الله ﷺ من بدل دینه فاقتلوه. (بخاری شریف، باب حکم المرتد والمرتدۃ واستتابتھم، ص ۱۱۹۳، نمبر ۶۹۲۲)

ترجمہ۔ حضرت علیؓ کے پاس ایک زندیق کو لایا گیا، تو آپ نے اس کو جلا دینے کا حکم دیا۔۔۔اس لئے کہ حضور ؐ نے فرمایا جو دین بدل دے اس کو قتل کر دو۔

2۔عن ابی موسیؓ قال...، فاذا رجل عنده (عند ابی موسی) موثق،قال ماهذا؟ قال کان یهودیا فاسلم ثم تهود،قال اجلس !قال لا اجلس حتی یقتل قضاء الله ورسوله ثلاث مرات فامر به فقتل (بخاری شریف، باب حکم المرتد والمرتدۃ واستتابتھم، ص ۱۱۹۳، نمبر ۶۹۲۳) ترجمہ۔حضرت معاذؓ آئے، وہاں ابی موسیٰؓ کے پاس ایک آدمی باندھا ہوا تھا، حضرت معاذؓ نے پوچھا یہ کیا ہے، تو لوگوں نے کہا کہ یہ یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا، اب پھر یہودی ہو گیا ہے، پھر حضرت معاذ سے کہا گیا کہ آپ بیٹھ جائیں، تو انہوں نے کہا کہ، جب تک اس کو قتل نہیں کرو گے میں نہیں بیٹھوں گا، یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے، یہ تین مرتبہ فرمایا، حاکم نے حکم دیا اور وہ یہودی قتل کر دیا گیا

لیکن مرتد کو قتل کرنے کے لئے تین شرطیں ہیں

[۱] پہلی شرط یہ ہے کہ اسلامی حکومت ہو

پہلی شرط یہ ہے کہ۔اسلامی حکومت ہو تب قتل کیا جائے گا تا کہ دوسرا مسلمان بھی مرتد نہ ہو جائے، اس کے لئے قول صحابی یہ ہے

3۔عن زید بن ثابتؓ قال لا تقام الحدود فی دار الحرب مخافة ان یلحق اهلها بالعدو ۔(سنن کبری للبیہقی، کتاب السیر ،باب من زعم لا تقام الحدود فی ارض الحرب حتی یرجع، ج۹، ص ۱۷۸،نمبر ۱۸۲۲۵/الاصل لامام محمد، کتاب السیر فی ارض الحرب، باب اقامة الحدود فی دار الحرب و تقصیر الصلاۃ، ج ۷،ص ۴۶۲))

ترجمہ۔حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ دار الحرب میں حد قائم نہیں کی جائے گی،اس ڈر سے کہ جس پر حد قائم ہوئی وہ کہیں حربیوں کے ساتھ نہ مل جائے

4۔عن حکیم بن عمیر کتب الی عمیر بن سعد الانصاری و الی عماله ، ان لا یقیموا حدا علی احد من المسلمین فی ارض الحرب حتی یخرجوا الی ارض المصالحة ۔(سنن کبری للبیہقی، کتاب السیر ،باب من زعم لا تقام الحدود فی ارض الحرب حتی یرجع، ج ۹،ص ۱۷۸،نمبر ۱۸۲۲۶)

ترجمہ۔ حضرت حکیمؒ نے عمیر اور اس کے عاملہ کو لکھا، دار الحرب میں کسی مسلمان پر حد قائم نہ کریں، جب تک کہ وہ صلح کی زمین پر نہ آجائے

ان قول صحابی میں ہے کہ مسلمان امیر ہو تب بھی دار الحرب میں حدود قائم نہ کی جائے،تو جہاں اسلامی حکومت بھی نہ ہو تو وہاں حدود کیسے قائم کی جائے گی۔

[۲] دوسری شرط یہ ہے کہ شرعی قاضی ہو جو حد کا فیصلہ کرے

دوسری شرط یہ ہے کہ اسلامی قاضی ہو وہ تمام تحقیقات کر کے قتل کا فیصلہ کرے، تب قتل کیا جائے گا، یہ عوام کا کام نہیں ہے۔

5۔عن عقبة بن الحارث ، ان النبی ﷺ اتی بنعمان او بابن نعمان و ھو سکران فشق علیه و امر من فی البیت ان یضربوہ ، فضربوہ بالجرید و النعال ۔(بخاری شریف ،کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والنعال، ص ۱۱۶۸، نمبر ۶۷۷۵)

ترجمہ۔نعمان، یا ابن نعمان کو حضور ؐ کے پاس لایا گیا، اس حال میں کہ وہ نشہ میں تھا، یہ بات حضور ؐ پر گراں گزری، پھر جو لوگ گھر میں تھے انکو حکم دیا کہ اس کو مارے، تو لوگوں نے کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارا

6۔عن انس قال جلد النبی ﷺ فی الخمر بالجرید و النعال ۔ (بخاری شریف، کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والنعال، ص ۱۱۶۸، نمبر ۶۷۷۶)

ترجمہ۔حضور ؐ نے شراب کی سزا میں کھجور کی چھڑی اور جوتوں سے مارا۔

ان دونوں حدیثوں میں حضور ؐ نے حد کا فیصلہ کیا ہے جو اس وقت حاکم اور قاضی تھے، اس لئے قاضی کے فیصلے سے ہی حد کی سزا دی جا سکے گی

اس لئے جہاں شرعی قاضی نہیں ہے وہاں حد کی سزا نہیں ہوگی، ورنہ عوام میں انتشار ہوگا، البتہ وہاں کے حاکم سے تعزیر کا مطالبہ کر سکتے ہیں، کہ وہ ایسی غیر اسلامی حرکت کرنے والے کو تنبیہ کرے

[۳]، تیسری شرط یہ ہے کہ تین دنوں تک توبہ کی مہلت دی جائے گی

، تیسری شرط یہ ہے کہ تین دن تک مہلت دی جائے گی ، اس آدمی کو بار بار سمجھایا جائے گا ، اور اسلام کی حقانیت واضح کی جائے ، تین دنوں تک سمجھانے بعد بھی نہیں مانے گا تب جاکر اس کو قتل کیا جائے گا

تین دنوں تک سمجھانے کی دلیل یہ صحابی کا قول ہے۔

7۔عن علیؓ قال یستتاب المرتد ثلاثا (مصنف ابن ابی شیبۃ ،۳۰ ما قالوا فی المرتد کم یستتاب ، ج سادس ، ص ۴۴۴ ، نمبر ۳۲۷۴۷ ر سنن للبیھقی ، باب من قال تحبس ثلاثۃ ایام ، ج ثامن ، ص ۳۵۹ ، نمبر ۱۶۸۸۷)

ترجمہ۔ حضرت علیؓ مرتد سے تین دن تک توبہ کرنے کا مطالبہ کرتے تھے

حضرت عمرؓ تین دن مہلت دینے پر سختی کرتے تھے

8۔لما قدم علی عمر فتح تستر . وتستر من ارض البصرة. سألهم هل من مغربة ؟قالوا رجل من المسلمين لحق بالمشركين فاخذناه،قال ما صنعتم به؟ قالوا قتلناه ،قال : قال افلا ادخلتموه بيتا واغلقتم عليه بابا و اطعمتموه كل يوم رغيفا ثم استبتموه ثلاثا .فان تاب والا قتلتموه ثم قال اللهم لم اشهد ولم آمر ولم ارض اذا بلغني (مصنف ابن ابی شیبۃ ،۳۰ ما قالوا فی المرتد کم یستتاب ، ج سادس ، ص ۴۴۴ ، نمبر ۳۲۷۴۴ ر سنن للبیھقی ، باب من قال تحبس ثلاثۃ ایام ، ج ثامن ، ص ۳۵۹ ، نمبر ۱۶۸۸۷)

ترجمہ۔ جب حضرت عمرؓ کے پاس تستر کی فتح کی خبر آئی ۔تستر یہ بصرہ کا علاقہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ مغرب کا کوئی آدمی ہے؟ لوگوں نے کہا مسلمان کا ایک آدمی مشرک ہو گیا تھا ، تو ہم نے اس کو پکڑ لیا

،حضرت عمرؓ نے پوچھا اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟، لوگوں نے کہا ہم نے اس کو قتل کر دیا۔تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ، اس کو گھر میں نہیں بند کر دیتے، اور اس کو ہر روز روٹی کھلاتے، پھر تین دنوں تک اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے، اگر توبہ کر لیتا تو چھوڑ دیتے، ورنہ اس کو قتل کر دیتے، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ گواہ رہنا، میں نے نہ ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، اور جب اس کے قتل کی بات پہنچی تو میں اس سے راضی بھی نہیں ہوں۔

ان صحابی کے قول میں ہے کہ، تین دن سے پہلے قتل کرنے پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے اللہ نہ میں اس میں حاضر ہوں اور نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ میں اس سے راضی ہوں۔جس سے معلوم ہوا کہ تین دن تک مہلت دینا ضروری ہے۔تین دنوں کے بعد بھی اپنے قول پر اڑا رہے تب جا کر اس کو قتل کیا جائے گا

ان شرطوں پر اس وقت عمل کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ، دیکھا گیا ہے کہ ایک آدمی کسی پر شرک کا یا گستاخی کا الزام ڈالتا ہے، اور اس کی سزا کے لئے ایک بھیڑ جمع ہو جاتی ہے اور وہ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اس ملزم کو ہمارے حوالے کر دو تا کہ ہم لوگ اس کو سزا دیں اور سڑک پر پیٹ پیٹ کر مار دیں، اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں، اس صورت حال سے پورے ملک میں انتشار پیدا ہوتا ہے، اور میڈیا والے اس کو اچھالتے ہیں کہ دیکھو اسلام کتنا خطرناک مذہب ہے

اس لئے اس کا خاص خیال رکھیں کہ حد کی سزا دینے کے لئے شرعی قاضی کا ہونا ضروری ہے، یہ عوام کا کام نہیں ہے۔

آدھے جملے سے مشرک نہ بنائیں

اس وقت کئی ملکوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی کا آدھا جملہ لے لیا، یا کسی کی بات کو توڑ مڑوڑ کر پیش کر دیا، یا اس نے تقریر کے دوران کوئی ایسی بات کہہ دی جو کسی چھوٹے جزئیے کے خلاف تھا، اس کو لوگوں نے رکارڈ کر لیا، اب اسی کو لیکر بیٹھا ہے، اور اس کو قتل کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، اب وہ لاکھ مرتبہ اس سے انکار کرتا ہے یا توبہ کرتا ہے تب بھی نہیں مانا جاتا ہے، اور اس کو پھانسی پر لٹکا کر دم لیتے ہیں، ان حرکتوں کو غیر مسلم ملک میڈیا پر بار بار دکھلاتے ہیں اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ اسلام نعوذ باللہ ظالم ہے کہ اپنے اختیار سے ایک مذہب اختیار کرتا ہے، اس کی بھی آزادگی چھین لیتا ہے، اور اس کو سر عام پھانسی پر لٹکا دیتا ہے۔ حالانکہ ابھی گزرا کہ حقیقی مرتد ہونے کے باوجود اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

میں نے ایک کتاب دیکھی جسکو ختم نبوت ثابت کرنے کے لئے لکھی تھی، اور مصنف نے حضور ﷺ کو انسان، جنات، اور فرشتوں، اور ساری دنیا کے لئے آخری نبی ثابت کیا تھا، لیکن کچھ حضرات کو دیکھا کہ کہیں کہیں سے جملے کاٹے اور یہ ثابت کیا کہ یہ صاحب ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں، اور اس کی اتنی تشہیر کی کہ بہت سے آدمی یہ سمجھنے لگے کہ واقعی وہ مصنف ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں، میں نے اصل کتاب کو دیکھا تو حیران ہو گیا، کہ کس طرح جملوں کو کاٹ کر بدنام کیا گیا ہے،

اس لئے اس قسم کے فیصلوں کے لئے ضروری ہے کہ انکار کرنے والوں کو تین دن تک سمجھا جائے، اور کسی صورت سے بھی مسلمان ثابت ہو تو اس کو قتل نہ کیا جائے، ورنہ تو بے پناہ انتشار رہتا ہے، اور اسلام بدنام ہوتا ہے۔

آج کل میڈیا والے یہ سوال بہت اٹھاتے ہیں کہ آیت میں۔ **لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد**

من الغی ۔(آیت ۲۵۶،سورت البقرۃ ۲)۔ ہے دین اور مذہب کو قبول کروانے میں زبردستی نہیں ہے کہ،تو مرتد نے اپنی مرضی سے دوسرا دین قبول کیا تو اس کو قتل کیوں کیا جاتا ہے؟

اس کو سمجھائے کہ یہ ان ملکوں میں کیا جائے گا جہاں اسلامی حکومت ہے، یہ مسئلہ یورپ اور امریکہ کے لئے ہے ہی نہیں، اس لئے اس بارے میں بحث کرنا بیکار ہے۔

تعزیر کیا ہے

قرآن میں کئی جرموں کے لئے حد مقرر کی ہے، غیر مسلم ملکوں میں قاضی نہ ہونے کی وجہ سے وہ حد نہیں لگائی جاسکتی ہے اس لئے حد سے کم یعنی چالیس کوڑے سے کم انتالیس کوڑے تک لگانے کا مطالبہ کرنا تعزیر ہے، یا مجرم پر کوئی مناسب جرمانہ لازم کرنا تعزیر ہے، غیر مسلم ملکوں میں اس کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

مرتد کو سزا دینے کی حکمت کیا ہے

مرتد کی سزا میں اصل حکمت یہ ہے کہ، اسلامی حکومت میں یہ چھوٹ دی جائے تو دوسروں کو کفر اختیار کرنے کا موقع ملے گا، اور اس سے اس کی آخرت برباد ہو جائے گی، کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جائے گا، اس لئے اس کی آخرت بچانے کے لئے یہ اقدام کیا جاتا ہے۔اس میں خود مرتد کا فائدہ ہے، جو وہ سمجھ نہیں رہا ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 1 آیتیں اور 8 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۴۔اہل قبلہ کون لوگ ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

حضورؐ کی لائی ہوئی تمام باتوں کو دل سے ماننے کا نام اہل قبلہ ہے

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

۔و نسمی اهل قبلتنا مسلمین مومنین ،ما داموا بما جاء به النبی ﷺ معترفین، و له بکل ما قال و اخبر مصدقین ۔(العقیدۃ الطحاویۃ ،عقیدہ نمبر ۵۴،ص ۱۴)

ترجمہ۔ جو اہل قبلہ ہیں ہم اس کو مسلمان اور مومن سمجھتے ہیں بشرطیکہ حضورؐ جو کچھ لے کر آئے ہیں ان کا اعتراف کرنے والا ہو، اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اور خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنے والا ہو

اس عبارت میں فرمایا کہ حضورؐ جو کچھ لائے ہیں ان کا اعتراف کرتا ہو کہ یہ اللہ کی جانب سے ہیں، اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کی دل سے تصدیق کرتا ہو تو وہ مومن ہے، مسلمان ہے، اور وہی اہل قبلہ ہے

ان احادیث میں اس کی دلیل ہے

1۔عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ من صلی صلاتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله و ذمة رسوله فلا تکفروا الله فی ذمته۔(بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ ،ص ۶۹،نمبر ۳۹۱)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی، ہمارے قبلے کا استقبال کیا، ہمارا ذبح کیا ہوا گوشت کھایا تو یہ مسلمان ہے،جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے، اس لئے اللہ کے ذمے کو مت چھپاؤ۔

2۔عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله ، فاذا قالوها و صلوا صلاتنا و استقبلوا قبلتنا و ذبحوا ذبیحتنا فقد حرمت علینا دمائهم و اموالهم الا بحقها و حسابهم علی الله ۔(بخاری شریف،نمبر ۳۹۲)۔ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا، جب تک کہ لا اله الا الله ، نہ کہے اس وقت تک مجھے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پھر جب، لا اله الا الله ، کہہ لے، اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگے، ہمارے قبلے کا استقبال کرنے لگے، ہمارا ذبح کیا ہوا گوشت کھانے لگے، تو اس کا خون کرنا، اس کا مال چھیننا ہم پر حرام ہے، ہاں جو اللہ کا حق ہے ہم وہ لیں گے، باقی اس کا حساب اللہ پر ہے

اور اگلی حدیث میں ہے۔ فهو مسلم له ماللمسلم و علیه ما علی المسلم ۔(بخاری شریف ،کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ ،ص ۶۹،نمبر ۳۹۲/۳۹۳)

ترجمہ۔اگلی حدیث کے ٹکڑے کا ترجمہ۔یہ لوگ مسلمان ہیں، مسلمان کا جو حق ہے یہ اس کو بھی ملے گا، اور مسلمان پر جو ذمہ داریاں ہیں ان پر بھی یہ ذمہ داریاں ہوں گی

ان تینوں حدیثوں میں یہ ہے کہ اہل قبلہ ہو تو وہ مسلمان ہے اس کو نہ کافر کہو اور نہ کافر جیسا برتاؤ کرو۔

جولوگ ان چھ چیزوں کودل سے مانتا ہواس کواہل قبلہ کہتے ہیں

[۱]اللہ کو۔[۲]رسول کو[۳]اللہ کی کتاب،یعنی قرآن کریم کو۔[۴]فرشتے کو،[۵]آخرت کے دن کو۔
[۶]اور تقدیر کو مانتا ہواس کو مومن کہتے ہیں،اور وہ اہل قبلہ ہیں۔

عقیدۃ الطحاویۃ میں،عبارت یہ ہے

۔و الایمان هو الایمان بالله ، و ملائكته ، و كتبه ، و رسله و اليوم الآخر ، و القدر خيره و شره و حلوه و مره من الله تعالى۔(عقیدۃ الطحاویۃ،عقیدہ نمبر ٦٦،ص ۱۵)

ان باتوں پر ایمان لانے کی دلیل ایمان کی بحث میں گزرچکی ہے

اس سے پہلے کی عبارت میں بھی ہے کہ حضورؐ کی لائی ہوئی باتوں کا اعتراف کرتا ہو،اوران کودل سے مانتا ہوتو وہ مومن ہے مسلمان ہے،اور وہی اہل قبلہ ہے،صرف ہمارا ذبیحہ کھانے سے اہل قبلہ نہیں ہو جائے گا

اس کی پوری تفصیل ایمان کی بحث میں دیکھیں

فاجر کی امامت جائز ہے، البتہ مکروہ ہے

کسی کو اپنے اختیار سے امام متعین کرے تو متقی اور پرہیزگار کو امام متعین کرے، لیکن کہیں مجبوری کے درجے میں کسی فاسق، فاجر کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے، تاکہ جماعت سے نماز ادا ہو جائے، اور آپ کے چھوڑنے کی وجہ سے انتشار بھی نہ ہو

آج کل ذرا ذرا سی بات پر اختلاف کر لیتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے ہیں، غیر کے ملکوں میں اتحاد برقرار رکھنے کے خاطر اس سے بچنے کی ضرورت ہے

فاجر کی امامت کے بارے میں عقیدۃ الطحاویہ کی عبارت یہ ہے

۔ و نری الصلوۃ خلف کل بر و فاجر من اهل القبلة و علی من مات منهم۔(عقیدۃ الطحاوۃ، عقیدہ نمبر ۶۹، ص ۱۶)

ترجمہ۔ جو اہل قبلہ ہیں، ان میں سے ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، اور اہل قبلہ میں سے جو نیک، یا فاجر مر گیا ہو اس پر نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز سمجھتے ہیں

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ احتیاط تو اسی میں ہے کہ نیک لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے، لیکن کبھی فاجر کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے تو پڑھ لے، کیونکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔ عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ الصلاة المکتوبة واجبة خلف کل مسلم برا کان او فاجرا، و ان عمل الکبائر۔(ابوداود شریف، کتاب الصلاۃ، باب امامۃ البرو

الفاجر،ص ۹۷،نمبر ۵۹۴)

حضورؐ نے فرمایا کہ فرض نماز ہر مسلمان کے پیچھے پڑھنا واجب ہے، چاہے وہ نیک ہو یا فاجر ہو، اور چاہے وہ گناہ کبیرہ کرتا ہو

اس حدیث میں ہے کہ انسان نیک ہو یا فاجر ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو، کافر اور مشرک نہ ہو

تاہم نیک امام مل جائے تو ہمیشہ کے لئے اس کو امام بنانا بہتر ہے

،اس کے لئے یہ حدیث ہے

4۔عن جابر بن عبد الله قال خطبنا رسول الله ﷺ .....الا لا تؤمن امراة رجلا و لا يؤم اعرابی مهاجرا و لا يوم فاجر مؤمنا الا يقهره بسلطان يخاف سيفه و سوطه ۔

(ابن ماجة شریف، کتاب اقامة الصلوة، باب فی فرض الجمعة، ص ۱۵۲، نمبر ۱۰۸۱)

ترجمہ۔حضورؐ نے ہم کو خطبہ دیا۔۔۔سن لو عورت مرد کی امامت نہ کرے، دیہاتی ہجرت کئے ہوئے صحابی کی امامت نہ کرے، فاجر متقی مومن کی امامت نہ کرے، ہاں کوئی بادشاہ اس کو مجبور کر دے، اور آدمی اس کی تلوار، اور اس کے کوڑے سے ڈرتا ہو تو [تو پھر اس فاجر کے پیچھے نماز پڑھ لے]

لیکن اگر وہ آدمی اعتقاد کے اعتبار سے ہر طرح سے مشرک ہے تو اب اس کی امامت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو مسلمان ہی نہیں رہا

اس وقت کا عالم یہ ہے کہ بہت سی جگہ ایک مسلک والا دوسرے مسلک والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں جس سے اتنا انتشار ہے کہ قوم کی قوم تباہ ہو رہی ہے

اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے

اسلام میں تشدد بھی نہیں ہے، اور بہت ڈھیل بھی نہیں ہے

اسلام میں تشدد بھی نہیں ہے، اور بہت ڈھیل بھی نہیں ہے، اس کے درمیان ہے

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

-و هو [یعنی الاسلام] بين الغلو و التقصير ، و بين التشبيه و التعطيل ، و بين الجبر و القدر ، و بين الامن و الياس ۔(عقیدۃ الطحاویہ، عقیدہ نمبر ۱۰۴، ص ۲۲)

ترجمہ۔[بہت زیادہ غلو کرنا، اور بہت زیادہ کمی کرنا]، [اللہ کو کسی کے مشابہ قرار دینا، اور اللہ کو بیکار سمجھنا]، [اللہ کو مجبور سمجھنا، انسان کو قادر سمجھنا]، [گناہ سے بے خوف ہو جانا، اللہ سے بالکل مایوس ہو جانا]، اسلام اس کے درمیانی راستے کو کہتے ہیں

اس عبارت میں ہے کہ زیادہ غلو کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے، اور بہت کمی کرنا بھی ٹھیک نہیں، اس کے درمیانی راستے کو اسلام کہتے ہیں

اس کے لئے آیت یہ ہے۔

1۔یا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم و لا تقولوا على الله الا الحق ۔(آیت ۱۷۱، سورت النساء۴)

ترجمہ۔اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو۔

2۔یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم و لا تعتدوا ان الله يحب المعتدين ۔(آیت ۸۷، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ نے تمہارے لئے جو پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں ان کو حرام قرار نہ دو، اور حد سے تجاوز نہ کرو، یقین جانو اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے
ان دونوں آیتوں میں ہے کہ حد سے تجاوز کرنا ٹھیک نہیں ہے،

5۔عن انس ان نفرا من اصحاب النبی ﷺ سألوا ازواج النبی ﷺ عن عمله فی السر ؟ فقال بعضهم لا اتزوج النساء و قال بعضهم لا آكل اللحم و قال بعضهم لا انام فی فراش، فحمد الله و اثنی علیه فقال: ما بال اقوام قالوا كذا كذا ؟ لكنی اصلی و انام و اصوم و افطر و اتزوج النساء ، فمن رغب عن سنتی فلیس منی ۔(
مسلم شریف، کتاب النکاح،ص ۵۸۶،نمبر ۱۴۰۱/۳۴۰۳)

ترجمہ۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ نے حضور ؐ کی بیویوں سے حضورؐ کی خانگی عمل کے بارے میں پوچھا؟ پھر ان میں سے ایک نے کہا میں عورتوں سے شادی ہی نہیں کروں گا، دوسرے نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا،، ایک نے کہا کہ میں بستر پر نہیں سوؤں گا،تو حضور ؐ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا، کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ اس اس طرح کہتے ہیں،لیکن میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، اور کبھی روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یہ میری سنت ہے، جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے
اس حدیث میں ہے کہ اتنا تشدد بھی نہ کرے کہ لوگ تنگ آجائے ، اور اتنی سہولت بھی نہ دے کہ لوگ حرام کا ارتکاب کرنے لگے۔

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں،آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۵۔پیری مریدی

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

پیری مریدی کا فائدہ

پیر مخلص ہو، مرید کو نیک انسان بنانے کی تڑپ ہو اور خود بھی نیک انسان ہو تو اس سے مرید کو فائدہ ہوتا ہے، وہ بھی نیک انسان بن جاتا ہے، جیسے استاد اچھا ہو، مخلص ہو اور اچھی طرح پڑھاتا ہو تو اس سے شاگرد بہت اچھا نکلتا ہے، اسی طرح پیر کا حال ہے۔

لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ مرید میں بھی نیکی حاصل کرنے کی صلاحیت ہو، اور وہ نیک بننے کے لئے پوری محنت کرتا ہو، تب وہ نیک بنتا ہے، ورنہ خالی رہ جاتا ہے

اسی شاگردی میں آنے کے لئے پیر کے ہاتھ پر عہد کرتے ہیں کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی نصیحت مانوں گا اور شریعت پر پابندی سے عمل کروں گا، اسی عہد کا نام بیعت ہے۔

پیر اپنے مرید کو یہ چار فائدے دے سکتے ہیں

حضور ﷺ کو ان چار کاموں کے لئے بھیجا گیا ہے، ایک پیر کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے مرید کو یہ چار کام سکھلائے

[۱] امت کے سامنے قرآن پڑھے،

[۲] انکو قرآن سکھلائے

[۳] حکمت سکھلائے

[۴] ،اور تزکیہ کرے ۔

اس کے لئے آتیں یہ ہیں

1۔ھو الذی بعث فی الامیئن رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاته و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آیت ۲،سورۃ الجمعۃ ۶۲)

۔ترجمہ۔وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو انکے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے

2۔ربنا و ابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتک و یعلمھم الکتاب و الحکمة و یزکیھم ۔(آیت ۱۲۹،سورت البقرۃ ۲)

۔ترجمہ۔اور ہمارے پروردگار! ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجنا جو انہیں میں سے ہو، جو انکے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے۔

اس آیت میں ہے کہ حضورؐ کو چار کام کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔[۱] قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے[۲] قرآن سکھلانے کے لئے،[۳] حکمت سکھلانے کے لئے[۴] اور تزکیہ کرنے کے لئے،

پیر صاحب اچھے ہوں تو یہی چار کام وہ سکھلاتے ہیں، اور مرید کو یہی فائدہ ہوتا

یہاں تفسیر ابن عباس میں تزکیہ کا معنی کیا ہے، کہ پیر صاحب، توحید سمجھا کر شرک سے بچانے کی کوشش کریں گے، اور توبہ کروا کر گناہ سے بچانے کی کوشش کریں گے ۔۔یزکیھم کا یہی مطلب ہے۔

یہ مطلب نہیں ہے کہ پیر صاحب کوئی خاص قسم کی دل کی صفائی کر دیں گے، جیسا کہ بعض حضرات سمجھتے ہیں، اگر ایسا ہوتا تو پیر صاحب پہلے اپنی اولاد کا تزکیہ کر لیتے اور ہر پیر کا بیٹا ولی کامل ہوتا، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے پیر کی اولاد ناکارہ، اور نا اہل ہوتی ہے

تفسیر ابن عباس کی عبارت یہ ہے

۔ ﴿و یزکیھم﴾ یطھرھم بالتوحید من الشرک، و یقال بالزکاۃ و التوبۃ من الذنوب، ای یدعوھم الی ذالک (تفسیر ابن عباس، آیت ۲، سورہ الجمعۃ ۶۲)

ترجمہ۔لوگوں کو پاک کرتے ہیں، یعنی توحید کے ذریعہ شرک سے پاک کرتے ہیں، بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ، زکوۃ کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرواتے ہیں، توبہ کرنے کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں

اس تفسیر میں ہے کہ توحید کے ذریعہ مریدوں کو شرک سے پاک کرنے کی کوشش کریں گے، اور گناہوں سے توبہ کروانے کی کوشش کریں گے۔اس لئے یہ مطلب نہیں ہے کہ دل کی کوئی خاص قسم کی صفائی کریں گے۔

اور یہ شرک سے تزکیہ بھی اس وقت ہوتی ہے جب خود مرید میں صلاحیت ہو اور خود بھی شرک سے بچنے کی محنت کرے، اگر وہ محنت نہ کرے تو پیر صاحب لاکھ سر مارے کچھ نہیں ہوتا۔

پیر خدا ترس ہوتو اس کا زیادہ اثر پڑتا ہے

1۔ان اسماء بنت یزید انها سمعت رسول الله ﷺ یقول : الا ینبأکم بخیارکم ؟ قالوا بلی یا رسول الله قال خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر الله عز و جل ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الزہد، باب من لا یؤبہ لہ،ص ۶۰۱،نمبر ۴۱۱۹)

ترجمہ۔میں نے حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ،تم میں سے اچھے کون ہیں اس کی خبر دوں؟ لوگوں نے کہا،ہاں یا رسول اللہ!،آپؐ نے فرمایا،تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو دیکھو تو خدا یاد آ جائے

اس حدیث میں ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے،وہ اچھے لوگ ہیں،اس لئے پیر ایسا اللہ والا ہو جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔ اور اگر پیر کی شان وشوکت دیکھ کر دنیا یاد آنے لگتی ہے تو،یا اس کی مکاری کو دیکھ کر آپ کا جی گھبراتا ہے تو اس پیر کے پاس بیٹھ کر آپ کو کیا ملے گا

اس حدیث میں ہے کہ نیک لوگ ہو تو اس کے پاس بیٹھنے اس کا اثر پڑتا ہے کہ آخرت میں جی لگنے لگتا ہے،اور بدکار آدمی ہو یا مکار پیر ہو تو اس کے پاس بیٹھنے سے اس کا بھی اثر پڑتا ہے کہ دنیا داری میں جی لگنے لگتا ہے

حدیث یہ ہے

2۔سمعت ابا برده بن ابی موسی عن ابیہؓ قال قال رسول الله ﷺ مثل الجلیس الصالح و الجلیس السوء کمثل صاحب المسک و کیر الحداد ، لا یعدمک من

صاحب المسک اما تشتریہ او تجد ریحہ ، و کیر الحداد یحرق بیتک ، او ثوبک ، او تجد منہ ریحا خبیثۃ ۔(بخاری شریف، کتاب البیوع، باب فی العطار وبیع المسک، ص ۳۳۸، نمبر ۲۱۰۱ر مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب مجالسۃ الصالحین ومجانبۃ قرناء السوء، ص ۱۱۴۶، نمبر ۲۶۲۸ ۲نمبر ۶۶۹۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ نیک بیٹھنے والے اور برے بیٹھنے والے کی مثال ایسی ہے، جیسے مشک والا، اور لوہار کی بھٹی، مشک والے سے آپ کو کچھ نہ کچھ ملے گا ہی،، یا اس سے مشک خریدیں گے، یا اس کی خوشبو تو ضرور ملے گی، اور لوہار کی بھٹی یا آپ کا گھر جلائے گی، یا آپ کا کپڑا جلائے گی، یا اس کی بدبو ضرور ملے گی

اس حدیث میں ہے کہ نیک لوگوں کا اور برے لوگوں کا اثر پڑتا ہے

ان احادیث سے پتہ چلا کہ پیر صاحب اچھے ہوں اور مخلص ہوں، اور ان سے فائدہ حاصل کرنے والا بھی مخلص ہو اور لگن کے ساتھ حاصل کرے تو اس سے اوپر کے چار فائدے، اور چار فیض حاصل ہوتے ہیں

دنیا طلب کرنے کے لئے پیر بنانا، یا مرید بنانا اچھی بات نہیں ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

3۔سمعت ابا هريرةؓ يقول قال رسول الله ﷺ ثلاثة لا ينظر الله اليهم يوم القيامة و لا يزكيهم و لهم عذاب اليم .....و رجل بايع امامه لا يبايعه الا لدنيا فان اعطاه منها رضى و ان لم يعطه منها سخط ....ثم قرأ ﴿ان الذين يشترون بعهد الله و ايمانهم ثمنا قليل﴾ ا[آیت ۷۷،سورت آل عمران۳)۔(بخاری شریف، کتاب المساقاۃ باب اثم من منع ابن السبیل من الماء، ص۳۷۹،نمبر ۲۳۵۸)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین آدمیوں کی طرف اللہ نہیں دیکھیں گے، اور نہ اس کو پاک کریں گے، اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔۔۔ایک آدمی جس نے اپنے امام سے بیعت کی، اور صرف دنیا کمانے کے لئے بیعت کی، اگر امام نے دیا تو اس سے راضی ہوگیا، اور اگر نہیں دیا تو اس سے ناراض ہوگیا۔۔۔پر حضور ؐ نے یہ آیت پڑھی، جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑا سا مال خریدتے ہیں۔الخ۔

اس حدیث میں ہے کہ دنیا کے لئے جو بیعت کرتا ہے اللہ قیامت کے روز اس کی طرف، رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے، اور نہ اس کو پاک کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اس دور میں کچھ لوگوں نے مرید کرنا بھی ایک دھندھا بنالیا ہے، مالدار مریدوں سے خلافت اور مریدی کے نام پر بہت لوٹتے ایسے پیروں سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، یہ دین کے لئے اور تربیت دینے کے لئے مرید نہیں بناتے بلکہ پیسہ کمانے کے لئے پیری مریدی کی جال بچھاتے ہیں۔ایسے پیروں سے

بچنا چاہیے۔

اس دنیا میں اچھے پیر بھی ہیں جو لوگوں کی تربیت کرتے ہیں، میرے ایک استاذ تھے جو پیر تھے، وہ ہم لوگوں کو الٹا پیسہ دیا کرتے تھے، اور بہت مخلص تھے، ایک عظیم مفتی ہونے کے باوجود پوری زندگی فقر و فاقہ میں گزاردی۔ میں آج تک ان سے متأثر ہوں۔

میری زندگی میں دو تین پیر ایسے ہی آئے جنہوں نے پوری زندگی فقر و فاقہ میں گزاری، اور مریدوں کی تربیت میں کوشاں رہے، فللہ الحمد

میں کسی سے نفرت کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو خرافات سے بچانے کے لئے یہ سب لکھ رہا ہوں، آپ میرے تجربے سے فائدہ اٹھائیں۔

بیعت کی چار قسمیں ہوتی ہیں

[۱] ایمان پر برقرار رہنے کے لئے بیعت کرنا

[۲] جہاد کے لئے بیعت کرنا

[۳] خلافت کے لئے بیعت کرنا۔

[۴] اعمال صالحہ کرنے کے لئے، اوراس میں ترقی کرنے کے لئے بیعت کرنا

[۱] ایمان پر برقرار رہنے کے لئے اوراعمال صالحہ کے لئے بیعت کرنا

3۔اس کے لئے یہ آیت ہے۔یا ایھا النبی اذا جآئک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا و لا یسرقن و لا یزنین و لا یقتلن اولادھن و لا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدھن و ارجلھن و لا یعصینک فی معروف فبایعھن و استغفرلھن اللہ ان اللہ غفور رحیم ۔(آیت ۱۲،سورت الممتحنۃ ۶۰)

ترجمہ۔اے نبی جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں مانیں گی، اور چوری نہیں کریں گی، اور زنا نہیں کریں گی، اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اور نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو، اور نہ کسی بھلے کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی، تو تم انکو بیعت کرلیا کرو، اور ان کے حق میں اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کرو، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے

اس آیت میں حضورؐ سے نیک اعمال کرنے پر بیعت لینے کے لئے کہا گیا

[۲] جہاد کرنے کے لئے بیعت کرنا، اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

4۔ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ و من اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما ۔(آیت ۱۰، سورت الفتح ۴۸)

ترجمہ۔اے رسول جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے ہیں، اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے، اس کے بعد جو کوئی عہد توڑے گا، اس کا وبال اسی پر پڑے گا، اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے، تو اللہ زبردست ثواب عطا کرنے والا ہے

5۔لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبا ۔(آیت ۱۸، سورت الفتح ۴۸)

ترجمہ۔یقیناً اللہ ان مومنوں سے بڑا خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا، اس لئے ان پر سکینت اتار دی، اور ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرما دی۔

ان دونوں آیتوں میں جہاد پر بیعت کرنے کا ذکر ہے۔

[۳] خلافت کے لئے بیعت کے لئے صحابی کا یہ عمل ہے

4۔فحمد اللہ ابو بکر و اثنی علیہ ......فقال عمر بل نبیعک انت سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ ﷺ، فاخذ عمر بیدہ فبایعہ و بایعہ الناس ۔(بخاری شریف، کتاب فضائل الصحابۃ باب، ص ۶۱۶، نمبر ۳۶۶۸)

ترجمہ۔حضرت ابوبکرؓ نے اللہ کی حمد وثنا کی ۔۔۔حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سے اچھے ہیں، حضورؐ کو آپ بہت محبوب تھے، یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا، اور ان سے بیعت کر لی، پھر لوگوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی

اس حدیث میں خلافت پر بیعت کرنے کا ثبوت ہے۔

[۴] اعمال صالحہ کرنے کے لئے، اور اس میں ترقی کرنے کے لئے بیعت کرنا

5۔سمعت جریر بن عبد اللہؓ یقول بایعت رسول اللہ ﷺ علی شهادة ان لا اله الا الله ، و ان محمد رسول الله و اقامة الصلاة و ایتاء الزکوة و السمع و الطاعة و النصح لکل مسلم ۔ (بخاری شریف کتاب البیوع، باب ھل یبیع حاضر لباد بغیر اجر، ص ۳۴۵، نمبر ۲۱۵۷)

ترجمہ۔حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ان باتوں پر بیعت کی، **شهادة ان لا اله الا الله ، و ان محمد رسول الله** ، اور نماز قائم کروں، زکوۃ دوں، حضور کی بات سنوں، ان کی اطاعت کروں، اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کروں

اس حدیث میں ہے کہ اعمال صالحہ کرنے کے لئے حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی

حضورؐ عورتوں سے بیعت کرتے تھے لیکن انکے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے،

حضورؐ عورتوں سے بیعت کرتے تھے انکے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے، پردے میں رہ کر بیعت کرتے تھے ،اس کے لئے یہ حدیث ہے

6۔عن عائشة زوج النبی ﷺ..... قالت عائشة فمن اقر بهذ الشرط من المومنات فقد اقر بالمحنة، فكان رسول الله ﷺ اذا اقررن بذالک من قولهن قال لهن رسول الله ﷺ انطلقن فقد بايعتكن ، لا و الله ما مست يد رسول الله ﷺ يد امراة قط غير انه بايعهن بالكلام ، و الله ما اخذ رسول الله على النساء الا بما امره الله ،يقول لهن اذا أخذ عليهن قد بايعتكن كلاما ۔(بخاری شریف، کتاب الطلاق، باب اذا اسلمت المشرکۃ اوالنصرانیۃ تحت الذمی اوالحربی،ص ۹۴۵،نمبر ۵۲۸۸)

ترجمہ:حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، مومن عورتوں میں سے جو آیت کی شرطوں کا اقرار کرلیتی تو گویا کہ اس نے امتحان دینے کی باتوں کا اقرار کرلیا،عورتیں جب باتوں سے ان چیزوں کا اقرار کرلیتیں،تو حضورؐ کہتے ،تم لوگ چلے جاؤ، میں نے تم سے بیعت کر لی ہے،، خدا کی قسم حضورؐ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھویا،صرف بات سے ہی بیعت کرلیا کرتے تھے، اللہ نے جتنا حکم دیا تھا،حضورؐ عورتوں کے ساتھ اتنا ہی معاملہ کرتے ،حضور جب عورتوں سے بیعت لیتے تو یہی کہتے ، میں نے بات [کلام] سے ہی تم سے بیت کر لی ہے

اس حدیث میں ہے کہ عورتوں سے صرف کلام سے بیعت کی اس کا ہاتھ نہیں چھویا۔

آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ مریدہ عورت پیر کے سامنے بے محابہ بیٹھی ہوئی ہے، اور بے پردگی کے وہ سارے کھیل کرتے ہیں جو نہیں ہونی چاہئے ،اس سے ہر حال میں بچنا چاہئے

پیر صاحب آپ کو کوئی معنوی فیض دے دیں گے ایسا نہیں ہے

بعض پیر حضرات یہ تأثر دیتے رہتے ہیں کہ میری خدمت کروگے تو میں تمہیں کوئی معنوی فیض دے دوں گا اور مرید اس کے حاصل کرنے کے لئے برسوں خدمت میں لگا رہتا ہے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ یہ معنوی چیز دینے کا واقعہ حدیث میں صرف ایک مرتبہ ہے جو معجزہ کے طور پر تھا، اس کے بعد پھر صادر نہیں ہوا۔۔ورنہ ہر پیر اپنی اولاد کو یہ فیض پہلے دے دیتا۔

7۔حدیث یہ ہے۔**عن ابی ہریرۃؓ .... و قال النبی ﷺ یوما لن یبسط احد منکم ثوبہ حتی اقضی مقالتی ھذہ ثم یجمعہ الی صدرہ فینسی من مقالتی شیئا ابدا ، فبسطت نمرۃ لیس علی ثوب غیرھا ، حتی قضی النبی ﷺ مقالتہ ثم جمعتھا الی صدری فوالذی بعثہ بالحق ما نسیت من مقالتہ تلک الی یومی ھذا** ۔(بخاری شریف، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب ماجاء فی الغرس، ص ۳۷۷،نمبر ۲۳۵۰)

ترجمہ۔حضور پاک ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ،،کوئی اپنا کپڑا پھیلائے تا کہ اس میں اپنی کوئی بات کہہ دوں اور اس کو اپنے سے لگا لے تو کبھی وہ میری بات نہیں بھولے گا، پس میں نے اپنی ایک چادر پھیلا دی، میرے پاس اس کے علاوہ تھی بھی نہیں، حضور ﷺ نے اپنی بات اس میں کہی، پھر اس چادر کو اپنے سینے پر چپکا لیا، پس قسم اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا، آپ کی کوئی بات ابھی تک نہیں بھولی۔

یہ حدیث معجزہ کے طور پر ہے، ہمیشہ یہ بات نہیں تھی، ورنہ بار بار حضورؐ یہ فیض دیتے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۶۔تعویذ پہننا کیسا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 29 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

تعویذ کی سات قسمیں ہیں

[۱]۔۔۔قرآن اور حدیث کی جائز تعویذ کو جائز مقصد کے لئے پڑھی جائے، یا کی جائے تو یہ جائز ہے

[۲]۔۔۔تعویذ یا منتر میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ حرام ہے

[۳]۔۔۔تعویذ، یا منتر میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کا معنی کا پتہ نہیں ہے، تو ہو سکتا ہے کہ اس میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے

[۴]۔۔۔نظر بد لگنا

[۵] جادو۔۔یہ کرنا حرام ہے

[۶] عراف۔۔جو غیب جاننے کا دعوی کرتا ہو۔اس کے پاس جانا حرام ہے

[۷] جنات نکالنا

تعویذ کرنے کی دو صورتیں ہیں

[۱]۔۔۔ایک ہے قرآن اور حدیث کو پڑھ کر پھونکنا، اس کا ثبوت حدیث میں ہے۔

[۲]۔۔۔دوسرا ہے کہ آیت یا حدیث کو لکھ کر گلے میں لٹکانا، حدیث میں اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔۔ ہر ایک کے لئے آگے آیت اور حدیث دیکھیں

بعض تعویذ کرنے والوں کا مکر

دنیا میں اچھے لوگ بھی ہیں۔لیکن کچھ لوگ ایسا کرتے ہیں

سب نہیں، بعض تعویذ کرنے والا، بیچ بیچ کی باتیں کرتا ہے، وہ نہ یہ کہتا ہے کہ جنات ہے، اور نہ وہ اس کا انکار کرتا ہے، بلکہ یوں کہتا ہے کہ اس پر جنات کا سایہ ہے یعنی جنات ہے بھی اور نہیں بھی ہے۔، اور اس کے اتارنے کے لئے کافی پیسے وصول کر لیتا ہے، اور مہینوں بعد نہ اترے تو یہ کہہ دیتا ہے کہ میں ایک جنات کو نکال دیا تھا، لیکن اب اس کے خاندان کے لوگ آگئے ہیں، اب اس کو اتارنے کے لئے اور پیسے لگیں گے۔

کبھی یہ بھی کہہ دیتے ہیں، کہ آپ کے قریب کے لوگوں نے جادو کیا ہے، یا تعویذ کی ہے،، اور قریب میں پڑوسن، بھاوی، ساس، اور نند ہوتیں ہیں تو ان میں سے کسی ایک سے زندگی بھر کے لئے اندر ہی اندر دشمنی ہو جاتی ہے ، اور بعض مرتبہ بڑا ہنگامہ ہو جاتا ہے، اور یہ سب تعویذ والا کرواتا ہے، حالانکہ خود تعویذ والے کو اس کا کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے، اس لئے ایسے تعویذ، اور جادو والوں سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔

اس آیت میں اس کی وضاحت ہے

1۔ فیتعلمون منهما ما یفرقون به بین المرء و زوجه و ما هم بضارین به من احد

الا باذن الله ۔(آیت۱۰۲،سورت البقرۃ۲)

ترجمہ۔پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جس کے ذریعہ شوہر،اور بیوی میں جدائی پیدا کردیں، اور یہ واضح رہے کہ وہ اس کے ذریعہ کسی کو اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے

اس آیت میں فرمایا کہ یہ جادو کرنے والے عموما ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ میاں، بیوی میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے،بعض مرتبہ رشتہ داروں میں دشمنی کروا دیتا ہے۔واقعی بعض تعویذ کرنے والے رشتہ داروں میں اختلاف کروا دیتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان تعویذ والوں کو ایک بات کا پتہ لگتا ہے تو اس میں سو جھوٹ ملا کر مریض کو بتاتے ہیں تا کہ اس کو یقین آجائے،اور اس کی دکان خوب چلے

اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

1۔عن عائشة قالت قلت یا رسول الله ! ان الکھان کانوا یحدثونا بالشیء فنجده حقا ، قال تلک الکلمة الحق یخطفھا الجنی فیقذفھا فی اذن ولیه ، و یزید فیھا مائة کذبة۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکہانۃ واتیان الکہان،ص۹۸۹،نمبر ۲۲۲۸/۵۸۱۶)

ترجمہ۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ، میں نے کہا کاہن کچھ بات ہم لوگوں سے کہتا ہے تو ہم اس کو سچ پاتے ہیں !تو حضور ؐ نے فرمایا کہ جنات کوئی ایک سچی بات کو کہیں سے پا لیتا ہے، وہ اپنے موکل کو بتاتا ہے،اور موکل اس میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ موکل سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو کہتا ہے

جس گھر میں تعویز کا رواج ہو جاتا ہے، اس کی جان نہیں چھوٹتی

بعض مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جس گھر میں تعویذ کا رواج بہت ہو جاتا ہے، تو انکے گھر والوں کو اس کا وہم ہو جاتا ہے، اور کوئی بھی پریشانی آئے تو یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نے کوئی جادو کر دیا ہے، یہاں تک کہ ہاتھ سے اچانک برتن گر جائے تو بھی سمجھتے ہیں کہ کسی کے جادو کرنے سے یا تعویذ کرنے سے ہی برتن گرا ہے، اس کو لاکھ سمجھاؤ کہ یہ اچانک برتن گرا ہے، یا یہ درد یا بیماری کی وجہ سے ہے تو وہ نہیں سمجھتے، کیونکہ ان کے دماغ میں تعویذ، یا جادو کا بھوت ہے، پھر اس جادو کے اتروانے کے لئے تعویذ والے کے پاس جاتے ہیں، اور وہ پیچ پیچ کی بات کر کے اچھی خاصی رقم وصول کرتے رہتے ہیں، اور زندگی بھر پھسائے رکھتے ہیں کیونکہ اس کو تو پونڈ وصول کرنا ہے، اور معاشرے میں اپنی شہرت حاصل کرنی ہے

اس لئے مودبانہ گزارش ہے کہ ان وہموں سے دور رہیں، اسی لئے حضورؐ نے بعض تعویذ، اور جادو کو منع بھی کیا ہے، اس کے لئے آگے دیکھیں

تعویذ سے ذہنی طور پر تھوڑی تسلی ہو جاتی ہے

ایک تعویذ کرنے والے نے مجھے 4 چار باتیں بتائیں

[۱] جس پر ہم جھاڑ پھونک کرتے ہیں وہ عموما ذہنی مریض ہوتے ہیں، یا تو اس کو نیند نہیں آتی، یا اس کے ذہن پر خوف ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ ڈرتا رہتا، اور کوئی آواز آجائے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ جنات، یا شیطان کی آواز ہے، اور اب وہ ہم پر حملہ کرے گا، اس خوف سے، یا اس وہم سے وہ ڈرتا رہتا ہے، اور بعض مرتبہ اس کو اس خوف کی وجہ سے آٹھ گھنٹے کی پوری نیند نہیں آتی، وہ تھوڑی دیر سوتا ہے، اور اٹھ جاتا ہے، اب اس کم سونے کی وجہ سے پورا دن دماغ میں درد رہتا، گردن میں درد رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ سمجھتا ہے کہ میرے اوپر جنات سوار ہے، اور اس سے وہ بے چین ہو جاتا ہے، حالانکہ کوئی جنات نہیں ہوتا، اس کو کہاں فرصت ہے کہ وہ اس کے گردن پر سوار ہو، اور اپنا کام چھوڑ کر یہاں بسیرا کرے، اصل معاملہ یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے، یا گھریلو ٹینشن کی وجہ سے اس کو نیند نہیں آئی ہے، جس کی وجہ سے پورا جسم ٹوٹ رہا ہے

جب میرے پاس مریض آتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس کو ٹینشن ہے، اور نیند نہیں آئی ہے، لیکن سیدھا کہنے سے کام نہیں بنتا، اس لئے کہتا ہوں کہ یہ تعویذ لو اس سے سارے جنات بھاگ جائیں گے ، اس جھاڑ پھونک سے مریض کو تسلی ہو جاتی ہے کہ جنات، اور جادو بالکل بھاگ گیا،، اس سے اس کا خوف ختم ہو جاتا ہے، اب وہ آرام سے سو جاتا ہے، اور اس سونے کی وجہ سے اس کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہماری تعویذ، ایک قسم کی تسلی ہے۔

[۲]۔۔ انہوں نے دوسری بات یہ بتائی کہ، ہمارے ہاتھ میں کوئی کرشمہ نہیں ہوتا، ہم لوگ تو مختلف قسم کی دعائیں لکھ کر دے دیتے ہیں، اس میں اثر ڈالنا صرف خدا کا کام ہے، اگر وہ چاہیں تو اس سے شفا ہو جاتی ہے، اور نہ چاہیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا ۔اس لئے ہمارے ہاتھوں میں کوئی کرشمہ نہیں ہوتا

[۳]۔۔ اور تیسری بات یہ بتائی کہ عموما ہمارے ہاتھ میں کوئی جنات، یا موکل تابع نہیں ہوتا، عوام کا یہ وہم اتنا صحیح نہیں ہے، ممکن کہ یہ ہوتا ہو لیکن میرے علم تک یہی ہے کہ جنات تابع نہیں ہوتا، پیسہ بنانے کے لئے بہت سے لوگ یہ شوشہ چھوڑ دیتے ہیں کہ، میرے پاس موکل ہے، اگر ایسے ہی ہے تو اس موکل سے پیسہ کیوں نہیں جمع کروالیتا، یہ دوسروں سے کیوں مانگتے پھرتے ہیں؟

[۴] ۔۔اور چوتھی بات یہ بتائی کہ ہمیں غیب کا بھی پتہ نہیں ہوتا، ہم لوگ یہ کرتے ہیں کہ بیمار کو ادھر ادھر سے کچھ باتیں پوچھ لیتے ہیں، اس سے ایک اندازہ ہو جاتا ہے، پھر اپنی ذہانت سے، اور اپنے تجربہ سے، پیچ پیچ کی بات سمجھانے لگتے ہیں، اور یہ تأثر دیتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہے، یا مجھے آپ کے بارے میں جنات نے ساری معلومات دے دی ہیں، چونکہ وہ لوگ عامی لوگ ہوتے ہیں، اس لئے ہماری باتوں پر یقین کر لیتے ہیں، اور سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم لوگوں کو علم غیب ہے، یا ہم پہنچے ہوئے بابا ہیں، جو بیمار کی ہر بات جانتے ہیں

اور اگر کوئی ذہین آدمی آ گیا، اور اس نے ہماری باتوں کو پرکھنا شروع کر دیا تو ہم لوگ اس سے زیادہ بات نہیں کرتے، بلکہ اس سے جان چھڑاتے ہیں تا کہ ہماری بنی بنائی شہرت خاک میں نہ مل جائے، اور آنے والے پیسے بند نہ ہو جائیں، کیونکہ ہمارے پاس پیسہ کمانے کے لئے یہی ایک اچھی دکان ہوتی ہے، جس میں ملتا بہت ہے، اور خرچ کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اس مخلص تعویذ والے کی بات کہاں تک سہی ہے، یہ وہی جانے، البتہ اس کی باتوں میں کچھ جان تو ہے آپ بھی ان کی باتوں سے فائدہ اٹھائیں، اور دھوکہ کھانے سے محفوظ رہیں۔۔واللہ اعلم بالصواب۔

[۱]۔۔قرآن اور حدیث کی جائز تعویذ

یہ ضروری ہے کہ تعویذ کے ذریعہ لوگوں کی پریشانی دور کرنا مقصود ہو تو ٹھیک ہے، اور اگر تعویذ اس لئے کر رہا ہو کسی کو ستانا مقصود ہو، یا بیوی اور شوہر کے درمیان نفرت کرنا مقصود ہو، یا رشتہ داروں کے درمیان نفرت بڑھانا مقصود ہو تو ایسی تعویذ جائز نہیں ہے، اس کا سخت گناہ ہوگا

تعویذ میں ایسے کلمات ہوں جن سے صرف اللہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ تعویذ میں وہ کلمات ہوں جن سے حضورؐ نے تعویذ کی ہے تو بہت بہتر ہے، اور چونکہ حضورؐ کے کلمات ہیں اس لئے اس سے اثر بھی زیادہ ہوگا، اور ثواب بھی ملے گا

2۔ عن عبد العزیز قال دخلت انا و ثابت علی انس بن مالک ، فقال ثابت : یا ابا حمزة اشتکیت فقال انس الا ارقیک برقیة رسول الله ﷺ ؟ قال بلی قال اللهم رب الناس مذهب الباس ، اشف انت الشافی ، لا شافی الا انت ، شفاء لا یغادر سقما ۔(بخاری شریف، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ، ص۱۰۱۴، نمبر ۵۷۴۲)

ترجمہ۔ حضرت عبد العزیز نے فرمایا کہ، میں اور ثابت حضرت انس کے پاس آئے ،تو حضرت ثابت نے کہا، اے ابو حمزہ میں بیمار ہوں؟ ،تو حضرت انس نے فرمایا، حضورؐ نے جو تعویذ کی ہے میں وہ تعویذ نہ کروں !، تو ثابت نے کہا ہاں ! تو حضرت انسؓ نے یہ دعا پڑھی، اس کا ترجمہ یہ ہے۔۔اے انسان کے رب، تکلیف دور کرنے والے، شفا دے دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے

اس حدیث میں ہے کہ صرف اللہ تعالی ہی شفاء دینے والا ہے، اس لئے صرف اسی سے مدد مانگنی چاہئے

پھر تعویذ کرنے کے دو طریقے ہیں

[۱] ایک ہے تعویذ کے کلمات پڑھ کر مریض پر پھونکنا، یہ جائز ہے، کیونکہ حضورؐ نے مریض پر پڑھ کر دم فرمایا ہے

[۲] دوسرا ہے کہ تعویذ کے کلمات کاغذ پر لکھ کر گلے میں، یا بانہوں پر لٹکانا، یہ صورت اتنی اچھی نہیں ہے، اس کی پوری تفصیل آگے آرہی ہے

حضورؐ نے تعویذ کے کلمات پڑھ کر مریض پر دم فرمایا ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

3۔ عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا اشتكى من انسان مسحه بيمينه ثم قال أذهب الباس رب الناس و اشف انت الشافي لا شفاء الا شفائك شفاء لا يغادر سقما۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض، ص۹۷۲، نمبر ۲۱۹۱/۵۷۰۷)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں، کہ کوئی آدمی بیمار ہوتا تو حضورؐ اپنے دائیں ہاتھ سے اس کو پوچھتے، پھر کہتے، اے انسان کے رب، تکلیف دور کردے۔ اور شفا دے دے، آپ ہی شفا دینے والے ہیں، صرف تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا دے جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے

4۔ عن عبد العزيز قال دخلت انا و ثابت على انس بن مالک، قال ثابت يا ابا حمزة اشتكيتُ فقال انس: ألا أرقيک برقية رسول الله ﷺ؟ قال بلى، قال الهم

رب الناس مذھب الباس ، اشف انت الشافی لا شافی الا انت ، شفاء لا یغادر سقما ۔(بخاری شریف، باب رقیۃ النبی ﷺ، ص۱۰۱۴، نمبر۵۷۴۲)

ترجمہ۔ میں اور ثابت حضرت انس کے پاس آئے ،تو حضرت ثابت نے کہا، اے ابوحمزہ میں بیمار ہوں؟، تو حضرت انس نے فرمایا، حضورؐ نے جو تعویذ کی ہے میں وہ تعویذ نہ کروں! ، تو ثابت نے کہا ہاں! تو حضرت انسؓ نے یہ دعا پڑھی، اس کا ترجمہ یہ ہے۔۔اے انسان کے رب، تکلیف دور کرنے والے، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے

آیت پڑھ کر دم کیا کرتے تھے اس کی دلیل یہ حدیث ہے

5۔ عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ خیر الدواء القرآن ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الطب، باب الاستشفاء بالقرآن، ص ۵۰۹، نمبر ۳۵۳۳)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ، قرآن بہترین دوا ہے۔

6۔عن عائشۃؓ ان النبی ﷺ کان ینفث علی نفسه فی مرضه الذی قبض فیه بالمعوذات ۔(بخاری شریف، کتاب الطب، باب المرأۃ الرجل، ص ۱۰۱۵، نمبر ۵۷۵۱)

ترجمہ۔جس مرض میں حضورؐ کی وفات ہوئی، اس میں حضورؐ اپنے اوپر، قل اعوذ برب الفلق ،اور ،قل اعوذ برب الناس، پڑھ کر پھونکا کرتے تھے

7۔عن عائشۃ ان النبی ﷺ کان ینفث فی الرقیة ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الطب، باب النفث، ص ۵۰۸، نمبر ۳۵۲۸)

ترجمہ۔حضورؐ تعویذ میں دم کیا کرتے تھے

ان احادیث سے تین باتوں کا پتہ چلا،

[۱] ایک تو یہ کہ آیت اور حدیث کے الفاظ سے تعویذ کرنا جائز ہے۔

[۲] دوسری بات یہ ہے کہ تعویذات میں صرف اللہ ہی سے مدد مانگی جائے، وہی شفا دینے والے ہیں، کسی اور سے ہرگز شفا طلب کرنا جائز نہیں ہے، بعض مرتبہ وہ شرک شمار ہو جاتا ہے

[۳] اور تیسری بات یہ ہے کہ الفاظ پڑھ کر پھونکنا جائز ہے۔

پاگل پن اتارنے کے لئے یہ دعا حدیث میں ہے

حضور ﷺ نے یہ آیتیں پڑھ کر پاگل پر دم کیا، اور وہ ٹھیک بھی ہو گیا

حدیث یہ ہے

۔عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابیه ابی لیلی قال کنت جالسا عند النبی ﷺ اذ جاءہ اعرابی ، فقال ان لی أخا وجعا قال ما وجع أخیک ؟ قال به لمم ، قال اذهب فأتنی به قال فذهب فجاء به فاجلسه بین یدیه فسمعته عوذه بفاتحة الکتاب و اربع آیات من اول البقرة و آیتین من وسطها ﴿و الٰهکم اله واحد ﴾[آیت ۱۶۳، سورہ البقرۃ ۲] و آیة الکرسی ، و ثلاث آیات من خاتمتها ، و آیة من آل عمران أحسبه قال ﴿ شهد الله انه لا اله الا هو﴾ و آیة من الاعراف ﴿ان ربکم الله ﴾ [آیت ۵۴، سورہ الاعراف ۷]و آیة من المومنین ﴿و من یدع مع الله الٰها أخر لا برهان له به ﴾[آیت ۱۱۷، سورت المومنون ۲۳] و آیة من الجن ﴿و انه تعالی جد ربنا ﴾[آیت ۳، سورہ الجن ۷۲

]و عشرة آيات من اول الصافات و ثلاث آيات من آخر الحشر ، و ﴿قل هو الله احد ﴾[آیت ۱،سورت الاخلاص۱۱۲]و المعوذتين ، فقام الاعرابى قد برأ ، ليس به بأس۔

(ابن ماجۃ شریف، کتاب الطب، باب الفزع والارق وما یتعوذ بہ منہ،ص ۵۱۱،نمبر ۳۵۴۹)

ترجمہ: حضرت ابولیلی فرماتے ہیں کہ میں حضور ؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا میرے بھائی کو کچھ تکلیف ہے،حضور ؐ نے پوچھا تمہارے بھائی کو تکلیف کیا ہے؟، دیہاتی نے کہا کہ اس کو کچھ پاگل پن کا اثر ہے،حضور ؐ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لیکر آؤ، دیہاتی جا کر لے آیا، ان کو حضور ؐ کے سامنے بیٹھایا،تو میں نے سنا کہ انکی ان آیتوں سے تعویذ کرر ہے تھے،سورہ فاتحہ پڑھی، اور سورہ بقرۃ سے چار آیتیں پڑھیں، اور اس کے درمیان سے،﴿و آلهكم اله واحد ﴾[آیت ۱۶۳، سورہ البقرۃ ۲]۔پڑھی، اور آیۃ الکرسی پڑھی، اور سورہ بقرہ کے آخیر سے تین آیتیں پڑھیں، اور سورہ آل عمران سے ایک آیت پڑھی، میرا خیال یہ ہے کہ، ﴿ شهد الله انه لا اله الا هو﴾ پڑھی۔اور سورہ سورہ اعراف سے، ﴿ان ربكم الله ﴾ پڑھی، اور سورہ مومنین سے ایک آیت، ﴿و من يدع مع الله آلها أخر لا برهان له به ﴾ پڑھی، اور ایک آیت سورہ جن سے،﴿و انه تعالى جد ربنا ﴾ پڑھی، اور سورہ صافات کے شروع سے دس آیتیں پڑھیں، اور سورہ حشر کے آخیر سے تین آیتیں پڑھیں ،اور سورہ اخلاص ﴿قل هو الله احد ﴾ پڑھی، اور سورہ،قل اعوذ برب الفلق ،اور،قل اعوذ برب الناس، پڑھ کر دم کیا تو دیکھا کہ وہ پاگل بالکل ٹھیک ہو چکا تھا، اس کو کوئی بیماری نہیں تھی

اس حدیث میں ہے کہ حضور ؐ نے اتنی ساری آیتیں پڑھ کر پاگل کا علاج کیا، اور وہ ٹھیک بھی ہو گیا یہ حقیقت تو ہے لیکن اس وقت پاگل کے علاج میں ذہین لوگ لوٹتے بہت ہیں، ان سے چوکنا رہیں

[۲]۔۔دوسرا ہے کہ آیت یا حدیث کو لکھ کر گلے میں لٹکانا

اہل عرب کوڑیوں کو دھاگا میں پرو کر ہار بناتے تھے، اور اس کو بیمار کے گلے میں لٹکا دیتے تھے، اور بعض مرتبہ اللہ کے علاوہ جن، شیطان اور بھوت سے مدد بھی مانگتے تھے، کوڑیوں کے ایسے ہار کو، تمیمۃ، کہتے ہیں، حضورؐ نے ایسے، تمیمۃ، کو لٹکانا شرک فرمایا ہے

اس کی دلیل یہ حدیث ہے

8۔عن عبد اللہ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان الرقی و التمائم و التولۃ شرک۔ (ابو داود شریف، کتاب الطب، باب فی تعلیق التمائم ،ص ۵۵۲،نمبر ۳۸۸۳/ابن ماجۃ شریف، کتاب الطب، باب تعلیق التمائم ،ص ۵۰۸،نمبر ۳۵۳۰)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ، جادو کے لئے جھاڑ پھونک کرنا، کوڑی کا ہار لٹکانا، اور جادو کرنا شرک ہے

9۔عن عقبۃ بن عامر الجھنی ان رسول اللہ ﷺ اقبل الیہ رھط فبایع تسعۃ و امسک عن واحد فقالوا یا رسول اللہ بایعت و ترکت ھذا ؟ قال ان علیہ تمیمۃ فادخل یدہ فقعھا فبایعہ و قال من علق تمیمۃ فقد اشرک ۔(مسند احمد، باب حدیث عقبۃ بن عامر الجھنی، ج ۵،ص ۱۵۶،نمبر ۱۶۹۶۹)

ترجمہ۔حضرت عقبۃ بن عامر فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس ایک جماعت آئی، تو نو آدمیوں سے بیعت کی اور ایک سے نہیں کی، تو لوگوں نے پوچھا کہ، یا رسول اللہ آپ نے سب سے بیعت کی اور اس ایک

کو چھوڑ دیا! تو آپؐ نے فرمایا کہ اس پر کوڑی کا ہار لٹکا ہوا ہے اس آدمی نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور ہار کو نکال دیا، پھر آپؐ نے بیعت کی، اور یوں فرمایا کہ، جس نے ہار لٹکایا، تو گویا کہ اس نے شرک کیا۔
اس حدیث میں ہے کہ جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا

10۔ ان ابن مسعود کان یقول کان النبی ﷺ یکرہ عشر خلال ....و الرقی الا بالمعوذات و عقد التمائم ۔(ابوداود شریف، کتاب الخاتم، باب ما جاء فی خاتم الذہب، ص ۵۹۲، نمبر ۴۲۲۲)

ترجمہ۔حضورؐ دس باتوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔۔۔، **قل اعوذ برب الفلق**، اور **قل اعوذ برب الناس**، کے علاوہ سے تعویذ کرنا، اور ہار لٹکانا [یعنی ان دس باتوں کو ناپسند فرماتے تھے]

تعویذ نہ لٹکائے اور صبر کرے تو یہ تقوی کا اعلی درجہ ہے،

اس کے لئے حدیث یہ ہے

11۔عن ابن عباس ؓ قال خرج علینا النبی ﷺ یوما ..... فرأیت سوادا کثیرا سد الافق فقیل ھؤلاء امتک و مع ھؤلاء سبعون الفا یدخلون الجنة بغیر حساب .... فقال ھم الذین لا یتطیرون و لا یکتون و لا یسترقون و علی ربھم یتوکلون ۔(بخاری شریف، باب من لم یرق،ص ۱۰۱۶،نمبر ۵۷۵۲)

ترجمہ۔حضور ؐ ایک دن ہمارے سامنے تشریف لائے ۔۔۔آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جوافق کوگھیری ہوئی تھی، مجھ سے یہ کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے،ان کے ساتھ ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔۔۔آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بدفالی نہیں لیتے ،جسم کونہیں داغتے ،تعویذنہیں کرتے ،صرف اپنے رب پرتوکل کرتے ہیں

اس آیت میں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ پرتوکل کرنا چاہئے

2۔و الیه یرجع الامر کله فاعبده و توکل علیه۔(آیت ۱۲۳،سورت ھود ۱۱)

ترجمہ۔تمام معاملہ اللہ ہی کی طرف لوٹتا ہے،اس لئے اسی کی عبادت کرو،اوراسی پرتوکل کرو۔

اس آیت اور حدیث میں یہ ترغیب دی گئی ہے کہ تعویذ نہ کرے،اوراللہ پر بھروسہ کرے تو بہت بہتر ہے ۔واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے میں تعویذ والے عوام کو بہت بیوقوف بناتے ہیں،اور بہت لوٹتے ہیں۔

کبھی کبھار تعویذ لٹکالی جس سے تسلی ہو جائے تو اس کی تھوڑی سی گنجائش ہے

حدیث میں تعویذ لٹکانے کو منع فرمایا ہے، لیکن صحابی اور تابعی کے قول اور عمل سے اس کی تھوڑی سی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اس لئے کبھی کبھار کرلیا، اور اس میں بھی اللہ پر ہی بھروسہ کیا، کہ تعویذ سے کچھ نہیں ہوتا، کرنے والی ذات صرف اللہ ہی ہے تو اس کی گنجائش ہے، اس سے دل کی تسلی ہو جاتی ہے

تعویذ لٹکانے میں صحابی کا عمل یہ ہے

12۔عن عمر بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله ﷺ قال ؛ اذا فزع احدکم فی النوم فلیقل ، اعوذ کلمات الله التامات من غضبه و عقابه و شر عباده و من همزات الشیاطین و ان یحضرون ، فانها لن تضره ، قال فکان عبد الله بن عمر یعلمها من بلغ من ولده ، و من لم یبلغ منهم کتبها فی صک ثم علقها فی عنقه ۔(ترمذی شریف، کتاب الدعوات، باب دعاء الفزع من النوم، ص۸۰۴، نمبر ۳۵۲۸)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو نیند میں گھبراہٹ ہو تو یہ کہے،، اعوذ کلمات الله التامات من غضبه و عقابه و شر عباده و من همزات الشیاطین و ان یحضرون ، یہ دعا پڑھنے سے اس کو نقصان نہیں ہوگا،

راوی کہتے ہیں کہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر یہ دعا اپنے بالغ اولاد کو سکھلاتے تھے، اور جو بالغ نہیں تھی، تو ایک کاغذ پر لکھ پر اس کی گردن میں لٹکا دیتے تھے

تابعی کا قول یہ ہے

13۔عن عطاء قال لا بأس ان یعلق القرآن ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ، ج ۵، کتاب الطب، باب من رخص فی تعلیق التعاویذ،ص ۴۳،نمبر ۲۳۵۴۰/۲۳۵۵۰)

ترجمہ۔حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ قرآن میں سے کسی چیز کو تعویذ کے طور پر لٹکا دے تو کوئی حرج نہیں ہے

14۔عن الضحاک لم یکن بأسا ان یعلق الرجل الشیء من کتاب اللہ اذا وضعه عند الغسل و عند الغائط ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ، ج ۵، کتاب الطب، باب من رخص فی تعلیق التعاویذ،ص ۴۳،نمبر ۲۳۵۴۲/۲۳۵۵۲)

ترجمہ۔حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی قرآن میں سے کوئی چیز تعویذ کے طار پر لٹکائے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے، بشرطیکہ غسل کے وقت میں اور پیخانہ کے وقت میں اس کو نکال کر الگ رکھ دے

15۔ عن یونس بن خباب قال سألت ابا جعفر عن التعویذ یعلق علی الصبیان ، فرخص فیه ،(مصنف ابن ابی شیبۃ ، ج ۵، کتاب الطب، باب من رخص فی تعلیق التعاویذ،ص ۴۳، نمبر ۲۳۵۵۱)

ترجمہ :حضرت یونسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بچوں پر جو تعویذ لٹکاتے ہیں اس کے بارے میں حضرت ابو جعفرؒ سے پوچھا، تو انہوں نے اس کی گنجائش دی

حدیث میں تو تعویذ لٹکانا منع ہے، البتہ اس کو پڑھ کر پھونکنا جائز ہے، البتہ ان تابعی کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ تعویذ لٹکانے کی تھوڑی سی گنجائش ہے، لیکن اس کو دھندا نہ بنا لے۔

تعویذ کرنے کے لئے معاوضہ لینے کی تھوڑی سی گنجائش ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

16۔ عن ابی سعید الخدری ان ناسا من اصحاب رسول الله ﷺ کانوا فی سفر فمروا بحی من احیاء العرب .....فاتاه فرقاه بفاتحة الکتاب فبرأ الرجل فاعطی قطیعا من غنم ....ثم قال خذوا منهم و اضربوا لی سهم ۔((مسلم شریف، کتاب السلام، باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار ،ص۹۷۵،نمبر۲۲۰۱ /۵۷۳۳/بخاری شریف، کتاب الطب، باب الرقی بفاتحۃ الکتاب ،ص۱۰۱۳،نمبر۵۷۳۶)

ترجمہ۔حضورؐ کے کچھ صحابی سفر میں تھے، وہ عرب کے ایک گاؤں سے گزرے۔۔۔آدمی مریض کے پاس آیا اور سورہ فاتحہ پڑھ کر پھونکا، جس کی وجہ سے مریض ٹھیک ہوگیا، اور اس نے چند بکریاں دیں ۔۔۔آپ نے فرمایا اس سے بکریاں لے لو، اور اس میں میرا بھی حصہ رکھو

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار تھوڑا تعویذ کا پیسہ لے لیا تو اس کی گنجائش ہے

لیکن تعویذ کا دھندا بنا لینا ٹھیک نہیں ہے

اس کے لئے ی احادیث ہیں

17۔عن عبادة بن الصامت قال علمت ناسا من اهل الصفة القرآن و الكتابة فأهدى الى رجل منهم قوسا فقلت ليست بمال و ارمى عنها فى سبيل الله ، فسألت رسول الله ﷺ عنها فقال ، ان سرك ان تطوق بها طوقا من نار فاقبلها۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب التجارات، باب الاجر علی تعلیم القرآن، ص ۳۱۰، نمبر ۲۱۵۷)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ، انہوں نے فرمایا کہ میں نے صفہ کے کچھ لوگوں کو قرآن اور کتابت سکھلایا، تو ان میں سے ایک نے مجھے ایک کمان ھدئے میں دیا، میں نے دل میں کہا کہ یہ تو مال نہیں ہے، میں اس کے ذریعہ اللہ کے راستے میں تیر پھیکوں گا، میں نے اس بارے میں حضور ؐ سے پوچھا، تو حضور ؐ نے فرمایا کہ، اگر تم کو یہ خوشی ہو کہ آگ کا طوق پہنو تو اس کو قبول کر لو

18۔عن ابى بن كعب قال علمت رجلا القرآن فاهدى الى قوسا فذكرت ذالك لرسول الله ﷺ فقال ان اخذتها اخذت قوسا من نار ، فرددتها ۔ (ابن ماجۃ شریف، کتاب التجارات، باب الاجر علی تعلیم القرآن، ص ۳۱۰، نمبر ۲۱۵۸)

ترجمہ :حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو قرآن سکھلایا، تو انہوں نے مجھے ایک کمان ھدئے میں دیا، میں نے حضور ؐ سے اس کا ذکر کیا، تو حضور ؐ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس کو لیا تو گویا کہ آگ کا کمان لیا، تو میں نے اس کو واپس کر دیا۔

۔یعنی قرآن پڑھانے کے بدلے میں تیر کا لینا گویا کہ آگ کو لینا ہے، اس لئے تعویذ کے بدلے میں پیسے لینے کا دھندا بنا لینا ٹھیک نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ دوائی استعمال کرنا جائز ہے

بیماری کی دوائی کروانا، اوراس کا علاج کروانا سنت ہے

19۔عن جابر عن رسول الله ﷺ انه قال لكل داء دواء فاذا اصيب دواء الداء برأ باذن الله تعالى ۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب لکل داء دواء واستحباب التداوی ص ۹۷۷، نمبر ۲۲۰۴/۵۷۴۱)

ترجمہ۔حضورؐ سے روایت ہے کہ، ہر بیماری کی دوا ہے، اگر بیماری کی صحیح دوا مل جائے تو اللہ کے حکم سے وہ بیماری ٹھیک ہو جاتی ہے

[۲]۔۔تعویذ یا منتر میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ حرام ہے

[۳]۔۔۔تعویذ، یا منتر میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کا معنی کا پتہ نہیں ہے، تو ہوسکتا ہے کہ اس میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگی گئی ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ کے علاوہ سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے

غیر مسلم لوگ جو جنتر، منتر کرتے ہیں وہ عموما اپنی دیوی، دیوتا سے مدد مانگتے ہیں، اوراس میں شرکیہ کلمات ہوتے ہیں اس لئے ان سے جنتر، منتر[تعویذ] نہیں کروانا چاہئے

ان دونوں کے لئے حدیث یہ ہے۔

20۔عن عوف بن مالک الاشجعی قال كنا نرقى فى الجاهلية ،فقلنا يا رسول الله ! كيف ترى فى ذالک ؟ ، فقال اعرضوا على رقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه

شرک ۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب لابأس بالرقی مالم یکن فیہ شرک، ص ۹۷۵، نمبر ۲۲۰۰/۵۷۳۲)

ترجمہ۔عوف بن مالک فرماتے ہیں، ہم زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، میں نے کہا یا رسول اللہ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ؐ نے فرمایا کہ، اپنی جھاڑ پھونک مجھے بتاؤ، پھر آپ نے فرمایا کہ اگر اس میں شرک نہیں ہے تو جھاڑ پھونک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرکیہ کلمات سے جھاڑ پھونک کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اللہ سے مدد مانگی گئی ہو، تو اس تعویذ کے پڑھنے سے کوئی حرج نہیں ہے

[۴]۔ نظر بد لگنا

کسی کی نظر کسی کو لگ جائے جس سے اس کو نقصان ہو جائے، یہ حق ہے

جس آدمی کی نظر لگتی ہے، اس میں اس کو کوئی اختیار نہیں ہوتا، خود بخود نظر لگ جاتی ہے، اس لئے اس کو برا بھلا کہنا نہیں چاہئے، کیونکہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے

جس آدمی کی نظر لگتی ہے، اس کو چاہئے کہ جب کوئی عجیب چیز دیکھے تو ماشاء اللہ، کہہ دے تو اس کہنے سے اس کی نظر نہیں لگے گی

اس کا علاج یہ ہے کہ جس کی نظر لگی ہو اس کو غسل دو، اور غسل کے پانی کو مریض پر ڈال دو، تو اس سے نظر بد ختم ہو جائے گی

اس کے لئے حدیث یہ ہے

21۔عن ابی هرهرة عن النبی ﷺ قال العین حق ۔(بخاری شریف، کتاب الطب، باب العین حق، ص ۱۰۱۴، نمبر ۵۷۴۰)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ نظر لگنا حق ہے

22۔عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال العین حق ، و لو کان شیء سابق القدر سبقته العین ،و اذا استغسلتم فاغسلوا ۔(مسلم شریف، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی، ص ۹۷۱، نمبر ۵۷۰۲/۲۱۸۸)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا ہے کہ نظر لگنا حق ہے، اگر تقدیر سے کوئی چیز آگے بڑھ سکتی ہے تو نظر لگنا بڑھ سکتا ہے، اگر تم سے کوئی کہے کہ غسل کرو، تو غسل کر لیا کرو

،اس حدیث میں ہے کہ جس کی نظر لگی ہے، اس کو غسل کرنے کے لئے کہے تو اس کو غسل کر لینا چاہئے

[۵]۔جادو کرنا حرام ہے

اس کے لئے یہ آیت ہے

3 ۔و ما کفر سلیمان و لکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر ۔(آیت۱۰۲، سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔حضرت سلیمانؑ نے کوئی کفر نہیں کیا، البتہ شیطان لوگوں کو جادو کی تعلیم دیکر کفر کا ارتکاب کرتے تھے

اس آیت میں ہے کہ جادو کرنا کفر ہے

23۔عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال ان رسول اللہ ﷺ قال اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ ما ھن ؟قال الشرک باللہ ، و السحر ، و قتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق ۔(بخاری شریف، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی، ان الذین یأ کلون اموال الیتٰمی ظلما، الخ، ص ۴۵۸، نمبر ۲۷۶۶/ مسلم شریف، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرہا، ص ۵۳، نمبر ۲۶۲/۸۹)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، اللہ نے جس نفس کو حرام کیا ہے اس کو قتل کرنا، ہاں جس کو قتل کرنے کا حق بنتا ہے، اس کو قتل کرے تو نہیں۔

اس حدیث میں ہے کہ جادو کرنا گناہ کبیرہ ہے

سحر کی ایک حقیقت ہے

اس آیت میں اس کا ذکر ہے

4۔ فاذا حبالهم و عصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعى۔(آیت ٦٦، سورت طہ ٢٠)

ترجمہ۔پھر اچانک اس کی ڈالی ہوئی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے نتیجے میں حضرت موسی کو ایسی محسوس ہونے لگیں جیسے دوڑ رہی ہیں

24۔عن عائشة ، ان النبي ﷺ سحر حتى كان يخيل اليه انه صنع شيئا و لم يصنعه ۔(بخاری شریف، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب ھل یعفی عن الذمی اذا سحر، ص ٥٢٩، نمبر ٣١٧٥)

ترجمہ۔حضورؐ کو جادو کیا گیا، جس کی وجہ سے آپ کو خیال ہوتا تھا کہ فلاں کام کر لیا ہے، حالانکہ وہ کام آپ نہیں کئے ہوتے تھے

25۔عن عائشة قالت سحر رسول الله ﷺ يهودى من يهود بنى زريق يقال له لبيد بن الاعصم ، قالت :حتى كان رسول الله ﷺ يخيل اليه انه يفعل الشىء و ما يفعله ۔(مسلم شریف، کتاب السلام، باب سحر، ص ٩٧١، نمبر ٢١٨٩/٥٧٠٣)

ترجمہ۔بنی زریق کے ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا، اس کا نام لبید بن اعصم تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ، حضورؐ کا حال یہ ہو گیا تھا، آپ کو خیال ہوتا تھا کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے، حالانکہ وہ نہیں کیا ہوتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو کی ایک حقیقت ہے، اور حضورؐ پر بھی اس کا اثر ہوا تھا لیکن آج کل ہر تعویذ والے جادو اور جن کا جو اثر بتاتے ہیں، وہ اکثر جھوٹ ہوتا ہے

[٦]۔عراف جو غیب کا دعوی کرتا ہو

کچھ لوگ یہ دعوی کرتے ہیں مجھے غیب کا علم ہے،اور کچھ لوگ صاف تو نہیں کہتے،لیکن تأثر دیتے رہتے ہیں کہ مجھے مریض کے بارے میں سارا علم ہے،ایسے لوگوں کو،عراف، کہتے ہیں،بہت زیادہ جاننے والا

۔

عموما یہ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ تعویذ اور جادو کی دکان لیکر بیٹھے ہیں وہ آنے والے لوگوں کو یہ تأثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مجھے سب کچھ معلوم ہو گیا ہے،اور بیچ بیچ کی باتیں کر کے سامنے والوں کے دل میں یہ پختہ کر دیتے ہیں کہ یہ واقعی میں غیب کی بات جانتے ہیں،اور ہمارا حال اس کو معلوم ہے،اس لئے یہ جادو نکال دیں گے،اوراس کے لئے وہ اچھا خاصا روپیہ دے دیتے ہیں،آج کے دور میں یہ بھی ایک قسم کا غیب داں اور عراف ہے اس لئے ان کے پھیرے میں نہیں پڑنا چاہئے

عراف کی باتوں کی تصدیق کرنا جائز نہیں

عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے

۔و لا نصدق کاهنا و لا عرافا ، و لا من یدعی شیئا یخالف الکتاب و السنة و اجماع الامة۔(عقیدۃ الطحاویۃ،عقیدہ نمبر ۱۰۱،ص ۲۱)

ترجمہ۔ہم کاہن اور عراف کی تصدیق نہیں کرتے ، اسی طرح جو قرآن ، حدیث ، اور اجماع امت کی مخالف باتیں ہوں، ان چیزوں کا دعوی کرتا ہو تو ہم اس کی بھی تصدیق نہیں کرتے

عراف کے پاس جانے سے چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی

اس کے لئے حدیث یہ ہے۔

26۔عن بعض ازواج النبی ﷺ قال من اتی عرافا فساله عن شیء لم تقبل له صلاة اربعین لیلة ۔(مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکہانۃ واتیان الکہان،ص ۹۹۰،نمبر ۵۸۲۱/۲۲۳۰)

ترجمہ۔بعض بیویوں نے حضورؐ سے نقل کیا ہے، جو آدمی عراف کے پاس آئے ، اور اس سے کچھ پوچھے، تو اس کی چالیس دنوں کی نماز قبول نہیں ہوتی

27۔عن معاویة الحکم السلمی قال قلت یا رسول الله ! امور کنا نصنعها فی

الجاھلیة ، کنا ناتی الکھان، قال ﷺ فلا تأتوا الکھان قال قلت کنا نتطیر قال ذاک شیء یجدہ احدکم فی نفسه، فلا یصد نکم (مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکہانۃ و اتیان الکہان، ص۹۸۹، نمبر۵۸۱۳/۲۲۲۷)

ترجمہ۔حضرت معاویہ سلمی فرماتے ہیں، یارسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں ہم میں کچھ کام کیا کرتے تھے ، مثلا ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے،تو آپ نے فرمایا کہ، کاہنوں کے پاس مت جاؤ، میں نے کہا کہ ہم لوگ بدفالی، لیا کرتے تھے،تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسے ہی کچھ بات دل میں لے آتے ہو، بدفالی تمہاری کسی چیز کو روکتی نہیں ہے [یعنی بدفالی سے کچھ نہیں ہوتا]

28۔عن ابی ھریرۃ ، و الحسن عن النبی ﷺ قال من اتی کاھنا او عرافا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمدؐ۔(مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، ج۱۵،ص۳۳۱،نمبر ۹۵۳۶)

ترجمہ۔حضور ؐ سے روایت ہے کہ جو کاہن کے پاس، یا عراف کے پاس آیا، اب وہ جو کچھ کہتا ہے، اس نے اس کی تصدیق کی، تو جو حضور ؐ پر جو قرآن اترا ہے گویا کہ اس کا انکار کیا۔

اس حدیث میں ہے کہ کاہن، اور عراف کے پاس جائے، اور اس کی تصدیق کرے تو وہ تصدیق کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

آج کل کتنے تعویذ والے ہیں جو کاہن اور عراف کی طرح غیب کی باتوں کا دعوی کرتے ہیں، اور لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں، اب بتائے کہ اس کے ایمان کا کیا حال ہوگا۔۔اس سے بچنا چاہئے

29۔عن عائشة قالت قلت یا رسول الله ! ان الکھان کانوا یحدثونا بالشیء فنجدہ

حقا ، قال تلک الکلمة الحق یخطفها الجنی فیقذفها فی اذن ولیه ، و یزید فیها مائة کــــــذبة ۔ (مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکہانۃ واتیان الکہان ،ص ۹۸۹،نمبر ۲۲۲۸ /۵۸۱۶)۔ترجمہ۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ، میں نے کہا کاہن کچھ بات ہم لوگوں سے کہتا ہے تو ہم اس کو سچ پاتے ہیں !تو حضور ؐ نے فرمایا کہ جنات کوئی ایک سچی بات کو کہیں سے پالیتا ہے، وہ اپنے موکل کو بتاتا ہے،اور موکل اس میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ موکل سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو کہتا ہے

[۷]۔جنات نکالنا

لوگ کہتے ہیں کہ کچھ تعویذ والے جنات نکالتے ہیں،لیکن کس طرح نکالتے ہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے، اور نہ اس بارے میں کوئی حدیث ، یا قول صحابی مجھے نہیں مل سکا، مجھے اس کا بھی پتہ نہیں ہے کہ جنات کسی پر سوار بھی ہوتا ہے، یا نہیں ،صرف ایسے ہی اڑاتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں معذور ہوں۔

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 29 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۳۷۔قبروں کی زیارت

اس عقیدے کے بارے میں 22 آیتیں اور 44 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

پچھلی قومیں ان 4 باتوں سے شرک میں مبتلاء ہوئیں، اور اللہ نے ان کو ہلاک کیا

[۱] اللہ کے علاوہ دوسروں کو معبود مانا

[۲] اللہ کے علاوہ دوسروں کے سامنے سجدہ کیا

[۳] اللہ کے علاوہ دوسروں سے مدد مانگی

[۴] اللہ کے علاوہ دوسروں کو حاجت روا، یعنی حاجت پوری کرنے والا سمجھا

ان چاروں باتوں کا رواج اس طرح پڑا کہ اپنے مرے ہوئے بزرگوں کی پہلے تعظیم کی، پھر رفتہ رفتہ سجدہ کرنے لگے اور اسی میں مشغول ہو گئے

اپنے بزرگوں کے بارے میں سمجھا کہ یہ میری بات سنتے ہیں اور میری مدد کر سکتے ہیں۔

اس لئے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے ان کی مورتی بنائی، پھر ان سے مدد مانگنے کے لئے ان کے سامنے جھکے، پھر سجدہ کیا، اور رفتہ رفتہ ان کو بھی خدا مان لیا، اور یہی شرک ہے جسکو خدا کبھی معاف نہیں کرے گا

اس لئے ہمیں بزرگوں کی ایسی تعظیم نہیں کرنی ہے جس سے رفتہ رفتہ شرک شروع ہو جائے

ہندؤوں کے رواجوں پر غور کریں

ہندؤوں کے سارے رواجوں پر غور کریں

،ان کے بت بنانے پر غور کریں

ان سے مدد مانگنے پر غور کریں،

اوران کے سامنے پوجا کرنے پر غور کریں تو یہی باتیں کھل کر سامنے آئے گی

کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی حد سے زیادہ تعظیم کی، پھر رفتہ رفتہ وہ شرک میں مبتلاء ہو گئے

ہندو بھی ایک خدا کو مانتے ہیں، جس کو وہ ،ایشور، کہتے ہیں اوران میں سے بعض پنڈت صرف اسی کو مانتے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر لوگ ایشور کو مانتے ہوئے بھی مورتی کی پوجا کرتے ہیں

یہ جتنی مورتیاں بناتے ہیں وہ انکے بزرگوں کی شبیہ ہیں

وہ جانتے ہیں کہ یہ مٹی کی بنی ہوئی مورتی ہے، لیکن ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ان کے بزرگوں کی روحیں، یا ان کی دیوی دیوتاؤوں کی روحیں ان مورتیوں میں آتی ہیں

وہ ان کی بات سنتی ہیں، اوران کی مدد بھی کرتی ہیں، ان کو مدد کرنے کا اختیار ہے

اسی لئے وہ لوگ ان مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں، اور جی بھر کے ان سے مانگتے ہیں، جس کو شریعت شرک کہتی ہے

حضورؐ نے قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنے سے منع فرمایا

چونکہ اللہ کو اس بات کا پتہ تھا کہ مسلمان بھی اپنے بزرگوں سے حاجت مانگیں گے، یا ان کی مورتی بنائیں گے، اور ان کے سامنے سجدہ کریں گے، اس لئے حضورؐ نے کبھی کبھی قبر پر جانے کی اجازت تو دی، لیکن بار بار یہ تنبیہ کی کہ اس کے سامنے سجدہ نہ کرنا، اس سے ضرورتیں نہ مانگنا، اس کو عید گاہ نہ بنانا، اس پر عمارت نہ بنانا، بلکہ صرف ان کو سلام کر کے، اور ان کے لئے دعائیں کر کے واپس آجانا۔

آپ ان ساری تفصیلات کے لئے صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں

قبر کس کو کہتے ہیں

میت کے دفن ہونے کے بعد قیامت قائم ہونے تک کا جو وقت ہے اس کو قبر کہتے ہیں، میت کا جسم زمین میں ہو، یا جلا دیا گیا ہو، یا اس کو کسی جانور نے کھالیا ہو ان سبھوں کو اس میت کا قبر کہا جاتا ہے

اسی وقت کو برزخ بھی کہتے ہیں

اس آیت میں اس کی وضاحت ہے

1۔حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب أرجعون لعلی أعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا و من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون۔(آیت ۱۰۰ سورت المؤمنون ۲۳)

ترجمہ۔یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آ کھڑی ہوگی تو وہ کہے گا کہ، میرے رب مجھے واپس بھیج دیجئے، تا کہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو وہ زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان مرنے والوں کے سامنے برزخ کی آڑ ہے جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک انکو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

اس آیت میں ہے کہ موت کے بعد سے لیکر قبر سے اٹھائے جانے تک کو برزخ کہتے ہیں، اس کے حالات دنیا کے حالات سے مختلف ہیں۔

قبر پر اس لئے جانے کی اجازت ہے کہ وہاں آخرت یاد آنے لگے

اگر قبر پر جانے سے آخرت یاد آنے لگے اور موت یاد آنے لگے تب تو سمجھو کہ یہاں آنے کا فائدہ ہوا، اور اگر یہاں آنے کا مقصد تفریح کرنا ہے، یا کھیل تماشہ کرنا ہے، یا پیسہ بٹورنا ہے تو پھر یہ قبر کا فائدہ نہیں ہوا، اور ایسی صورت میں قبر پر جانا اچھا نہیں ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1۔عن ابن مسعود ان رسول الله ﷺ قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا و تذكر الآخرة ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ما جاء فی زیارۃ القبور، ص ۲۲۳، نمبر ۱۵۷۱)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قبر کی زیارت سے روکا کرتا تھا، اب اس کی زیارت کیا کرو، کیونکہ اس سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے، اور آخرت یاد آتی ہے

2۔عن ابی هريرة قال زار النبی ﷺ قبر امه فبكى و ابكى من حوله فقال استأذنت ربی فی ان أستغفر لها فلم يأذن لی و استأذنت ربی ان ازور قبرها فأذن لی ، فزوروا القبور ، فانها تذكركم الموت ۔ (ابن ماجۃ شریف، باب ما جاء فی زیارۃ قبور المشرکین، ص ۲۲۴، نمبر ۱۵۷۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی تو وہ روئے، اور جو قریب میں تھے انکو بھی رولایا، پھر فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کی مغفرت کی اجازت مانگی تو مجھ کو اجازت نہیں ملی،، اور اپنے رب سے

انکی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت مل گئی، قبر کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ اس سے موت یاد آتی ہے

ان احادیث میں تین باتیں ہیں

[ا] قبر پر خود بخود رونا آجائے تو جائز ہے، واویلا کرنا جائز نہیں

[۲] دوسری بات یہ ہے کہ کبھی کبھی قبر کی زیارت کرنی چاہئے، کیونکہ حضورؐ زندگی میں ایک بار ماں کی قبر کی زیارت کی ہے، رات دن اس پر جم گھٹا نہیں لگانا چاہئے

[۳] اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس لئے قبر کی زیارت کرے کہ اس سے موت یاد آئے، کھیل کود کے لئے، یا تماشہ کے لئے قبر کی زیارت نہ کرے

اس دور میں بہت سے لوگ تفریح کے لئے اور موج ومستی کے لئے مزار پر جاتے ہیں، جو جائز نہیں ہے

سات 7 شرطوں کے ساتھ قبر پر جانے کی اجازت ہے

ان سات 7 شرطوں کے ساتھ قبر پر جائیں، اس کے بغیر نہ جائیں

[۱] اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے

پہلی شرط یہ ہے کہ، اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت بھی نہ کرے

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں۔

2۔قل انی نہیت ُان اعبد الذین تدعون من دو ن اللہ ۔(آیت ۵۶، سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔مجھکو اس بات سے روکا گیا ہے کہ اللہ کے علاوہ جس کو تم لوگ پکارتے ہو اس کی عبادت کروں

3۔ان الحکم الا للہ أمر ان لا تعبدوا الا ایاہ۔(آیت ۴۰، سورۃ یوسف ۱۲)

ترجمہ۔صرف اللہ ہی کا حکم چلے گا، اور اس نے یہ حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں۔

4۔ان لا تعبدوا الا اللہ۔ (آیت ۱۴، سورۃ فصلت ۴۱)

ترجمہ۔صرف اللہ ہی کی عبادت کرو

5۔قل أتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا ۔(آیت ۷۶، سورۃ المائدۃ ۵)

ترجمہ۔آپ یہ اعلان کر دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جو نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہے، اس کی عبادت کروں ۔یعنی اللہ کے علاوہ کی ہر گز عبادت نہ کروں۔

6۔ و ما امرو الالیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء۔(آیت ۵، سورۃ البینۃ ۹۸)

ترجمہ۔صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ یکسو ہو کر خالص صرف اللہ ہی کی عبادت کریں ۔

7۔ و ما امرو الالیعبدوا الاھاواحدا ، لا الہ اللہ ھو ۔(آیت ۳۱،سورۃ التوبۃ ۹)

ترجمہ۔اوراس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں،اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے

ان چھ 6 آیتوں میں ایک ہی حکم دیا گیا ہے کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو،اس لئے کسی اور کی عبادت کرنا ہرگز جائز نہیں

[۲] قبر والوں سے نہ مانگے

دوسری شرط یہ ہے کہ،قبر والوں سے نہ مانگے

،اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

8۔ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔(آیت ۴،سورہ فاتحہ ۱)اس آیت میں حصر کے ساتھ بتایا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں،دن رات میں فرض نماز سترہ رکعتیں ہیں،اور کم سے کم سترہ مرتبہ ایک مومن سے کہلوایا جاتا ہے کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اللہ ہی سے مانگتے ہیں،اس لئے کسی اور کی عبادت بھی جائز نہیں اور کسی اور سے مدد مانگنا بھی جائز نہیں ہے۔

9۔والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم، و لا انفسھم ینصرون ۔(آیت ۱۹۷،سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔اللہ کو چھوڑ کر جسکو تم پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کرسکتا ، بلکہ وہ خود اپنی مدد بھی نہیں کرسکتا

10۔أغیر الله تدعون ان کنتم صادقین ، بل ایاہ تدعون ۔(آیت ۴۰۔۴۱،سورۃ الانعام ۶)۔ ترجمہ۔تو کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو، بلکہ اسی کو پکارو گے۔

11۔ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا ۔(آیت ۱۸، سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔ اور سجدے تو تمام تر اللہ ہی کا حق ہے، اس لئے اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرو

12۔ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم ۔(آیت ۱۹۴،سورۃ الاعراف ۷)

ترجمہ۔اللہ کے علاوہ جس کو پکارتے ہو وہ سب تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں

13۔و الذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر۔(آیت ۱۳،سورۃ فاطر ۳۵)

ترجمہ۔اللہ کے علاوہ جس کو بھی پکارتے ہو وہ گٹھلی کے چھلکے کا بھی مالک نہیں ہے [تو تمہاری مدد کیا کریں گے]

14۔قل انما أدعوا ربی و لا اشرک بہ احدا ۔ (آیت ۲۰،سورۃ الجن ۷۲)

ترجمہ۔آپ فرما دیجئے کہ میں صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں، اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتا

ان 7 سات آیتوں میں ہے کہ صرف اللہ کو پکارے، اس لئے کسی اور کو پکارنا، اور اس سے مدد مانگنا ہرگز جائز نہیں ہے، اس لئے قبر پر جائے تو اللہ کے علاوہ کسی اور سے مدد نہ مانگے، اور قبر والے چاہے ولی ہوں یا نبی ہوں ان سے بھی مدد نہ مانگے

اس وقت بہت سارے لوگ مزار اور قبرستان اس لئے جاتے ہیں کہ صاحب قبر سے حاجت مانگی جائے ، یہ جائز نہیں ہے، دینے والی ذات صرف اللہ ہے۔

اس کی پوری تفصیل اللہ کے علاوہ سے مانگنا، کے عنوان کے تحت دیکھیں

[۳] قبر پر سجدہ نہ کرے

تیسری شرط ہے کہ قبر پر سجدہ نہ کرے اس کے لئے یہ آیت ہے

15۔لا تسجدوا للشمس و لا للقمر و اسجدوا الله الذی خلقهن۔(آیت ۱۳۷،سورۃ فصلت ۴۱)

ترجمہ۔سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو،جس نے تم کو پیدا کیا ہے صرف اسی کو سجدہ کرو

16۔فأسجدوا لله واعبدوا۔(آیت ۶۲،سورۃ النجم ۵۳)

اللہ ہی کو سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

3۔عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ فی مرضه الذی لم یقم منه ، لعن الله الیهود و النصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد ۔(بخاری شریف،باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر و عمرؓ،ص ۲۲۳،نمبر ۱۳۹۰)

ترجمہ۔جس بیماری سے حضورؐ کا وصال ہوا اس بیماری میں حضورؐ نے فرمایا،اللہ یہود اور نصاری پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا

اس حدیث میں ہے کہ قبر کو سجدے کی جگہ بنانا جائز نہیں ہے۔

4۔سمت ابا مرسد الغنوی یقول قال رسول الله ﷺ لا تجلسوا علی القبور و لا تصلوا الیها ۔(ابوداود شریف،کتاب الجنائز،باب فی کراہیۃ القعود علی القبر،ص ۴۷۱،نمبر ۳۲۲۹)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ قبر پر بیٹھا نہ کرو،اور اس کی طرف رخ کر کے نماز بھی نہ پڑھا کرو

،اور یہ اس لئے فرمایا کہ آدمی کہیں قبر والے کو خدا نہ سمجھ بیٹھے،اس لئے قبر کی طرف رخ کر کے بھی نماز

پڑھنے سے منع فرمایا، جب قبر کی طرف رخ کر کے نماز بھی نہ پڑھو تو قبر کو سجدہ کرنا کیسے جائز ہو جائے گا

۔عن قیس بن سعد قال أتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فقلت رسول الله ﷺ احق ان یسجد له قال فأتیت النبی ﷺ فقلت انی اتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فانت یا رسول الله ! احق ان نسجد لک ،قال: أرأیت لو مررت بقبری أکنت تسجد له ؟ قال قلت لا ، قال :فلا تفعلوا ،لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجد ن لازواجهن لما جعل الله لهم علیهن من الحق ۔(ابوداود شریف، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأۃ،ص ۳۰۹،نمبر ۲۱۴۰/ابن ماجۃ شریف، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ،ص ۲۶۵،نمبر ۱۸۵۳)

ترجمہ۔قیس بن سعد فرماتے ہیں کہ میں حیرہ مقام پر آیا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں،تو میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے، میں حضورؐ کے پاس آیا اور کہا کہ میں حیرہ گیا تھا، وہاں دیکھا کہ وہ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، اس لئے آپ یا رسول اللہ زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں، حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم میری قبر پر گزرو تو کیا اس کو سجدہ کرو گے، قیس نے جواب دیا نہیں !،تو حضورؐ نے فرمایا کہ، زندگی میں بھی مجھے سجدہ مت کرو،، اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں، اس لئے کہ اللہ نے شوہروں کو بیویوں پر بہت حقوق دئے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ تعظیمی کرنا بھی حرام ہے

اس وقت کا عالم یہ ہے کہ بہت سے مجاور آنے والے لوگوں کو قبر کے سامنے سجدہ کرواتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح یہ صاحب قبر کا گرویدہ ہو جائے اور مجھے اس کا نذر و نیاز ملتا رہے۔

[۴] پردے کے ساتھ جائے ، بے پردگی کے ساتھ ہرگز نہ جائے

چوتھی شرط یہ ہے کہ پردے کے ساتھ جائے ، بے پردگی کے ساتھ ہرگز نہ جائے

اس کے لئے حدیث اور آیتیں یہ ہیں

5۔عن عائشة قالت ، كنت ادخل بيتي الذى دفن فيه رسول الله ﷺ و ابى ، فاضع ثوبى فاقول : انما زوجي و ابى ، فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلت الا انا مشدودة على ثيابى حياء من عمر ۔(مسند احمد، باب حدیث السیدة عائشة ، ج ۷، ص ۲۸۸، نمبر ۲۵۱۳۲)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے جس گھر میں حضورؐ دفن کئے گئے ہیں میں بغیر پردے کے بھی اس میں داخل ہو جایا کرتی تھی ، اور یوں سوچتی تھی کہ یہاں میرے شوہر ہیں اور میرے والد ہیں ، پھر جب حضرت عمرؓ ان کے ساتھ دفن ہوئے ، حضرت عمرؓ سے شرم کی وجہ سے میں جب بھی داخل ہوئی تو پورا کپڑا باندھ کر داخل ہوئی۔

اس حدیث میں ہے کہ قبر پر پردہ کے ساتھ جانا چاہئے۔

17 ۔ و قل للمومنات يغضضن من ابصارهن و يحفظن فروجهن و لا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها، ليضربن بخمرهن على جيوبهن و لا يبدين زينتهن الا لبعولتهن او ابآئهن ۔(آیت ۳۱، سورة النور ۲۴)

ترجمہ۔مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگائیں نیچی رکھیں ، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ، اور اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں ، سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے ، اور اپنی اوڑھنیوں کے انچل اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں ، اور اپنی سجاوٹ اور کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے

یا اپنے باپ کے۔الخ۔

اس آیت میں ہے کہ اپنی زینت کسی پر ظاہر نہ کریں

18۔و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی ۔ (آیت ٣٣،سورۃ الاحزاب ٣٣)۔ترجمہ۔اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو،اور غیر مردوں کو بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا۔

6۔عن عبد اللہ عن النبی ﷺ قال المرأة عورة فاذا خرجت استشرفھا الشیطان ۔(ترمذی شریف،باب استشراف الشیطان المرأۃ اذا خرجت،٢٨٤،نمبر١١٧٣)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ عورت جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اشارہ کرتا ہے کہ اس کی تاک جھانک کرو

اس حدیث میں ہے کہ عورت بن ٹھن کر باہر نکلتی ہے تو شیطان لوگوں کو متوجہ کرتا ہے کہ اس عورت کو دیکھو۔

مردوں کو بھی حکم دیا کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھا کریں

اس آیت میں ہے

19۔قل للمومنین یغضوا من ابصارھن و یحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔(آیت ٣٠،سورت النور٢٤)

ترجمہ۔مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی انکے لئے پاکیزہ ترین طریقہ ہے

اس آیت میں مردوں کو حکم ہے کہ اپنی نگائیں نیچی رکھا کریں تو عورتوں کو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ مزاروں پر بے پردگی کے ساتھ دوڑتی رہیں

[۵] قبر پر واویلا نہ کرے

پانچویں شرط یہ ہے کہ قبر پر واویلا نہ کرے یعنی بلا وجہ زور زور سے نہ روئے اور نہ سینہ پیٹے اس کے لئے احادیث ہ ہیں

7۔ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لیس منا من شق الجیوب و ضرب الخدود و دعا بدعوی الجاھلیۃ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء عن نہی ضرب الخدود وشق الجیوب، ص ۲۲۵، نمبر ۱۵۸۴)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ ہم میں سے وہ نہیں ہے کپڑا اپھاڑے، اور چہرے پر مارے، اور زمانہ جاہلیت کی جیسی بات کرے

8۔لما ثقل ابو موسیؓ .... ان رسول اللہ ﷺ قال انا بری ممن حلق و سلق و خرق ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء عن نہی ضرب الخدود وشق الجیوب، ص ۲۲۵، نمبر ۱۵۸۶/ مسلم شریف، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود، ص ۵۸، نمبر ۱۰۳/ ۲۸۵)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے بری ہوں جو سر کا بال اکھیڑے، گلا پھاڑ پھاڑ کر کے واویلا کرے، اور کپڑا اپھاڑے

9۔عن جابر بن عبد اللہ ...قال : لا ، و لکن نھیت عن صوتین احمقین فاجرین صوت عند مصیبۃ خمش وجوہ وشق جیوب و رنۃ شیطان ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصۃ فی البکاء علی المیت، ص ۲۴۳، نمبر ۱۰۰۵)

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دو احمق آواز جو فاجر ہیں ان سے مجھے روکا گیا ہے، ایک آواز وہ ہے جو مصیبت کے وقت چہرے پر تھپڑ مارتے ہوئے آواز نکالے، اور کپڑا اپھاڑے، اور دوسری آواز ہے

شیطان کی گنگناہٹ۔

اس حدیث میں واویلا کرنے سے سختی منع کیا ہے، پتہ نہیں بعض لوگ محرم کے موقع پر کیوں اتنا وایلا کرتے ہیں

باقی تفصیل ماتم کے عنوان میں دیکھیں

[٦] قبر والوں کوسلام کرے اور دعا پڑھے

چھٹی شرط یہ ہے کہ لوگ قبر پر بہت سارے خرافات کرتے ہیں، اس لئے وہاں خرافات نہ کریں، صرف، قبر والوں کوسلام کریں، ان کے لئے استغفار کریں، ان کے لئے دعا کریں، اور قرآن وغیرہ پڑھ کر بخش دیں،، اور موت کو یاد کریں، اور یوں خیال کریں کہ مجھے بھی قبرستان آنا ہے، یہاں اتنا ہی کام احادیث سے ثابت ہیں، باقی باتیں ویسے ہی ہیں

سلام اور استغفار کرنے کے لئے احادیث یہ ہیں

10۔عن ابن عباس قال مر رسول الله ﷺ بقبور المدینة فاقبل علیهم بوجهه فقال السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا و لکم انتم سلفنا و نحن بالاثر۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب مایقول الرجل اذا دخل المقابر، ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۳)

ترجمہ۔حضور ؐ مدینہ کے ایک قبر کے پاس سے گزرے، تو اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔السلام علیکم یا اهل القبور ، اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے، آپ ہمارے سلف ہیں اور ہم بعد میں آنے والے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ اہل قبر کوسلام کرے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔

11۔عن عائشة انها قالت كان رسول الله كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ . يخرج من آخر الليل الى البقيع فيقول ، السلام عليكم دار قوم مومنين و اتاكم ما توعدون غدا مؤجلون ، و انا ، ان شاء الله، بكم لاحقون ، اللهم اغفر لاهل بقيع الغرقد۔(مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لاھلھا، ص ۳۹۲، نمبر ۹۷۴، نمبر ۲۲۵۵)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب بھی حضورؐ کی باری میرے ساتھ ہوتی تو رات کے آخیر حصے میں جنت البقیع [قبرستان] کی طرف تشریف لیجاتے ،اور یہ کلمات کہتے، السلام عليكم دار قوم مومنين الخ ، کہتے ،اور کہتے کہ، اے اللہ بقیع والوں کو معاف کر دے

ان دونوں حدیثوں میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ اہل قبور کو سلام کس طرح کرے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کے لئے استغفار کرے

[۷] قبر والے کے لئے استغفار کرے

ساتویں بات یہ ہے کہ قبر والوں کے لئے استغفار کرے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

12۔عن عثمان بن عفان قال كان النبى ﷺ اذا فرغ من دفن ا لميت وقف عليه فقال استغفروا لاخيكم و اسألوا له بالتثبيت فانه الآن يسأل ۔(ابوداود شریف، کتاب الجنائز، باب الاستغفار ند القبر للمیت فی وقت الانصراف، ص ۴۷۰، نمبر ۳۲۲۱)

ترجمہ۔حضورؐ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کے پاس کھڑے ہوتے ،اور فرماتے ،اپنے

بھائی کے لئے استغفار کرو، اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کے لئے دعا مانگو، اس لئے کہ اب منکر نکیر [فرشتے] اس سے سوال کریں گے۔

13۔سمعت عائشة تحدث فقالت ...فقال ان ربک یأمرک ان تأتنی اهل البقیع فتستغفر لهم ، قالت قلت کیف اقول لهم ؟ یا رسول الله ! قال قولی السلام علی اهل الدیار من المومنین و المسلمین و یرحم الله المستقدمین منا و المستأخرین ، و انا ان شاء الله بکم للاحقون ۔(مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور و الدعاء لاھلھا، ص ۳۹۲، نمبر ۹۷۴، نمبر ۲۲۵۶)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ بقیع والوں کے پاس آئیں اور ان کے لئے استغفار کریں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور ؐ سے پوچھا کہ کس طرح انکے ئے دعا کروں، تو آپ نے فرمایا السلام علی اهل الدیار من المومنین و المسلمین، آخر تک پڑھو

14۔عن عائشة انها قالت کان رسول الله کلما کان لیلتها من رسول الله ﷺ . یخرج من آخر اللیل الی البقیع فیقول ، السلام علیکم دار قوم مومنین و اتاکم ما توعدون غدا مؤجلون ، و انا ، ان شاء الله، بکم لاحقون ، اللهم اغفر لاهل بقیع الغرقد۔(مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور و الدعاء لاھلھا، ص ۳۹۲، نمبر ۹۷۴، نمبر ۲۲۵۵)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب بھی حضورؐ کی باری میرے ساتھ ہوتی تو رات کے آخیر حصے میں جنت البقیع [قبرستان] کی طرف تشریف لیجاتے، اور یہ کلمات کہتے، السلام علیکم دار قوم مومنین الخ ، ، اور کہتے کہ، اے اللہ بقیع والوں کو معاف کردے

اس حدیث میں ہے کہ میت کے لئے استغفار کرے۔

قبر والے کو سلام کرنا ہو تو قبر کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

15۔عن ابن عباس قال مر رسول الله ﷺ بقبور المدينة فاقبل عليهم بوجهه فقال السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا و لكم انتم سلفنا و نحن بالاثر۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب مایقول الرجل اذا دخل المقابر، ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۳)

ترجمہ۔حضورؐ مدینہ کے ایک قبر کے پاس سے گزرے، تو اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔السلام علیکم یا اهل القبور، الخ ، اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے، آپ ہمارے سلف ہیں اور ہم بعد میں آنے والے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ سلام کرنے کے لئے حضورؐ اہل مدینہ کی قبروں کی طرف متوجہ ہوئے

قبر کے پاس بیٹھنا ہو تو منہ قبلہ کی طرف ہو

قبروں کے پاس بیٹھنا ہو تو چہرہ قبلے کی طرف ہونا چاہئے، تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ قبر والے سے بیٹھ کر مانگ رہے ہیں

اس کے لئے حدیث یہ ہے

16۔عن البراء بن عازب قال خرجنا مع رسول الله ﷺ فی جنازة رجل من الانصار فانتهينا الی القبر و لم يلحد بعد فجلس النبی ﷺ مستقبل القبلة و جلسنا معه۔(ابو داود شریف، کتاب الجنائز، باب کیف تجلس عند القبر ،ص ۴۶۹، نمبر ۳۲۱۲)

ترجمہ۔ہم حضورؐ کے ساتھ ایک انصاری آدمی کے جنازے میں نکلے ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی قبر نہیں کھودی گئی تھی ،تو حضورؐ قبلے کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے

اس حدیث میں ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے حضور قبرستان میں بیٹھے، ادب کا تقاضہ یہی ہے

عام حالات میں عورتوں کو قبر پر جانا منع ہے

عام حالات میں عورتوں کو قبر پر جانا منع ہے، کیونکہ وہ واویلا کرتی ہیں، اور خلاف شریعت کام کرنے میں مشغول ہوجاتی ہیں، البتہ دوسری حدیثوں کی وجہ سے بعض حضرات نے کبھی کبھار جانے کی گنجائش دی ہیں اس میں بھی وہی سات شرطیں ہیں

حدیث میں عورتوں کے لئے قبرستان جانا منع ہے اس کے لئے یہ حدیث ہے

17۔عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زورات القبور ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ما جاء عن زیارۃ النساء القبور، ص۲۲۴، نمبر ۱۵۷۵)

ترجمہ۔قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر حضورؐ نے لعنت کی۔

18۔عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذین علیها المساجد و السرج ۔(ترمذی شریف، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی کراہیۃ ان یتخذ علی القبر مسجدا، ص ۸۸، نمبر ۳۲۰ رنسائی شریف، کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور، ص ۲۸۶، نمبر ۲۰۴۵)

ترجمہ۔حضورؐ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، اور جو اس پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں ان پر بھی لعنت کی

اس حدیث میں ہے کہ جو عورتیں قبر کی زیارت کرتی ہیں ان پر حضور ﷺ نے لعنت کی، اس لئے عورتوں کو عام حالات میں قبر پر جانا اچھا نہیں ہے البتہ کبھی کبھار چلی جائے اس کی گنجائش ہے

عورتوں کے لئے کبھی کبھار قبر کی زیارت کی گنجائش دی ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

19۔عن عائشہ ان رسول اللہ ﷺ رخص فی زیارۃ القبور۔(ابن ماجۃ شریف باب ماجاء فی زیارۃ القبور،ص۲۲۳،نمبر۱۵۷۰)۔ترجمہ۔حضور ؐ نے قبر کی زیارت کی رخصت دی

اس رخصت کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی کبھار زیارت کرلے تو اس کی رخصت ہے

20۔عن سلیمان بن بریدۃ قال قال رسول اللہ ﷺ قد کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فقد اذن لمحمد فی زیارۃ قبر امہ فزوروھا فانھا تذکر الآخرۃ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصۃ فی زیارۃ القبور،ص۲۵۴،نمبر۱۰۵۴)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قبر کی زیارت سے روکا کرتا تھا،لیکن محمد ؐ کو اپنی ماں کی قبر کی اجازت دی،اس لئے اب اس کی زیارت کیا کرو، کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے

21۔قال توفی عبد الرحمن بن ابی بکر بالحبشی قال فحمل الی مکۃ فدفن فیھا فلما قدمت عائشۃ اتت قبر عبد الرحمن بن ابی بکر ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصۃ فی زیارۃ القبور،ص۲۵۵،نمبر۱۰۵۵)

ترجمہ۔حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر کی وفات حبشہ میں ہوئی تو انکو مکہ لایا گیا اور وہاں دفن کیا، جب حضرت عائشہ ؓ سفر سے واپس آئیں تو حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی قبر کی زیارت کے لئے آئیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا کہ عورتیں بھی کبھی کبھار قبر پر جاسکتی ہیں۔

قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے

قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے

22۔عن جابر قال نهى رسول الله ﷺ ان تجصص القبور و ان يكتب عليها ، و ان يبنى عليها و ان تؤطأ ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ تجصیص القبور والکتابۃ علیہا،ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۲/ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء فی النہی عن البناء علی القبور والکتابۃ علیہا،ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۶۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے قبروں کو پختہ بنانے سے منع کیا،، اور اس پر لکھنے سے منع کیا، اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا، اور اس کو روندنے سے منع کیا۔

23۔عن جابر نهى رسول الله ﷺ ان يجصص القبر ، و ان يقعد عليه ، و ان يبنى عليها ۔(مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب النہی عن تجسیس القبر والبناء علیہ ص ۳۹۰، نمبر ۲۲۴۵/۹۷۰)

ترجمہ۔حضور ؐ نے قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے، اور اس پر بیٹھنے سے، اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے

24۔عن ابى سعيد ان النبى ﷺ نهى ان يبنى على القبور ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء فی النہی عن البناء علی القبور والکتابۃ علیہا،ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۶۴)

ترجمہ۔حضور ؐ نے قبر پر عمارت بنانے سے منع کیا۔

ان تینوں حدیثوں میں قبر پر عمارت بنانے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے

قبر پر عمارت بنانے والوں کی ایک دلیل

بعض حضرات کہتے ہیں کہ لوگوں کے قرآن پڑھنے کے لئے ، یا دعا کرنے کے لئے قبر کے گرد عمارت بنانا جائز ہے، اوراس کے لئے وہ کچھ بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں

لیکن اس میں یہ خامیاں ہیں

[۱] حدیث میں شدت کے ساتھ منع کیا ہوتو پھر کسی بزرگ کے قول کو استدلال میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے

[۲] آج کل لوگ قرآن پڑھنے کے لئے تو کم ، اور شہرت، قوالی اور ڈھول کے لئے زیادہ عمارت بناتے ہیں، آپ اس کے لئے یوٹیوب you tube اور انٹرنیٹ، دیکھ لیں، پھر فیصلہ کریں

[۳] حضور ؐ کو خطرہ تھا کہ پچھلی قوموں کی طرح یہ قوم بھی قبر اور اہل قبر کے خرافات میں پڑ جائے گی اس لئے قبر پر عمارت بنانے ،اوراس پر چراغ جلانے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

حضور ﷺ کی قبر مبارک پر قبہ کیوں ہے

حدیث کی بنیاد پر حضور ؐ کی قبر پر چھت نہیں ہونی چاہئے ، لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کی قبر شریف حضرت عائشہ کے کمرے میں تھی اس لئے پہلے سے سائبان تھا ، اور یہی سائبان کافی سالوں تک رہا ، بعد میں دیکھا کہ جو لوگ بھی باہر سے آتے ہیں وہ قبر کے پاس ہی جانا چاہتے ہیں ، اور کچھ لوگ وہاں سے مٹی بھی اٹھانے لگے ، کیونکہ باہر کے سب لوگ اتنے تربیت یافتہ نہیں ہوتے ، اس لئے اس کے اردگرد دیوار کھڑی کر دی تاکہ لوگ وہاں تک نہ جا سکے، اور کسی توہین کا ارتکاب نہ کر سکے

۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء میں سلطان نور الدین زنگیؒ والی دمشق کے زمانے میں ایک حادثہ پیش آیا ، وہ یہ کہ کچھ یہودیوں نے حضور ؐ کی قبر تک سرنگ بنایا اور آپ کی توہین کرنے کی کوشش کی اس لئے اس نور الدین زنگیؒ نے قبر کے اردگرد شیشے کی مضبوط بنیاد بنائی تاکہ کوئی یہودی سرنگ نہ بنا سکے

ان حالات کو دیکھتے ہوئے ۶۷۸ھ مطابق ۱۲۷۹ء میں سلطان سیف الدین قلاوون نے اس کی مرمت کی اور لکڑی کی مضبوط دیوار بنائی ، اور چھت بھی بنا دی ، تاکہ کوئی اوپر سے بھی نہ آ سکے ، اور کوئی شخص اردگرد سے بھی اندر نہ جا سکے اور نہ کوئی نقصان پہونچا سکے، اس لئے اس مجبوری کی وجہ سے حضور کی قبر شریف کے اردگرد لکڑی کی دیوار ، اور لکڑی کی چھت بنائی گئی ، ورنہ حدیث کے اعتبار سے اس پر بھی کوئی عمارت ، یا چھت نہیں ہونی چاہئے ۔

اس وقت یہ دیوار لکڑی کی تھی اس لئے ۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ء میں اس عمارت میں زبردست آگ لگ گئی اور جل گئی ، جس کی وجہ سے سلطان قاتیبائی مصری نے اینٹ اور پتھر سے اس کی تعمیر کی اور اس پر مضبوط گنبد ڈال دی ، تاکہ کوئی اندر نہ آ سکے ، اس وقت اس عمارت پر سادہ رنگ سے رنگا جاتا تھا

۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء میں سلطان محمود بن عبد الحمید نے اس کو ہرے رنگ سے رنگ دیا، اور وہ رنگ آج تک چل رہا ہے

قبر پر عمارت نہ بناؤ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے آج بھی حضور ؐ کی قبر، اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں مٹی کی ہیں، اور ان پر کنکریاں بچھی ہوئی ہیں، البتہ لوگوں سے حفاظت کی غرض سے دور میں دیوار اور اس کی چھت بنائی گئی ہے۔

حضور کی قبر مبارک پر مٹی ہے اس کے لئے حدیث یہ ہے

۔عن القاسم قال دخلت علی عائشة فقلت یا امة !اکشفی لی عن قبر رسول الله ﷺ و صاحبیه رضی الله عنهما فکشفت لی عن ثلاثة قبور ، لا مشرفة ، و لا لاطئة مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء۔(ابو داود شریف، کتاب الجنائز، باب فی تسویۃ القبر، ص ۴۷۰، نمبر ۳۲۲۰)

ترجمہ۔حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے حضور اور انکے دو ساتھیوں کی قبر دکھائیں؟ تو انہوں نے تین قبریں دکھائیں، جو بہت اونچی بھی نہیں تھیں اور بہت نیچی بھی نہیں تھیں، ان پر بطحاء کی سرخ کنکریاں بچھائی ہوئی تھیں

اس قول صحابی میں ہے کہ حضور کی قبر پر ابھی بھی سرخ نگ کی کنکری پڑی ہوئی ہے

اس لئے حضور ؐ کی قبر کے گرد عمارت سے دوسری قبروں پر قبہ، اور گنبد بنانے پر استدلال نہیں کرنی چاہئے یہ حدیث کے خلاف ہے

قبر کو بہت اونچی بنانا بھی مکروہ ہے

قبر کو اونچی بنانا بھی صحیح نہیں ہے۔

اس کے لئے یہ حدیث ہے۔

25۔ عن ابی الھیاج الاسدی قال : قال لی علی بن طالب الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ ﷺ ؟ ان لا تدع تمثالا الا طمستہ و لا قبرا مشرفا الا سویتہ ۔(مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر ،ص ۳۸۹،نمبر ۹۶۹/۲۲۴۳)

ترجمہ۔ابی الھیاج اسدی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے کہا کہ ،جس کے لئے مجھے حضور ؐ نے بھیجا ہے میں تم کو نہ بھیجوں ؟، مجھے اس بات کے لئے بھیجا ہے کہ کوئی بت نہ دیکھوں مگر اس کو توڑ دوں ،اور کوئی اونچی قبر نہ دیکھوں مگر اس کو برابر کر دوں

اس حدیث میں ہے کہ اونچی قبر کو برابر کر دے ،اس لئے قبر کو اونچی رکھنا بھی اچھا نہیں ہے ،اس لئے قبر کو پختہ بنا کر اس کو اونچی کرنا اچھی بات نہیں ہے

بعض حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ یہ کافر کی قبر کے بارے میں برابر کرنے کا حکم تھا ،لیکن یہ تاویل اس لئے صحیح نہیں ہے اس حدیث میں کسی قبر کی تخصیص نہیں ہے ، بلکہ تمام قبروں کے لئے یہ حکم عام ہے

قبر کے ارد گرد مسجد بنانا بھی مکروہ ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

26۔عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذين عليها المساجد و السرج۔(ترمذی شریف، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ ان یتخذ علی القبر مسجدا، ص ۸۸، نمبر ۳۲۰رنسائی شریف، کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور، ص ۲۸۶، نمبر ۲۰۴۵) ۔ترجمہ۔حضور ؐ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، اور جو اس پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں ان پر بھی لعنت کی

27۔عن عائشة ان ام سلمة ذكرت لرسول الله ﷺ كنيسة رأتها بارض الحبشة يقال لها مارية فذكرت له ما رأت فيها من الصور فقال رسول الله ﷺ اولئک قوم اذا مات فيهم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا و صوروا فيه تلک الصور اولئک شرار الخلق عند الله . (بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی البیعۃ، ص ۷۵، نمبر ۴۳۴)

ترجمہ۔حضرت ام سلمہ ؓ نے حضور کے سامنے حبشہ میں جو چرچ دیکھا تھا، جس کو ماریہ، کہتے ہیں، اس میں جو تصویر لگی ہوئی ہے اس کا تذکرہ کیا، تو حضور ؐ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم تھی جس کے نیک بندے مر جاتے تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے، اور اس میں یہ تصویر لگا دیتے، اللہ کے نزدیک یہ شریر مخلوق ہے

ان احادیث میں ہے کہ قبر کے پاس مسجد بنانا بھی مکروہ ہے، لیکن کچھ لوگوں نے اس کے خلاف خواہ مخواہ فتوی دے دیا ہے، اور لوگوں کو گمراہ کیا ہے

قبر پر چراغ جلانا بھی مکروہ ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

28۔عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذین علیھا المساجد و السرج ۔(ترمذی شریف، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ ان یتخذ علی القبر مسجدا، ص ۸۸، نمبر ۳۲۰ رنسائی شریف، کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور، ص ۲۸۶، نمبر ۲۰۴۵)

ترجمہ۔حضور ؐ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، اور جو اس پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں ان پر بھی لعنت کی

29.عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور و المتخذین علیھا المساجد و السرج ۔(ابوداود شریف، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ النساء القبور، ص ۴۷۲، نمبر ۳۲۳۶)

ترجمہ۔حضور ؐ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، اور جو اس پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں ان پر بھی لعنت کی

اس دور میں لوگ قبر پر کتنے چراغاں کرتے ہیں، اور کتنی رنگ برنگ بجلیاں جلاتے ہیں، اور اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہیں

قبر پر پھول چڑھانا ٹھیک نہیں ہے

حضور ؐ نے یا صحابہ نے کبھی بھی کسی قبر پر پھول نہیں چڑھایا ہے،
یہ ہندؤوں کا طریقہ ہے کہ وہ لوگ اپنے بتوں پر، اور مورتیوں پر پھول چڑھاتے ہیں اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہمیں ہندؤوں کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے

کچھ حضرات اس حدیث سے قبر پر پھول چڑھانے پر استدلال کرتے ہیں

29۔عن ابن عباس ؓ عن النبی ﷺ انه مر بقبرین یعذبان فقال انهما لیعذبان ... ثم اخذ جریدة رطبة فشقها بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدة فقالوا یا رسول الله لم صنعت هذا ؟ فقال لعله ان یخفف عنهما ما لم ییبسا ۔(بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب الجریدۃ علی القبر، ص ۲۱۸، نمبر ۱۳۶۱)

ترجمہ۔حضور ؐ کا دو قبروں پر گزر ہوا جن پر عذاب ہو رہا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے۔۔۔پھر ایک تر شاخ کو لیا اور اس کو دو ٹکڑا کیا، پھر ہر قبر پر ایک ایک شاخ گاڑ دی، لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیوں کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تک سوکھ نہ جائے تو ہوسکتا ہے کہ اس وقت تک دونوں سے عذاب میں کمی رہے۔

اس حدیث میں حضور ؐ نے فرمایا کہ صاحب قبر پر عذاب ہو رہا ہے تو آپ نے اس پر کھجور کی ٹہنی گاڑی اور کہا جب تک یہ خشک نہ ہو تو اس وقت تک اس سے عذاب کم ہو جائے گا
اس سے استدلال کرتے ہیں کہ قبر پر پھول چڑھانا جائز ہے

لیکن اس میں یہ باتیں دیکھنے کی ہے، کہ حضورؐ نے صرف ایک مرتبہ ایسا کیا، اس لئے ممکن ہے کہ یہ آپ کی برکت سے عذاب کم ہوا ہو، اس لئے کیا ضروری ہے کہ ہمارے گاڑنے سے بھی عذاب کم ہو جائے حضور نے کھجور کی ٹہنی ڈالی ہے، ہم پھول ڈالتے ہیں، اور پھول ڈالنا ہندوؤں کا طریقہ ہے وہ بھی اپنے بتوں پر پھول ڈالتے ہیں، اس لئے اس سے پرہیز بہتر ہے

آج کل قبروں پر ایک پھول نہیں ڈالا جاتا، بلکہ یہ مجاوروں کی بزنس بن گئی ہے، اس سے کتنے لوگ تجارت کر رہے ہیں، دیکھیں کہ کتنا بڑا فرق ہے

غرائب کا فتوی

کچھ حضرات یہ فتوی پیش کرتے ہیں، لیکن اس فتوے کا اعتبار اس لئے نہیں ہے کہ فتاوی ہندیہ والوں نے، غرائب، کوئی کتاب ہے وہاں سے فتوی نقل کیا گیا ہے، اور اس پر کوئی حدیث بھی پیش نہیں کی ہے

غرائب کا فتوی یہ ہے

وضع الورد و الرياحين على القبور حسن و ان تصدق بقيمة الورد كان احسن كذا في الغرائب ۔(فتاوی ھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب سادس عشر، فی زیارۃ القبور، ج ۵ ص ۳۵۱)

ترجمہ۔قبر پر گلاب کا پھول، یا خوشبو رکھے تو بہتر ہے، اور اس کی قیمت صدقہ کر دے تو اور زیادہ بہتر ہے، غرائب کی کتاب میں ایسا ہی لکھا ہوا ہے

اس عبارت میں دیکھیں کہ کوئی حدیث پیش نہیں کی، اور نہ کسی اہم کتاب کا حوالہ دیا ہے، یہ تو غرائب کی ایک عبارت ہے اس لئے یہ فتوی ٹھیک نہیں ہے، خصوصا جبکہ آج کل یہ ایک بہت بڑی تجارت بن گئی ہو

قبر پر لکھنا بھی اچھا نہیں ہے

30۔عن جابر قال نهى رسول الله ﷺ ان يكتب على القبر شیء ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء فی النہی عن البناء علی القبور والکتابۃ علیہا،ص۲۲۲،نمبر ۱۵۶۳)

ترجمہ۔حضورؐ نے قبر پر کوئی چیز لکھنے سے منع فرمایا ہے

اس حدیث میں ہے کہ قبر پر لکھنے سے منع کیا ہے

قبر پر پتھر کی علامت رکھنا جائز ہے

قبر پر کوئی علامت کی چیز رکھ دے جس سے پتہ چلے کہ یہ فلاں کی قبر ہے تو اس کی تھوڑی سی گنجائش ہے لیکن اس کا عام رواج نہ بنا لے۔

اس کی دلیل یہ حدیث ہے

31۔عن انس بن مالک ان رسول الله أعلم قبر عثمان بن مظعون بصخرة ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء فی العلامۃ فی القبر ،ص۲۲۲،نمبر ۱۵۶۱)

ترجمہ۔حضورؐ نے عثمان بن مظعون کی قبر پر چٹان رکھ کر نشان لگائی۔

قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں

قبر کی طرف رخ کر کے نماز بھی پڑھنا جائز نہیں ہے تو اس کے سامنے سجدہ کرنا کیسے جائز ہوگا!

حدیث یہ ہے

32۔عن ابی مرسد الغنوی قال قال رسول الله ﷺ لا تجلسوا علی القبور ، و لا تصلوا الیھا ۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب النہی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیہ،ص ۳۹۰،نمبر ۲۲۵۰/۹۷۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا قبر پر مت بیٹھو، اور اس کی طرف رخ کر کے نماز بھی نہ پڑھو

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا بھی جائز نہیں تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ صاحب قبر کی عبادت کر رہا ہے

قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے

قبر پر بیٹھنے سے صاحب قبر کی توہین ہوگی اس لئے قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

،33۔حدیث یہ ہے۔عن ابی مرسد الغنوی قال قال رسول الله ﷺ لا تجلسوا علی القبور ، و لا تصلوا الیھا ۔ (مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب النہی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیہ،ص ۳۹۰،نمبر ۲۲۵۰/۹۷۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا قبر پر مت بیٹھو، اور اس کی طرف رخ کر کے نماز بھی نہ پڑھو۔

34۔ عن جابر نهى رسول الله ﷺ ان يجصص القبر ، و ان يقعد عليه ، و ان يبنى عليها ۔(مسلم شریف، کتاب الجنائز، باب النہی عن تجسیس القبر والبناء علیہ ص ۳۹۰، نمبر ۲۲۴۵/۹۷۰)

ترجمہ۔حضور ؐ نے قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے، اور اس پر بیٹھنے سے، اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے

قبر کو روندنا مکروہ ہے

35۔عن جابر قال نهى رسول الله ﷺ ان تجصص القبور و ان يكتب عليها ، و ان يبنى عليها و ان توطأ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراھیۃ تجصیص القبور والکتابۃ علیہا ص ۲۵۴، نمبر ۱۰۵۲/ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء فی النہی عن البناء علی القبور والکتابۃ علیہا ص ۲۲۲، نمبر ۱۵۶۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے قبروں کو پختہ بنانے سے منع کیا،، اور اس پر لکھنے سے منع کیا، اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا، اور اس کو روندنے سے منع کیا۔

قبروں کے درمیان گزرنے کی ضرورت پڑ جائے تو جوتا نکال کر چلے

قبروں کے درمیان گزرنے کی ضرورت پڑ جائے تو جوتا نکال کر چلے تا کہ قبر کی توہین نہ ہو، لیکن اگر وہاں گھاس وغیرہ کی وجہ سے چلنا ممکن نہ ہو تو چپل پہن سکتا ہے،

اس کے لئے حدیث یہ ہے

36۔ان بشیر ابن الخصاصیۃ قال کنت امشی مع رسول اللہ ﷺ فمر علی قبور المسلمین فقال : لقد سبق ھؤلاء شرا کثیرا ، ثم مر علی قبور المشرکین فقال لقد سبق ھؤلاء خیرا کثیرا ، فحانت منہ التفاتۃ فرأی رجلا یمشی بین القبور فی نعلیہ فقال یا صاحب السبتیتین القھما ۔(نسائی شریف، کتاب الجنائز، باب کراھیۃ المشی بین القبور فی النعال السبتیۃ ،ص ۲۸۷،نمبر ۲۰۵۰)

ترجمہ ۔بشیر ابن خصاصیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ مسلمان کی قبروں کے درمیان سے چل رہے تھے،تو حضور ؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ شر کی بہت ساری چیزوں کو پار کر گئے، پھر ہم مشرکین کی قبروں سے گزرے تو حضورؐ نے فرمایا کہ، یہ لوگ بہت سارے خیر کو چھوڑ آئے ہیں،اس درمیان آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ جوتا پہن کر قبروں کے درمیان چل رہا ہے تو آپ نے فرمایا، آئے جوتے والے اس کو نکال لو۔

اس حدیث نے حضورؐ نے فرمایا کہ چمڑے کے جوتے کو نکال کر قبروں کے درمیان میں چلو۔

لغت :سبتیۃ چمڑے کا جوتا

جن کے یہاں موت ہوئی ہے
انکے یہاں کھانا بنا کر بھیجنا سنت ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

37۔عن عبد اللہ بن جعفر قال لما جاء نعی جعفر قال رسول اللہ ﷺ اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاھم ما یشغلھم او امر یشغلھم۔ (ابن ماجۃ شریف، باب فی الطعام یبعث الی اہل المیت، ص ۲۲۹، نمبر ۱۶۱۰)

ترجمہ۔ حضرت بد بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جعفرؓ کی موت کی خبر آئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت جعفر کے رشتہ داروں کے لئے کھانا بناؤ، کیونکہ انکے پاس ایسی خبر آئی ہے، جس کی وجہ سے انکو مشغولیت ہوگئی ہے، یایوں فرمایا کہ، ایسا معاملہ آگیا ہے، جس میں وہ لوگ مشغول ہیں [یعنی غمی کی وجہ سے کھانا بنانے کی فرصت نہیں ہے]۔

اس حدیث میں ہے کہ میت کے گھر میں کھانا بھیجنا چاہئے۔

لیکن اس وقت کی صورت حال یہ ہے کہ جنکے یہاں وفات ہوئی ہو تو اس کے یہاں کھانا کہاں بھیجتے ہیں، بلکہ انکے یہاں رشتہ دار اور عوام مل کر اتنا کھاتے ہیں ک گھر والے تنگ آ جاتے ہیں

جنکے یہاں موت ہوئی ہے انکے یہاں کھانا مکروہ ہے

آج کل ایصال ثواب کے نام پر اتنا خرچ کرواتے ہیں کہ وارثین تنگ آجاتے ہیں
حالانکہ ایصال ثواب کرنا ایک مستحب کام ہے، اور وہ وارثین کی اپنی مرضی کی چیز ہے، کہ جب چاہے اپنی خوشی سے کچھ غرباء کو چپکے سے کھانا کھلا دے، یا کپڑا پہنا دے، اور اس کا ثواب میت کو پہنچا دے، یہی ثواب میت کو پہنچتا ہے
اس کے لئے نہ وقت متعین کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اعلان کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ چپکے سے غرباء کو کھلانا ہے
لیکن میں نے دیکھا کہ کئی غریب کی والدہ کا انتقال ہوا تو کچھ ذہین لوگوں نے اتنا مجبور کیا کہ وہ بنیوں سے کئی ہزار روپیہ سودی قرض لا کر لوگوں کو کھانا کھلایا تب اس کی جان چھوٹی
اس کے لئے صحابی کا قول یہ ہے

38۔عن جریر بن عبد الله بجلیؓ قال کنا نری الاجتماع الی اهل المیت و صنعة الطعام من النیاحة ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ما جاء فی النہی الاجتماع الی اہل المیت وصنعۃ الطعام، ص ۲۳۰، نمبر ۱۶۱۲ رمسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، جلد ا، ص ۵۰۵، نمبر ۶۹۰۵۲)

ترجمہ۔جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم، میت والوں کے پاس جمع ہونا، اور ان سے کھانا بنوانا نوحہ کرنے کے قسم سے سمجھتے تھے

اس حدیث میں ہے کہ جس طرح نوحہ کرنا نا جائز سمجھتے تھے اسی طرح میت والوں کے یہاں کھانا بھی نا جائز سمجھتے ہیں۔

میت کے لئے بہت زیادہ اعلان کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے

میت کے لئے بہت زیادہ اعلان کریں گے تو اس کے یہاں بھیڑ ہو جائے گی اور اس کو سنبھالنا مشکل ہو گا، اس لئے شریعت نے یہ معیار مقرر کیا ہے کہ مرنے والوں کے یہاں بہت بھیڑ جمع نہ ہو جائے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

39۔ عن عبد الله عن النبی ﷺ قال ایاکم و النعی فان النعی من عمل الجاهلية ، قال عبد الله و النعی اذان با لمیت ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ النعی ،ص ۲۳۹، نمبر۹۸۴/ابن ماجۃ شریف، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی النھی عن النعی ،ص ۲۱۱، نمبر ۱۴۷۶)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان موت کے اعلان سے بچا کرو، اس لئے کہ یہ جاہلیت کا عمل ہے، حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا کہ نعی ، کا ترجمہ ہے لوگوں کے درمیان موت کا اعلان کرنا۔

اس حدیث میں اہتمام کے ساتھ لوگوں میں میت کی موت کے اعلان کرنے سے منع کیا ہے، ہاں تھوڑا بہت جنازے کی اطلاع دے اس کی گنجائش ہے، لیکن جم گھٹا کرنا صحیح نہیں ہے،

اس وقت کا عالم یہ ہے کہ جنکے یہاں موت ہو جائے وہاں مہینوں لوگ جمع ہوتے رہتے ہیں، اور گھر والوں کو کوئی کام کرنا مشکل ہوتا ہے، اور بے پناہ خرچ ہو جاتا ہے

تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے

بیوی تو چار مہینے دس روز تک سوگ منائے گی۔اس کے علاوہ کے لوگ تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے
،حدیث میں اس کو منع فرمایا ہے،
یہ جو لوگ چالیس دن تک سوگ مناتے رہتے ہیں یا ہر سال سوگ مناتے ہیں،اور پورا ہنگامہ کرتے ہیں
یہ حدیث کے اعتبار سے غلط ہے
اس کے لئے یہ حدیث ہے

40۔عن ام عطیة قالت کنا ننھی ان نحد علی المیت فوق ثلاث الا علی زوج اربعة اشھر و عشرا ۔(بخاری شریف، کتاب الحیض، باب الطیب للمرأة عند غسلھا من المحیض، ص ۵۴، نمبر ۳۱۳/ مسلم شریف، کتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدہ الوفاۃ وتحریمہ فی غیر ذالک، الا ثلاثة ایام، ص ۶۴۴، نمبر ۱۴۸۶، نمبر ۳۷۲۵)

ترجمہ۔حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ، تین دن سے زیادہ میت پر سوگ منانے سے ہم کو روکا جاتا تھا، سوائے شوہر کے کہ اس پر چار مہینے دس دن بیوی سوگ منائے
اس حدیث میں ہے کہ تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے۔

قبر میں گناہ گاروں کو عذاب ہوتا ہے

قبر کا عذاب حق ہے، اوران کی زندگی برزخی زندگی ہے

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

20۔حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب أرجعون لعلی أعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها و من ورائهم برزخ الی یوم یبعثون ۔(آیت ۱۰۰ سورت المؤمنون ۲۳)

ترجمہ۔یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آ کھڑی ہوگی تو وہ کہے گا کہ، میرے رب مجھے واپس بھیج دیجئے، تا کہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو وہ زبان سے کہہ رہا ہے، اوران مرنے والوں کے سامنے برزخ کی آڑ ہے جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک انکو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

21۔و حاق بأل فرعون سوء العذاب ، النار یعرضون علیها غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون أشد العذاب ۔(آیت ۴۵۔۴۶،سورۃ غافر ۴۰)

ترجمہ۔اورفرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آ گھیرا، آگ ہے جس کے سامنے ان کو صبح شام پیش کیا جاتا ہے، اور جب قیامت آئے گی تو حکم ہوگا کہ اس کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو

22۔و لو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت و الملائکة باسطوا أیدهم أخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الهون ۔(آیت ۹۳،سورۃ الانعام ۶)

ترجمہ۔اگر تم وہ وقت دیکھو جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا

ان تین آیتوں میں اشارۃ قبر کے عذاب کا تذکرہ ہے

41۔عن ابی ایوب ؓ قال خرج النبی ﷺ و قد وجبت الشمس ، فسمع صوتا فقال یھود یعذب فی قبورھا ۔(بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر ،ص۲۲۰،نمبر ۱۳۷۵)

ترجمہ۔سورج ڈوبتے وقت حضور ﷺ نکلے تو ایک آواز سنی تو آپ نے فرمایا، یہود کو اپنی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

42۔عن عائشۃ ؓ .....قالت عائشۃ ؓ فما رأیت رسول اللہ ﷺ بعد صلی صلاۃ الا تعوذ من عذاب القبر ، و زاد غندر ، عذاب القبر حق ۔(بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر ،ص۲۲۰،نمبر ۱۳۷۲)

ترجمہ۔حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہر نماز کے بعد میں حضور ؐ کو دیکھا کہ وہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے،حضرت غندرؒ نے یہ بھی فرمایا کہ قبر کا عذاب حق ہے۔

43۔حدثنی ابنۃ خالد بن سعید ابن العاصی انھا سمعت النبی ﷺ و ھو یتعوذ من عذاب القبر ۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر ،ص۲۲۱،نمبر ۱۳۷۶)

ترجمہ۔حضرت سعید بن عاص ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور ؐ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حیات برزخی ہے۔

44۔عن البراء بن عازب قال خرجنا مع النبی ﷺ فی جنازۃ ......قال فتعاد روحہ فی جسدہ ، فیاتیہ ملکان فیجلسان فیقولا لہ من ربک فیقول ربی اللہ ......فتعاد روحہ و یاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان من ربک ؟ فیقول ھا ھا لا ادری ۔ (مسند احمد، حدیث البراء بن عازب ، ج ۵،ص ۳۶۴،نمبر ۱۸۰۶۳/ابو داود شریف ، باب المسألۃ فی القبر وعذاب القبر ۶۷۲،نمبر ۴۷۵۳)

ترجمہ۔ہم حضورؐ کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے ۔۔۔فرمایا کہ اس کی روح کو جسم میں لائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بیٹھاتے ہیں ، اور پوچھتے ہیں تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ مسلمان کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے ۔۔۔کافر کی روح کو لوٹائی جاتی ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بیٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے، ہاہ ہاہ مجھے معلوم نہیں ہے
ان احادیث میں ہے کہ انسان کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی یہ زندگی برزخی ہے

اس عقیدے کے بارے میں 22 آیتیں اور 44 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

۳۸۔قبر پر عرس جائز نہیں ہے

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

قبر پر عرس کرنے سے عید کی شکل بنتی ہے، اور حضور ؐ نے قبر پر عید کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے یہ بھی جائز نہیں ہے

اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1 ۔عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبورا ، و لا تجعلوا قبری عیدا ، و صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم ۔(ابو داود شریف، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، ص ۲۹۶، نمبر ۲۰۴۲) اس حدیث میں ہے کہ میری قبر کو میلے کی جگہ نہ بناؤ،

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبر کی طرح مت بناؤ [اس میں نماز پڑھتے رہو] اور میری قبر کو عید کی طرح مت بناؤ، مجھ پر درود بھیجتے رہو، تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ قبر پر عید کی شکل مت بناؤ، اور عرس میں عید کی شکل ہوتی ہے اس لئے یہ جائز نہیں ہے

اس حدیث سے عرس پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے

بعض حضرات نے اس حدیث سے عرس کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے

2۔عن محمد بن ابراهيم التيمي قال كان النبي ﷺ يأتي قبور الشهداء عند رأس الحول ، فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار ، قال و كان ابو بكر ، و عمر وعثمان يفعلون ذالک ۔(مصنف عبدالرزاق، باب زیارۃ القبور، جلد۳،ص ۵۷۳،نمبر ۶۷۱۶)

ترجمہ۔محمد بن ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ حضورؐ سال کے شروع میں شہداء کی قبر پر آیا کرتے تھے

اس حدیث میں ہے کہ سال کے شروع میں حضور شہداء احد کی قبروں پر جایا کرتے تھے، فیقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار، اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور ہر سال کے شروع میں شہداء احد کے پاس تشریف لایا کرتے تھے

اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ ہر سال میں ایک مرتبہ عرس کرنا جائز ہے

لیکن اس میں یہ 4 خامیاں ہیں

[۱] پہلی بات یہ ہے کہ حضورؐ بغیر کسی اعلان کے جایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ کسی کو خبر ہوئی کسی کو خبر نہیں ہوئی، یہی وجہ ہے کہ یہ حدیث کہ، ہر سال کے شروع میں جایا کرتے تھے، صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے، اور اس کے اساتذہ کی بھی کسی کتاب میں نہیں ہے، صرف مصنف عبدالرزاق والے نے

اس کا ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کے مطابق اگر کوئی آدمی کبھی کبھار قبرستان چلا جائے اور صرف، **السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار** ، پڑھ کر واپس چلا آئے تو کسی کو اشکال نہیں ہے، لیکن یہاں ہو یہ رہا ہے کہ تاریخ متعین کی جاتی ہے، عرس کے نام پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے، مہینوں سے اس کا اعلان ہوتا ہے، بے پناہ لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور وہ دھمال ہوتا ہے کہ ہندووں کا میلہ شرما جائے، اس کی گنجائش کیسے دی جاسکتی ہے

[۲] دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں تابعی نے حضور ؐ کا عمل نقل کیا ہے، اور بیچ میں صحابی کا نام چھوڑ دیا ہے [کیونکہ محمد بن ابراہیم التیمی، تابعی ہیں]، اس لئے یہ حدیث مرفوع نہیں ہے حدیث مرسل ہے، اس لئے اس کی حیثیت کم ہے

[۳] عرس میں عید کا سما ہوتا ہے، اور ابھی اوپر گزرا کہ قبرستان پر عید کا سما کرنے سے حضور ؐ نے منع فرمایا ہے تو عرس کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے

[۴] کبھی بھی کسی صحابی یا تابعی نے عرس نہیں کیا ہے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے،

بلکہ اوپر کی احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے حضور ؐ نے منع فرمایا ہے، تاکہ رفتہ رفتہ لوگ شرک میں مبتلاء نہ ہو جائے۔

[۵] اصل بات یہ ہے کہ ذہین لوگوں کے کھانے پینے کا اور سال بھر کے خرچ جمع کرنے کا ایک دھندا ہے۔ آپ خود بھی اس پر غور کرلیں

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ؐ کبھی کبھی شہداء کی قبر پر آیا کرتے تھے، اس میں تاریخ متعین نہیں تھی

3۔سمعت طلحہ بن عبید اللہ یحدث ... قال خرجنا مع رسول اللہ ﷺ نرید قبور الشھداء حتی اذا اشرفنا علی حرۃ و اقم فلما تدلینا منھا فاذا قبور بمحنیۃ قال قلنا یا رسول اللہ ! قبور اخواننا ھذہ ؟ قال قبور اصحابنا فلما جئنا قبور الشھداء قال ھذہ قبور اخواننا ۔(ابوداود شریف، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، ص۲۹۶، نمبر۲۰۴۳)

ترجمہ۔فرمایا کہ ہم حضور ؐ کے ساتھ نکلے، شہداء کی قبر پر جانے کا ارادہ تھا، ہم جب حرا واقم[مقام] آئے، ہم جب آگے بڑھے تو محنیہ میں قبر تھی، تو ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائیوں کی قبر ہیں، تو حضور ؐ نے فرمایا یہ ہمارے ساتھیوں کی قبریں ہیں، پھر جب ہم شہداء احد کی قبر کے پاس آئے، تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں

اس حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کبھی کبھار شہداء احد کی قبروں پر جایا کرتے تھے

کچھ حضرات نے 1100 اگیارہ سو سال بعد والے بزرگوں کے اقوال اور انکے اعمال سے عرس، چہلم وغیرہ کے جواز کا ثبوت پیش کرتے ہیں

[۱]لیکن یہ اس لئے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ بہت بعد کے بزرگوں کے عمل سے اعتقادی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، اس کے ثابت کرنے کے لئے صریح آیت، یا پکی حدیث چاہئے

[۲] اس کے خلاف کئی حدیثیں پیش کی جا چکی ہیں

[۳]اب یہ چیزیں آخرت کی یاد، اور دنیا کی بے رغبتی کی چیزیں نہیں رہیں، بلکہ صرف تفریح، کھیل، اور مذہب کے نام پر لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ بنالیا ہے

گانا اور ڈھولک ،طبلہ بجانا حرام ہے

تھوڑا بہت نظم ، یا نعت پڑھ لینا جائز ہے، اس میں شرط یہ ہے کہ ڈھول، طبلہ، ہارمونیم ، اور بجانے سے ساز نہ ہوں، اگر بجانے کے ساز ہوں تو کوئی بھی گیت جائز نہیں ہے

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ و من الناس من یشری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین۔(آیت ۶۔سورلقمان ۳۱)

ترجمہ۔اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں، تا کہ ان کے ذریعہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ کے راستے سے بھٹکائیں اور اس کا مذاق اڑائیں، ان لوگوں کو وہ عذاب ہو گا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا

اس آیت میں غافل کرنے والی باتوں سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔

2۔و ما کان صلوتھم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔(آیت ۳۵،سورت الانفال ۸)

ترجمہ۔اور بیت کے پاس ان کی نماز سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے سوا کچھ بھی نہیں اس لئے جو کافرانہ باتیں تم کرتے رہے ہو ان کی وجہ سے اب عذاب کا مزا چکھو

کافر لوگ بیت اللہ کے پاس تالیاں اور سیٹی بجایا کرتے تھے، اللہ نے اس سے نفرت کا اظہار کیا، اور قوالی میں یہی کچھ ہوتا ہے، اس لئے اس سے بھی رکنا چاہئے۔

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

4۔حدثنی ابو عامر ...و الله ما کذبنی : سمع النبی ﷺ یقول لیکونن من امتی یستحلون الحر ، و الحریر ، و الخمر ، و المعازف ۔(بخاری شریف، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی من یحل الخمر و یسمیہ بغیر اسمہ، ص۹۹۲، نمبر ۵۵۹۰)

ترجمہ۔خدا کی قسم مجھ سے جھوٹ نہیں بولا، میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا کو، ریشم کو، شراب کو اور بجانے کی چیز کو حلال کر لیں گے

5۔عن ابی امامة عن النبی ﷺ قال ان الله بعثنی رحمة للعالمین و امرنی ان امحق المزامیر و الکنارات ، یعنی برابط و المعازف و الاوثان التی کانت تعبد فی الجاهلیة ۔(مسند احمد، حدیث ابی امامۃ باھلی الصدی ،جلد ۳۶، ص ۵۵۱، نمبر ۲۲۲۱۸ رنمبر ۲۲۳۰۷)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ نے دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اور اس بات کا حکم دیا کہ، بانسری ،ڈھول،، باجہ، بجانے کی چیز، اور بتوں کو مٹا دوں، زمانہ جاہلیت میں جس کی عبادت کی جاتی تھی

ان احادیث میں ہے کہ مزامیر اور ڈھولک حرام ہیں تو پھر عرس میں یہ گانے اور قوالیاں، اور یہ دھمال کیسے جائز ہوں گے

گنگنا کر گیت گانا بھی مکروہ ہے

کھیل کود اور لہب ولعب کے وقت جو گنگنا کر گیت گاتے ہیں، حدیث میں اس کو بھی منع کیا ہے
اس کے لئے حدیث یہ ہے

6۔عن عبد الرحمن بن عوف ...و لکنی نهيت عن صوتين احمقين فاجرين ،صوت عند نغمة لهو و لعب و مزامير الشيطان ۔(مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب ذکر سراری رسول اللہ ﷺ فاولھن ماریۃ القبطیۃ ام ابراہیم، جلد۴، ص۴۳، نمبر۶۸۲۵)

ترجمہ۔ مجھ کو دو احمق آواز جو فاجر ہیں ان سے منع کیا گیا ہے لہو ولعب کے وقت میں گنگنانے کی آواز، اور شیطان کی بانسری کی آواز۔

اس حدیث میں ہے کہ لہولعب کے وقت گنگنا کر گانا بھی ٹھیک نہیں ہے

7۔عن جابر بن عبد الله ...قال : لا ، و لكن نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند مصيبة خمش وجوه وشق جيوب و رنة شيطان ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصۃ فی البکاء علی لمیت، ص۲۴۳، نمبر۱۰۰۵)

ترجمہ۔ہم کو دو احمق فاجر آواز سے روکا گیا ہے، ایک ایسی عورت جس نے مصیبت کے وقت چہرہ زخمی کر لیا ہو، کپڑے پھاڑ لیا ہو اس عورت کی آواز، اور دوسرا شیطان کا گنگنانا۔

ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ گانے کے طور پر گانا حدیث میں ممنوع ہے

اس لئے مزاروں پر ڈھول اور طبلے کے ساتھ جو گاتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے

اب تو عرس میں لڑکیاں بھی قوالی گانے کے لئے آنے لگی ہیں

ان احادیث سے کچھ حضرات قوالی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں

کچھ حضرات نیچے والی حدیث کی وجہ سے قوالی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں

یہ استدلال اس لئے ٹھیک نہیں ہے کہ اس میں صرف نظم اور نعت کی شکل ہے، اور اس میں ڈھول، طبلہ ،سارنگی بالکل نہیں تھے، اور قوالی میں یہ سارے دھمال ہوتے ہیں تو وہ کیسے جائز ہو جائے گی

حدیث یہ ہے

8۔عن سعید بن المسیب قال: مر عمر فی المسجد و حسان ینشد فقال کنت انشد فیہ و فیہ من ھو خیر منک ثم التفت الی ابی ھریرۃ فقال انشدک باللہ أسمعت رسول اللہ ﷺ یقول ، اجب عنی اللھم ایدہ بروح القدوس ؟ قال نعم . (بخاری شریف، کتاب بدء الخلق ، باب ذکر الملائکۃ صلوات اللہ علیھم ۔ص ۵۳۷، نمبر ۳۲۱۲ رمسلم شریف ،کتاب فضائل صحابۃ ، باب فضائل حسان بن ثابتؓ ،ص ۱۰۹۴، نمبر ۲۴۸۵، نمبر ۶۳۸۴)

ترجمہ ۔حضرت عمرؓ مسجد سے گزرے، اور حضرت حسان بن ثابتؓ شعر کہہ رہے تھے [شاید حضرت عمر کو یہ ناگوار گزرا] تو حضرت حسان نے فرمایا کہ، تم سے جو بہتر تھے یعنی حضورؐ ان کے سامنے میں شعر پڑھتا رہا ہوں، پھر حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ ،کیا تم نے حضورؐ سے یہ فرماتے سنا تھا کہ، میری جانب سے قریش کو جواب دو، آے اللہ حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ سے ان کی [یعنی حسان] کی مدد کر، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ، ہاں میں نے حضورؐ سے سنا تھا۔

اس حدیث میں نظم پڑھنے کا ذکر تو ہے، لیکن اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کو ناپسند فرمایا، اسی وجہ سے حضرت حسانؓ کو حضرت ابو ہریرہؓ کی گواہی لینی پڑی، اس لئے نظم پڑھنا اتنا اچھا نہیں ہے

9۔عن عائشة قالت :قال حسان یا رسول الله ﷺ ائذن لی فی ابی سفیان ، قال کیف بقرابتی منه ؟ قال و الذی اکرمک لاسلنک منهم کما تسل الشعراة من الخمیر فقال حسان

ع و ان سنام المجد من آل هاشم۔الخ

(مسلم شریف، کتاب فضائل صحابۃ ، باب فضائل حسان بن ثابتؓ ،ص ۱۰۹۵،نمبر ۲۴۸۹،نمبر ۶۳۹۳)

ترجمہ۔حضرت حسانؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیانؓ کی ہجو کرنے کی مجھے اجازت دیجئے ؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ تو میرے رشتہ دار ہیں تو اس کی ہجو کیسے کریں گے ،تو حضرت حسانؓ نے فرمایا کہ، جس خدا نے آپ کو عزت دی ہے ، جس طرح آٹے سے بال کو نکالتے ہیں اس طرح میں آپ کو ان کی ہجو سے نکال دوں گا، پھر آگے لمبا قصیدہ پڑھا جس کا ایک مصرع یہ ہے

ع و ان سنام المجد من آل هاشم۔الخ

اس حدیث میں حضرت حسانؓ کو حضور نے نظم پڑھنے کی اجازت دی ہے

10۔عن عائشة ان ابا ابو بکر دخل علیهاو عندها جاریتان فی ایام منی تدفقان و تضربان ، و النبی ﷺ متغش بثوبه فانتهرهما ابو بکر فکشف النبی ﷺ عن وجهه و قال دعهما یا ابا بکر فانها ایام عید ، و تلک الایام ایام منی۔(بخاری شریف، کتاب العیدین، باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین ،ص ۱۵۹،نمبر ۹۸۷/مسلم شریف، کتاب صلاۃ العید، باب الرخصۃ فی اللعب الذی لامعصیۃ فیہ فی ایام العید،ص ۳۵۶،نمبر ۸۹۲،نمبر ۲۰۶۱)

ترجمہ۔حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے ، یہ منی کا زمانہ تھا، اس وقت دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں ، اور حضورؐ پر کپڑا اڈھکا ہوا تھا، تو حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹا، تو حضورؐ نے چہرے سے کپڑا اہٹایا اور

فرمایا: ابو بکر انکو چھوڑ دو، یہ عید کا دن ہے، اور یہ زمانہ منی کا زمانہ تھا

ان احادیث میں ہے کہ کچھ اشعار بھی پڑھ سکتے ہیں اور بغیر جلاجل کے دف بھی بجا سکتے ہیں

لیکن حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو اتنا بھی پسند نہیں تھا، اسی لئے حضرت ابو بکرؓ نے روکا، لیکن چونکہ عید کا دن تھا، اور چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں تو حضورؐ نے تھوڑی سی گنجائش دے دی

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ علماء کے جلسوں میں طلبہ نظم پڑھتے ہیں، نعت پڑھتے ہیں، اور اس میں کوئی دف وغیرہ نہیں ہوتا نہ تالی بجائی جاتی ہے، نہ جھومنا ہوتا ہے، تو اتنا سا حدیث سے جائز ہے

بزرگان دین اور مشائخ بھی ذکر و اذکار کر کے تھک جاتے تھے تو تفریح کے لئے کبھی کبھار نظم سن لیتے تھے جو حدیث کے مطابق جائز ہے

بعد کے لوگوں نے اپنی روزی کمانے کے لئے اسی کو سماع بنایا، اسی کو قوالی بنائی، اور پھر اس میں سارنگی ڈھول، طبلہ سب کچھ ہونے لگا جنکو حدیث اور آیت میں سختی سے منع کیا تھا پھر وہ سارے دھمال کئے جس سے ہندوں کے میلے شرما گئے، **فیا للاسف**۔

ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ حدیث میں جو تھوڑی بہت گیت تھی وہ خوشی کے موقع پر گائی گئی تھی، یا بزرگوں نے جو سماع کیا تھا وہ اپنی خانقاہوں میں کی تھی، اور قوالی تو ڈھول اور طبلہ پر گائی جاتی ہے، حالانکہ یہ جگہ غم کرنے کی ہے، اور آخرت کو یاد کرنے کی جگہ ہے، یہاں گیت اور قوالی کو گانے کا جوڑ بالکل سمجھ میں نہیں آتا، یہ تو مندروں میں مرتیوں کے سامنے بھجن گانے جیسا ہو گیا۔

۔آپ اس نکتہ پر غور کریں

اس عقیدے کے بارے میں 2 آیتیں اور 10 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

ہندو اپنے بزرگوں کی مندروں کے پاس میلہ لگاتے ہیں

ہندو لوگ ہر سال اپنے بزرگوں کی مندروں کے پاس میلہ لگاتے ہیں، اس پر گاتے اور بجاتے ہیں ،اس سے مانگتے ہیں، اس کی پوجا کرتے ہیں، ان کے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں، اور سجدہ کرتے ہیں، جو شرک ہے

قبر پر عرس اسی کی مشابہ ہے، اس لئے اس کو نہیں کرنا چاہئے۔

اس نکتہ پر غور کریں

۳۹۔فیض حاصل کرنا

اکتساب فیض، یعنی کسی سے فیض حاصل کرنا، اس دور میں ایک الجھا ہوا مسئلہ بن گیا ہے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

فیض حاصل کرنے کی دو صورتیں

[۱] زندوں سے فیض حاصل کرنا

[۲] مردوں سے فیض حاصل کرنا

زندوں سے کون سا فیض حاصل ہوتا ہے

استاذ، یا پیر میں یہ 3 صفات ہوں تو اس سے فیض حاصل ہوتا ہے

[۱] پہلی صفت یہ ہے کہ۔ استاذ یا پیر مخلص ہوں ان کا ایک ہی مقصد ہو کہ لوگوں کی اصلاح کرنی ہے، اوران کو دین پر لانا ہے اوراس معاملے میں لگن کے ساتھ کام کرے ، پیسہ کمانے کے لئے پیری مریدی نہ کرتا ہو، ان کا مقصد یہ نہ ہو کہ اکتساب فیض کے نام پر پورے سال کا خرچ جمع کرلیا جائے، اور ساری فیملی کا خرچ حاصل کرلیا جائے، یا خانقاہ کے نام پر اپنا گھر بنالیا جائے اگر اس مقصد سے پیری مریدی کرتا ہے تو ان سے کوئی اکتساب فیض نہیں ہوگا

[۲] استاذ یا پیر، خود بھی شریعت کا پابند ہوں، اگر وہ خود ہی فرض نماز نہیں پڑھتا ہے، روزہ نہیں رکھتا ہے تو آپ کو وہ کیا فیض دے گا، اسکے پاس تو خود بھی کچھ نہیں ہے

[۳] ان میں ریا اور نمود نہ ہو، وہ یہ کام شہرت اور دکھلاوے کے لئے نہ کرتا ہو۔ کیونکہ اگر وہ ٹیلی ویژن پر، اور یوٹیوب۔you tube پر آنے کے لئے یہ کر رہا ہے تو یہ شہرت کے لئے ہے، اس میں کیا فیض حاصل ہوگا

یا ان کا مقصد اپنی فیملی کے لئے خرچ جمع کرنا ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہوگا

اس لئے پیر کا انتخاب سوچ سمجھ کر اور دیکھ بھال کر کیا کریں، میرا یہ مخلصانہ مشورہ ہے

قرآن پاک میں چار قسم کے فیض کا ذکر ہے

[۱] پیر صاحب مریدوں کے سامنے قرآن پڑھتے ہیں اور ان کا قرآن درست کرواتے ہیں ،

[۲] انکو قرآن کا معنی سکھلاتے ہیں،

[۳] قرآن میں جو حکمت ہے، یعنی حلال و حرام کے جو احکامات ہیں ان کو سکھاتے ہیں

[۴] ،اور دل کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی شرک وغیرہ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے لئے یہ آتیں ہیں

1۔ربنا و ابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ئایاتک و یعلمھم الکتاب و الحکمة و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔(آیت ۱۲۹،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔آئے ہمارے رب ان میں ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں میں سے ہو، جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب کی تعلیم دے، اور حکمت کی تعلیم دے، اور ان کو پاکیزہ بنائے، صرف تیری ہی ذات ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل ہے

اس آیت میں ہے کہ حضورؐ چار کام کے لئے مبعوث ہوئے

2۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ئایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۔(آیت ۱۶۴،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔ یقیناً اللہ نے مومنو پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے، اور انہیں کتاب کی تعلیم دے، اور حکمت کی تعلیم دے، جب کہ یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

3۔ کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیاتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب و الحکمۃ و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون۔ (آیت ۱۵۱، سورالبقرۃ ۲)

ترجمہ۔ جیسے ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا تھا جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے، اور تمہیں پاکیزہ بناتا ہے، اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے، اور تمہیں حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو۔

آن آیتوں سے پتہ چلا کہ استاذ یا پیر مخلص ہوں تو ان سے یہ چار قسم کے فیض حاصل ہوتے ہیں

[۱] پیر صاحب مریدوں کے سامنے قرآن پڑھتے ہیں اور ان کا قرآن درست کرواتے ہیں ،

[۲] انکو قرآن کا معنی سکھلاتے ہیں،

[۳] قرآن میں جو حکمت ہے، یعنی حلال وحرام کے جو احکامات ہیں ان کو سکھاتے ہیں

[۴] ، اور دل کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی شرک وغیرہ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پیر اچھا ہو اور مرید بھی لگن سے فیض حاصل کرے تو مریدوں کو یہ چار قسم کے فیض حاصل ہوتے ہیں، قرآن میں انہیں کا تذکرہ ہے

کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ پیر صاحب کوئی خاص معنوی چیز مرید کو دے دیتے ہیں، اور مرید اس کے حاصل کرنے کے لئے برسوں پیر کی خدمت کرتا رہتا ہے، لیکن حدیث اور آیت سے ایسا معلوم نہیں ہوتا ، بلکہ وہی چار باتیں جو اوپر ذکر کی وہی حاصل ہوتی ہیں

یزکیکم کی تفسیر

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب اپنے مرید کو کوئی معنوی چیز دے دیتے ہیں، اور وہ حضرات اس آیت سے استدلال کرتے ہیں

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیاتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب و الحکمة و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون۔ (آیت ۱۵۱، سورالبقرۃ ۲)

اس آیت میں، و یزکیکم ، رسول تمہارا تزکیہ کرتے ہیں، سے استدلال کرتے ہیں

لیکن تفسیر ابن عباس سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں کوئی معنوی معنی دینا نہیں ہے بلکہ یزکیکم کا معنی یہ ہے کہ توحد سکھلا کر، زکوۃ دلوا کر اور صدقہ دلوا کر تم کو گناہوں سے پاک کرتے ہیں

تفسیر ابن عباس میں، یزکیکم، کا ترجمہ کیا ہے [**یطھرکم بالتوحید ، و الذکاۃ ، و الصدقة من الذنوب**]

ترجمہ: تم کو توحید سکھلا کر، زکوۃ دلوا کر، اور صدقہ دلوا کر پاک کرتے ہیں

اس لئے کچھ لوگ جو، یزکیکم ، کا معنی بتاتے ہیں کہ پیر صاحب دل کا تزکیہ کر دیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی ہے کہ شریعت میں جو حلال، اور حرام کے احکامات ہیں پیر صاحب وہ بتاتے ہیں، جیسے استاد بتاتے ہیں

پیر صاحب خدا ترس ہو تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے

پیر صاحب خدا ترس ہو، اور لگن سے کام کرے، اور مرید بھی لگن سے محنت کرے تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے

اس کے لئے یہ حدیث ہے

1۔ان اسماء بنت یزید انها سمعت رسول الله ﷺ یقول : الا ینبأکم بخیارکم ؟ قالوا بلی یا رسول الله قال خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر الله عز و جل ۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الزہد، باب من لا یؤبہ لہ، ص ۶۰۱، نمبر ۴۱۱۹)

ترجمہ۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا کہ، تم میں سے اچھے کون ہیں اس کی خبر دوں؟ لوگوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ!، آپؐ نے فرمایا، تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو دیکھو تو خدا یاد آجائے

اس حدیث میں ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے، وہ اچھے لوگ ہیں، اس لئے پیر ایسا اللہ والا ہو جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔

یہ چاروں فائدے اس وقت ہوں گے جب پیر صاحب زندہ ہوں، اور آپ ان سے بالمشافہ درس حاصل کریں۔ لیکن کسی کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ یہ فیض نہیں دے سکتے ہیں، کیونکہ مرنے کے بعد اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، حدیث میں یہی ہے، اس لئے اب وہ یہ فیض نہیں دے سکتا۔

قبروں اور مردوں سے کون سا فیض حاصل ہوتا ہے

بہت سے لوگ میت سے اور مزار سے بہت سے فیوض بتاتے ہیں، لیکن قرآن اور حدیث کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ

قبر پر جانے سے یہ 3 فیض حاصل ہوتے ہیں

[۱] آخرت یاد آنے لگے

[۲] دنیا سے دل اچاٹ ہونے لگے

[۳] موت یاد آنے لگے ۔یعنی یہ سوچنے لگے کہ جس طرح یہ بڑے لوگ دنیا سے چلے گئے، کچھ دنوں کے بعد مجھے بھی یہ سب چھوڑ کر جانا ہے، اس لئے دنیا کا مال جمع کر کے کیا فائدہ ہوگا، یا اس کی شہرت حاصل کر کے کیا کروں گا

اگر قبرستان پر جانے کے بعد یہ تین باتیں پیدا ہوتی ہوں تو بہتر ہے، اور اگر قبر چمک دمک والی ہے، اور اس پر دنیا کی سارے کھیل تماشے ہیں، اور آخرت کی یاد آنے کے بجائے تفریح ہوتی ہو، دنیا کی آشائش ہوتی ہو، بلکہ مزار مال بٹورنے کا ذریعہ ہو، اور کھیل تماشے کا ذریعہ ہو تو یہ قبر کا فیض نہیں ہے بلکہ الٹا اس کا نقصان ہے

ان احادیث میں قبر کی زیارت کے فوائد بتائے گئے ہیں

3۔ عن ابن مسعود ان رسول اللہ ﷺ قال کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا و تذکر الآخرۃ ۔(ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء فی زیارۃ القبور،ص ۲۲۳، نمبر ۱۵۷۱)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قبر کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، اب اس کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے، اور آخرت یاد آنے لگتی ہے

4۔عن ابی ھریرۃ قال زار النبی ﷺ قبر امہ فبکی و ابکی من حولہ فقال استأذنت ربی فی ان أستغفر لھا فلم یأذن لی، و استأذنت ربی ان ازور قبرھا فأذن لی ، فزوروا القبور ، فانھا تذکرکم الموت ۔ (ابن ماجۃ شریف، باب ماجاء فی زیارۃ قبور المشرکین،ص ۲۲۴،نمبر ۱۵۷۲)

ترجمہ۔حضورؐ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی، خود بھی روئے اور اپنے قریب والوں کو بھی رلائے ، پھر فرمایا کہ، میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے استغفار کی اجازت مانگی ،تو مجھے اجازت نہیں ملی ،اور اپنے رب سے اس کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھ کو اجازت مل گئی، اس لئے قبر کی زیارت کیا کرو ،اس لئے کہ اس سے تم کو موت یاد آنے لگے گی

ان احادیث میں تین فوائد ذکر کئے گئے ہیں

[۱] دنیا میں زہد پیدا ہو جائے، یعنی قبر دیکھ کر دل دنیا سے اچاٹ ہونے لگے

[۲] آخرت یاد آنے لگے

[۳] قبر دیکھ کر اپنی موت یاد آنے لگے، کہ مجھے بھی اسی قبر میں آنا ہے

یہ ہیں مزار پر جانے کے فیض

اگر قبر پر جانے سے یہ تین فائدے حاصل ہوتے ہوں تو بہتر ہے، لیکن اگر وہاں جانے سے آپ کی تفریح ہوتی ہے، دنیا میں خود جی لگتا ہے، اور آپ عیش کے لئے جاتے ہیں تو یہ قبر کا فیض نہیں ہے، یہ الٹا اثر ہے، اس لئے قبر کی زیارت کی رخصت نہیں ہے

لیکن کیا کیا جائے کچھ لوگوں نے پیسہ بٹورنے کے لئے اور اپنی شہرت کے لئے عجیب عجیب فیض کا ذکر کیا ہے، کہ ولیوں سے یوں فیض ہوگا، اور یہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے

پیر صاحب آپ کو کوئی معنوی فیض دے دیں گے ایسا نہیں

بعض پیر حضرات یہ تأثر دیتے رہتے ہیں کہ میری خدمت کروگے تو میں تمہیں کوئی معنوی فیض دے دوں گا اور مرید اس کے حاصل کرنے کے لئے برسوں خدمت میں لگا رہتا ہے اور وہ اس حدیث سے استدلا کرتے ہیں، لیکن یادر ہے کہ یہ معنوی چیز دینے کا واقعہ حدیث میں صرف ایک مرتبہ ہے جو معجزہ کے طور پر تھا، اس کے بعد پھر صادر نہیں ہوا۔ حدیث یہ ہے

۔عن ابی هریرةؓ .... و قال النبی ﷺ یوما لن یبسط احد منکم ثوبه حتی اقضی مقالتی هذه ثم یجمعه الی صدره فینسی من مقالتی شیئا ابدا ، فبسطت نمرة لیس علی ثوب غیرها ، حتی قضی النبی ﷺ مقالته ثم جمعتها الی صدری فو الذی بعثه بالحق ما نسیت من مقالته تلک الی یومی هذا ۔(بخاری شریف، کتاب الحرث والمزارعۃ ، باب ماجاء فی الغرس، ص ۳۷۷، نمبر ۲۳۵۰)

ترجمہ۔حضور پاک ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ،،کوئی اپنا کپڑا پھیلائے تا کہ اس میں اپنی کوئی بات کہہ دوں اور اس کو اپنے سے لگا لے تو کبھی وہ میری بات نہیں بھولے گا، پس میں نے اپنی ایک چادر پھیلا دی ،میرے پاس اس کے علاوہ تھی بھی نہیں، حضور ﷺ نے اپنی بات اس میں کہی، پھر اس چادر کو اپنے سینے پر چپکا لیا، پس قسم اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا، آپ کی کوئی بات ابھی تک نہیں بھولی۔

یہ حدیث معجزہ کے طور پر ہے، ہمیشہ یہ بات نہیں تھی، اسی لئے حضرت ابو ہریرہؓ کو صرف ایک مرتبہ یہ مقالہ دیا اس کے بعد کسی کو دینے کا ذکر حدیث میں نہیں ہے

مستحب کام میں تشدد

اس دور میں یہ بھی یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ایک چیز حدیث سے ثابت ہے، لیکن اس کام کو کبھی کبھار حضورؐ نے کیا ہے، اس میں کسی کو بلایا بھی نہیں، بلکہ جو لوگ وہاں حاضر تھے انہوں نے ہی کر لیا

مثلا: صحابہ کرام کبھی کبھار مل گئے اور اس میں اللہ کا ذکر کر لیا، تو یہ حدیث سے ثابت ہے، اور اتنا سا کر لینا جائز ہے ۔لیکن اب بعض جگہ دیکھا گیا ہے [الحمد للہ سب جگہ یہ بات نہیں ہے] کہ ذکر کے نام پر مہینوں سے اشتہار دیا جاتا ہے، لوگوں کو بلایا جاتا ہے، اس کے لئے خوب چندہ کیا جاتا ہے، اور بے پناہ خرچ کیا جاتا ہے، اور جھوم جھوم کر اس طرح ذکر کیا جاتا ہے، کہ جیسے وہ ناچ رہے ہوں، اور یہ ناچ گانے کی محفل ہو۔ اور اس کو کچھ کہو تو وہ حدیث کا حوالہ دیتے ہیں، اور یہ نہیں سوچتے کہ وہ کبھی کبھار تھا، اور اچانک تھا، اور آپ ذکر کے نام پر پورا ہنگامہ کر رہے ہیں، اور you tube یوٹیوب پر اس کی تشہیر کر رہے ہیں اور تحقیق کریں تو اندر خانے یہ محسوس ہوتا ہے کہ [، وہ بولتے تو یہی ہے کہ ہم ذکر کرتے ہیں، یا دین کی خدمت کر رہے ہیں] لیکن اصل میں اس قسم کی حرکت کرنے والوں کو یہ تین چیزیں چاہئے

[۱] عوام کے اندر اپنی شہرت حاصل کرنا، تا کہ زیادہ سے زیادہ عوام جمع ہوں

[۲] عوام کے اندر اپنا رعب جمانا

[۳] اور اس بہانے سے اتنا روپیہ اکٹھا کر لے کہ، اس سے پورے سال کا خرچ چلے

اس لئے ایسے بہت سے مستحبات سے بچنے کی ضرورت ہے، جس میں تداعی ہو، یعنی لوگوں کو بلا بلا کر جمع کیا ہو، کیونکہ درمختار میں لکھا ہے کہ مستحب کام کے لئے تداعی، یعنی لوگوں کو بلا بلا کر مستحب کام کرنا مکروہ ہے، اور شریعت ایسی تداعی سے منع کرتی ہے، اس لئے اس سے بچنے کی سخت ضرورت ہے

زیارت قبور میں، موت کے موقع پر، اور شادی کے موقع پر دیکھا گیا ہے کہ بعض کام بنیادی طور پر مستحب ہوتا ہے، لیکن لوگ اس پر اتنا تشدد کرتے ہیں کہ وہ تداعی کے درجے میں آجاتا ہے،
بعض مرتبہ اس میں ریا و نمود ہوتا ہے، اور بعض مرتبہ تو ایسے رواج میں اتنا خرچ کرواتے ہیں کہ آدمی تنگ آجاتا ہے، اور بعض مرتبہ تو سودی قرض لیکر ان کاموں کو کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے مستحب کام میں اتنا تشدد بالکل صحیح نہیں ہے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

۴۰۔قبر کے پاس ذبح کرنا ممنوع ہے

جانور ذبح کر کے مسکین کو کھلانا صدقہ ہے، شریعت میں صدقہ کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے، لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح کیا ہو۔ اس میں بس اتنی سی بات ہے کہ جانور کو ذبح کر کے میت کو ثواب پہنوچانا ہے، لیکن اب تو اس میں بے پناہ ریا نمود داخل ہو گیا ہے

ذبح کرنے کی چار صورتیں ہیں

اس کی تفصیل آگے دیکھیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 3 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

[۱] پہلی صورت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کے نام پر ذبح کرے

اللہ کے نام پر ذبح نہیں کیا، یا تو کسی کا نام لیا ہی نہیں، یا نام لیا لیکن اللہ کے علاوہ کا نام لیا تو یہ گوشت حرام ہے، اس کا کھانا حرام ہے

۔اس کی دلیل یہ آیت ہے

1۔و لا تأکلو مما لم یذکر اسم اللہ علیہ و انہ لفسق۔(آیت ۱۲۱، سورت الانعام ٦)

ترجمہ۔اور جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اس میں سے مت کھاؤ، اور ایسا کرنا سخت گناہ ہے

2۔حرمت علیکم المیتۃ و الدم و لحم الخنزیر و ما اھل لغیر اللہ بہ و المنخنقۃ و الموقوذۃ و المتردیۃ و النطیحۃ و ما اکل السبع الا ما ذکیتم و ما ذبح علی النصب ۔(آیت ۳، سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔تم پر مردار جانور، اور خون،، اور سور کا گوشت، اور وہ جانور حرام کر دیا گیا ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو، اور وہ جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جسے چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا ہو، اور جو اوپر سے گر کر مرا ہو، اور جسے کسی جانور نے سینگ مار کر ہلاک کیا ہو، اور جسے کسی درندے نے کھا لیا ہو، مگر یہ کہ تم اس کے مرنے سے پہلے اس کو ذبح کر چکے ہو، اور وہ جانور بھی حرام ہے جسے بتوں کی قربانی گاہ پر ذبح کیا گیا ہو۔

ان آیتوں میں ہے کہ اللہ کا نام نہ لیا ہو تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ حلال ہی نہیں ہے

[۲] دوسری صورت، قبر پر یا بتوں پر ذبح کرے

دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ مثلا بت والوں کو یا قبر والوں کو خوش کرنے کے لئے بتوں کے پاس یا قبر کے پاس ذبح کرے، اس صورت میں اللہ کا نام لیکر ذبح کیا ہو تب بھی حلال نہیں ہے، کیونکہ اللہ کے علاوہ کو خوش کرنے کے لئے ذبح کیا ہے

اس کے لئے یہ آیت ہے

3۔حرمت علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر و ما اهل لغیر الله به و المنخنقة و الموقوذة والمتردیة و النطیحة و ما اکل السبع الا ما ذکیتم و ما ذبح علی النصب ۔(آیت ۳،سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔تم پر مردار جانور، اور خون،،اور سور کا گوشت، اور وہ جانور حرام کر دیا گیا ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو، اور وہ جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جسے چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا ہو، اور جو اوپر سے گر کر مرا ہو، اور جسے کسی جانور نے سینگ مار کر ہلاک کیا ہو، اور جسے کسی درندے نے کھالیا ہو، مگر یہ کہ تم اس کے مرنے سے پہلے اس کو ذبح کر چکے ہو، اور وہ جانور بھی حرام ہے جسے بتوں کی قربانی گاہ پر ذبح کیا گیا ہو۔

4۔یا ایها الذین امنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطان . فاجتنبوه لعلکم تفلحون (آیت ۹۰،سورت المائدۃ ۵)

ترجمہ۔اے ایمان والو! شراب، جوا،، بتوں کے تھان، اور جوئے کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام

ہیں لھذا ان سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ
ان آیتوں میں ہے کہ بتوں پر ذبح کیا گیا ہو تو وہ گوشت حرام ہے

اس حدیث میں بھی ہے کہ اللہ کے علاوہ کے لئے ذبح کیا گیا ہو تو وہ جائز نہیں ہے اس پر لعنت ہے

1۔عن عامر بن واثلة قال سأل رجل عليا هل كان رسول الله ﷺ يسر اليك بشيء دون الناس فغضب علی حتی احمر وجهه و قال ما كان يسر الی شيئا دون الناس غير انه حدثنی باربع كلمات و انا و هو فی البيت فقال لعن الله من لعن والده و لعن الله من ذبح لغير الله و لعن الله من اوی محدثا و لعن الله من غير منار الارض ۔(نسائی شریف ،کتاب الضحایا، باب من ذبح لغیر اللہ عز وجل، ص ۶۱۴، نمبر ۴۴۲۷)

ترجمہ۔کسی آدمی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ حضورؐ نے لوگوں کو چھوڑ کر آپ کو کوئی راز کی بات بتائی تھی ،تو حضرت علیؓ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، اور کہا کہ لوگوں کو چھوڑ کر مجھ سے کوئی راز کی بات نہیں کہی ہے ،ہاں چار باتیں مجھے گھر میں کہی ہیں، جس نے والدین کو لعنت کی اللہ اس پر لعنت کرے، جس نے اللہ کے علاوہ کے لئے ذبح کیا اللہ اس پر لعنت کرے، جو نئی چیز پیدا کرنے والا ہے اس کو جو پناہ دے اس پر اللہ لعنت کرے، جو زمین کی نشان کو بدل دے اللہ اس پر لعنت کرے [مجھے یہ چار باتیں خاص طور پر حضورؐ نے بتائی ہیں]

اس حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے علاوہ کے لئے ذبح کرے اس پر لعنت ہو۔

[۳] تیسری صورت یہ ہے کہ قبر کے پاس ذبح کرے

[۳] تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرے لیکن قبر کے پاس کرے تو یہ بھی مکروہ ہے
اس حدیث میں اس کا ذکر ہے

2۔عن انس قال قال رسول الله ﷺ لا عقر فی الاسلام

قال عبد الرزاق : کانوا یعقرون عند القبر یعنی ببقرۃ او بشیء۔(ابوداود شریف، کتاب الجنائز، باب کراهیۃ الذبح عند القبر ،ص ۴۷۰،نمبر ۳۲۲۲ رمسند احمد، مسند انس بن مالک، ج ۴،ص ۵۱، نمبر ۱۲۶۲۰)

ترجمہ۔آپؐ نے فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے
عبدالرزاقؒ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ قبر کے پاس گائے وغیرہ ذبح کیا کرتے تھے
اس حدیث میں ہے کہ اسلام میں عقر نہیں ہے،یعنی قبر کے پاس ذبح کرنا جائز نہیں ہے

قبر پر ذبح کرنے کا شائبہ بھی ہو تو وہ بھی منع ہے

قبر کے پاس ذبح کر کے لوگ شرک میں مبتلاء نہ ہو جائیں، اس لئے اتنا منع کیا ہے کہ قبر پر ذبح کرنے کا شائبہ بھی ہو تو اس کو منع کرتے ہیں

اس کے لئے حدیث یہ ہے

3۔حدثنی ثابت بن الضحاک قال نذر رجل علی عهد النبی و ان ینحر ابلا ببوانة ، فقال النبی ﷺ هل کان فیها وثن من اوثان الجاهلیة یعبد ؟ قالوا لا : قال هل کان فیها عید من اعیادهم ؟ قالوا لا : قال النبی ﷺ اوف بنذرک فانه لا وفاء لنذر فی معصیة الله ولا فیما لا یملک ابن آدم۔ (ابوداود شریف، کتاب الایمان والنذور، باب مایومر به من وفاء النذر، ص ۴۸۰، نمبر ۳۳۱۳)

ترجمہ۔ایک آدمی نے حضورؐ کے زمانے میں بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، حضورؐ نے پوچھا زمانہ جاہلیت میں وہاں کوئی بت تو نہیں تھا جس کو لوگ پوجتے ہوں؟ لوگوں نے کہا نہیں تھا، پھر حضورؐ نے پوچھا وہاں کوئی عید تو نہیں منائی جاتی تھی؟ لوگوں نے کہا نہیں منائی جاتی تھی، اس کے بعد نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو، کیونکہ اللہ کے گناہ میں نذر کو پوری کرنا ٹھیک نہیں ہے، اور آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر پوری کرنا صحیح نہیں ہے

اس حدیث میں ہے کہ اگر وہاں جاہلیت میں عید بھی ہوتی تھی تب بھی وہاں جانور ذبح نہ کرو، کیونکہ اس طرح پھر بتوں کو پوجے گا، قبروں کو پوجے گا اور آہستہ آہستہ شرک میں مبتلاء ہو جائے گا

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مجاور گوشت لینے کے لئے اور اس کے ساتھ روپیہ اور ہدیہ ہدایا لینے کے

لئے اس کی پوری ترغیب دیتے ہیں کہ باوا صاحب آپ کی مراد پوری کردیں گے اس لئے وہ قبر کے پاس ہی جانور ذبح کرواتے ہیں اور ایک ناجائز کام میں لوگوں کو مبتلاء کرنے کی کوشش کرتے ہیں، عوام کو اس سے بچنا چاہئے

[۴] چوتھی صورت، اللہ کے نام پر کرے اور قبر سے دور کرے

[۴] چوتھی صورت یہ ہے کہ اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے اور قبر سے دور کرے، اس میں قبر والے کو خوش کرنے کی بھی نیت نہ ہو، صرف یہ نیت ہو کہ یہ گوشت غریبوں کو کھلاؤں گا، تو چونکہ اس نے قبر کے پاس بھی ذبح نہیں کیا، اور ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام بھی لیا ہے، اس لئے یہ گوشت حلال ہے، لیکن میت کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا گوشت غریب مسکین کو کھلائے گا

اس کا اصل طریقہ یہ ہے کہ قبر سے کافی دور جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت غریب اور مسکین میں تقسیم کرے، یا اس کو پکا کہ غریب اور مسکین کو کھلائے تو اس کھلانے کا ثواب میت کو پہنچے گا، یہی ایک صورت جائز ہے۔ اس میں ریاء نمود اور دکھاوا جتنا کم ہوگا اتنا زیادہ ثواب ملے گا، اور ریاء نمود جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی ثواب کم ملے گا، اور اگر صرف ریا اور نمود ہو اور شہرت ہو تو کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا

لیکن آج کل یہ ہو رہا ہے کہ غریب کے بجائے مالدار اور رشتہ دار لوگ اس کو زیادہ کھاتے ہیں، یا مجاور قسم کے لوگ لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں، غریب کو تو بہت کم ملتا ہے۔ عوام کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اس حدیث میں ہے کہ خیرات کرنے کا ثواب میت کو ملتا ہے

4۔أنبانا ابن عباسؓ ان سعد بن عبادةؓ توفیت امه و هوا غائب عنها فقال یا رسول الله

ان امی توفیت و انا غائب عنها أینفعها شیء ان تصدقت به عنها ؟ قال نعم قال فانی أشهد ک ان حائطی المخراف صدقة علیها ۔(بخاری شریف، باب اذا قال أرضی او بستانی صدقۃ للہ عن امی، ص ۴۵٦، نمبر ۲۷۵٦ / مسلم شریف، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت، ص ۷١٦، نمبر ١٦۳۰ / ۴۲١۹)

ترجمہ۔حضرت سعد بن عبادہؓ نے فرمایا، کہ میں غائب تھا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا، پھر پوچھا یا رسول اللہ میری ماں کا انتقال ہو گیا، اور میں غائب تھا، کیا ان کی جانب سے صدقہ کروں تو اس کو نفع ہو گا ؟، آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! سعدؓ نے فرمایا کہ میں آپؐ کو گواہ بنا تا ہوں کہ مخراف کا میرا باغ میری ماں کے لئے صدقہ ہے

اس حدیث میں ہے کہ دوسرے کا صدقہ کیا ہوا میت کو ثواب ملتا ہے۔

پوری تفصیل ایصال ثواب میں دیکھیں

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 4 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

۴۱۔ ماتم کرنا حرام ہے

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

اچانک غم آجائے اور آنسو نکل جائے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے،
لیکن اس میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ ایسے موقع پر زبان سے کوئی بات نہ نکلے جو بے صبری ظاہر کرتی ہو، یا اللہ کو کوسنا ہو
اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں شور مچانا نہ ہو، کپڑا اپھاڑ نا نہ ہو، اس کو واویلا کہتے ہیں یہ جائز نہیں ہے
اور زمانہ دراز کے بعد بھی غم کو بار بار یاد کرنا، اور لوگوں کو بتانا کہ مجھے بہت غم ہے، اور پھر سینہ پیٹنا، اور شور مچانا یہ بھی جائز نہیں ہے

مصیبت کے وقت قرآن نے صبر کرنے کو کہا ہے

اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ مصیبت پر شور مچائے اور وایلا کرے، بلکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اگر مصیبت آجائے تو اس پر صبر کرے اور اللہ سے عافیت مانگے۔

اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

1۔یا ایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر و الصلوات ان اللہ مع الصابرین ، و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون و لنبونکم بشیء من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات و بشر الصابرین ، الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوت من ربھم و رحمۃ و اولائک ھم المھتدون ۔(آیت ۱۵۳۔۱۵۷،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہو گئے ان کو مردہ نہ کہو، دراصل وہ زندہ ہیں مگر تم کو ان کی زندگی کا احساس نہیں ہوتا، اور دیکھو ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے، کبھی بھوک سے، اور کبھی مال وجان اور پھلوں کی کمی کر کے، اور جو لوگ ایسے حالات میں صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ، ،ہم سب اللہ ہی کے ہیں، اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن پر انکے رب کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ھدایت پر ہیں۔

اس آیت میں تین مرتبہ صبر کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ جو صبر کرتے ہیں ان پر صلوات اور رحمتیں نازل کی جاتی ہیں اور وہی اصل میں ہدایت پر ہیں۔

2۔و استعینوا بالصبر و الصلواۃ و انها لكبيرة الا على الخاشعين ۔(آیت ۴۵،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، نماز بھاری ضرور معلوم ہوتی ہے مگر ان لوگوں کو نہیں جو خشوع، یعنی دھیان اور عاجزی سے پڑھتے ہیں

3۔یا ایها الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا الله لعلكم تفلحون ۔(آیت ۲۰۰،سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اے ایمان والو! صبر اختیار کرو، اور مقابلے کے وقت ثابت قدمی دکھاؤ، اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے جمے رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو

ان تینوں آیتوں میں صبر کرنے کی بار بار تلقین کی ہے، اسلئے واویلا کرنا، اور شور مچانا بالکل ٹھیک نہیں ہے

رشتہ دار کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ رشتہ دار کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے، اس لئے بلا وجہ شور نہیں مچانا چاہئے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

1۔ فقال عبد الله بن عمر لعمر بن عثمان الا تنهى عن البكاء فان رسول الله ﷺ قال ان الميت ليعذب ببكاء اهله۔ (بخاری شریف، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اہلہ علیہ اذا کان النوح من سنتہ، ص ۲۰۶، نمبر ۱۲۸۶)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عمر بن عثمان سے کہا آپ رونے سے نہیں روکتے! کیونکہ حضورؐ نے فرمایا کہ، گھر والے روتے ہیں تو اس کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ گھر والے کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے، اس کے باوجود پتہ نہیں بعض لوگ کیوں ہر سال سینہ پیٹ پیٹ کر روتے ہیں اور میت کو زیادہ عذاب ہونے میں اضافہ کرتے ہیں

واویلا کرنا ممنوع ہے

ایک ہے خود بخود آنسو آجائے یہ جائز ہے، کیونکہ آدمی اس میں مجبور ہے، اور دوسرا ہے کہ خواہ مخواہ شور مچا رہا ہے اور گلے پھاڑ رہا ہے یہ ناجائز ہے، ان آحادیث میں واویلا کرنے سے منع کیا گیا ہے
اس کے لئے حدیث یہ ہے

2۔عن عبد اللہ ؓ قال قال النبی ﷺ لیس منا من لطم الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیۃ ۔ (بخاری شریف، باب لیس منا من شق الجیوب ،ص ۲۰۷،نمبر ۱۲۹۴ر مسلم شریف، باب ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاہلیۃ ،ص ۵۸،نمبر ۲۸۵/۱۰۳)

ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ، جو گال پر طمانچہ مارے، اور دامن پھاڑے ،اور زمانہ جاہلیت میں جس قسم بکواس کرتے تھے اس قسم کے بکواس کرے، تو وہ مجھ میں سے نہیں ہیں، یعنی یہ کام مسلمانوں کا نہیں ہے

3۔ قال وجع ابو موسی .....قال انی بری ممن بری منہ محمد ﷺ ان رسول اللہ ﷺ بری من الصالقۃ و الحالقۃ و الشاقۃ ۔ (بخاری شریف، باب ما ینہی من الحلق عند المصیبۃ ،ص ۲۰۷،نمبر ۱۲۹۶ر مسلم شریف، باب ضرب الخدود وشق الجیوب و دعا بدعوی الجاہلیۃ ،ص ۵۸،نمبر ۲۸۸/۱۰۴)

ترجمہ۔حضرت ابو موسیؓ نے فرمایا۔۔۔جس سے محمد ﷺ بری ہیں میں بھی اس سے بری ہوں، رسول اللہ ﷺ اس عورت سے جو چیخے چلائے، بال نوچے، اور کپڑا اپھاڑے ان سے بری ہیں

خود بخود آنسو نکل جائے تو یہ معاف ہے

اس کے لئے حدیث یہ ہے

4۔قال انس لقد رأیته یکید بنفسه بین یدی رسول الله ﷺ فدمعت عینا رسول الله ﷺ فقال تدمع العین و یحزن القلب ، و لا نقول الا ما یرضی ربنا ، انا بک یا ابراهیم لمحزونون ۔(ابوداود شریف، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، ص ۴۵۸، نمبر ۳۱۲۶)

ترجمہ۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا کہ حضورؐ کی گود میں اپنی جان اللہ کو سپرد کررہے تھے،تو حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو آگیا،[تو کسی نے کہا کہ حضورؐ آپ بھی روتے ہیں ؟] تو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں آنسو بہارہی ہیں، دل مغموم ہے، لیکن جس سے میرا رب راضی ہو میں وہی کہتا ہوں، اے ابراہیمؑ میں تمہاری وجہ سے غمگین ہوں

اس حدیث میں دیکھیں کہ خود بخود آنسو نکل گیا تو یہ معاف ہے

5۔حدثنی اسامة بن زید .... فرفع الی رسول الله الصبی و نفسه تتقعقع قال حسبت انه قال کانها شن فاضت عیناه فقال سعد یا رسول الله ما هذا ؟ فقال هذه رحمة جعلها الله فی قلوب عباده و انما یرحم الله من عباده الرحماء ۔(بخاری شریف ،باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اہلہ علیہ، ص ۲۰۵، نمبر ۱۲۸۴)

ترجمہ۔حضورؐ کے پاس بچی لائی گئی، وہ آخری سانس لے رہی تھی، راوی کہتے ہیں، میرا گمان ہے کہ وہ پرانے مشک کی طرح تھی، حضورؐ کی آنکھیں بہ پڑیں، حضرت سعدؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیا

ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے، اللہ نے اپنے بندے کے دل میں اس کو رکھا ہے، جو لوگ رحم کرنے والے ہیں اللہ ایسے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شدت غم کی وجہ سے خود بخود آنسو نکل گیا، اور زبان سے کوئی غلط سلط جملہ نہیں نکلا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 5 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

۴۲۔ایصال ثواب ایک مستحب کام ہے

کوئی نیک کام کرکے اس کا ثواب میت کو پہنچانے کو ایصال ثواب، کہتے ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 11 آیتیں اور 14 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں۔

ایصال ثواب ایک مستحب کام ہے، کوئی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، اور نہیں کرنا چاہے تو کوئی گناہ نہیں ہے

اس کام کرنے میں یہ 5 باتیں ضروری ہیں

1۔ اس میں ریا نمود، جس کو دکھلاوا کہتے نہ ہو، اگر لوگوں کے دکھلاوے کے لئے کیا تو چونکہ ثواب کے لئے نہیں کیا اس لئے ثواب نہیں ملے، اور جب کرنے والے کو ہی ثواب نہیں ملے گا، تو میت کو کیا ثواب پہنچائے گا، بلکہ بہتر یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو، اتنا چھپا کر کرے

2۔ رسم ورواج کی پابندی نہ ہو، یہ نہ ہو کہ چونکہ اس کام کی رسم بن گئی ہے اس لئے یہ کیا جارہا ہے

3۔مالی صدقہ کرنا ہو تو غریبوں کو دے، کیونکہ انہیں کا حق بنتا ہے، اور انہیں کو دینے سے ثواب زیادہ ملے گا

4۔ اس میں فضول خرچی نہ ہو

5۔ ایصال ثواب کرتے وقت لوگوں کو بلانا اور جم گھٹا کرنا یہ بھی ٹھیک نہیں ہے

کیونکہ آدمی کی موت ہو چکی ہو تو اس کے لئے اعلان کرنا، اور لوگوں کو جمع کرنا بھی حدیث میں اچھا نہیں سمجھا گیا ہے تو ایصال ثواب کے لئے لوگوں کو جمع کرنا، ناچ اور گانے کا سما بنانا اور وہ سارے خرافات کرنا جو ہندؤوں کے میلوں میں ہوتے ہیں کیسے جائز ہو سکتے ہیں

اس کے لئے حدیث یہ ہے

۔ **عن عبد الله عن النبی ﷺ قال ایاکم و النعی فان النعی من عمل الجاهلية ، قال عبد الله و النعی اذان با لمیت** ۔(ترمذی شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ النعی ،ص ۲۳۹،نمبر۹۸۴/ابن ماجۃ شریف، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن النعی ،ص ۲۱۱،نمبر۱۴۷۶)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان موت کے اعلان سے بچا کرو، اس لئے کہ یہ جاہلیت کا عمل ہے، حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا کہ نعی ،کا ترجمہ ہے لوگوں کے درمیان موت کا اعلان کرنا۔

اس حدیث میں ہے کہ اہتمام کے ساتھ لوگوں میں موت کے اعلان کرنے سے منع کیا ہے، ہاں تھوڑا بہت جنازے کی اطلاع دے اس کی گنجائش ہے،لیکن جم گھٹا کرنا صحیح نہیں ہے،

یہ غمی کا موقع ہے، یہ اس کی آخری ملاقات ہے،اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھنا ہے اس کے باوجود بھی زیادہ جم گھٹا کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے تو ایصال ثواب جیسے چھپا کر کرنے کے کام میں آدھی دنیا کو جمع کرنا کیسے صحیح ہوگا ۔ہاں بغیر خرافات کے لوگ جمع ہو کر کچھ پڑھ کر میت کو بخش دیں تو علماء نے اس کی گنجائش دی ہے

اس وقت کی افراتفری

لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اس مستحب کام میں بہت افراتفری ہے
ایک آدمی کے والد کا انتقال ہوا، اس میں چالیس روز تک لوگ آتے رہے، اور اس میں 40,000 چالیس ہزار پونڈ خرچ کروادیا، اور اس آدمی کا دیوالہ نکل گیا، کیا مستحب کام میں اتنی زیادتی جائز ہے

میرے گاؤں میں کئی آدمیوں کا انتقال ہوا، انکے وارث کے پاس کفن کا بھی پیسہ نہیں تھا، لیکن لوگوں نے سودی قرض لینے پر مجبور کیا، اور اس نے بنیوں سے تین ہزار روپیہ قرض لیکر لوگوں کو کھانا کھلایا
ایسے موقع پر رشتہ دار لوگ پیچھے لگ جاتے ہیں، اور کچھ ذہین لوگ بھی ساتھ ہو جاتے ہیں، اور ایصال ثواب کے نام پر اتنا تنگ کرتے ہیں کہ غریب کی چمڑی ادھیڑ لیتے ہیں،
فیا للآسف

ایصال ثواب کی 3 صورتیں ہیں

[۱] مالی صدقہ کر کے ثواب پہنچانا

مثلا۔۔مال خیرات کر کے ثواب پہنچانا

۔۔کھانا کھلا کر ثواب پہنچانا

۔۔غریبوں کو جانور صدقہ کر کے ثواب پہنچانا

۔۔قربانی کر کے ثواب پہنچانا

[۲] بدنی اعمال کر کے ثواب پہنچانا

۔۔مثلا، حج کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچانا

۔۔ روزہ رکھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا

۔۔نماز پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا

[۳] پڑھ کر ثواب پہنچانا

۔۔مثلا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود شریف پڑھنا

۔۔قرآن پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا

۔۔دعا کر کے کر میت کو ثواب پہنچانا

[ا] مال خیرات کر کے ثواب پہنچانے سے میت کو ثواب ملتا ہے

اس کے لئے عقیدۃ الطحاویۃ میں عبارت یہ ہے،

۔و فی دعاء الاحیاء و صدقاتھم منفعۃ للاموات ۔(عقیدۃ الطحاویۃ ،عقیدہ نمبر ۸۹،ص ۱۹)

ترجمہ۔ زندہ آدمی مردوں کے لئے دعا کرے، یا وہ صدقہ کرے اس سے مردوں کو فائدہ ہوتا ہے

۔و منھا : ان دعاء الاحیاء للاموات و صدقتھم عنہ نفع لھم فی علو الحالات ۔(شرح فقہ اکبر، مسئلۃ فی ان ۔دعاء للمیت ینفع خلافا للمعتزلۃ ،ص ۲۲۴)

ترجمہ۔ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ زندہ لوگ مردوں کے لئے دعا کرے، یا ان کی جانب سے صدقہ کرے تو حالات کی بلندی میں انکو نفع ہوتا ہے۔

اس عبارت میں ہے کہ میت کو مالی صدقات کا نفع ملتا ہے

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

1 ۔أنبانا ابن عباسؓ ان سعد بن عبادۃؓ توفیت امہ و ھو غائب عنھا فقال یا رسول اللہ ان امی توفیت و انا غائب عنھا أینفعھا شیء ان تصدقت بہ عنھا ؟ قال نعم قال فانی أشھد ک ان حائطی المخراف صدقۃ علیھا ۔(بخاری شریف ،باب اذا قال أرضی او بستانی صدقۃ للہ عن امی ،ص ۴۵۶ ،نمبر ۲۷۵۶ / مسلم شریف ،باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ،ص ۱۷ ،نمبر ۱۶۳۰ / ۴۲۱۹)

ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سعد ابن عبادہ کی ماں کا انتقال ہوا، جبکہ سعد ابن عبادہ غائب تھے

،انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں غائب تھا اس حال میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو انکو نفع ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، سعدؓ نے کہا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ مخراف میں جو میرا باغ ہے، میں ماں کے لئے اس کو صدقہ کرتا ہوں

2۔عن سعد بن عبادة انه قال یا رسول الله ان ام سعد ماتت فأی الصدقة افضل ؟ قال الماء قال فحفر بئر ا و قال هذه لام سعد ۔(ابوداود شریف، کتاب الزکوۃ، باب فی فضل سقی الماء، ص ۲۴۹، نمبر ۱۶۸۱)

ترجمہ۔حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال ہو گیا تو کون سا صدقہ افضل ہے، آپ نے فرمایا، پانی، راوی کہتے ہیں حضرت سعدؓ نے کنواں کھودا، پھر یہ کہا کہ، یہ سعد کی ماں کے لئے صدقہ ہے

ان احادیث میں ہے کہ دوسرے نے صدقہ کیا تو اس کا ثواب میت کو ملتا ہے

3۔عن عائشة ان رجلا اتی لنبی ﷺ فقال یا رسول الله ! ان امی افتلتت نفسها و لم توص ، و اظنها لو تکلمت تصدقت ، أفلها اجر ان تصدقت عنها ؟ قال نعم ۔(مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، باب وصول ثواب الصدقة عن المیت الیه، ص ۴۰۶، نمبر ۱۰۰۴، نمبر ۲۳۲۶)

ترجمہ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا، اور کہا یا رسول اللہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئی ہیں اور وصیت نہیں کر پائیں، اور میرا خیال یہ ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ ضرور کرتیں، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو انکو اجر ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا! ہاں [ملے گا]

4۔عن جابر بن عبد الله ... نزل من منبره و اتی بکبش فذبحه رسول الله بیده و قال بسم الله و الله اکبر هذا عنی و عمن لم یضح من امتی ۔(ابوداود شریف، کتاب الضحایا، باب فی الشاۃ یضحی بھا عن جماعۃ ،ص ۴۰۹،نمبر ۲۸۱۰)

ترجمہ۔حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے ۔۔۔حضورؐ منبر سے نیچے اترے،آپ کے سامنے ایک مینڈھالایا گیا،اورآپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح کیا،اور فرمایا،بسم الله و الله اکبر ۔ یہ میری جانب سے ہے،اور میری امت میں جن لوگوں نے قربانی نہیں کی ان کی جانب سے ہے

5۔ قال رأیت علیاؓ یضحی بکبشین فقلت له ما هذا ؟فقال ان رسول الله ﷺ اوصانی ان اضحی عنه فانا اضحی عنه ۔(ابوداود شریف، کتاب الضحایا، باب الاضحیۃ عن المیت ،ص ۴۰۷،نمبر ۲۷۹۰)

ترجمہ۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ مینڈھا[بکرا] ذبح کر رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟تو انہوں نے فرمایا کہ، مجھے حضورؐ نے وصیت کی ہے کہ میں حضورؐ کی جانب سے قربانی کیا کروں،تو میں یہ انکی جانب سے قربانی کر رہا ہوں۔

ان 5 احادیث سے ثابت ہوا کہ مالی صدقات کرے تو اس کا ثواب،میت کو پہنچتا ہے

البتہ اس میں شہرت، ریا نمود، دوسروں کو چڑانا نہ ہو اور نہ ہی رسم و رواج کی پابندی کی وجہ سے کرے ،اور نہ فضول خرچی کرے۔

یہ کام کبھی کبھار کرلے،اور اس کا ثواب میت کو پہنچادے، کیونکہ یہ صرف مستحب ہے۔

[۲] بدنی عمل کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں

اس کے لئے حدیث یہ ہے

6۔عن ابن عباسؓ قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال أحج عن ابی قال نعم حج عن ابیک۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب المناسک، باب الحج عن المیت، ص۴۲۰، نمبر ۲۹۰۴)

ترجمہ۔ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا، اور پوچھا کہ میں اپنے باپ کی جانب سے حج کروں؟ ، آپ نے فرمایا ہاں! اپنے باپ کی جانب سے حج کرو۔

7۔عن ابی الغوث بن حصین . رجل من الفروع . انه استفتی النبی ﷺ عن حجة کانت علی ابیه مات و لم یحج ، قال النبی ﷺ حج عن ابیک ، و قال النبی و کذالک الصیام فی النذر یقضی عنه۔ (ابن ماجۃ شریف، کتاب المناسک، باب الحج عن المیت، ص۴۲۰، نمبر ۲۹۰۵)

ترجمہ۔ابی غوث بن حصین سے روایت ہے کہ، باپ پر ایک حج تھا، اور انہوں نے حج نہیں کیا تھا، اور ان کا انتقال ہو گیا تھا، تو اس کے بارے میں فتوی پوچھا، تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے باپ کی جانب سے حج کرو۔حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ نذر کا روزہ باقی ہو تو انکی جانب سے قضا کر سکتے ہو۔

حج کرنا، اور روزہ رکھنا بدنی عبادتیں ہیں، اس لئے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بدنی عبادت کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں

[۳] قرآن پڑھ کر اور دعا کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں

لیکن اس کے لئے وقت متعین کرنا، جس میں زمانے کا دھمال ہو، ویڈیو بنایا جائے، ناچ اور گانے بھی ہوں، طبلہ اور ڈھولکی تو ہوں ہی، اور اس پر نئے انداز کا ڈانس بھی ہوتا کہ زمانے تک اس کی یاد یوٹیوب you tube پر اور انٹرنیٹ پر رہے، یہ سب کہاں تک جائز ہیں، آپ خود ہی فتوی دے لیں،

اس کی دلیل یہ آیتیں ہیں

1۔و الذین جاؤ من بعده يقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذين سبقونا بالايمان ۔(آیت ۱۰، سورت الحشر ۵۹)

۔ترجمہ۔وہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں

2۔رب اغفر لی و لوالدی و لمن دخل بیتی مأمنا و للمومنین و للمؤمنات ۔(آیت ۲۸، سورت نوح ۷۱)

۔ترجمہ۔میرے رب میری بھی بخشش فرما دیجئے، میرے والدین کی بھی، اور ہر اس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ حالت میں داخل ہوا، اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی بھی [بخشش کر دیجئے]

3۔ان اللہ و ملائکته يصلون على النبى يا ايها الذين آمنوا صلو عليه و سلموا تسليما ۔(آیت ۵۶، سورت الاحزاب ۳۳)

۔ترجمہ۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خود سلام بھیجا کرو۔

اس آیت میں ہے کہ اللہ اور فرشتے حضور ؐ پر درود بھیجتے ہیں اس لئے مومنو کو بھی حکم دیا گیا کہ حضور ؐ پر خود درود بھیجیں، اس لئے حضور ؐ پر خود درود بھیجنا چاہئے، پڑھنے میں یہ سب سے بڑی عبادت ہے

اس آیت میں حضور ؐ پر درود بھیجنے کے کا حکم دیا گیا ہے، اگر اس کا ثواب نہیں ملتا تو درود بھیجنے کا حکم کیوں دیتے!۔

پڑھ کر بخشنے کے لئے احادیث یہ ہیں

8۔عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاث الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوا له ۔(مسلم شریف، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، ص۷۱۶، نمبر ۴۲۲۳/۱۶۳۱)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین عمل کا ثواب ملتا رہتا ہے [۱] صدقہ جاریہ کا ثواب، [۲] ایسا علم چھوڑا جس سے لوگ نفع اٹھاتے ہوں [۳] نیک اولا جو اس کے لئے دعا کرتی ہو اس کا ثواب، مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے

9۔عن معقل بن يسار قال قال رسول اللہ ﷺ أقرؤ (يٰس) على موتا كم ۔(ابوداود شریف، باب القرأۃ عند المیت، ص۴۵۷، نمبر ۳۱۲۱)

ترجمہ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی میت پر یٰس شریف پڑھا کرو

10۔عن عثمان بن عفان قال کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم و اسألوا له بالتثبیت فانه الانسان یسأل ۔(ابوداود شریف، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف، ص۴۷۰، نمبر۳۲۲۱)

ترجمہ۔حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے رہتے اور کہتے، اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو، اور ان کے لئے جواب دینے میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو! اس لئے کہ ابھی فرشتے ان سے سوال کریں گے۔

11۔عن ابی ہریرۃؓ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء۔(ابوداود شریف، باب الدعاء للمیت، ص۴۶۷، نمبر۳۱۹۹)

ترجمہ۔حضورؐ فرماتے ہیں کہ میت پر نماز جنازہ پڑھو تو ان کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو

12۔حدثنا صفوان حدثنی المشیخة انهم حضروا غضیف بن الحارث الثمالی حین اشتد سوقه فقال هل منکم احد یقرء یٰسٓ ....فکانت المشیخة یقولون اذا قرئت عند المیت خفف عنه بها ۔(مسند احمد، مسند حدیث غضیب بن الحارثؓ، ج ۵، ص ۷۵، نمبر ۱۶۵۲۱)

ترجمہ۔غضیف بن الحارث الثمالی کی موت کا وقت آیا تو کہنے لگے تم میں سے کوئی یٰسین شریف پڑھ سکتا ہے۔۔۔ اس لئے کہ بوڑھے لوگ کہتے ہیں کہ اگر میت کے پاس یٰسن شریف پڑھی جائے تو اس کی برکت سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

اس قول تابعی میں ہے کہ یٰسن شریف پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

13۔عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیه انه قال لبنیه : اذا ادخلتمونی قبری فضعونی فی اللحد و قولوا باسم الله و علی سنة رسول الله ﷺ و سنوا علی التراب سنا و اقرأوا عند رأسی اول البقرة و خاتمها فانی رأیت ابن عمر یستحبها ذالک۔ (سنن بیہقی، کتاب الجنائز، باب ما ورد فی قرأۃ القرآن عند القبر ، ج ۴، ص ۹۳، نمبر ۷۰۶۸)

ترجمہ۔ابن لجلاج ؒ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب مجھے قبر میں اتاردو اور مجھے لحد میں رکھ دو تو بسم اللہ علی سنۃ رسول اللہ، کہو، اور میرے اوپر مٹی ڈال دو پھر میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کا شروع اور اس کا آخیر حصہ پڑھو، اس لئے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اس عمل کو مستحب کہتے تھے۔

اس تابعی کے عمل سے معلوم ہوا کہ میت کے سراہانے میں سورہ بقرہ پڑھی جائے

ان 13 احادیث اور 3 آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خیرات کا ثواب اور دعا اور استغفار کا ثواب میت کو ملتا ہے

ان میں سے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دعا اور درود کا اہتمام ہمیشہ کرے، اور باقی عمل کبھی کبھار کرے

لیکن ان میں یہی ہے کہ دن متعین نہ ہو، رسم و رواج نہ ہو، ریا اور نمود نہ ہو، فضول خرچی نہ ہو، اجتماع، ڈھول، طبلہ، ناچ، گانا اور وہ خرافات نہ ہوں جس سے ہندؤوں کا میلہ شرما جائے

مالی صدقات غریبوں کو دیا جائے، لٹیروں کو اور ذہین قسم کے مکاروں کو ہرگز نہ دیں۔

کچھ حضرات کی رائے ہے کہ ثواب نہیں پہنچا سکتے

اور کچھ حضرات کہتے ہیں کہ دعا کا ثواب تو پہنچتا ہے، کیونکہ یہ حدیث سے ثابت ہے
مالی صدقات کا ثواب نہیں پہنچتا

ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے کو نہیں پہنچتا
اس کے لئے یہ آیتیں ہیں

4۔ان لا تزر وازرة وزری آخری و ان لیس للانسان الا ما سعی(آیت ۳۹،النجم۵۳)
ترجمہ۔یعنی یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا،اور یہ کہ انسان کو خود اپنی کوشش کوشش کے سوا کسی اور چیز کا بدلہ لینے کا حق پہنچتا۔

5۔ولا تکسب کل نفس الا علیها و لا تزر وازرة وزر آخری۔(آیت۱۶۴،الانعام۶)
ترجمہ۔اور جو کوئی شخص کوئی کمائی کرتا ہے اس کا نفع اور نقصان کسی اور پر نہیں خود اسی پر پڑتا ہے،اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی اور کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

6۔کل نفس بما کسبت رهینة ۔(آیت ۳۸،سورت المدثر۷۴)
ترجمہ۔ہر شخص اپنے کرتوت کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے

7۔لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت۔(آیت۲۸۶،سورت البقرة ۲)
ترجمہ۔اس کو فائدہ بھی اسی کام سے ہوگا جو اس نے اپنے ارادے سے کرے،اور نقصان بھی اسی کام سے ہوگا جو اپنے ارادے سے کرے

8-تلک امة قد خلت لها ما کسبت و لکم ما کسبتم۔(آیت ۱۴۱،سورت البقرۃ ۲)

9-تلک امة قد خلت لها ما کسبت و لکم ما کسبتم۔(آیت ۱۳۴،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔وہ ایک امت تھی جو گذر گئی، جو کچھ انہوں نے کمایا وہ ان کا ہے،اور جو کچھ تم نے کمایا وہ تمہارا ہے

10-ثم توفی کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمون۔(آیت ۲۸۱،سورت البقرۃ ۲)

ترجمہ۔پھر ہر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا،اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا

ان 7 آیتوں میں ہے کہ آدمی خود جو کام کرتا ہے اسی کا اس کو ثواب ملتا ہے،

اس سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ میت کو دوسروں کے ایصال ثواب کرنے سے مالی ثواب نہیں ملتا ہے،

بس جو اس نے اپنی زندگی میں کیا اسی کا ثواب اور عذاب ملے گا

ان تین وجہ سے جمہور ایصال ثواب کے قائل ہوئے

ان تین 3وجہ سے جمہور اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ میت کو مالی اور قرآت کا ثواب ملتا ہے

1۔اوپر 13 احادیث ،اور 3 آیتیں گزریں جن سے پتہ چلتا ہے کہ میت کو بھیجا ہوا ثواب ملتا ہے، اگر یہ حدیثیں اور آیتیں نہ ہوتیں تو ہم بھی اس بات کے قائل ہوتے کہ میت کو ثواب نہیں ملتا ہے

2۔اوپر کی آیتوں سے اتنا پتہ چلتا ہے کسی کا گناہ دوسرے کو نہیں ملے گا، کیونکہ انصاف کا تقاضہ یہی ہے، لیکن دوسرے کا بھیجا ہوا ثواب بھی نہیں ملتا ہے، اس کا انکار اوپر کی آیت میں نہیں ہے، اس لئے ثواب مل سکتا ہے

3 ۔جمہور نے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ مرنے والا اپنا دوست بناتا ہے، یا اپنا رشتہ دار ہوتا ہے یا اپنی اولاد کی تربیت کرتا ہے ، یہ دوست بنانا، اور اولاد کی تربیت کرنا بھی ایک قسم کی نیکیاں کمانے کا سبب ہے اس لئے اس سبب بنانے کی وجہ سے اس کو ثواب ملے گا۔

اور سبب بنے گا تو اس کا گناہ ہوگا، اس کی دلیل یہ آیت ہے

11۔لیحملوا اوزارھم کاملة یوم القیامة و من اوزار الذین یضلونھم بغیر علم الا ساء ما یزرون ۔ (آیت ۲۵، سورت النحل ۱۶)۔ترجمہ۔ان باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن خود اپنے گناہوں کے پورے پورے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان لوگوں کے بوجھ کا ایک حصہ بھی جنہیں یہ کسی کے علم کے بغیر گمراہ کر رہے تھے، یاد رکھو کہ بہت بڑا بوجھ ہے جو یہ لاد رہے ہیں

14۔عن ابی ھریرة ان رسول اللہ ﷺ قال من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل

اجور من تبعه لا ينقص ذالک من اجورهم شيئا، و من دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ينقص ذالک من آثامهم شيئا ۔(ابوداود شریف، باب من دعا الی السنۃ،ص ۶۵۲،نمبر ۴۶۰۹)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی ھدایت کی طرف بلائے تو جس نے اس کی اتباع کی اس کا اجر بھی اس کو ملے گا، اتباع کرنے والوں کے اجر میں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔اور کسی نے گمراہی کی طرف بلایا، تو اس کا بھی گناہ ہوگا جس نے اس کی اتباع کی، اتباع کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہیں ہوگا

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی رہنمائی کرنے سے کوئی کام کرے گا تو کرنے والے کا ثواب رہنمائی کرنے والے کو ملے گا۔اسی طرح آپ کے گمراہ کرنے سے کوئی گناہ کرے گا تو اس کے گناہ کا عذاب گمراہ کرنے والے کو بھی ملے گا، کیونکہ یہ گمراہ کرنے کا سبب بنا ہے۔

اس آیت اور حدیث میں ہے کہ کوئی سبب بنتا ہے تو سبب بننے کی وجہ سے سبب بننے والوں کو اس کا ثواب، یا عذاب ملتا ہے، اور چونکہ ایمان لانے والا ایمان کے سبب سے ثواب کا مستحق بنا ہے، اس لئے جو ثواب پہنچائے گا، اس کا ثواب میت کو ملے گا۔

قبر پر خرافات سے ثواب نہیں ملتا ہے

قبر پر جتنی نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، یا ذبح کرتے ہیں، یا ہدیہ دیتے ہیں ان میں سے کسی کا ثبوت حدیث میں نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف میں احادیث ہیں، اور نہ اس کا ثواب ملتا ہے، بس شریعت کے مطابق ایصال ثواب کردے اتنے ہی کا ثواب میت کو ملتا ہے، اور وہی کرنا چاہئے۔

اس عقیدے کے بارے میں 11 آیتیں اور 14 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

بعض مجاوروں کی دکانیں

جتنی احادیث پیش کی جاتیں ہیں ان سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قبروں پر جا کر میت کے لئے دعا کرے، اور کبھی کبھار چپکے سے غریبوں پر صدقہ کر دے، اور ایسا کرنا مستحب ہے

لیکن اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ ان فتوؤں کی آڑ میں بعض مجاوروں نے بڑے بڑے قبے بنائے چمک دمک بلب لگائے ، اور ہر آنے والوں کو یہ ترغیب دیتے ہیں کہ یہ بزرگ آپ کی ہر مرادیں پوری کر دیں گے، اور اس سے اتنا فیض ہوگا کہ آپ کی زندگی سنور جائے گی، اور اس جھانسے میں آنے والوں سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتے ہیں اور ان کی جیب خالی کر دیتے ہیں، اور جو اس چکر میں پڑتا ہے اس کو غریب بنا دیتے ہیں، کہاں ہے کبھی کبھار قبر کی زیارت، اور کہاں یہ لوٹیروں کا کھیل،

پھر وہ اتنے ہی پر بس نہیں کرتے ، ہر جمعرات کو قبر پر حاضری، عرس اور مختلف حیلوں سے لوگوں کو آنے کی دعوت دیتے ہیں، پھر عرس کے نام پر میلہ لگتا ہے، قوالی ہوتی ہے، رنڈیاں ناچتی ہیں، اور پوری رات وہ دھمال ہوتا ہے کہ ہندؤوں کے میلے بھی اس کے مقابلے میں ماند ہیں

کچھ لوگوں نے اتنی گنجائش دی تھی کہ قبرستان سے فیض حاصل ہوگا، اور حدیث میں وہ خاص فیض یہ ہے کہ قبر کو اور اس کی ویرانی کو دیکھ کر آخرت یاد آئے گی، دنیا سے دل اچاٹ ہو جائے گا، اور یہاں یہ ہے کہ دنیا بالکل ننگی ہو کر سامنے آتی ہے، بلکہ مذہب کے نام پر اتنے اچھے انداز میں دنیا اور اس کی رونقیں سامنے آتی ہیں کہ ہر نو جوان لڑکے اور لڑکیاں اس کو حاصل کرنے کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔

کہاں مستحب کے نام پر بزرگوں کی تھوڑی سی گنجائش، اور کہاں یہ ڈانس، ناچ، اور یوٹیوب you tube، انٹرنیٹ، TV، پر اس کا اشتہار اور خرافات کی بھرمار۔۔کتنا فرق ہے!

فیا للآسف

۴۳۔میت کا سننا

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

مردے سنتے ہیں یا نہیں، یہ مسئلہ ایک دلدل ہے، یہاں مردے کے سننے کے سلسلے میں تین مسلک ہیں ،اور تینوں کے پاس آیت اور حدیث کی دلائل ہیں

[۱]۔۔۔ ایک رائے یہ ہے کہ مردے نہیں سنتے

[۲]۔۔۔دوسری رائے یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں

[۳]۔۔۔اور تیسری رائے یہ ہے کہ ہر بات کو تو نہیں سنتے، ہاں اللہ جس بات کو سنانا چاہتے ہیں وہ فرشتوں کے ذریعہ، یا کسی اور ذریعہ سے سنوا دیتے ہیں۔

نوٹ: جب میت کے سننے میں ہی اختلاف ہے، تو اس کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے کہ آدمی نبیوں اور ولیوں سے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے کہے، اور انکو حاجت روا کہہ کر پکارے !

[ا]۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے ہیں

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

1۔ انک لا تسمع الموتی و لا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین ۔(آیت۸۰، سورت النمل ۲۷)

۔ترجمہ۔یقیناً تم مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے، اور نہ تم بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو، جب وہ پیٹھ پھیر کر چل کھڑے ہوں

2۔فانک لا تسمع الموتی و لا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین ۔(آیت۵۲، سورت الروم ۳۰)

۔ترجمہ۔اے پیغمبر! تم مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے، اور نہ تم بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو، جب وہ پیٹھ پھیر کر چل کھڑے ہوں۔

3۔و ما یستوی الاحیاء و لا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور ۔(آیت۲۲، سورت فاطر ۳۵)

۔ترجمہ۔زندہ لوگ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے، اور اللہ تو جسکو چاہتا ہے بات سنا دیتا ہے، اور تم ان کو بات نہیں سنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں

ان 3 آیتوں میں حضورؐ سے یہ کہا کہ آپ مردے کو نہیں سنا سکتے، ہاں اللہ جس کو چاہے سنا سکتے ہیں

اس آیت، نمبر ۲۲/۳۵ سے ایک بزرگ نے یہ استدلال کیا ہے کہ ہم مردے کو نہیں سنا سکتے، ہاں اللہ جسکو چاہے سنا سکتے ہیں

حضرت عائشہؓ اسی بات کی قائل تھیں کہ مردے نہیں سنتے، اور حضورؐ نے جو سنایا تھا وہ معجزہ کے طور پر صرف اسی وقت سنایا تھا، ہمیشہ نہیں سنا سکتا، اسی لئے اس حدیث میں، یسمع الآن، یعنی ابھی وہ سن رہے ہیں کا لفظ موجود ہے، چنانچہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مردے نہیں سنتے ہیں، اور اس کے لئے ﴿ انک لا تسمع الموتی ﴾ والی آیت پڑھی۔

حدیث یہ ہے۔

1۔عن ابن عمر قال وقف النبی ﷺ علی قلیب بدر فقال هل وجدتم ما وعد ربکم حقا؟ ثم قال انهم الآن یسمعون ما اقول، فذکر لعائشة فقالت انما قال النبی ﷺ انهم الآن لیعلمون ان الذی کنت اقول لهم هو الحق، ثم قرأت ﴿ انک لا تسمع الموتی ﴾ (آیت ۸۰، سورت النمل ۲۷) حتی قرأت الآیۃ۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل، ص ۶۷۱، نمبر ۳۹۸۰/۳۹۸۱)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ بدر کے کنویں پر کھڑے ہوئے، اور کفار مکہ سے یہ کہا کہ تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا، کیو تم نے اس کو حق پایا؟ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ابھی میری بات سن رہے ہیں، اس کا تذکرہ حضرت عائشہؓ کے سامنے ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ، حضورؐ نے فرمایا کہ ابھی جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ ابھی جانتے ہیں کہ میں جو کچھ کہہ رہا تھا وہ حق ہے۔ پھر حضرت عائشہؓ نے استدلال کے طور پر ﴿ انک لا تسمع الموتی ﴾، والی آیت پڑھی جس میں ہے کہ آپ مردے کو نہیں سنا سکتے۔

اس حدیث میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہے کہ مردے سنتے ہیں، بلکہ حضورؐ نے یوں فرمایا کہ میں جو کچھ میں کہتا تھا، بدر کے کنویں والے ابھی یقین کر رہے ہیں کہ میں سچ کہتا تھا۔

اس کی تائید حضرت قتادہؒ کی اس تاویل سے بھی ہوتی ہے۔

2۔عن ابی طلحہ ان نبی اللہ ﷺ امر یوم بدر ... فقذفوا فی طوی من اطواء بدر ...فجعل ینادیھم باسمائھم و اسماء آباھم ....فقال عمر یا رسول اللہ ما تکلم من اجساد لا ارواح لھا ، فقال رسول اللہ ﷺ و الذی نفس محمد بیدہ ما انتم بأسمع لما اقول منھم .

قال قتادۃ أحیاھم اللہ حتی اسمعھم قولہ توبیخا و تصغیرا و نقمۃ و حسرۃ و ندما ۔

(بخاری شریف، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل، ص ۶۷۱، نمبر ۳۹۷۶)

ترجمہ۔حضور ؐ نے جنگ بدر کے دن ۔۔۔ کفار مکہ کے مردوں کو کنویں میں ڈلوادیا۔۔۔ آپؐ نے اس کا اور اس کے باپ کا نام لیکر پکارا۔۔۔تو حضرت عمرؓ فرمانے لگے جس جسم میں روح نہیں ہے، حضور آپ اس سے بات کرر ہے ہیں؟ تو آپ ؐ نے فرمایا کہ جس کے قبضے میں محمد ؐ کی جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان مردوں کو زندہ کیا تا کہ حضور ؐ کی بات کو سن لے، ڈانٹنے کے طور پر، حقیر کرنے کے طور پر، سزا دینے کے طور پر، اور شرمندہ کرنے کے طور پر

حضرت قتادہؒ کی تاویل سے لگتا ہے کہ مردے تو سنتے نہیں ہیں، لیکن کفار قریش کو اللہ نے زندہ کیا اور انکو شرمندہ کرنے کے لئے حضور ؐ کی بات کو سنایا، اس لئے یہ حضور ؐ کا ایک معجزہ ہے، عام حالات میں مردے نہیں سنتے۔

ان 3 آیت اور 2 حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مردے نہیں سنتے ہیں

[۲]۔جو لوگ کہتے ہیں کہ قبر والے سنتے ہیں

انکی دلیل یہ احادیث ہیں

3۔ان ابن عمر اخبره قال اطلع النبی ﷺ علی اهل القلیب فقال : وجدتم ما وعد ربکم حقا ؟ فقیل له أتدعون أمواتا ، فقال ما انتم باسمع منهم و لکن لا یجیبون ۔(بخاری شریف، باب ماجاء فی عذاب القبر ،ص۲۲۰،نمبر ۱۳۷۰)

ترجمہ۔حضور ؐ بدر کے کنوں والوں کے پاس تشریف لائے اور کہا: تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، کیوتم نے اس کو حق پایا؟ ،آپؐ سے لوگوں نے پوچھا، کہ کیا آپ مردوں کو پکار رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم بھی اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، لیکن وہ اب جواب نہیں دے سکتے۔

اس حدیث میں ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

4۔عن انسؓ عن النبی ﷺ قال العبد اذا وضع فی قبره و تولی و ذهب اصحابه حتی انه لیسمع قرع نعاله اتاه ملکان فأقعدانه فیقولان له ما کنت تقول فی هذا الرجل محمد ﷺ فیقول أشهد انه عبدالله و رسوله ۔(بخاری شریف، باب المیت یسمع خفق النعال ،ص۲۱۳،نمبر ۱۳۳۸)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ بندہ جب قبر میں لٹایا جاتا ہے، اور اس کے ساتھی واپس آجاتے ہیں یہاں تک کہ جب مردہ جوتے کی آواز سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اور اس کو بیٹھاتے ہیں، اور پوچھتے ہیں کہ اس آدمی محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو، تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا

ہوں کہ یہ اللہ کا بندہ اور رسول ہیں۔

اس حدیث میں ہے کہ مردہ جوتے کی آواز سنتا ہے ،

5۔عن ابی ھریرۃ قال : قال رسول الله ﷺ من صلی علی عند قبری و کل بھما ملک یبلغنی و کفی بھما امر دنیاہ و آخرته و کنت له شھیدا او شفیعا ، ھذا اللفظ حدیث الاصمعی ، و فی روایة الحنفی قال : عن النبی ﷺ قال من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی نائیا ابلغته ۔(بیہقی [متوفی ۴۵۸] فی شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی ﷺ واجلالہ وتوقیرہ، ج ثانی، ص ۲۱۸، نمبر ۱۵۸۳)

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ؐ نے فرمایا، جو میری قبر کے پاس درود بھیجتا ہے تو اس پر اللہ فرشتے کو مقرر کرتے ہیں جو مجھے وہ درود پہنچادے، اس کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی کافی ہو جاتی ہے، اور میں اس کے لئے گواہ ہوں گا اور شفارسی ہوں گا،

حدیث کے یہ جملے حضرت اصمعیؒ سے منقول ہیں

، اور حضرت حنفی کی روایت میں یوں ہے۔حضورؐ نے فرمایا۔کہ کوئی میری قبر کے پاس درود بھیجتا ہے تو میں اس کو سنتا ہوں، اور جو دور سے درود بھیجتا ہے تو وہ مجھکو پہنچا دیا جاتا ہے

اس حدیث میں ہے کہ میری قبر کے پاس درود بھیجے تو میں اس کو سنتا ہوں، اور دور سے درود بھیجے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

میں نے مکتبہ شاملہ سے بہت تلاش کی، کسی کتاب میں، عند قبری سمعته ، کا لفظ نہیں ملا ، اور کئی محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے

[۳]۔جو لوگ کہتے ہیں کہ خود تو نہیں سنتے ، لیکن اللہ جتنا چاہے تو سنا دیتے ہیں

ان کے دلائل یہ ہیں

4۔ و ما یستوی الاحیاء و لا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور۔(آیت ۲۲،سورت فاطر ۳۵)

۔ترجمہ۔زندہ لوگ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے ،اور اللہ تو جسکو چاہتا ہے بات سنا دیتا ہے،اور تم ان کو بات نہیں سنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں

اس آیت میں ہے کہ قبروں میں جو لوگ ہیں ان کو اللہ چاہے تو سنا دیتے ہیں،حضورؐ آپ نہیں سنا سکتے

6۔عن اوس ابن اوس قال قال النبی ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی ، قال فقالوا یا رسول اللہ !و کیف تعرض صلاتنا علیک و قد ارمت ؟ قال یقولون بلیت . قال ان اللہ حرم علی الارض أجساد الانبیاء ﷺ ۔(ابوداود شریف، باب فی الاستغفار،ص ۲۲۶،نمبر ۱۵۳۱/ابن ماجۃ شریف، باب فی فضل الجمعۃ ،ص ۱۵۲،نمبر ۱۰۸۵)

ترجمہ۔آپ ؐ نے فرمایا کہ تمہارا سب سے اچھا دن جمعہ کا دن ہے،اس لئے اس دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو،اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے،لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے آپ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا۔راوی کہتے ہیں کہ شاید بلیت ، کا لفظ

کہا۔آپ ؐ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسم کو حرام کردیا[زمین انبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی]
اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ پر درود شریف پیش کیا جاتا ہے، وہ دور سے نہیں سنتے ، بلکہ سنایا جاتا ہے۔

7۔عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبورا و لا تجعلوا قبری عیدا و صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم۔(ابوداود شریف، باب زیارۃ القبور،ص ۲۹۶،نمبر ۲۰۴۲)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبر کی طرح مت بناؤ، اور میری قبر کو عید کی طرح مت بناؤ، ہاں مجھ پر درود بھیجا کرو، اس لئے کہ تم کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔
ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور براہ راست نہیں سنتے ، بلکہ انکو سنایا جاتا ہے، اور ان پر درود پیش کیا جاتا ہے۔

ایک استاذ کی رائے

میرے ایک استاذ یہ فرماتے تھے کہ دونوں حدیثوں اور آیتوں کو ملانے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مردہ خود تو نہیں سنتا، البتہ اللہ جس چیز کو سنانا چاہتا ہے، اس کو سنا دیا جاتا ہے۔ یہ اسلم طریقہ ہے، اور دونوں قسم کی آیتوں کو جامع ہے۔واللہ اعلم۔

اس عقیدے کے بارے میں 4 آیتیں اور 7 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

۴۴۔یہ دس چیزیں علامت قیامت میں سے ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 16 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

[۱] دھواں

[۲] دجال کا نکلنا

[۳] زمین سے جانور نکلے گا جو انسانوں سے بات کرے گا

[۴] سورج مغرب سے نکلے گا

[۵] حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے

[۶] یاجوج ماجوج ایک قوم ہوگی جو نکلے گی اور پوری دنیا کو تہس نہس کر دے گی

[۷۔۸۔۹] تین جگہ سے زمین کا دھسنا ہوگا، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، اور تیسرا جزیرہ عرب میں

[۱۰] ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر تک لے جائے گی۔

[۱۱] کچھ علامات قیامت اور بھی ہیں

ہم ان علامات قیامت پر ایمان رکھتے ہیں

کیونکہ ان کا ثبوت آیت اور پکی حدیث میں ہے ان دس علامات کی دلیل یہ حدیث ہے۔

1۔عن حذیفة بن اسید الغفاریقال اطلع النبی ﷺ علینا و نحن نتذاکر فقال ما تذاکرون ؟ قالوا نذکر الساعة قال انھا لن تقوم حتی ترون قبلھا عشر آیات ، فذکر الدخان ، و الدجال ، و الدابة ، و طلوع الشمس من مغربھا ، و نزول عیسی ابن مریم ﷺ ، و یاجوج و ماجوج ، و ثلاثة خسوف ، خسف بالمشرق ، و خشف بالمغرب ، و خشف بجزیرة العرب ، و آخر ذالک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرھم ۔(مسلم شریف، کتاب الفتن ، باب فی الآیات التی تکون قبل الساعة ،ص ۱۲۵۶،نمبر ۲۹۰۱/۷۲۸۵/ابو داود شریف، کتاب الملاحم، باب امارات الساعة ،ص ۶۰۵ ،نمبر ۴۳۱۱)

ترجمہ۔حضرت حذیفہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضورؐ تشریف لائے ،ہم کسی چیز کا ذکر کر رہے تھے،حضورؐ نے پوچھا کہ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو،لوگوں نے کہا قیامت کا ذکر کر رہے ہیں،تو حضورؐ نے فرمایا، جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لوگے، قیامت ہر گز نہیں آئے گی۔آگے آپؐ نے بیان فرمایا، دھواں، دجال، ایک جانور نکلے گا،مغرب سے سورج نکلے گا،حضرت عیسی ابن مریم آسمان سے اتریں گے، یاجوج ماجوج کا خروج، اور تین جگہ زمین دھنسے گی ،ایک مشرق میں ، دوسری مغرب میں، اور تیسری جزیرۃ العرب میں، اور آخری میں یمن سے آگ نکلے گی ، جو لوگوں کو محشر تک دھکیل کر لے جائے گی۔

قیامت سے پہلے یہ دس بڑی بڑی نشانیاں ہوں گی

حضرت عیسی علیہ السلام دوبارہ زمین پر اتریں گے

کچھ حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ نہیں آئیں گے، یہ بات صحیح نہیں ہے،
کیونکہ پکی اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں، اور وہ دوبارہ زمین پر اتریں گے، اور حضورؐ کی شریعت کے مطابق شریعت نافذ کریں گے، اس وقت انکی اپنی شریعت نہیں ہو گی، حضرت عیسیٰؑ حضورؐ کے امتی بن کر آئیں گے، کیونکہ حضورؐ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والے نہیں ہیں، جو اب نبوت کا دعوی کرتا ہے وہ جھوٹا ہے
کچھ لوگوں نے یہ بھی دعوی کیا ہے کہ میں عیسیٰؑ ہوں، لیکن یہ دعوی بالکل غلط ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ بالکل آخیر میں ہوں گے، اور اپنے ہاتھوں سے دجال کو قتل کریں گے، اور جو دعوی کرنے والے ہیں انہوں نے کبھی دجال کو نہ دیکھا ہے، اور نہ قتل کیا ہے، اس لئے اس دعوی بالکل غلط ہے

حضرت عیسیٰؑ کے اترنے کی دلیل یہ آیت ہے

1۔وو ما قتلوہ یقینا ، بل رفعہ اللہ الیہ و کان اللہ عزیزا حکیما، و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ و یوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا ۔(آیت ۱۵۹، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔ یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ [عیسیٰؑ کو قتل کرنے والے] عیسی علیہ السلام کو قتل نہیں کر پائے، بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا تھا، اور اللہ بڑا اقتدار والا، حکمت والا ہے، اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ضرور بالضرور عیسیٰؑ پر ایمان نہ لائے، اور قیامت کے دن وہ ان

لوگوں کے خلاف گواہ بنیں گے۔

تفسیر ابن عباس کے مطابق ۔۔اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ زمین پر اتریں گے، اور تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے، جس سے دوبارہ اترنے کا اشارہ اس آیت میں ملتا ہے

اس حدیث میں ہے

2۔عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال.....فبينا هم يعدون للقتال يسوون الصفوف اذا قيمت الصلاة فينزل عيسى ؑ ابن مريم فامهم فاذا راه عدو الله ذاب كما يذوب الملح فی الماء، فلو تركه لانذاب حتى يهلك ، و لكن يقتله الله بيده فيريهم دمه فی حربته ۔(مسلم شریف، کتاب الفتن، باب فی فتح قسطنطينية وخروج الدجال ،ونزول عیسی ابن مریم ،ص۱۲۵۴، نمبر۲۸۹۷/۷۲۷۸)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا۔۔۔قیامت کے قریب لوگ ایک جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے، اور صفیں سیدھی کی جا چکی ہوں گی، اور نماز کی اقامت کہی ہوگی، کہ حضرت عیسیٰ نیچے اتریں گے، اور لوگوں کی امامت کریں گے، جب اللہ کا دشمن دجال دیکھے گا تو جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے، اسی طرح وہ پگھلنے کی کوشش کرے گا ، اگر اس کو ایسے ہی چھوڑ دیتے تو وہ پگھل جاتا، اور مر جاتا، لیکن اللہ حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اس کو قتل کرائے گا، پھر حضرت عیسی [لوگوں کو یقین کرانے کے لئے] اپنے نیزے پر دجال کا خون دکھلائیں گے۔

3۔سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ و الذی نفسی بيده ! ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما مقسطا ، فيكثر الصليب ، و يقتل الخنزير ، و يضع الجزية ، و يفيض المال حتى لا يقبله أحد ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب نزول عیسی ابن مریم حاکما

بشریعۃ نبینا محمد، ص ۷۷، نمبر ۱۵۵، نمبر ۳۸۹)

ترجمہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ، جس ذات کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ حضرت عیسیٰؑ تمہارے درمیان ضرور اتریں گے، وہ انصاف کرنے والا حاکم ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں [یعنی تمام لوگوں کو ایمان ہی لانا ہوگا، تا کہ کوئی جزیہ نہ دے] اوران کے زمانے میں مال اتنا بہہ پڑے گا کہ اس کو کوئی لینے والا نہیں ہوگا

4۔ ان ابا ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب نزول عیسی ابن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمد، ص ۷۸، نمبر ۱۵۵، نمبر ۳۹۲)

ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ، اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ تمہارے درمیان حضرت عیسیٰؑ اتریں گے، اوراس وقت امام تمہارے میں سے ہوگا [یعنی حضرت مھدی علیہ السلام امام ہوں گے [اور حضرت عیسیٰؑ انکے تابع ہوں گے۔

5۔عن ابی ھریرہ ...قال ابن ابی ذئب : تدری ما امکم منکم ؟ قلت : تخبرنی قال فامکم بکتاب ربکم عزو جل و سنۃ نبیکم ۔(مسلم شریف، کتاب الایمان، باب نزول عیسی ابن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمد، ص ۸۷، نمبر ۱۵۵، نمبر ۳۹۴)

ترجمہ۔ابن ابی ذئب نے کہا، امکم منکم ،، کا معنی تم کو پتہ ہے؟ میں نے کہا آپ بتائے تو انہوں نے کہا کہ، قرآن کے ذریعہ اور حضور کی سنت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ تمہاری امامت کریں گے

ان احادیث سے پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ زمین پر اتریں گے، اور وہ حضور ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے، اوران کے امتی بن کر تشریف لائیں

حضرت امام مہدی علیہ السلام

یہ بھی قیامت کے علامات میں سے ہیں

حضرت مہدی علیہ السلام کا نام حضور کے نام پر محمد، ہوگا، اوراس کے باپ کا نام حضورؐ کے باپ کے نام پر عبداللہ، ہوگا، اور یہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں ہوگا، اور حضرت حسن کی اولاد میں ہوگا

قیامت کے قریب لوگ انکے ہاتھ پر بیعت کریں گے، اور یہ آخری خلیفہ ہوں گے ، یہ نماز پڑھا رہے ہوں گے، کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے، اوران کی امامت میں نماز پڑھیں گے، پھر یہ دونوں مل کر دجال سے جنگ کریں گے، اور حضرت عیسیٰؑ دجال کو قتل کریں گے۔

اس کے لئے احادیث یہ ہیں

6۔عن ام سلمة زوج النبی ﷺ عن النبی ﷺ قال یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة فیأتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه و هو کاره فیبایعونه بین الرکن و المقام ... یلقی الاسلام بجرانه الی الارض، فیلبث سبع سنین ، ثم یتوفی و یصلی علیه المسلمون ۔(ابوداود شریف، کتاب الملاحم، باب اول کتاب المھدی، ص۶۰۲، نمبر ۴۲۸۶)

ترجمہ۔حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ، ایک خلیفہ کی موت پر لوگوں میں اختلاف ہوگا، ایک آدمی [حضرت مہدی] مدینہ سے بھاگ کر مکہ آئیں گے، ان کے پاس مکہ مکرمہ کے لوگ آئیں گے، اور مہدیؑ کو لوگوں کے سامنے لائیں گے، حالانکہ وہ خلیفہ بننا نہیں چاہیں گے، رکن یمانی، اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کریں گے۔۔۔اس وقت اسلام زمین پر جڑ پکڑ لے گا، حضرت مہدی اس کے

بعد سات سال تک زندہ رہیں گے، پھر ان کا وصال ہوگا، اور مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے

7۔عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ : لا تذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی۔(ترمذی شریف، کتاب الفتن، باب ماجاء فی المھدی، ص۵۱۲،نمبر ۲۲۳۰)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا مالک بنے گا، ان کا نام میرے نام پر، محمد، ہوگا

8۔عن ابی سعید الخدری قال خشینا ان یکون بعد نبینا حدث ، فسألنا نبی اللہ ﷺ ، فقال ؛ ان فی امتی المھدی یخرج یعیش خمسا او سبعا او تسعا... قال فیجیء الیہ الرجل فیقول یا مھدی اعطنی أعطنی قال فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ۔(ترمذی شریف، کتاب الفتن، باب فی عیش المھدی وعطاۂ ص۵۱۲،نمبر۲۲۳۲)

ترجمہ۔حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ، ہمیں ڈر ہوا کہ حضورؐ کے بعد کوئی واقعہ نہ پیش آجائے، تو ہم نے حضورؐ سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ، میری امت میں مہدی، ہوں گے، وہ پانچ سال، سات سال، یا نو سال زندہ رہیں گے۔۔۔ان کے پاس لوگ آئیں گے اور کہیں گے اے مہدی مجھے دو، مجھے دو، راوی کہتے ہیں کہ آدمی جتنا اٹھا سکے گا، اس کے کپڑے میں اتنا ڈال دیں گے [یعنی مال کی کثرت اتنی ہو جائے گی کہ حضرت مہدیؑ لوگوں کو بے حساب مال دیں گے]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت مہدیؑ قیامت کے قریب تشریف لائیں گے، وہ خلیفہ بنیں گے، اور ان کے زمانے میں فتوحات بہت ہوں گی، اور مال کی کثرت ہوگی۔

دجال کا بیان

دجال انسان ہوگا،لیکن اللہ تعالی اس کو اتنی طاقت دیں گے کہ لوگوں کو گمراہ کر سکے
دجال آئے گا، وہ کافر ہوگا، اور لوگوں کو اپنے کفر کی طرف بلائے گا
اس کے لئے احادیث یہ ہیں

9۔ان ابا سعید الخدری قال حدثنا رسول الله ﷺ حدیثا طویلا عن الدجال ...فیقول الدجال أرأیت ان قتلت هذا ثم احییته ، هل تشکون فی الامر ؟ فیقولون ، لا ، فیقتله ثم یحییه ، فیقول حین یحییه ، و الله ما کنت قط اشد بصیرة منی الیوم ، فیقول الدجال أقتله ، فلا یسلط علیه ۔(بخاری شریف، کتاب فضائل المدینۃ ،باب لا یدخل الدجال المدینۃ ،ص۳۰۲،نمبر۱۸۸۲)

ترجمہ۔حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ، دجال کے بارے میں حضورؐ نے لمبی حدیث بیان کی ۔۔۔دجال لوگوں سے کہے گا ، اگر میں اس آدمی کو قتل کر دوں ، اور پھر اس کو زندہ کر دوں تو میرے معاملے میں کوئی شک رہے گا ، لوگ کہیں گے نہیں ، دجال اس کو قتل کرے گا پھر اس کو زندہ کرے گا ، جب اس کو زندہ کر دے گا ، تو وہ آدمی کہے گا ، آج جس طرح یقین ہوا[کہ تم دجال ہو] خدا کی قسم اس سے پہلے نہیں ہوا تھا ، اب دجال کہے گا کیا اس کو قتل نہ کر دوں ، لیکن اللہ اس قتل کرنے پر قدرت نہیں دے گا۔

10۔ان عبد الله بن عمر قال قام رسول الله ﷺ فی الناس فاثنی علی الله بما هو

اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی لانذرکموہ و ما من نبی الا قد انذرہ قومہ و لکنی سأقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ ، انہ اعور ، و ان اللہ لیس باعور ۔(بخاری شریف ، باب ذکر الدجال ،ص ۱۲۲۷،نمبر ۷۱۲۷/مسلم شریف ، کتاب الفتن ، باب ذکر الدجال ،ص ۱۲۶۹،نمبر ۲۹۳۲/۷۳۶۱)

ترجمہ۔حضور ؐ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے ، اللہ کی مناسب تعریف کی ، پھر دجال کا ذکر کیا ، اور فرمایا ، ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے، اور میں بھی تم کو اس کے فتنے سے ڈراتا ہوں، لیکن میں ایسی بات کہہ رہا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی ، کہ دجال کانا ہے، اور خدا ہرگز کانا نہیں ہے

11۔عن حذیفۃ عن النبی ﷺ قال فی الدجال ، ان معہ ماء ، و نار ، فنارہ ماء بارد و مائہ نار ۔ (بخاری شریف، باب ذکر الدجال ،ص ۱۲۲۸،نمبر ۷۱۳۰)

ترجمہ۔حضور ؐ نے دجال کے بارے میں فرمایا ، دجال کے ساتھ پانی اور آگ چلے گی ، جو اس کی آگ ہے وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہے، اور جو پانی نظر آئے گا وہ حقیقت میں آگ ہے

12۔ان عائشۃؓ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یستعیذ فی صلاتہ من فتنۃ الدجال ۔ (بخاری شریف نمبر ۷۱۲۹)

ترجمہ۔حضرت عائشۃ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور ؐ اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے

دجال ایک بڑا فتنہ ہوگا اس سے پناہ مانگنا چاہئے۔ یہ بھی علامت قیامت میں سے ہے

یاجوج ماجوج نکلیں گے

یاجوج ماجوج ایک بہت بڑی قوم ہے، جو قیامت کے قریب نکلے گی، اور پوری دنیا میں بڑی ادھم مچائے گی، حضورؐ نے اس کی خبر دی ہے

اس کے لئے آیت یہ ہے

2۔حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و هم من کل حدب ینسلون و اقترب الوعد الحق۔(آیت ۹۶،سورت الانبیاء۲۱)

ترجمہ۔یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا، اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے نظر آئیں گے، اور سچا وعدہ [یعنی قیامت] پورا ہونے کا وقت قریب آجائے گا

حدیث یہ ہے

13۔عن زینب بنت جحش ان النبی ﷺ استیقظ من نومه و هو یقول: لا اله الا الله ، ویل للعرب من شر قد قترب ، فتح الیوم من ردم یاجوج و ما جوج مثل هذه و عقد سفیان بیده عشرة ۔(مسلم شریف، کتاب الفتن، باب اقتراب الفتن و اشراط الساعۃ، ص ۱۲۴۶، نمبر ۲۸۸۰/۷۲۳۵)

ترجمہ۔حضورؐ نیند سے بیدار ہوئے، لا اله الا الله ، کہہ رہے تھے، عربوں کے لئے ہلاکت ہوشر بہت قریب آچکا ہے، اور آج یاجوج ماجوج کا سوراخ اتنا کھول دیا گیا ہے، حضرت سفیان نے انگلیوں کا گول حلقہ بنا کر بتایا کہ اتنا سا کھولا گیا

اس آیت اور حدیث سے پتہ چلا کہ قیامت میں یاجوج ماجوج کھولے جائیں گے

سورج مغرب سے نکلے گا

،اس کی دلیل یہ حدیث ہے

14۔حدثنا ابو ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من مغربھا فاذا راھا الناس آمن من علیھا فذالک حین ﴿لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن آمنت من قبل (آیت ۱۵۸،سورت الانعام ۶﴾ (بخاری شریف، کتاب التفسیر، باب لا ینفع نفسا ایمانھا،ص ۷۹۳،نمبر ۴۶۳۵) ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ جب تک مغرب سے سورج نہیں نکلے گا قیامت قائم نہیں ہوگی، جب اس کو نکلتا دیکھیں گے تو سب لوگ ایمان لے آئیں گے [لیکن اس وقت یہ ایمان قابل قبول نہیں ہوگا، اس آیت، لا ینفع نفسا]، میں اس کا ذکر ہے

جانور نکلے گا

قیامت کے قریب ایک عجیب جانور نکلے گا جو انسانوں سے باتیں کرے گا۔، اور اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔جانور نکلنے کی دلیل یہ آیت ہے

3۔اذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون ۔(آیت ۸۲،سورت النمل ۲۷)

ترجمہ۔اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں پر آپہنچے گا،تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا، کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے

کچھ اور چیزیں بھی علامت قیامت میں سے ہیں

قیامت کے قریب زنا عام ہو جائے گا ، گانے عام ہو جائیں گے، شراب پینا عام ہوگا، دین سے جہالت عام ہو جائے گی، اور والدین کے ساتھ بچوں کا رویہ آقا جیسا ہوگا، اور بچے ماں باپ کا کوئی احترام نہیں کریں گے، اور نیچے قسم کے لوگ بڑی بڑی بلڈنگیں بنا لیں گے

ان احادیث میں اس کا تذکرہ ہے

15۔عن ابی هریرة ...و سأخبرک عن اشراطها اذا ولدت الامة ربتها ، و اذا تطاول رعاة الابل البهم فی البنیان ۔(بخاری شریف، کتاب لا یمان، باب سؤال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان، ص۱۲، نمبر ۵۰)

ترجمہ۔حضور ؐ نے فرمایا، میں قیامت آنے کی علامت بتا تا ہوں، جب عورتیں اپنے آقا کو جنم دینے لگیں، کالے اونٹوں کو چرانے والے لوگ بڑی بڑی بلڈنگوں میں ڈینگیں مارنے لگیں

16۔عن انس بن مالک ...ان من اشراط الساعة ان یرفع العلم و یظهر الجهل و یفشو الزنا ، و یشرب الخمر ، و یذهب الرجال و یبقی النساء حتی یکون لخمسین امرأة قیم واحد۔(ابن ماجۃ شریف، کتاب الفتن، باب اشراط الساعۃ ،ص۵۸۴نمبر ۴۰۴۵)

ترجمہ۔حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہیں، علم دین اٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، شراب خوب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے لئے ایک ہی ذمہ دار ہوگا۔

اس عقیدے کے بارے میں 3 آیتیں اور 16 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

تمت بالخير

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين، و الصلوة و السلام على رسوله الكريم و على اله و اصحابه اجمعين الى يوم الدين ۔

الحمد للہ آج یہ کتاب پوری ہوئی، جو میری زندگی کی ایک اہم کتاب ہے۔

احقر ثمیر الدین قاسمی غفرلہ، مانچیسٹر، 2 / 2/ 2018

مؤلف کا پتہ

Maulana Samiruddin Qasmi

70 Stamford Street , Old trafford

Manchester,England -M16 9LL

E samiruddinqasmi@gmail.com

M (00 44) 07459131157